من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین
فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند
حسب ہدایت
حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دار العلوم وقف دیوبند
زیر نگرانی
مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب
نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند
ترتیب
لجنۃ ترتیب الفتاویٰ
جلد اوّل
باب الایمان، باب العقائد
باب البدعات والرسوم
ناشر
حجۃ الاسلام اکیڈمی
دار العلوم وقف دیوبند

# فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۱)

# فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد(۱)

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

طبع اولیٰ: ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۱ء

**باھتمام:** حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند



Composed By: Noor Graphics, Deoband


**Hujjat al-Islam Academy**
Al Jamia Al-Islamia Darul Uloom Waqf Deoband
Eidgah Road, P.O.247554 Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel: +91-1336-222752. Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: www.dud.edu.in
Printed at: Markazi Publishers, Delhi
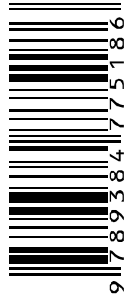
مَنْ يُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

# فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

جلد اوّل

باب الایمان، باب العقائد
باب البدعات والرسوم

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دارالعلوم وقف دیوبند

# تفصیلات


نام کتاب : فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند (جلد اوّل)
حسبِ ہدایت : حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم
زیرنگرانی : مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب
ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ:
جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی
جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب
جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب قاسمی
جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی
جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب گنگوہی
جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب قاسمی
جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب قاسمی
صفحات : ۵۴۰
تعداد : ۱۰۰۰
طباعت : ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۱ء
ناشر : حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند

# اجمالی فہرست

# تفصیلی فہرست

❀ ❀ ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مقدمہ

## تغیر پذیر دنیا اور انسان کی اجتماعی مزاج سازی

از روئے قرآن واحادیث اور از روئے عقل ومشاہدات ومحسوسات یہ ایک ثابت شدہ اور نا قابل تردید حقیقت ہے کہ یہ دنیا بدیع السموات والارض کے حکم ومشیئت کے مطابق بہر لحہ ولحظہ تغیر پذیر ہے اور یہ تغیرات دنیا میں موجود کبیر وصغیر اور عظیم وحقیر تمام مخلوقات وموجودات عالم پر کسی نہ کسی طور پر بہر کیف اثر انداز ہیں، انسان جو کہ حق تعالیٰ کے سلسلۂ تخلیقات کا عروج ہے جس کو خلیفۃ اللہ فی الارض کے منصب جلالت سے سرفراز فرما کر کائنات میں اگرچہ محدود ہی سہی لیکن کسی نہ کسی درجے میں تصرف کے اختیار وشعور سے سرفرازی عطا فرما کر مخلوقات عالم پر جہاں ایک طرف عظمت و برتری سے نوازا گیا ہے، وہیں دوسری جانب اس اختصاص کے باوصف یہ کیسے ممکن تھا کہ انسان قوانین قدرت کے اثرات سے خارج ہوسکتا بلکہ تغیرات احوال، گردش شام وسحر اور اسکے نتیجہ میں پیدا ہونے والے مسائل وکوائف کو انسانی زندگی میں ارتقاء کی بنیاد واساس کا درجہ حاصل ہے جو کہ زمان و مکان کے ہر رنگ وآہنگ میں بنی نوع انسانی کی فطرت وطبیعت فکر ومزاج مقتضیات وضروریات پر مرتب ہونے کے ساتھ ساتھ علاقائی احوال وکوائف سے مل کر انسان کی اجتماعی مزاج سازی میں ایک مرکزی محرک کے طور دخیل وکارفرما ہیں۔

## امت مسلمہ کی علمی عظمت:

ذات حق جلّ مجدہ کے تخلیق فرمودہ انسان کی فطرت اور مزاج کے تناظر میں اگر اسلام کی چودہ سو سالہ عظمت وسرفرازی کی بلندیوں کو چھو لینے والی روشن اور عظیم تر دینی وعلمی جدو جہد اور تاریخ ساز ہمہ جہت و ہمہ انواع اور ہمہ اقسام خدمات کے دائرہ عظمت ورفعت، وسعت وتعمق، کثرت علوم

ومعارف، تحقیق وتدقیق اور کارہائے علم وآگہی کا ضخامت کے لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ امت محمدیہ اپنے کارعلوم ومعارف کے ہمہ جہت اختصاصات اور بے بدل امتیازات کی روشنی میں اس حیثیت کی حامل ہے کہ دنیا کی متمدن ومہذب اقوام وملل اپنے مستند تاریخی ومذہبی وقائع سے نہ صرف یہ کہ اسکی نظیر لانے سے ہی قاصر ہیں بلکہ طوعاً وکرہاً ہی سہی اس کار باعظمت کا اعتراف کرنے پر بھی مجبور ہیں، البتہ یہ ایک الگ اور مستقل بحث کا موضوع ہے کہ دنیا کی ہر متمدن ومہذب قوم میں مختلف علوم کی ترویج وتوسیع اور فکر کی وسعت اور گہرائی وگیرائی کے مختلف زاویوں اور معیارات کی مثالیں باندازِ دگر کثرت سے پائی جاتی ہیں جو کہ دنیا کی مختلف نوعیّتوں کے ارتقائی سفر میں اپنی انفرادیت وامتیاز میں اپنا ایک الگ اور منفرد مقام رکھتی ہیں، احکام ومسائل کے حوالے سے دین اسلام میں دنیائے علوم ومعارف کی ایک جہت یہ ہے کہ ہر دور کے گذرتے وقت میں حیات انسانی کے بہر لحہ ولحظہ پیش آنے والے مسائل ومعاملات کو اسلام کے بنیادی واساسی مسلّمہ مآخذ قرآن واحادیث اور اجماع وقیاس کے تناظر میں دین اسلام کے سلسلہء ہدایت ورہنمائی کی روشنی میں طبقہء فقہائے امت نے احکامات کو مدلل ومبرہن کرکے حل وعقدہ کشائی کے فرض کفایہ کو اپنی زندگیوں کا بایں طور محور قرار دیا کہ مسائل کی تحقیق وتدقیق اور تدوین میں اپنی متاع حیات کے ایک ایک لحظہ وپل کو کارآمد بناتے ہوئے اپنی زندگیاں تج کردی ہیں، خطہء ارض کا شاید کوئی بھی ملک وشہر اور منطقہ ایسا نہ ہو جس پر بسنے والے افراد امت محمدیہ کے لئے عمل کی راہ کو آسان بناتے ہوئے ہمہ جہت واقسام مسائل کے اجزائے ترکیبی کو علیحدہ علیحدہ کرکے اسکا کوئی حل پیش نہ کیا گیا ہو۔

تدوین وترتیب فقہ کی تاریخ ان ہی حقائق و وقائع سے عبارت ہے، فقہاء کے ان ہی اجتہادات وایجادات کو ہر دور میں امت کی راہنمائی کے تناظر میں مشعل راہ کی حیثیت حاصل رہی ہے، اجتہادات وایجادات کے اس باب میں حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا رقم فرمودہ یہ اقتباس نفس موضوع کی تمہیدی عقدہ کشائی کرتا ہے ”کہ مؤرخین کا یہ قول ہے کہ نبی اول الزماں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کا عرصہ تخمیناً چھ ہزار سالوں یا اس کے کم وبیش کو محیط ہے، اگر مؤرخین کے اس قول کو اختیار کیا جائے تو حاصل یہ نکلتا ہے کہ رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں

الف کے آغاز میں مولود ومبعوث ہوئے (جس پر بعض آثار صحابہ اوراحادیث بھی شاہد ہیں جن کوابن جریر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے) تو واضح ہوگا کہ تکوینیات کی طرح تشریعیات کی تکمیل بھی چھ ہزار برس میں ہی ہوئی اور جس طرح تکوین وتشریع میں تدریج کا اصول مشترک تھا اسی طرح اس کی مدت میں بھی اشتراک اور یکسانیت کی شان پائی جاتی ہے جس کی تکمیل کی جانب قرآن کریم بہت واضح اشارہ کررہا ہے (کیوں کہ کسی شئے کی انتہاء کا اپنی ابتداء سے منطقی ربط کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے) اور از روئے نص قرآنی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[۱] اس حقیقت کی روشن اور بین دلیل ہے جسکا حاصل ہے کہ ذات حق جل مجدہ کے چھ دن یا دنیا کے چھ ہزار برس کی مدت میں مخلوقات ومشروعات کا نظام مکمل ہوکراس درجہ پر پہونچا دیا گیا ہے کہ اب نہ اس میں کسی کمی کی گنجائش رہی ہے اور نہ زیادتی کی، نہ ترمیم کی اور نہ تنسیخ کی اور لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ[۲] کی مہر لگادی، یعنی جس طرح کائنات عالم کے کلّی مادے آب وخاک اور باد ونار، پھر مادوں کے کلّی موالید جمادات، نباتات، حیوانات، پھران کے علویات اور سفلیات، پھر موالید علوی وسفلی کی جامع انواع واجناس انسان، جن وملک، اسد وغنم، شجر وحجر، بحر وبر، سیارات و ثوابت اور ارض وسما وغیرہ کی مجموعی ہیئت جسے عالم کہتے ہیں اب کسی بھی قسم کی کمی بیشی کو قبول نہیں کرسکتے ہیں بالکل ٹھیک اسی طرح سے دین کے اصول وکلیات اساسی، قواعد وضوابط اور تمام منصوص عقائد واحکام کی اس مجموعی ہیئت کذائی میں جسے اسلام کہتے ہیں کوئی کمی بیشی اور ترمیم وتنسیخ ممکن نہیں ہے، وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا[۳]۔

تاہم جس طرح تکوینیات ان منظّم اور مرتب مادوں اور علوی وسفلی ذخیروں سے بواسطۂ فکر وتدبر نت نئے عجائبات کا انکشاف کیا جاسکتا ہے اور انکی پوشیدہ ومستور طاقتوں کا سراغ لگا کر تمدن کے نت نئے اور جدید تر کارنامے دنیا کو دکھائے جاسکتے ہیں جن کی بظاہر کوئی حد دکھائی نہیں پڑتی ہے اسی طرح تشریع کے منظّم احکام ومسائل اور قواعد وکلیات کے مخفی علوم واسرار کا پتہ لگا کر ان سے تدین

(۱) سورة المائدة: ۳
(۲) سورة الروم: ۳۰
(۳) سورة الاحزاب: ۶۲

کے نئے نئے فروعی مسائل، لطائف وظرائف اور حقائق ومعارف پیدا کئے جا سکتے ہیں کیونکہ کلام اللہ کی شان بھی لاتنقضي عجائبه وارد ہوئی ہے کہ کلام اللہ کے عجائب وغرائب بے حد ونہایت ہیں، چنانچہ معلوم ہوا کہ جس طرح اس تکوینی انکشاف کا نام ایجاد ہے ٹھیک اسی طرح تشریعی استخراج کا نام اجتہاد ہے نہ ایجاد کی کوئی حد ہے اور نہ اجتہاد کی کوئی انتہاء ہے۔

البتہ یہ الگ بات ہے کہ جیسے ایجادات ہر زمانے کی ذہنیت، فکر ومزاج ضرورت اور مقتضیات کے مطابق ہوتی ہیں اور موجدین کی فطرتیں اور طبیعتیں ان ہی ایجادات کی طرف چلتی ہیں جنکی زمانے کو ضرورت ہوتی ہے اور جب وہ ضروریات ختم ہوجاتی ہیں تو طبائع کی یہ دوڑ ومسابقت بھی ختم ہوجاتی ہے اور آگے صرف ان ایجادات سے فائدہ اٹھانا رہ جاتا ہے، ایسے ہی اجتہادات کا رنگ بھی ہر گذرتے عہد کی علمی ذہنیت اور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوکر چلتا ہے جسکی اس قرن کو ضرورت ہوتی ہے اور مجتہدین کے قلوب واذہان اور فکر وتدبر کے فطری رجحانات چلتے ہی اس استخراج کی طرف ہیں جسکی اس قرن کو ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ اس سمت میں بھی ضرورت کی تکمیل کے بعد وہ دور نہیں لوٹتا جو گذر چکا ہوتا ہے اور اب صرف اس سے نفع وانتفاع کا موقعہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ تکوین اور تشریع کو بروئے عمل لانے کے لیے ایک ہی اصول فطرت ہو سکتے ہیں جو کہ فاطر السموات والارض کی فطرت سے ہی بایں طور مربوط ہے کہ وہی ان دونوں کا مبدأ اور منتہاء ہے، ان اصولوں کو جب تخلیق میں استعمال کیا گیا تو عالم مخلوقات مکمل ہوکر سامنے آ گیا اور انہیں کو جب تشریع میں بکار لایا گیا تو عالم مشروعات تیار ہوکر پایہ تکمیل کو پہونچ گیا، چنانچہ اگر عین دین میں اجتہاد کر کے استخراج علل وکلیات اور تدوین اصول کی ضرورت ہوگی تو مجتہد کے فکر وتدبر کی صلاحیتیں قدرۃ اسی جانب چلیں گی، اور اگر ان کلیات میں سے اجتہاد کے ذریعہ استخراج مسائل اور تدوین قانون کی ضرورت ہوگی تو مجتہد کے دماغ ادھر ہی متوجہ ہوں گے، اور پھر ان مستخرج مسائل کو واقعات پر منطبق کر کے ترجیحات وانتخابات پر فتاویٰ کی ضرورت پیش آئے گی تو اجتہادات اسی سمت بڑھیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ جو بھی درجہ اجتہاد کے ذریعہ پردہ ٔظہور پر آجائے گا اور اسکی ضرورت پوری ہوجائے گی تو پھر طبعی طور پر اس کے اعادہ کی ضرورت باقی نہیں رہے گی، لہٰذا قدرۃ بعد کے مجتہدین کے دماغ اس طرف چل ہی نہیں سکیں گے بلکہ اُس کے لئے ان حاصل شدہ اجتہادات میں

مزید اجتہاد کرنے کی طرف کوئی کشش ہی باقی نہیں ہوگی کیونکہ تحصیل حاصل سے فطرت ہمیشہ گریز کرتی ہے اور حاصل شدہ شے سے صرف انتفاع کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے''۔ (۱)

## مجتہدین کے امتیازات اور ان کا دائرہ کار:

اس بحث کے اجزاء سے ذہن اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ موجد اور مجتہد کا کام محض سطحی امور کو دیکھ لینا نہیں ہے بلکہ حقائق کی گہرائیوں میں اتر کر اور گھس کر اسکی بنیاد و اساسات کا پتہ لگانا ہے، مثلاً موجد کائنات کی اشیاء کی صورتوں سے گذر کر اس کی مخفی خاصیتوں کا پتہ چلائے گا تا کہ اسکے باطنی کلیہ اور اندرونی وسعت سے اپنا علم وسیع کر کے کوئی ایجادی قدم اٹھا سکے، یہی نوعیت ایک مجتہد کی بھی ہے جو کہ مسائل شرعیہ اور نصوص کے ظواہر اور مسائل سے گذر کر ان کے باطن میں اترے گا تا کہ کلیہ کے علل اور اسرار و رموز اور نکات و لطائف اور کلام کی باریکیوں کا پتہ لگا کر ان جزوی مسائل کو ہمہ گیر بنا سکے، خلاصہ یہ کہ جزئیات سے کلیات تک پہونچنا اور کلیات سے پھر نئے نئے جزیات نکالنا ان دونوں طبقات کا کام ہوگا نہ کہ سامنے آئی ہوئی جزئیات کا یاد کر لینا کیوں کہ اس کیفیت کا انطباق حفظ پر تو ہوسکتا ہے مگر وہ علم نہیں ہوگا اور اگر علم ہوگا بھی تو ادنی درجے کا علم کہلائے گا، اس میں علویت کی شان نہیں ہوگی۔

مثلاً تکوین کے سلسلے میں دنیا کے بے شمار جزئیات و افراد زید بکر، شجر و حجر، بحر و بر، کا محض دیکھ لینا یا سن کر معلوم کر لینا کوئی قابل ذکر علم نہیں ہے کیونکہ یہ ہر ایک عامی سے عامی انسان کو میسر آ سکتا ہے بلکہ اگر مزید آگے بڑھ کر کہا جائے تو یہ علم ہی نہیں بلکہ محض حس ہے، خواہ آنکھ سے محسوس کرے یا کان سے، ہاں البتہ یہ جان لینا کہ زید کن کلیات کے ماتحت زید ہے اور اسکی حقیقت کی تشکیل کن کن کلیات و جزئیات سے ہو رہی ہے، پھر زید جزئی کا اسکی ماہیاتی کلیات سے کیا رابطہ ہے یہ حقیقتاً علم ہے جو حس کے مقام سے بالاتر ہے، چنانچہ یہ مثال ہے کہ زید اور زید کی طرح عالم کی تمام جزئیات منتشر اور بے ربط نہیں ہیں بلکہ ہر جزئیت میں متعدد کلیات سرایت کئے ہوئے ہیں، کیونکہ یہ جزئیات اور افراد سمٹ کر کسی نہ کسی جنس کے نیچے ہیں، پھر اجناس جمع ہو کر کسی جنس عالی اور جنس الاجناس

(۱) اجتہاد اور تقلید، حضرت حکیم الاسلامؒ صفحہ: ۳۸۲، تحقیقات حکیم الاسلام ج: ۱

کے تحت آ جاتی ہیں اور کائنات کی اس فطری ترتیب و تنظیم کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ عالم کی تمام جزئی کثرتیں سمٹ کر کلیات کی طرف اور کلی وحدتیں پھیل کر جزئیات کی طرف دوڑ رہی ہیں۔

ثابت ہوا کہ یہ زید جزئی بظاہر تو ایک جزوی شخص ہے لیکن بہ نگاہ غائر وہ ایک مستقل جہان ہے جس میں ترتیب وار یہ سیکڑوں کلیات اور عمومات سمائی ہوئی ہیں اور اسکی زیدیت کی تشکیل و تکمیل کر رہی ہیں، اس جزئی زید کے اوپر انسان کلی ہے جس میں زید کی طرح لاکھوں کروڑوں افراد انسان آ جاتے ہیں، پھر انسان کلی کی حقیقت میں یا اسکے اوپر حیوان ہے جس میں انسان کی طرح کروڑوں حیوانی انواع بھری ہوئی ہیں، پھر حیوان کلی کی اصل نامیاتی ہے جس میں حیوان کی طرح نمودار نباتی انواع کھپی ہوئی ہیں، پھر نامیاتی اصل جسم سے ہے جس میں نامیات کے ساتھ لاکھوں غیر نامیاتی اور بے نمو جمادات شریک ہو گئے، پھر اس جسم مطلق سے اوپر جوہر ہے جس میں اجسام کے ساتھ ان گنت غیر جسمانی مجردات بھی آ جاتے ہیں، پھر جوہر سے اوپر وجود ہے جو کلی الکلیات اور جنس الاجناس ہے جس کے نیچے جوہر کے ساتھ لاکھوں اعراض بھی آ جاتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ ساری کائنات کے یہ مختلف شاخ در شاخ اجزاء ان درمیانی کلیات سے گذرتے ہوئے وجود میں جمع ہو جاتے ہیں جو کہ ان سب کی اصل الاصول ہے اور اس طرح ایک زید کو بنانے میں کس قدر کلیات نے کام کیا ہے اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ وجود نے جوہر کا لباس پہنا، جوہر نے جسم کی قبا اوڑھی، جسم نے نمو کی ردا پہنی، نامیات نے حیوانیت میں قدم رکھا، حیوان نے انسانیت میں ظہور کیا، اور انسان نے ان سب تشخصات کے ساتھ زید کو دنیا میں پیش کر دیا، چنانچہ اس حساب سے زید مجموعہ اصول و کلیات نکلا جسکی جزئیت میں کتنے کلیات سمائے ہوئے ہیں بلکہ اس کے ذریعہ سے خود متمثل ہو کر نمایاں ہو رہی ہیں۔

پس ایک عام آدمی تو صرف زید کو دیکھے گا لیکن ایک مفکر و مدبر اور محقق زید کے دیکھ لینے ہی پر قناعت نہیں کرے گا بلکہ اسکی مخفی کلیات و اسرار تک پہنچنے کی جستجو کرے گا، جن سے کہ زید کا قوام بنا ہے، اور وہ بایں ہیئت کذائی نگاہوں کے سامنے آنے کے قابل ہوا، اس لیے اس عامی کو جس میں صرف پیشانی کی آنکھ تھی مبصِر کہیں گے، لیکن اس باطن بین دانا کو جس کی مخفی آنکھ نے زید کے ان تمام مخفیات کو بھی دیکھ لیا ہے اس کو صرف مبصِر ہی نہیں بلکہ مبصَر بھی کہیں گے، اس سے واضح ہوتا ہے

کہ زید کے جثہ کو دیکھ لینا علم نہیں بلکہ زید کی حقیقت کو پالینا اور پھر اس جزئی زید کا اس کی کلیات سے ارتباط معلوم کر لینا علم ہے جو کہ ہر کس و ناکس کے بس کا کام نہیں ہے۔

عالم خلق کی اس مثال سے دراصل عالم امر کی تساوی عمل کی طرف ذہن کو مبذول کرانا مقصود ہے، کیونکہ من وعن یہی صورت حال شرعیات کی بھی ہے کہ حیات انسانی کے قدم بہ قدم چلنے والے تشریع کے یہ لاکھوں مسائل اور شریعت کی یہ ہیئت کذائی مخفی یا سطحی اور نمائشی نہیں ہے بلکہ پوری شریعت اپنے ظاہری مسائل اور باطنی دلائل نیز اپنے تمام فروع اور اصول کے لحاظ سے اس درجہ مرتب اور منظّم ہیں کہ وہ مثل ایک سیدھی زنجیر کے ہیں جس میں یہ سارے اصول وفروع اور جزئیات وکلیات درجہ بہ درجہ ترتیب وار پرودیے گئے ہیں گویا کہ شریعت کا کوئی جزئیہ ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی کلیہ کے ماتحت نہ ہو، ہر ہر فرع کسی نہ کسی اصول کے ماتحت ہے، پھر ہر ہر اصول کسی نہ کسی اصل الاصول سے مربوط ہے اور بالآخر سارے اصول وکلیات سمٹ کر کسی ایک اصل اصیل سے جڑے ہوئے ہیں جس سے پوری شریعت ایک محیر العقول نظام کے ماتحت اور ایک ایسے شجرہء واحدہ کی صورت دکھائی دیتی ہے کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ[۱] جسکی تمام شاخیں اور شاخ در شاخ ٹہنیاں مع اپنے ثمرات کے ایک اصل واحد سے ناشی ہو رہی ہیں اور بہر آن اپنے مستفیدین کو اپنے ثمرات سے بہرہ مند کر رہی ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ ان حقائق کی تہہ داری اور گہرائی تک کسی عام انسان کا ذہن منتقل نہیں ہوسکتا بلکہ علوم وعرفان کے ان پیچیدہ راہوں کے رمز شناس مجتہد کا ذہن ہی تدبر وتفکر کے راستے سے اس جانب منتقل ہوسکتا ہے اور وہی اس بحرِ ذخّار سے گوہر آبدار نکال کرامت کے لئے انتفاع کے راستوں کو سہل اور آسان بنا سکتا ہے، ان ہمہ جہت و ہمہ گیر عظیم ترین سلسلہ اجتہادات کی ایک عظیم اور وسیع ترین جہت فقہی اجتہادات کی ہے جس کو علم اصول فقہ سے معنون کیا جاتا ہے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ نظام شریعت کے مکمل فریم ورک (Frame Work) میں اسکی ہمہ گیر اہمیت وافادیت اور ضرورت نہ صرف یہ کہ کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے بلکہ اس جہت کو نظام اسلامی کے مرکزی محور کا

(۱) سورۃ ابراھیم: ۲۶

عنوان بھی دیا جاسکتا ہے، جو کہ چودہ صدیوں پر مشتمل فقہائے مجتہدین کے تاریخی تسلسل کے ساتھ ان ہمہ جہت خدمات کو محیط ہیں جسکی پوری امت مرہون منت ہے جو کہ بذات خود ایک آفتاب روشن دلیل ہے۔

## مذہب اسلام کے امتیازات:

دراصل دین اسلام کی تکمیل اور نعمتوں کے اتمام اور اپنی رضا کے اعلان کے ساتھ ذات حق جل مجدہ نے دین اسلام کو متعدد ایسے امتیازات و اختصاصات عطاء فرمائے ہیں کہ اگر ہم از آدم تا این دم تاریخ بنی نوع انسانی کا بصیرت کے ساتھ مطالعہ کریں تو یہ حقیقت منکشف ہوکر سامنے آتی ہے کہ بجز دین اسلام کے دنیا میں پائے جانے والے مختلف دیگر مذاہب واقوام کی تاریخ ان کی تہذیب وتمدن ان کے عقائد وعبادات افکار ونظریات معاملات ورسومات، طرز معاشرت ومعیشت، بود وباش اور معاد ومعاش جیسے متعدد معاملات کے حوالے سے حل مسائل میں نہ صرف ربط باہم کا فرق وفقدان کہیں واضح تو کہیں مبہم انداز میں نظر آئے گا، جبکہ بالخصوص فرد اور جماعت کے باہمی ربط کو متوازن طریقے پر قائم رکھے جانے کی اہمیت کو ہر ایک قوم کے نزدیک بنیادی مسئلہ تسلیم کیا جاتا ہے جس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ دائرہء اسلام سے باہر کی اقوام وملل کے قوانین میں فرد اور جماعت کے متوازن ربط کے تعلق سے یا افراط کی طرف نکل کر عدل حقیقی کے راستے سے دور نکل گئے یا تفریط کا شکار ہوکر قانون کی مطلوبہ عادلانہ افادیت کسی نہ کسی مقام پر پہونچ کر مجروح ہوتی نظر آتی ہے۔

بلکہ اس قول کے نقل پر مبالغہ کا الزام عائد نہیں ہوگا کہ دیگر اقوام وملل کے آئین وقوانین اور ان کے علمی وفکری ذخائر میں ترتیب قوانین کے حوالے سے نہ ہی تو اس قدر گہرائی اور وسعت ملے گی جیسا کہ بوسیلۂ اجتہادات فقہ اسلامی کو بلحاظ حکیمانہ ترتیب اور توسعات فکر ونظر کے ناحیہ سے حاصل ہے اور نہ ہی علمی وعملی سطح پر تدوین وانضباط کی یہ صورت نظر آئے گی جو کہ اسلامی آئین وقوانین کا مسلم الثبوت اختصاص شمار کیا جاتا ہے، جس کے حوالے سے بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ بطن مادر میں استقرار حمل سے لیکر تدفین میت تک ہی نہیں بلکہ مابعد کے بھی ہمہ جہت حیات انسانی کے تسلسل کے ذیل میں راہنما نقوش کی نشاندہی کی ہے اس کے علاوہ اس کے انفرادی یا اجتماعی احوال ومسائل کا کوئی اہم وغیر اہم گوشہ و پہلو اور معاملہ ایسا نہیں ہے جس کا فقہ اسلامی میں احاطہ نہ کیا گیا ہو خواہ

عبادات کے تعلق سے ہو یا معاملات سے متعلق ہو، خواہ انفرادی سطح کے مسائل ہوں یا اجتماعی طور پر اصول مذہب نیز مقدمات عقلی و نقلی کے استفسارات کا بیانیہ ہو، معاشرت ہو کہ معیشت ہو، فرد ہو کہ اجتماع ہو، زراعت ہو کہ تجارت ہو، قوانین دیانت ہوں کہ آئین سیاست ہو، نظم ریاست ہو کہ دستور ملکی ہو، تدبیر منزل ہو، کہ معاشرتی مسائل ہوں، خانگی احوال ہوں کہ تہذیب نفس کا معاملہ ہو، مسائل معاش و معاد ہوں، یا وصیت و وراثت ہو غرض کہ مسائل زیست کا کوئی محل و موقع ایسا نہیں ملے گا جس کے ہمہ نوع کلیات سے لیکر باریک سے باریک جزئیات تک کا احاطہ نہ کرتے ہوئے اس کے فطری حل کی جانب راہنما اصول مقرر نہ کیے گئے ہوں، ہر حکم نہ صرف یہ کہ خود اپنی جگہ پر مستقل حکم کی حیثیت ہی کا حامل ہے بلکہ اجتہاد کے راستے اور دوسرے بہت سے علوم و معارف تک پہونچنے کا وسیع ترین ذریعہ اور وسیلہ بھی بنتا ہے جس سے کہ علم وآگہی کی کتنی ہی انواع تک رسائی کا راستہ روشن ہو کر سامنے آتا ہے۔

حل مسائل کے حوالے سے احکام کی جامعیت اور ان کی مدبرانہ حکمت پر غور کریں تو جس حکم شرعی کو بھی اٹھا کر بنظر انصاف دیکھیے تو کسی نہ کسی علت و حکمت پر مبنی ملے گا، ہر نقل کے باطن میں قرین عقل وانصاف مصالح موجزن ملیں گی اور ہر باطن کے غیب میں اسرار مکنون پائیں گے، ہر جزئی میں کلی مستور اور ہر کلی میں ہزارہا جزئیات کا مخزن ملے گا، غرض کہ تدبر اور تفکر کے نقطہ نظر سے اگر غور کیا جائے تو کامل واکمل دین اسلام من حیث المجموع ان گنت و بے شمار محاسن و کمالات اور خوبیوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس کا کسی مختصر سی تحریر میں من کل الجہت احاطہ کرنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محض اجزائے عناوین کے تعارف کا تصور بھی محال کے درجے میں ہے لیکن اگر اسکی بے حد وشمار و کنار خوبیوں میں سے صرف دو ایسے اوصاف اور خوبیوں کی ہی اگر بات کی جائے جو خود اپنے آپ میں بہت سے مکارم و محاسن کو متعدد جزئیات سمیت اپنے آپ میں سمیٹ لینے کی صلاحیت واستعداد کے ساتھ ہر ایک سمت و جہت سے انفرادیت و امتیازیت کی ایسی شان لیے ہوئے ہوں جو دیگر تمام ملتوں اور مذاہب عالم میں اسے یکتا اور بے مثل قرار دینے کے لیے کافی تصور کی جاسکتی ہوں اور ان دو کمالات میں دنیا کا کوئی مذہب اس کا شریک و سہیم نہ ہو وہ اسلام کے دو ہمہ گیر امتیازی پہلو ہیں ایک ہے جامعیت اور دوسری ہے اجتماعیت، مذکورہ بہر دو پہلوؤں کے حوالے سے حکیم الاسلام حضرت مولانا

محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا تحریر فرمودہ یہ اقتباس نفس مضمون کی تفہیم و تسہیل میں معاون و ممد ثابت ہوتا ہے کہ ''جامعیت ایک ہمہ جہت اور نہایت وسیع المعنی لفظ ہے، مسئلۂ زیر بحث کے حوالے سے اگر احکام اسلام کے تناظر میں جامعیت کی بات کی جائے تو اس لفظ کی تین شقوق سامنے آتی ہیں، جن کا اگر اجمالا ہی بیان کیا جائے تو صورتحال اس طرح سامنے آتی ہے۔

**(۱) جامعیت ہدایت:** یعنی وہ بشری زندگی کے تمام لوازم، عوارض، حوائج، اور علائم کے لیے ہدایت ہے، اور زندگی کا کوئی بھی شعبہ و گوشہ اس کی ہدایت کے احاطہ سے باہر نظر نہیں آتا ہے، جلوت و خلوت، عادت و عبادت، تمدن و معاشرت، دیانت و سیاست، صلح و جنگ، حب و بغض، پھر احوال انسانی میں غربت ہو یا امارت ہو، مرض ہو کہ صحت ہو، غنا ہو یا حاجت ہو، غم ہو کہ مسرت ہو، خوف ہو یا امنیت، غرض یہ کہ سب کا مکمل اور منضبط پروگرام اس طرح سے موجود ہے کہ احکام الگ ہیں اور ان سے مکمل مطابقت کے ساتھ نمونۂ عمل کی تفصیلات مستقلا الگ سے موجود ہیں، یعنی ایک طرف نظری طور پر اصولی ہدایات کا بھی مرتب نقشہ موجود ہے تو دوسری جانب عملی طور پر نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور سیرت مبارکہ کی ایک ایک جزئی کو محفوظ کر دیا گیا، گویا کہ یہ نہیں بات صرف کہی اور لکھی ہی گئی بلکہ عمل کر کے بھی دکھائی گئی ہے۔

برخلاف دوسرے مذاہب کے کہ ان میں انسانی زندگی کے بہت سے ایسے گوشے نکلے ہوئے ہیں جن کے متعلق ان مذاہب میں کسی بھی قسم کی کوئی ہدایت اور نور نہیں ملتا ہے، اور اگر ملتا بھی ہے تو کچھ دور چل کر ہی نقل کے دلائل عقل کے راستے سے جدا ہو کر دم توڑ دیتے ہیں، تفصیلات سے قطع نظر مجملا علی سبیل المثال ہندو مذہب میں معاشرت کے سیکڑوں احکام ایسے ہیں جن کے بارے میں ہندو مذہب احکام ہدایت کے حوالے سے عاجز و قاصر اور خاموش ہے، چنانچہ جب اس قسم کے مسائل کا سامنا ہوتا ہے تو اس کمی کو اسمبلیوں کے ذریعہ قوانین بنوا کر پورا کرنے کی کوششیں کی جاتیں ہیں، (مقارنہ بین المذاہب کے حوالے سے موجود کتابی مواد میں اس موضوع کے تعلق سے متعدد دیگر مثالیں بھی تفصیلا ملتی ہیں جن کا نہ یہاں موقعہ ہے اور نہ یہ زیر نظر تحریر کا موضوع ہی ہے۔

**(۲) جامعیت احکام:** یعنی اس کے یہ تمام احکام خود اپنی ذات سے اتنے جامع ہیں کہ نہ خود ان میں کسی ترمیم کی گنجائش ہے نہ ہی تنسیخ کا کوئی موقعہ، گویا کہ انسانی زندگی کے ہر کھلے اور چھپے

گوشے کے متعلق مفصل ہدایت کا ایک قانونی اور عملی پروگرام دینا صرف اسلام کی ہی خصوصیت ہے، چنانچہ انسانی زندگی کے اصولاً تین شعبے ہیں، ایک تعلق مع اللہ، دوسرا تعلق مع الخلق اور تیسرا تعلق مع النفس، ان کے سوا چوتھا کوئی شعبہ نہیں۔

اسلام کا یہ اختصاص ہے کہ اس نے انہی تینوں بنیادی شعبہ ہائے حیات کی تعلیم وہدایت دی ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کے ایک ایک حکم میں جمیع شقوق وجوانب کی رعایت موجود ہے اور اس کے حکم کے دائرہ عمل میں جس قدر بھی فطری پہلو ہو سکتے ہیں ان سب کو پیش نظر رکھ کر حکم دیا گیا ہے، ایسا نہیں کہ جیسے مذاہب غیر میں احکام کی نوعیت یہ ہے کہ اگر کوئی حکم ایک جہت یا ایک ہی جانب لیے ہوئے ہے تو دوسری بہت سی سمتیں خالی ہیں جس سے ان میں یا تو افراط کا غلبہ پایا جاتا ہے یا وہ تفریط کا شکار ہیں، ظاہر ہے کہ افراط وتفریط سے مسائل سلجھنے کے بجائے مزید تر پیچیدہ ہوکر لاینحل بن جاتے ہیں اور بقول شخصے کہ انت کو زوال ہے، پس دوسرے لفظوں میں اس کے بالمقابل یہی کہا جائے گا کہ اسلام کے ہی احکام معتدل اور جامع جوانب ہیں اور اسی لیے وہ دائمی ہیں اور بقاء ہمیشہ اعتدال کو ہی ہوتی ہے۔

**(۳) جامعیت کے ثمرات:** اسلامی احکام بلحاظ نوعیت اور بلحاظ آثار ونتائج اس درجہ جامع اور مکمل ہیں کہ ان پر صرف اخروی یا روحانی فوائد ہی مرتب نہیں ہوتے بلکہ دنیاوی اور مادی وتمدنی ثمرات کا بھی ترتب ہوتا ہے، وہ نفع آجل بھی رکھتے ہیں اور منفعت عاجل کا بھی احاطہ کرتے ہیں، گویا اسلام ایک ایسا قانون ہے جس میں سے مادی وروحانی، تمدنی ومذہبی، اور دنیوی واخروی اور دارین کے تمام منافع کی طرف راستے نکلتے ہیں، یعنی نہ وہ اس رنگ کا دینی پروگرام ہے جس میں تقشّف مذہبی، امور دنیا سے کنارہ کشی اور خشک مزاجی سکھلا کر معاملات دنیا سے قطع تعلق اور بیگانہ کردیا گیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا قانون ہے جس میں روحانیت اور خدا پرستی، خلوص وللّٰہیت سے بے تعلقی برتی گئی ہو، بلکہ اس نے انسان کو اگر دنیا میں لگایا تو ہر ہر لمحہ دین اور آخرت کے استحضار اور خوف وخشیت کے علی الرغم إن الدنیا مزرعة الآخرة کی نوید سے اس کے فکر کی وجدانی ساخت اور فطری جذبات کو حوصلہ بھی بخشا ہے۔

اگر عبادت وزہد میں لگایا تو بہر لمحہ ولحظہ طبیعت کی رعایت کو بایں طور ملحوظ رکھا جس سے کہ مادی

راحتیں اور دنیاوی استراحت اوراس کے منافع بھی فوت نہ ہو،فرق اگر ہےصرف یہ کہ دنیا کے یہ منافع مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود بالغیر ہے، اور منافع اخرویہ مقصود بالذات ہیں، گویا منافع آخرت توان احکام کی غایت ہیں اور منافع دنیا خاصیات ہیں جو بلاارادہ مرتب ہوتی ہیں اب دوسری جہت سے اجتماعیت کے نقطہ نظر سے اسلامی آئین وقوانین کے علل واحکام کو بنظر تدبر جائزہ لیا جائے تو ایسی نادرالوقوع ہمہ گیری ملے گی کہ روز قیامت تک نئے سے نئے پیش آنے والے مسائل و حوادث خواہ ان کا تعلق انفرادیت سے ہو کہ اجتماعیت سے ہو بہر دوسمتیں ان سے باہر نہ ہوں اور جزئیات میں وہ تشخص کہ اس کا دقیق سے دقیق پہلو بھی اس قدر ممتاز ونمایاں کہ بے تکلف عمل کے دائرے میں لایا جاسکے"۔ (۱)

بہ نظر تحقیق مطالعہ کیا جائے تو جزئیات کواصول سے وہ ارتباط کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر جزئیہ کسی نہ کسی نوع سے منسلک، ہر نوع کسی نہ کسی جنس کے ماتحت اور ہر جنس کسی نہ کسی صفت رب العالمین سے وابستہ ہے اور ایسے ہی کلیات میں وہ انبساط کہ جزئیات سے لبریز ہوکر نشر جزئیات کے لیے جیسے چھلکا چاہتی ہو،غرض کہ ساری شریعت اسلامی اس قدر منظّم اوراس درجہ مرتبط کہ جس نے شریعت کے ایک ایک حکم کی ایک ایک جزئی کوعلم مجسم بنا کر رکھ چھوڑا ہے' اوراس میں بھی کوئی کلام نہیں ہے کہ اپنی ترتیب وتدوین، تحقیق وتدقیق کے لحاظ سے فقہ اسلامی آج جس صورت میں ہمارے سامنے بنیادی مآخذ کے طور پر موجود ہے اسکی تنظیم وترتیب اور جمع وتالیف میں تاریخ اسلامی کے بہترین اور اعلیٰ ترین دماغوں کی بصیرت افروز علمی وفکری صلاحیتیں صرف ہوئی ہیں، تعمق علم وفہم کے ساتھ بے لوث شب وروز کی انتھک محنتوں اور کاوشوں کے ثمرات ہمارے علمی ذخائر کا ایک ایسا بے بدل اور عظیم ترین سرمایہ ہے کہ دیگر اقوام وملل اس کی مثال لانے سے عاجز وقاصر ہیں۔

اسلام کے متعین کردہ بنیادی مآخذ کلام اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع وقیاس کی بنیاد واساس اوراس کی فراہم کردہ روشنی میں استنباط مسائل میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا، بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ہر بدلتے دور اور مائل بہ تبدل انفرادی واجتماعی مسائل حیات کے چیلنجز کو قبول کرنے اوراسکا علمی سطح پر مقابلہ کرنے اور معقول و مدلل جواب دینے اور حل پیش

(۱) اسلام کے دوامتیازی پہلو، صفحہ ۱۶۲، تشریحات حکیم الاسلام، ج:۴

کرنے کی اگر بنی نوع انسانی کے قرین فطرت وطبیعت صلاحیت کسی دین کو حاصل ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے، اسی لیے قرآن کریم نے اسلام کو لفظ مذہب سے نہیں بلکہ دین سے تعبیر کیا ہے جو کہ اس کی ہمہ جہتی و ہمہ گیری وسعت و گہرائی و گیرائی اور اسکی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ کی روشنی میں عہد بہ عہد بدلتے تمدنی مسائل حیات کے فطری حل تک رسائی حاصل کرنے اور تفریع مسائل میں فقہائے امت کی بلا انقطاع شب و روز کی تسلسل کے ساتھ اجتہادی محنتوں نے اسلامی آئین وقوانین کو ایسے عالمگیر امتیاز و اختصاص سے ہمکنار کیا ہے جس سے دیگر اقوام تہی دست نظر آتی ہیں اور اس حوالے سے مزید تعمق فکر ونظر سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ دنیا کا ہر مذہب ایک پیچیدہ صورت حال سے دوچار نظر آتا ہے جس کا ہمہ جہت انداز میں متوازن اور قابل قبول حل تلاش کرنے میں اکثر مذاہب کو ناکامی کا ہی سامنا رہا ہے اور وہ مشکل یہ پیش آتی ہے کہ عہد بہ عہد دنیا کے بدلتے احوال ومسائل، مزاج وکیفیات اور مائل بہ تبدل معیارات ردوقبول میں نیز ہر دور کے مذہبی اعتبار سے سب کے لیے سہل العمل ہونے کے حوالے سے معاملات میں عقل انسانی کی محدود رسائی اور اس کے کردار کو کس حد تک اور کہاں تک تسلیم کیا جائے۔

نیز اسی کے پہلو بہ پہلو دوسرا بنیادی سوال یہ سامنے آتا ہے کہ دنیاوی معاملات میں مذہب اور اخلاق کو کس حد تک جگہ دی جائے، یہ ایک ایسا مرحلہ ہیکہ اس پر پہونچ کر اکثر مذاہب نے ٹھوکریں کھائی ہیں، بعض مذاہب واقوام نے اس کا یہ راستہ نکالا کہ مابعد الموت اخروی معاملات کو مذہب کے سپرد کردیا اور اس دنیا میں پیش آنے والے تمام مسائل کے حل کی اساس عقل انسانی کے حوالے کردی، اس غیر معقول تفریق کی وجہ سے دنیا وآخرت کے معاملات میں جو معنوی تسلسل اور ربط وتوازن قائم رہتا ہے جس کے حیات انسانی میں بیحد دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں، نقل ربانی اور عقل انسانی میں متوازن امتزاج کے حوالے سے اس مرحلے پر قابل غور وفکر نکتۂ معتدل یہ ہے کہ معلومات اگر حواس کے راستے سے حاصل ہوئی ہیں تو اصطلاح میں اس کو تعقل کا نام دیا جائے گا اور اسی کی روشنی میں عقل جزئیات سے کلیات کے استنباط کا فریضہ انجام دیتی ہے، لیکن اگر معلومات کا مآخذ ومصدر وحی ربانی اور رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے علوم عرفانی ہیں اور اس راہ سے عقل ان تک رسائی حاصل کرکے نتائج ونظریات اور تفریعات وجزئیات پیدا کررہی ہے تو اب اس کا

اصطلاحی نام تفقہ کہلائے گا، چنانچہ نقل وعقل کی متوازن بنیادوں پر استوار عمارت ہی اپنے ہمہ جہت حسن کے ساتھ دائم رہ سکتی ورنہ اس کے نہ رہنے یا مابین فرق آجانے کے سبب حل مسائل یا تو مزید تر پیچیدہ ہوکر افراط وتفریط کا شکار ہوجائیں گے جیسا کہ اس گنجلک مرحلے پر ناقابل قبول غیر فطری تاویل سے مزید الجھ جائیں جیسا کہ بعض دیگر مذاہب ایسے مقام پر غیر طبعی اور عقل صائب کے نزدیک ناقابل قبول دلیل کا سہارا لیکر آگے بڑھ گئے اور خاموشی اختیار کر لی گئی جو ظاہر ہے کہ کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے۔

چنانچہ دیکھنے میں یہ آیا کہ اس طریقے پر انسان ذہنی اور فکری اعتبار سے دو حصوں میں بٹ کر رہ گیا جس طبقے نے خود ساختہ مذہبی رسومات کو ترجیحاً مقدم جانا اس نے اپنے آپ کو دنیا کے معاملات، رسوم ورواج اور بقائے نسل کے لازمی رشتے ناتوں تک سے بھی اپنے آپ کو منقطع کرلیا وہ نہ صرف وہ مذہبی رسومات کا ہی ہوکر رہ گئے بلکہ دنیا کی زندگی کو، دنیا میں حیات انسانی سے مربوط فطری ونفسانی احوال وکوائف اوران فطری رشتوں کو گناہ وآلائش اور موجب عذاب خداوندی جان کر ترک کا راستہ اختیار کر کے بیابانوں اور ویرانوں کو اپنی یکسوئی اور عبادات کے لیے توجہات کا محور بنا کر رہبانیت اختیار کر لی جو کہ فطرت انسانی کے قطعاً مخالف ہے اور اس غیر فطری وخود ساختہ مذہبی تقشّف کے راستے سے رب کی رضا وخوشنودی کے حصول اور نفس کے تنزل وروحانی ترقی حاصل کرنے کے راز کو پالینے کے نقطۂ نظر سے اپنے جسم کو غیر طبعی طور پر زیادہ سے زیادہ تکلیف واذیت دینے میں تلاش کیا، کوئی مدتوں ایک ٹانگ پر کھڑا ہے، کسی نے اپنے جسم کو مٹی میں دفن کیا ہوا ہے تو کوئی شدید برفانی ماحول میں ننگ دھڑنگ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہے، ظاہر ہے یہ تمام حرکات واعمال نہ ہی تو فطرت انسانی سے میل کھا سکتے ہیں اور نہ بجز کچھ ریاضت کے نتیجے میں طبائع انسانی اس قسم کے ناقابل فہم وعقل حرکات و سکنات کی زیادہ دیر تک متحمل ہی ہوسکتے ہیں جو کہ نہ صرف یہ کہ سراسر فطرت وطبیعت کے برخلاف اور فہم وعقل سے سراسر متصادم ہی ہیں بلکہ ذات حق جل مجدہ کی حکمت ومشیئت کے زیر اثر انسان کو عطاء کردہ مختلف قوات کا کفران بھی ہے جو ظاہر ہے کہ عنداللہ مقبول نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی لیے دین اسلام نے قرب خداوندی کے حصول کے لیے اس غیر فطری طریقۂ عبادت و ریاضت کو از روئے نص قرآنی واحادیث رہبانیت کے عنوان سے مسترد کرتے ہوئے اس کی مکمل

طور پر نفی کی ہے، دوسری طرف جس نے دنیا کو مذہب پر فوقیت دی اس نے مذہب کو حیات انسانی کے لیے کچھ فرسودہ قسم کی رسومات کا نام دیتے ہوئے اس کے نظام عمل کی حدود و قیود کو انسان کی آزادی فکر وعمل پر براہ مذہب حملہ آور اور انسان کی آزاد فطرت پر جکڑ بندیوں سے تعبیر کیا یا پھر اس کو توہم پرستی کا نام دیکر قوانین مذہب واخلاق کو مسترد کرتے ہوئے اپنے آپ کو مادر پدر آزاد سمجھ لیا، یہ فکر ونظر معاشرتی تباہ کاریوں کا ایک ہلاکت خیز طوفان اپنے جلو میں ساتھ لیکر آیا جس کا منطقی نتیجہ یہ سامنے آیا کہ انسانی تہذیب وتمدن کو اخلاقی اور فکری اعتبار سے شدید ترین اختلال وتباہی کا سامنا ہو گیا جو کہ نتیجۃً ذہنی انتشار اور فکری ژولیدگی اور تہذیبی تباہی و بربادی پر منتج ہوا جس کے عقلی و بصری اور تاریخی شواہد قدیم اقوام وملل کی تاریخ و وقائع سے لیکر قریبی وقت میں یورپ کی تاریخ مذہب وکلیسا کی کشمکش اور تصادم کے واقعات سے بھری پڑی ہے جس نے دنیا کے مختلف خطوں میں تشکیل خاندان کے صالح نظام و روایات کو درہم برہم کر کے رکھ دیا اور اس نظریہ کے حاملین کی جانب سے برسر عام حیوانیت کے مظاہر کو مہذب ومتمدن اور ترقی یافتہ روشن تہذیب کے عنوان اور سرنامے کا اعزاز بخش کر انسان کی اشرفیت اور مسخر کائنات کے منصب جلالت کے شرف عظیم کو پاؤں تلے کچل کر رکھ دیا۔

اگر انسانیت کے رو بہ زوال نتائج سے دوچار ہونے کے اسباب ومحرکات پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہاں صرف اور صرف مجرد عقل راہنما بنی ہوئی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ بلا علم کے عقل محض عقل طبعی ہے (زیر بحث موضوع میں یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جس کا تعلق مختلف آسمانی مذاہب میں الٰہیات سے ہے) جو کہ بلاشبہ نفس کو یہی خطوط عمل فراہم کرے گی، کیونکہ انسان کی خلقی قوتوں میں ٹکراؤ کی صورت میں اگر عقل غالب رہی تو لازماً یہ اپنی برتری کا ثبوت پیش کرنے پر مجبور ہے اور اگر ستم بالائے ستم عقل پر شہوت وغضب اور حیوانیت غالب آ گئی تو یہی انسان انتہائی پستیوں میں گرا ہوا نظر آئے گا اور الٰہیات سے دور انسان کی مجرد عقل طبعی قوتوں کا ساتھ دیتے ہوئے نت نئے راستے بھی بتلائے گی، بخلاف اس کے کہ ایک عالم عقل جس کی قوتوں کو علم کے ذریعہ رہنمائے ربانی کا سہارا حاصل ہے وہ ان قوتوں کو اپنی ہی راہ پر چلنے پہ مجبور کرے گا، کیونکہ انسان کی فضیلت محض عقل سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ علم سے ثابت ہوتی ہے اور علم بھی وہ جو طبعی بھی نہ ہو اور مطلقاً عقلی بھی نہ ہو بلکہ ربانی علم ہو جو بذریعہ وحی اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے

بشکل قرآن اور بالہام حقانی بصورت احادیث ذات حق جل مجدہ کی طرف سے آتا ہے، دلوں کو روشن کرتا ہے، عقلوں کو جلا بخشتا ہے، ذہنوں کو رسا کرتا ہے اور دماغوں کو صیقل کرتا ہے، صائب اور متوازن عقل کا خلاصہ یہ ہے کہ طبیعت پر تو عقل کی حکومت قائم کردی جائے اور عقل پر حکمرانی شریعت اور علم الٰہی کی قائم کردی جائے تو انسان مزکی، مصفی اور مجلی ہوجائے گا ورنہ ایک حیوان یا ایک شیطان یا ایک درندے کے سوا کچھ نہیں ہوگا، الٰہیات کے تابع رکھ کر ہی عقل کا متوازن کردار نتیجہ خیزی کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔

چنانچہ اس تناظر میں عقل صائب اور متوازن فہم وشعور کی بنیاد پر علی رؤوس الاشہاد بلا خوف تردید یہ دعوی ہرگز بیجا نہیں کہلائے گا کہ اگر کوئی دین، مذہب اور دنیا کے بیچ باہمی ارتباط کے حوالے سے نہایت متوازن، قرین عقل وخرد اور انسانی فطرت وطبیعت اور اس کے طبعی وجدانی اور انسان کے پیدائشی فکر ومزاج کی ساخت سے اقرب اور مہذب ترین قابل قبول اور سہل العمل حل مسائل انسانی کی صلاحیت واستعداد کا روئے زمین پر کوئی دین دعوے دار ہوسکتا ہے تو وہ بجز دین اسلام اور اس کے مکمل نظام شریعت کے دنیا کا کوئی بھی مذہب اس امتیاز واختصاص میں اس کی ہمسری کا دعوی نہیں کرسکتا ہے جس نے اپنے معتدل اور ہمہ گیر وہمہ جہت نظام شریعت سے ایک طرف عقل انسانی کو مطمئن کیا تو دوسری جانب اس کے ساتھ ساتھ شریعت کے دیے ہوئے اصول وضوابط یعنی وحی الٰہی کی قدم بہ قدم راہنمائی کی روشنی کو کارپرداز عمل کا امام رکھا ہے۔

## اسلامی علوم کی استنادی حیثیت:

چنانچہ اسلامی علوم ومعارف کے بیش بہا کوہ گراں میں بادنی تأمل فکر سے یہ حقیقت روشن ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ إن الدنیا مزرعة الآخرة کے ضمن وذیل میں دین اور دنیا کے بیچ خوصورت ترین امتزاج وتوازن کا سب سے روشن نمایاں اور بوجوہ مختلفہ اپنے آپ میں منفرد علم کے اگر کسی گوشہء علم کا ذکر آئے گا تو اس میں علم اصول فقہ کو اپنے امتیازات واختصاصات کے سبب مرتبہء عالی پر رکھا جائے گا، جس کے بنیادی اصول وقواعد اور اس کی مرکزی اساس کلام اللہ اور سنت رسول اللہ سے ماخوذ ہے۔

گویا کہ مذہبی راہنمائی اور متوازن روحانی حدود وقیود کی پابندی کا مکمل موزونیت کا حامل

سامان باندازِ ہمہ نوع اس میں موجود ہے جس کی یہ بنیادی اور اولین شرط لازم روزِ اول سے جز و لاینفک کے طور پر جانی اور مانی جاتی ہے کہ کوئی بھی قاعدہ اور کوئی بھی قانون صرف اور صرف وہی لائق تسلیم وعمل اور قابل قبول قرار پائے گا جس کی بنیاد واساس اور سند براہ راست کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کے دلائل وبراہین سے مربوط وروشن ہو، اس شرط لازم کے بجز کوئی بھی اور کسی بھی قسم کی سند قابل قبول نہیں ہوگی اگر چہ اس کے پیچھے کیسی ہی معتمد تاریخی یا واقعاتی سند کتنے ہی مضبوط انداز میں اس کو نظری دلائل فراہم کرتی ہوئی کیوں نہ نظر آ رہی ہو۔

بلا شبہ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ تاریخ خود اپنے آپ میں علم وفن کا ایک نہایت اہم ترین حصہ شمار ہوتا ہے، اور بہت سے علوم وفنون ایسے بھی ملیں گے جن میں اس کی سند کو درجہء قبول بھی حاصل ہوتا ہے، کیونکہ فن کے ناحیہ سے غور کیا جائے تو یہی تاریخ ہے جو حکمت کا سبق پڑھاتی ہے، افراد واشخاص اور ادوار کے فکر ومزاج سے روشناس کراتے ہوئے واقعات اور اس کے اسباب وعلل سے آ گاہی بخشتی ہے، لیکن اس کے مرکزی مآخذ کی بنیاد کیونکہ خالص عقل انسانی پر استوار ہے اس لیے نہ ہی تو وہ فقہ اسلامی کے لیے قابل ذکر سند کے درجہ کو حامل ہوسکتی ہے اور نہ ہی کسی فقہی حکم کی اساس اس پر استوار کی جاسکتی ہے۔

## اسلامی آئین اور عقل انسانی:

اب رہا یہ سوال کہ دین اسلام کے آئین وقوانین میں مرکزی اساس وبنیاد سے مربوط مذہبی رہنمائی کی مکمل گرفت کے ساتھ عقل انسانی کا تدخل اور اس کا کردار کس حد تک عامل رہا ہے؟ تو کہا جائے گا کہ دین ومذہب اور وحی واخلاق سے اس کی روشنی میں عقل انسانی کی نہایت گہری مضبوط و مستحکم، نہایت متوازن اور قطعی وابستگی کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کے مباحث ومضامین اور اس کے ایک ایک جزئیہ میں عقل وخرد کی کارفرمائی اس حد تک ہے کہ فنی اعتبار سے پورے علم کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے، اس علم وفن کا ایک ایک گوشہ عقلی ومنطقی بنیاد پر استوار ہے، کیونکہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کی بنیادی اساسات کے ذیل میں اجماع اور قیاس کے ذریعہ استنباط مسائل میں فقہائے کرام کے کارہائے باعظمت کی کارپردازی ان کی اعلیٰ ترین عقل وخرد اور فکر ونظر میں وسعت وگہرائی کی ہی تو دلیل ہیں۔

## فقہ اسلامی عہد بہ عہد:

اسلام کے عہد اول کا اس نقطہ نظر سے اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کا اجمال چند لفظوں میں یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات طیبہ میں احکام میں تفریع مسائل کی ضرورت بایں طور بھی پیش نہیں آتی تھی کہ اول تو خود نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک صحابہ کرام کے درمیان میں موجود تھی اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک عمل اپنے آپ میں بذات خود ایک حکم کا درجہ رکھتا تھا گویا کہ عملی احکام کی موجودگی میں نظری احکام کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی، دوسرے عہد نبوی میں موجود افراد کی فکری ساخت بیجا قسم کے عقلی قیل وقال سے دور بیحد سادگی کی حامل تھی نیز اسلام کا دائرہ جزیرۃ العرب تک محدود تھا اور ان کے اس عمومی معاشرے کے مزاج کی ساخت اور قبائلی طرز کے بود و باش کی وجہ سے ارتقاء پذیر تمدن اور اس کی جلوہ افروزیوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے مختلف النوع سوالات تک بر بنائے عدم علم رسائی نہیں تھی گویا کہ اپنی ہی کھال میں مست رہنے والے لوگ تھے۔

اور اس میں بھی بالخصوص صحابہ کرام کی معاشرت ومعیشت، طرز بود و باش اور فکر ومزاج کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نشینی اور تربیت نے اسقدر سادہ بنا دیا تھا کہ سوال ومسائل کی غیر ضروری کثرت و باریکیاں ان کے سادہ مزاجوں سے میل نہ کھاتیں تھیں اور جو سوالات پیدا ہوتے اکثر کے جواب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہی حاصل ہو جاتے تھے باقی صحبت نشینی سے فیض پا لیتے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس بہ دلیل نص قرآنی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ [1] اخلاق واعمال میں کلام اللہ اور اس کے احکام کے ایک ایک جزو کی عملی تفسیر تھی آپ خود بھی عمل فرماتے اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیتے اور حسب موقع کسی حکم کی اطمینان بخش ضروری توضیح و تشریح لوگوں کے سوالات کی روشنی میں یا از خود بایں طور فرما دیا کرتے تھے کہ احکام کی انجام دہی میں قلت تکلیف اور عدم حرج کی رعایت ملحوظ رہے، ایسے ہی قصص وموعظت کے ذیل میں جو آیات نازل ہوتیں ان کے احکام مستنبط کر کے فرما دیا کرتے تھے، یا ایسے ہی معاشرتی سطح پر روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات وحوادث سے پیدا ہونے والے سوالات کی تشریحات وتوضیحات کا معاملہ تھا۔

---

(۱) سورۃ القلم: ۴

لہٰذا دور نبوت میں احکام اور مسائل و وسائل کے اختصار کے سبب اسلام کے نظام احکام کی جزئیات کو مابعد کے ادوار کے مثل باقاعدہ تدوین کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی، البتہ متفرق انداز میں جستہ جستہ کسی کسی کے پاس اپنی ضرورت و یادداشت کے طور پر کچھ احکام تحریری شکل میں اگر موجود تھے تو اگرچہ اس وقت ان کی نوعیت انفرادی حیثیت کی رہی تھی، لیکن تدوین فقہ کے حوالے سے بعد کے دور میں وہ صحت سند اور اصول تحقیق و تدقیق کی روشنی میں وہ ایک مضبوط مستدلات کا حصہ شمار کیے گئے، نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے اس دنیا سے پردہ فرما لینے کے بعد دور صحابہ میں صاحبان علم و فضل اجلّ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تفریع مسائل اور استخراج احکام کے حوالے سے مختلف قسم کی صورت احوال کا سامنا تھا جس میں بالخاص اسلامی فتوحات کی وسعت کے علی الرغم دائرۂ علم و عمل کے توسعات اور اس کے نتیجہ میں پیش آنے والے واقعات تھے جو کہ وقت و احوال سے ہم آہنگ مسائل میں اجتہاد و استنباط کے متقاضی تھے جس کے لیے اصحاب علم صحابہء کرام کو قرآن و احادیث کے اجمالی احکام کی تفاصیل کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔

علیٰ سبیل المثال اگر کسی سے ادائیگی نماز میں کوئی غلطی یا کوئی سہو واقع ہوگیا تو یہ بحث پیش آنا لازمی تھا کہ آیا نماز ہوگئی ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے اس بحث کے پیدا ہوجانے کے بعد یہ تو ممکن نہیں تھا کہ بالکلیہ نماز کے ساقط ہوجانے کا حکم لگا دیا جاتا یا نماز میں جس قدر اعمال تھے لاعلی التعیین سب کو فرض قرار دے دیا جاتا، لہٰذا اصحابہ کو تفریق کرنی پڑی کہ نماز کے یہ افعال فرض و لازم ہیں جن کا ترک نماز کو باطل قرار دینے کے لئے کافی ہے، یہ افعال واجب ہیں جن کا ترک کراہت کا تو موجب ہوسکتا ہے سقوط نماز کا نہیں، یا یہ امور مستحب ہیں جن کا ترک موجب خلل نہیں۔

علیٰ ہٰذا القیاس اس قسم کے اور بھی دیگر مختلف النوع مسائل تھے، کسی بھی مسئلے میں متعدد آراء کا ہونا عین قرین عقل و قیاس ہے، چنانچہ مسائل کے استنباط میں اختلاف کا پیدا ہونا بھی بہرکیف ناگزیر تھا اور صحابہ کی مختلف آراء کا قائم ہونا بھی ضروری اور لازمی تھا، اس حوالے دوسرا ایک بڑا سبب یہ بھی پیش آیا کہ بہت واقعات و احوال اس طرح کے بھی پیش آئے جن کا عہد نبوی ﷺ میں کوئی نام و نشان بھی نہیں تھا اور صحابہ کے لیے اس قسم کے مواقع کا سامنا کرنا ان کیلئے نئی صورت حال تھی، لہٰذا ایسی حالت پیش آجانے پر اصحاب علم کے لیے استنباط، حمل النظیر علی النظیر یعنی پیش آمدہ صورت

حال میں اس کے مثل یا اس سے مطابقت رکھتی مثال پر محمول کرنا اور قیاس سے کام لینا بہر حال ناگزیر تھا اور ان میں بھی کوئی ایسا اصول نقطہء اتفاق کا حامل نہیں تھا جس کی پہلے سے کوئی نظیر موجود ہو، بنا بریں آراء میں اختلاف کا پیدا ہونا فطری اور لازمی تھا، یہی وجہ تھی کہ اسلام کے دور اول میں قیاس کی مخالفت بھی ہوئی لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ قیاس، استحسان، استصلاح، استصحاب اور اجتہادات عہد بہ عہد کے معاشرتی وتمدنی تغیرات سے نباہ کرنے کا ایک وسیع ووقیع وسیلہ ہیں جس نے شریعت وفقہ کو وسعت دیکر تا قیامت جمود سے محفوظ رکھتے ہوئے ایک عظیم تر تعمیری کردار ادا کیا ہے۔

اسی حوالے سے ہم مزید آگے بڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ خود بعض مسائل میں اہل علم صحابہ کا منصوص علم بھی مختلف تھا اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عہد نبوی میں دین کی تکمیل تدریجا اور رفتہ رفتہ ہوئی تھی نیز احکام میں حسب موقع تغیر وتبدل بھی ہوا جو ایک الگ سے مستقل بحث کا موضوع ہے، اندریں صورت تمام صحابہ کو ہر امر کا علم ہونا یا یکساں پیرائے میں معلوم ہونا مشکل تھا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ میں ہر وقت سب موجود نہیں ہوتے تھے، چنانچہ جنہوں نے جیسا سنا جیسا دیکھا انہوں نے اسی کو معمول بنالیا، بایں ہمہ وجوہ بھی آراء میں اختلاف کا پایا جانا ناگزیر تھا ، یہاں پر لفظ اختلاف کی مجمل وضاحت بایں طور برمحل ہوگی کہ ایک طرف خالص عام سطح کے ذہن میں لفظ اختلاف کا انتہائی محدود ترین مفہوم باہمی تنازعات، معاندت ومخالفت اور جھگڑے کے ماسوا کوئی دوسرا نہیں ہوتا، دوسری جانب حرارت ایمانی اور بوسیلۂ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام صحابہء کرام سے سربلند عظمت پر غایت درجہ محبت وعقیدت کا تعلق یہ لفظ اختلاف عام فکری سطح کو عدم علم کی بنیاد پر الجھن وکشمکش اور انتشار میں مبتلاء کرتا ہے، حالانکہ تفصیلات سے قطع نظر اختلاف کی مجمل حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک یکساں حالت، کیفیت، بات اور رویے سے الگ اور مختلف حالت وکیفیت، بات و رویے کے بالمقابل ظہور کے ہمہ جہت مفہوم کا کوئی دوسرا لفظ مطلوب مفہوم کو ادا کرنے سے قاصر ہے اور بجز لفظ اختلاف کے کوئی متبادل اس مفہوم کی ادائیگی کا متحمل ہی نہیں ہوسکتا ہے، اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ بین الخلائق ظاہری ومعنوی جملہ اشیائے کائنات کی نمو اور ارتقاء کی اساس ہی اختلاف پر قائم ہے، ایسے ہی علوم اسلامی کی وحدت میں کثرت کے جملہ راز ہائے سربستہ کے انکشافات بھی اختلافات فکر ونظر سے الفاظ ومعانی کے ناقابل تفریق ربط باہم کے مثل ہی مربوط ہیں، از روئے

مثل'' **الأشياء تعرف بأضدادها** '' قرآن کریم نے بھی متعدد مقامات پر عبارت النص کے سیاق وسباق کے تناظر میں مختلف مقامات پر مختلف پیرائے میں اختلاف کی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

## عہد صحابہ میں اختلاف کا منہج:

علیٰ کل حال عہد صحابہ وتابعین میں مسائل میں اختلاف آراء کی تلاش وجستجو کی جائے تو تین امور ہمارے سامنے آتے ہیں،۱۔قرآن واحادیث کے الفاظ کے معانی سمجھنے میں اختلاف کا ہونا، ۲۔ جواب مسئلہ میں صحابہء کرام کے منصوص علم میں اختلاف کا پایا جانا۳۔ یہ کہ طریق استنباط میں نقطہء فکر ونظر اور تصویب وتغلیط کی راہ کا جدا ہونا، الغرض انہی اختلافات آراء کے ساتھ عہد خلافت راشدہ میں اور اس کے بعد اہل افتاء صحابہ اور ان کے تلامیذہ تابعین متفرق فوجی چھاونیوں اور مقامات مختلف شہروں اور نوآبادیات میں رہے اور بہت سوں نے اسی مقام کو اپنی جائے سکونت بنا کر وہیں پر بود باش اختیار کر لی اور لوگوں کو دین کے مسائل بتانے لگے، ابتداًء تو یہ اختلافات آراء اسقدر گہرے نہیں تھے لیکن گذرتے وقت کے ساتھ جغرافیائی وسعت کے ساتھ مختلف فکر ونظر کی حامل اقوام وملل کا دائرہ اسلام میں دخول کی وجہ سے مسائل میں کثرت وتنوعات کے سبب قوی تر ہو گئے۔

## فقہ اسلامی اور عہد تابعین:

اوراب دور تابعین میں علم الفقہ کی باقاعدہ تدوین ناگزیر ہوگئی تھی کیونکہ ماقبل کے دور کا تعامل نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے اسوہ وعمل اور ہدایات کی روشنی میں یہ تھا کہ جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا تو اصحاب علم وفضل صحابہء کرام کی جماعت اس پر غور فرماتے اور سب سے پہلے کلام اللہ میں اس کے حل کو تلاش فرماتے، اگر کوئی واضح حکم وہاں سے سامنے نہیں آتا تو احادیث نبوی اور تعامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی تفتیش وتحقیق پر کام ہوتا، لیکن اگر صورت مسئولہ یا اس سے ملتی جلتی صورت کلام اللہ اور سنت رسول اللہ میں نہیں پاتے تو پیش آمدہ صورت حال کا ہر ایک سمت و جہت سے نہایت باریک بینی اور تعمق فکر کے ساتھ جائزہ لیا جاتا نیز تلاش کی جاتی کہ کسی کے پاس درپیش مسئلہ کے حوالے سے تحریراً یا حفظاً کوئی چیز موجود ہے کہ نہیں اور اس کے ہر ایک پہلو پر مکمل فکری وسعت کے ساتھ اجتماعی سطح پر غور وخوض اور نقد و بحث کے بعد جب کسی ایک امر پر اتفاق رائے ہو جاتا تھا اس پر

حکم لگا دیا جاتا اور اس طرح اجماع بھی حجت شرعی اور معمول بہ بن جاتا، البتہ اگر اس تمام تر بحث و تحقیق کے باوجود بھی کوئی ایک حکم وامر متفق علیہ قرار نہیں پاتا اور اجماع نہیں ہوتا تھا تو بنا بریں صورت ھذا اہل افتاء صحابہء کرام اپنے اپنے اجتہادات ورائے سے مسئلہ کا استنباط فرماتے اور اس میں بھی اختلاف باقی رہ جانے کی صورت میں دلائل کی قوت کی بنیاد پر باہم متفق ہو کر کسی ایک صاحب افتاء کی تخریج پر عمل کر لینا کافی سمجھا جاتا تھا اور عموما لوگ اپنے اپنے شہر کے صاحب افتاء صحابہء کرام اور ان کے اکابر تلامیذہ کی پیروی کرتے تھے، چنانچہ اس طرح سے عہد صحابہ میں ہی مسائل فقہیہ کے استخراج و استنباط کے حوالے سے چار اصولی بنیاد و اساس کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس کا تعین ہو گیا تھا، اور دور تابعین میں ائمہ مجتہدین کے پاس بایں طور علم اصول الفقہ کی باضابطہ تدوین کی مضبوط ترین بنیادیں موجود تھیں۔

## فقہ اسلامی کے مصادر:

علم الفقہ کے سرچشمہء مصادر اربعہ کے اجمالی تعارف کی اگر بات کی جائے تو اس کا خلاصہ بایں طور سامنے آتا ہے کہ پہلا ماخذ کلام اللہ ہے جو کہ از اول تا آخر تمام ہی اسلامی علوم و معارف کی خشت اساس ہے جس میں عقائد کا بیان مفصل جبکہ عبادات اور حقوق کے بیانات مجمل ہیں گویا منصوص احکام اس میں موجود ہیں لیکن کلام اللہ کا یہ اعجازی پہلو ہے کہ ان منصوص اجمالی احکامات کے جلو میں اور اس کی ایک ایک جزئی کے ذیل میں لاکھوں لاکھ احکامات الٰہیہ کے کروڑوں حقائق و معارف سربستہ و پوشیدہ ہیں، وفائے عہد، حرمت و حلت، میراث، حدود، قصاص، محرمات جیسے ہزاروں عناوین کے ضمن میں علوم و حکم کا ایک بحر بیکراں اپنی بے حد و نہایت تابانیوں اور جلوہ آفرینیوں کے ساتھ روز قیامت تک کے لیے موجزن کر دیا گیا تاکہ غواصان علم اپنی اپنی ہمت و استعداد اور صلاحیت و مناصب کے مطابق اس کی گہرائیوں میں مستور و پوشیدہ گوہر آبدار نکال کر ہر عہد و قرن کو تابانیاں بخشتے رہیں۔

اس کی سب سے بڑی حکمت یہی ہے کہ ہر دور کے بدلتے انسانی احوال و کوائف پر نصوص کی روشنی میں عصر رواں سے ہم آہنگ تقاضوں اور مطالبات کے مطابق فیصلے کرنے میں کبھی کوئی دشواری پیش نہ آئے، گویا اس اجمال کا بالفاظ مختصر خلاصہ یہ ہے کہ ہر حکم کا راہنما اصول کہیں وضاحتا تو

اشارۃ و کنایۃ تو کتاب اللہ میں موجود ہے البتہ اس کی تفصیلات وتشریحات کا مخزن سنت اللہ ہے جبکہ اس مخزن کی بیش قیمت معدنیات کو صیقل و مصفی کر کے امت کو درپیش مسائل کو حل کرنے کا فریضہ فقہائے مجتہدین انجام دیتے آرہے ہیں۔

دوسرا ماخذ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے اقوال واعمال، افعال وتقاریر کو محیط ہیں، مثلاً قرآن نے اجمالی حکم دیا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ(۱) لیکن قیام صلوۃ کی تشریح وعملی تعبیر کی جانب راہنمائی فرمان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام صلُّوا كما رأيتموني أصلّي (۲) سے حاصل ہوئی اور اس قول رسول کی جب آیت کریمہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى (۳) کی روشنی میں تحلیل کی تو بات منقیٰ اور صاف ہوکر سامنے آگئی اور حکم ربانی اور عمل رسول کے مابین امتزاج میں مستور حکم وعلل اور حقائق تک فقہائے مجتہدین نے جب رسوخ ورسائی کی تو امت کے لیے ادائیگی صلوۃ کا اس کے لوازمات کے علم سمیت ایک سہل العمل قاعدہ سامنے آگیا۔

تیسرا ماخذ اجماع ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ عہد وعصر کوئی بھی ہو مجتہدین کا ایک حکم پر متفق ہوجانا، کیونکہ اس کا تعلق راسخین فی العلم کے متفق علیہ فیصلے سے مربوط ہے، اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ارباب تقوی کا اجماع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ہرگز منافی نہیں ہوسکتا ہے، اجماع یا قولی ہوگا یا سکوتی ہوگا قولی سے مراد یہ کہ کسی زمانے کے فقہاء نے متفق ہوکر ایک حکم شرعی کا فیصلہ کیا جبکہ سکوتی سے منشاء یہ ہے کہ کسی حکم کے سلسلے میں کسی زمانے کے مجتہدین نے سکوت اختیار کیا یعنی نہ اس کی تائید کی اور نہ تردید ہی کی حالانکہ وہ حکم ان کے علم میں آچکا تھا لیکن ظاہر ہے کہ آخرالذکر صورت اول الذکر کی طرح قطعی نہیں ہوسکتی ہے، اسی لیے اس کے حجت ہونے کے حوالے سے بہت سے اختلافات وتأملات پائے جاتے ہیں البتہ قولی اجماع کو قطعی حجت شرعی کی حیثیت حاصل ہے، اس مرحلے پر یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ صحابہ کرام کے دور میں جبکہ امت اطراف عالم میں پھیل چکی تھی مکانی اجماع کے قیام کے بارے میں جو شدید روکاوٹیں تھیں ان کے پیش نظر وقوع اجماع

---

(۱) سورہ بنی اسرائیل: ۷۸

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الاذان، باب الاذان للمسافر، ج۲،ص۸۷،رقم:۱۵۲۰

(۳) سورة النجم : ۳

کی عملی دشواریاں بھی بہر حال ظاہر ہیں، چنانچہ بہت سے فقہاء کی رائے میں یہ عملا ناممکن الصدور ہے اور یہی سبب ہے کہ بعض مجتہدین کی رائے میں اجماع کا درجہ قیاس کے بعد آتا ہے البتہ اجماع کا بحیثیت حجت شرعی کے اصول تسلیم شدہ ہے۔

چوتھا ماخذ قیاس ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی حکم شرعی کو کسی مصلحت کی بناء پر کسی دوسرے امر کے شرعی حکم کے حصول کے لیے بنیاد بنا کر فیصلہ کرنا، عملی نقطۂ نظر سے اگر جائزہ لیا جائے تو یہ تیسرے ماخذ اجماع کے تناظر میں وسیع الاثر اور آسانی کے ساتھ ممکن العمل حجت ہے اور قیاس کے اس طریقۂ عمل کو ذیل میں تحریر کردہ ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف کی مشہور حدیث پاک جو کہ متعدد طرق و اسناد سے بیان کی گئی ہے اس سے بھی قیاس کے مستند حجت شرعی قرار پانے کو تقویت بہم پہونچتی ہے، یہ موقعہ ہے جبکہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن میں قضاۃ کے مسائل حل کیے جانے کے حوالے سے روانہ فرماتے وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: إنَّ رسولَ اللّٰهِ صلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم لَمَّا أرادَ أن يبعَثَ مُعاذًا إلى اليمنِ قال :كيف تَقضِي إذا عُرِض لك قضاءٌ ؟ قال: أقضِي بكتابِ اللّٰه ، قال :فإن لَّم تجدْ فی کتاب اللّٰه ؟ قال فبِسُنَّةِ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قال :فإن لم تجِدْ فی سُنَّةِ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ولا فِي كتابِ اللّٰه ؟ قال: أَجْتهِدُ برأيي ولا آلُو، فضرَب رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم صدرَه وقال :الحمد للّٰه الذي وفَّق رسولَ رسولِ اللّٰه صلى عليه وسلم لِما يرْضٰى رسولُ اللّٰه [1] نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو پوچھا کہ جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہوتو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں (وضاحت وصراحت) نہ پاسکوتو؟ عرض کیا کہ پھر سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں بھی (دلیل) نہ پاسکوتو؟ عرض کیا تو میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اس پر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہی

(۱)أخرجه أبو داؤد، في سننه، كتاب القضاء ، باب اجتهاد الراء فی القضاة ،ج۲،ص۵۰۵،رقم:۱۳۲۶

ہیں جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جسے اس کا رسول پسند کرتا ہے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی ایک مکتوب فیصل خصومات و معاملات کے حوالے سے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے نام ہے جس میں اسی نوعیت کی ہدایات ملتی ہیں، اس کا سب سے اہم توصیفی پہلو یہ کہ اس سے اصول قیاس کی بدولت فقہ اسلامی کو بڑی وسعت حاصل ہوئی اور اس میں تسلسل زمانی کا عنصر شامل ہوکر ہر ایک عہد وعصر کے مطلوب تقاضوں سے مطابقت پیدا کرنے کی سہولت نے وسعتوں کی نت نئی جہتوں سے روشناس کرانے میں فقہائے کرام کو بڑی معاونت فراہم کی ہے تاہم بعض فقہاء وہ بھی ہیں جو اپنے اجتہادات کی بنیاد پر اصول قیاس کو حجت تسلیم نہیں کرتے ہیں جس میں ظاہریہ سمیت ابن حزم کی پیروی کرنے والے فقہاء کے نام ملتے ہیں۔

## فقہ اسلامی کے ذیلی مصادر:

اسی تسلسل میں شیخ ابوزہرہ اپنی تصنیف مصادر الفقہ الاسلامی میں بحث کے ضمن وذیل میں صفحہ ۹ پر رقم طراز ہیں کہ ''فقہ کے مسلم مآخذ قرآن وسنت اجماع وقیاس کے علی الرغم مختلف مسالک میں اس تعداد کے بارے میں ذرا سا اختلاف ہے مثلاً ظاہریہ کے نزدیک مآخذ صرف تین ہیں قرآن و سنت اور اجماع، شوافع کے نزدیک پانچ ہیں، کتاب وسنت، اجماع وقیاس اور استصحاب (دو اشیا یا دو امور میں مطابقت تلاش کرنا) جبکہ احناف کے یہاں مذکورہ پانچ کے علاوہ استحسان (قیاس خفی یعنی کسی فقہی مسئلے کے حل میں مدد لیا جانا) اور عرف (دستور عام) بھی شامل ہے، حنابلہ مذکورہ پانچ پر المصالح اور سد الذرائع کا اضافہ کرتے ہیں، بہر حال زمانے کے تغیرات کے تناظر میں فقہ کے مسلّم مآخذ اربعہ کے علی الرغم ائمہ ءفقہاء کے اجتہادات کی بنیاد پر ضمنی مآخذ کی اضافت علم اصول الفقہ کی وسعت و گہرائی اور گیرائی کی بھی ایک بین دلیل ہے۔

بحث کے تسلسل سابق کے ذیل میں گویا بایں طور ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم اصول فقہ کی جڑ بنیاد تو دور صحابہ میں ہی قائم ہوچکی تھی جس کا عہد بہ عہد ارتقاء ہوتا رہا گویا خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور خلافت اور مابعد خلافت بنوامیہ اور بنوعباس کے ادوار میں جبکہ اسلامی سلطنت اپنے جغرافیائی حدود میں عہد بہ عہد وسعت کے ساتھ مختلف اقوام وملل کو اسلام کا حصہ بناتی ہوئی آگے بڑھی تو ہر قوم ہر علاقے اور ہر خطے کے اپنے مسائل تھے، اپنے احوال تھے اور اپنے مزاج تھے جو وہ

لوگ اپنے ساتھ لیکر آئے تھے، چنانچہ اس زمانی تسلسل کے ذیل میں پہلی صدی ہجری کے آخری دور سے ہی ترتیب وتفریع احکام کے لیے بنیادی اصولوں کی روشنی میں دیگر ذیلی معاون علمی وفنی اصول و اصطلاحات کی باقاعدہ تدوین کی ناگزیریت کوشدت کے ساتھ محسوس کیا جانے لگا، چنانچہ اس مرحلے پر علمائے اصول کے سامنے سب سے بڑا چیلنج علاقائی احوال ومسائل سے آگے بڑھ کر دنیا کی تمام اقوام وملل کے فکر ومزاج اور رسوم وعادات، طرز بود وباش اور معیشت ومعاشرت کے اطوار کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہ اسلامی کے بنیادی اور اصولی مآخذ قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس کی روشنی میں اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے عمل لاتے ہوئے بایں طور مسائل مستنبط کیے جانے کا تھا جو کہ ہر خطہ و علاقے سے دائرہ ءاسلام میں شامل ہونے والی ہر قوم وقبائل کے لوگوں کے انفرادی واجتماعی مسائل کا قابل عمل حل پیش کر کے ان کو مطمئن کیا جا سکے۔

چنانچہ علوم اسلامیہ سے تحقیق وریسرچ کے ساتھ نقل وعقل کے حسین اور متوازن امتزاج کو عصر رواں کے فکر ومزاج سے ہم آہنگ مستدلات کے حوالے سے بیان کرنے والے عالم اسلام کی معروف ومحقق شخصیت جناب ڈاکٹر محمود غازی صاحبؒ کا یہ اقتباس بھی اپنی جگہ پر مستند معلوماتی طرز پر نفع بخش ہونے کے ساتھ اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل ہے ”دین ومذہب اور وحی واخلاق سے گہری اور قطعی وابستگی کے ساتھ ساتھ علم اصول فقہ کے مباحث ومضامین میں عقل کی کارفرمائی اس حد تک ہے کہ پورے علم کی اٹھان انتہائی عقلی اور منطقی انداز میں ہوئی ہے، جیسے جیسے وقت گذرتا گیا علمائے اصول، منطق اور فلسفہ کے اصولوں اور قواعد ومطالبات کی بنیاد پر اس فن کی عمارت استوار کرتے چلے گئے، اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ دنیائے عقلیت کے بڑے سے بڑے نمائندے کے لیے بھی یہ ممکن نہیں ہوا کہ اصول فقہ کے کسی مسلمہ قاعدہ یا ضابطہ پر انگلی رکھ کر یہ کہہ سکے کہ یہ چیز عقلیات یا منطق کے اصولوں کے خلاف ہے۔“

اسی سیاق وسباق میں ڈاکٹر صاحبؒ بیان کرتے ہیں کہ ”مسلمانوں میں عقلیات اور منطق میں مہارت بلکہ امامت کے جو بڑے بڑے نمائندے ہیں وہ علم اصول کے بھی محقق ونمائندے ہیں، اور جو منطق اور عقلیات کا جتنا بڑا ماہر ہے وہ اصول فقہ کا بھی اتنا ہی بڑا ماہر ہے، امام ابو حامد غزالیؒ اور علامہ فخر الدین رازیؒ کے نام ضرب المثل ہیں دنیائے اسلام امام غزالیؒ اور امام رازیؒ کی شخصیات کو

جہاں عقلیات کے ماہرین کے طور سے یاد کیا جاتا ہے وہیں اپنے دور میں ان کی فقیہانہ حیثیت بھی مسلم ومستند ہے اور یہ دونوں علم اصول کے بھی صف اول کے امام ہیں نیز علم اصول کی بہترین کتابیں ان کی رشحات قلم میں شمار ہوتی ہیں، ایسی بہترین کتابیں کہ آج بھی دنیائے مغرب ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، مغرب میں علم اصول کی بہترین سے بہترین کتابیں مثلاً رسکو پاؤنڈ (Risco pound) کی تحریرات بھی اپنی انتہائی عقلی استدلال، منطقی ترتیب، فکر کی گہرائی اور مضامین کی وسعت میں امام غزالیؒ کی المستصفی اور امام فخر الدین رازیؒ کی المحصول کے پاسنگ بھی نہیں ہے گویا کہ عقل اور نقل کے امتزاج کا انسانی تاریخ میں مکمل ترین اور منفرد ترین نمونہ اگر دیکھنا ہو تو علم اصول فقہ کو دیکھا جائے، بعض جدید مصنفین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں میں عقلی منہاجیات یعنی Intellectual Methodology جس فن میں سب سے زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے وہ علم اصول فقہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کی فکری تشکیل، ذہنی ساخت اور فکری تربیت کس انداز کی ہوئی ہے کہ بیک وقت ان کی نگاہیں عقلیات پر بھی ہیں اور الٰہیات اور وحی الٰہی کی روشنی سے بھی وہ مستنیر ہیں، ان دونوں کو اس طرح سے ایک دوسرے میں سمو دیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں''۔

## فقہی مصادر سے استفادہ کا طریقہ:

یہ ہے علم اصول فقہ جس کا مقصد یہ ہے کہ کلام اللہ وسنت رسول اللہ اور ان دونوں کی بنیاد پر فقہ اور احکام شریعت کے جو تسلیم شدہ مآخذ ہیں ان سے کیسے کام لیا جائے، ان سے تفصیلی احکام کا استنباط کیسے کیا جائے، اور وہ لامتناہی فقہی ذخیرہ، وہ بے پایاں قانونی ثروت (اور ہر ایک عہد وعصر کے مسائل اور ان کے حل کی عقدہ کشائی کرتا اور دینی راہنمائی کرتا ہوا امت مسلمہ کا یہ عظیم ترین سرمایہ جو صدیوں سے اس فکری وسعت کے ساتھ جاری ہے) آج صورت حال یہ ہے کہ ائمہ فقہائے اسلام کو فقہ کے اصولی احکام مرتب کئے ہوئے زائد از ہزار سال ہو چکے ہیں، حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے انتقال کو ۱۲۶۳ سال گذر چکے ہیں، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وفات پر ۱۲۵۳ کا سال عرصہ بیت چکا ہے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے ۱۲۳۸ برس ہو گئے، اور حضرت امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ پر ۱۲۰۰ برس گذر چکے ہیں۔

یہ وہ بارہ صدیوں سے تسلیم شدہ ائمہ ءفقہاء ہیں جن کے سیکڑوں معاصر ومماثل فقہائے مجتہدین ان کے زمانے میں موجود تھے، ان کی اجتماعی کوششوں اور کاوشوں سے یہ عظیم ترین ذخیرہ جمع کیا اور اس کے لیے انہوں نے علم اصول الفقہ سے کام لیا، یہ ذخیرہ آج تک امت کے کام آرہا ہے، آج دنیا میں جتنے مسلمان ہیں وہ سب کے سب بلا استثناء ان سب میں کسی نہ کسی کی پیروی کررہے ہیں، کہیں امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے اجتہادات کی پیروی ہورہی ہے تو کہیں امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ کی جہود اجتہاد پر عمل ہورہا ہے تو کہیں امام جعفر صادقؒ کا نقطہ ءنظر راہنمائی کررہا ہے جو یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ ان حضرات نے وہ غیر معمولی خزینہ اور سرمایہ ءعلم تیار کیا تھا کہ امت مسلمہ کو اس میں اضافہ یا معاصر مسائل کی روشنی جزوی رد و بدل کی بہت کم ضرورت محسوس ہوئی انتہائی محدود بلکہ چند استثنائی مسائل معاملات ہیں جن میں نئے مسائل پیش آئے اور نئے اجتہاد کی ضرورت پیش آئی ورنہ اکثر و بیشتر جو ذخیرہ فقہائے اسلام نے تیار کیا تھا اسی کی بنیاد پر مسلمانوں کے اربوں کھربوں مسائل حل ہوتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی دنیا میں بسنے والے ایک سو چالیس کروڑ مسلمانوں کے روز افزوں پیچیدہ مسائل انہی فقہاء کے اجتہادات کی روشنی میں اور انہی کے مرتب کردہ قواعد وضوابط اصول اور اصول اجتہاد واستنباط کی مدد اور راہنمائی سے حل ہورہے ہیں۔

ایک طرف قرآن وسنت سے نکلنے والے نت نئے احکام ہیں جو آئے دن مرتب ہوکر فقہ کے اس عظیم ترین سرمائے میں اضافہ کررہے ہیں تو دوسری طرف تغیر پذیر عہد وعصر کے مسائل اور مشکلات ہیں جن کا حل اس فن کے ذریعہ آج تک شریعت کی نصوص سے اخذ کیا جارہا ہے، اس کا ایک اعجازی پہلو یہ بھی ہے کہ جو نصوص شریعت ہیں وہ اپنی تعداد کے لحاظ سے اگر چہ محدود ہیں تاہم وہ لامحدود حالات وحوادث پر منطبق ہوتے چلے جارہے ہیں لیکن اختلاف آراء کے باوجود کبھی کسی نئی صورت حال پر قرآن وسنت کی نصوص منطبق کرنے میں کوئی دقت اور کوئی پریشانی پیش نہیں آئی ہے، اہم پیچیدہ مسائل میں ایک سے زائد آراء موجود ہیں اور آئندہ بھی آراء اور تعبیرات کا یہ تنوع موجود رہے گا، یہ اسی لیے ہے کہ شریعت نے اپنے مزاج اور نظام میں ایک وسعت بایں طور رکھی ہے کہ ہر پس منظر، ہر تمدن، اور ہر ایک معاشرت وثقافت سے آنے والے انسان کے لیے اپنے ماحول، نظام اور مزاج کے مطابق شریعت کے احکام پر عمل کرنا سہل اور آسان ہوسکے۔

## اسلامی فقہ اور رومن قوانین:

یہ بات دعوی اور دلیل کے طور پر بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ علم الفقہ کے اپنے ہمہ جہت امتیازات و اختصاصات اور وسعت و گہرائی کے نقطہء نظر سے مستقل بالذات ہیں، بعض مغربی مصنفین کی جانب سے اپنے علم وخیال کی بنیاد پر یہ التباس پیدا کرنے اور اس کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ فقہ اسلامی رومن قانون سے مستعار و ماخوذ ہے، اس حوالے سے سب سے پہلی اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ شریعت اسلامی جو کہ فقہ کے وسیع ترین مفہوم کو محیط ہے اپنی ماہیت وحقیقت کے اعتبار سے قرآن واحادیث کی روشنی میں ذات حق جل مجدہ کے احکامات کی تشریحات وتوضیحات کا عنوان اور سرنامہ ہے، لیکن عرف عام میں جن ضوابط کو لفظ قانون سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ انسان اور سوسائٹی کے بنائے ہوئے قواعد ودستور العمل ہیں جن کی بنیاد واساس عہد وعصر کے تغیرات کے تابع ہیں جن کا وقت ساتھ ساتھ تبدیل کیے جاتے رہنا بہرحال ناگزیر ہے کیونکہ وہ قوانین موضوعہ ہیں اس میں اذہان کی اکثریت کے سہارے ہر روز تبدیلیاں ہوتی ہیں، اور یہ دنیوی نظریہء قانون کی سب سے بڑی کمی یہ بھی شمار کی جاتی ہے کہ یہ بسرعت تغیر پذیر ہونے کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں ناقابل اعتماد بن جاتے ہیں۔

چنانچہ اس زاویہء فکر ونظر شریعت اسلامی کا اگر تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو اس کے نتیجہ جو ایک بین حقیقت سامنے آتی وہ یہ کہ شریعت اسلامی یا قوانین الٰہیہ اللہ تعالی کی طرف سے منزل ہونے کی وجہ سے ابتداء سے ہی درجہء کمال کو پہونچے ہیں جو ہر جہت وگوشہ سے جامع و مانع ہے اور کسی ایک زمانے کسی ایک ملک یا کسی ایک خطہ وعلاقہ کے لیے مخصوص نہیں بلکہ اس کی اساس آفاقیت وعالمیت اور دوامیت پر استوار ہے اور اسی وجہ سے چہار دانگ عالم میں بسنے والے ہر ایک انسان کے لیے اس کی انفرادیت وافادیت کا دائرہ عمل یکساں ومساوی انداز میں سہل العمل ہے اور اس کے کسی بھی اصول میں کبھی بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے چنانچہ اس نقطہء نظر سے فقہ اسلامی پر نظر ڈالیے تو اس کی اصولی بنیاد کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ناقابل تغیر ہے جس کی حرکت کا عنصر قیاس واجتہاد اور استحسان وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے، لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ[1] سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ

(۱) سورۃ یونس: ۶۴

لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا[1] اللہ کا دستور کہ پہلے سے چلا آ رہا ہے اور ہرگز تم اللہ کے دستور کو بدلتا ہوا نہ پاؤ گے، گویا کہ کمال ورفعت، گہرائی وگیرائی، آفاقیت وعالمیت اور دوامیت اس کی خصوصیات وامتیازت اور اس کے اجزائے ترکیبی ہونے کی وجہ سے نظریہء صالحیت، نظریہء مساوات، نظریہء حریت، نظریہء اخوت، نظریہء شورائیت، اور نظریہء تحدید اختیارات حاکم جیسے جوہری عناصر اس کے اہم ارکان ہیں چنانچہ بوجوہ دنیا کا کوئی بھی قانون اس کی ہمسری کا دعویدار نہیں ہوسکتا ہے۔

البتہ وہ قوانین جو کہ موجودہ مروجہ معانی میں مستعمل ہیں وہ فقہ اسلامی کے وسیع ترین نظام میں ایک حصہ تصور کیا جاتا ہے جس کا تعلق معاملات وعقوبات سے ہے، یہ الگ بات ہے کہ فقہ اسلامی اور لفظ قانون کے مابین مابہ الامتیاز بنیادی اور واضح فرق کے باوجود بسا اوقات مسلسل عبارت کے سیاق وسباق کے ذیل میں فقہ اسلامی کو قانون اسلامی سے تعبیر استعمال کیا گیا ہو، ورنہ اپنے معانی و مفہوم کے اعتبار سے یہ دونوں الگ الگ اصطلاحات ہیں، اس حوالے سے از روئے تحقیق لفظ قانون بھی بایں معنی خارجی ہے کہ یہ یونانی الاصل ہے جو کہ سریانی لغت کی راہ سے بمعنی مقیاس کل شئی عربی میں آیا ہے، البتہ سلطنت عثمانیہ میں مجموعہء احکام کے سرنامے کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے اور وہ ان احکام سے متعلق رہا جو کہ سلاطین کے وضع کردہ تھے لیکن یہ فقہ سے بالکل ایک الگ چیز ہے کیونکہ فقہ بمعنی نظام شریعت ایک وسیع ترین اصطلاح ہے جس کا اطلاق دین اسلام کے عقائد وعبادات کے علاوہ معاملات، معاہدات، عقوبات، احکام سلطانیہ، مخاصمات، سیر اور قانون دولی کی مختلف النوع تنفیذات اور سیاسی وانتظامی نظریات، اقتصادیات، معاشیات عمرانیات وغیرہ پر بطور مجموعہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ دوسرا فرق یہ ہے کہ انسان کے وضع کردہ قوانین کی غرض وغایت سوسائٹی میں عدل وانصاف کے تقاضوں کی تکمیل ہے، لیکن شریعت اسلامی میں برابر کی بنیاد پر سوسائٹی میں انصاف وداد گستری قائم کرنے کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی منظّم تدبیر اس کی ترجیحات کا سب سے بلند وبالا حصہ قرار پاتا ہے جس کی غرض وغایت داخلی طور سے افراد کو صالح تر بنانا مقصود و مطلوب ہے کیونکہ فقہ اسلامی ذات حق جل مجدہ کی علی الاطلاق وحدانیت کے تصور پر قائم ہو کر انسان

(۱) سورہ احزاب: ۶۲

کی بنیادی اخوت ومساوات کا علمبردار ہے جبکہ رومن نظائر قانون وعدالت میں ماہرین قانون کا تقرر حکمران وقت کیا کرتا ہے جس میں بین الخلائق مطلوب متوازن مساوات واخوت کی بنیادوں کو فقہ اسلامی کے مثل استحکام کبھی بھی حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

البتہ اسلام کے معتدل مزاج کی روشنی میں اگر اس التباس کا تجزیہ کیا جائے تو چند استثناءات ہیں جن کی توجیہ وتعبیر میں فرق کی بنیادی وجہ دانستہ یا نادانستہ ظاہر نہ کیا جانا بھی کسی درجہ میں اس التباس کی بنیاد ہوسکتی ہے، مثلاً بعض اصطلاحات کا فقہ اسلامی اور رومن قانون میں مشابہ ہونا مثلاً خود لفظ فقہ اور Jurisprudence لغت کے اعتبار سے ہم معنی ہیں لیکن آگے چل کر تشریحات و توضیحات کے ضمن میں دونوں کی سمتیں مختلف ہوجاتی ہیں، یا ایسے ہی بعض اصولوں میں مفہوم کے اعتبار سے کسی درجہ میں مماثلت کا پایا جانا، علی سبیل المثال ''البينة على المدعي'' بار ثبوت مدعی پر لازم ہے، چنانچہ اس قسم کے مستثنیات کو فقہ اسلامی اور رومن کے مماثل یا اس سے ماخوذ قرار دینے والے نظریہ کے حاملین اپنے تاریخی جائزہ میں اس قسم کے استثناءات کو بطور حجت پیش کرتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ فقہ اسلامی کی تشکیل کے ابتدائی دور میں کیونکہ شام کی درسگاہوں اور دانش کدوں میں رومن قانون کی تعلیم رائج تھی اس بناء پر بھی فقہ اسلامی کا رومن قانون سے متأثر ہونا ایک مضبوط حجت قرار پاتا ہے، جبکہ عقلی اور واقعاتی سطح پر یہ دلیل بایں طور بھی ناقابل قبول ہے کہ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ مادہ ءفقہ کے مشتقات خود قرآن کریم میں تقریباً انہی معانی ومفاہیم میں موجود ہیں جیسا کہ فقہ اسلامی میں مستعمل ہیں نیز فقہ کی تشریحات وتوضیحات کی روشنی خود لفظ فقہ کا اصطلاحی مفہوم قانون سے کہیں زیادہ وسیع وعمیق ہے۔

لہٰذا اس منظر نامے میں رومن قانون کو عقلی اور واقعاتی بنیاد پر کبھی بھی فقہ کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ اصطلاح اسلامی میں لفظ فقہ میں عبادات وعقائد اور اخلاقیات تک سب کچھ شامل ہے جس کا تفصیلی ذکر زیر نظر بحث کے ذیل میں آچکا ہے، لہذا فقہ اسلامی زندگی اور اخلاق کے ایک وسیع اور عمیق ترین بنیادوں پر قائم ہے اور بہ ہمہ وجوہ اس کے نفسیاتی، انسانیاتی اور عمرانی مشمولات رومن قانون کے بمقابلہ ایک الگ ہی جہان کا نقشہ پیش کرتے ہیں، لہذا چند اصولوں کے ظاہری تشابہہ کو اثر اور استفادے کی دلیل بنا کر پیش کرنا محض التباس وشکوک پیدا کرنے کی مساعی

کے علاوہ دوسری کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے، البتہ اس قسم کے مشابہات کو اتفاق کا عنوان تو دیا جاسکتا ہے کیونکہ انسانی معاملات میں مماثلتوں کا پایا جانا عین قرین عقل وقیاس ہے، ابتدائی دور میں شام اور اس کے اطرافی علاقوں میں رومن قانون کی درسگاہوں اور تعلیم کا ہونا اس کے اثرات قبول کرنے کی دلیل نہیں ہوسکتی ورنہ بعد کے اسلامی ادوار میں اس کے عکس کی مثالیں بکثرت ملتیں۔

امت مسلمہ کا علمی ذخیرہ اس حقیقت پر شاہد عدل ہے کہ مسلمانوں نے جہاں کہیں جس کسی سے بھی استفادہ کیا ہے اس کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے یہاں تک کہ اسلامی ادب میں ارسطو اور افلاطون کے مستفادات کا بھی موقعہ بہ موقعہ بطور اعتراف ذکر ملے گا، لہذا امت کی اس عمومی نفسیات کے تناظر میں اس حوالے سے اعتراف کی مثالوں کا نہ ملنا موجب حیرت ہے، لہذا اس بات سے یہ نتیجہ ظاہر ہے کہ رومن قانون کے اثرات کی بات محض افسانہ یا الزام سے زیادہ کچھ نہیں ہے، البتہ زیادہ سے زیادہ توجیہ یہ ہوسکتی ہے جو کہ قرین عقل بھی ہے کہ رومیوں نے شام اور اطراف کے علاقوں پر اپنے دور حکمرانی میں عربوں کے بعض رسوم ورواج، عرف وعادات، معاشرتی امتیازات اور علاقائی طرز واطوار کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیا ہو اور ان کے توسط سے پائی جانے والی مشابہتوں کو ماخوذ مماثلتوں کا عنوان دیدیا گیا ہو کہیں کہیں جو مشابہتیں جزئیات میں نظر آتی ہیں ان کا تعلق بھی مذکورہ احوال سے ہی ہو، علی کل حال یہ ایک مفصل ومطول بحث کا ایک مستقل موضوع ہے جسکا اجمالی تذکرہ مضمون زیرنظر کے ذیل میں کیا جانا ضروری تھا۔

## فتویٰ نویسی کی اہمیت:

اسلام میں فتاوی نویسی کا شعبہ اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ خود اسلامی تاریخ ہے نیز اسلام کے ہر عہد وقرن میں اس شعبہ کی ہمہ جہت اہمیت کو مسلم جانا گیا یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سلسلۂ علوم و معارف کی بات کی جائے تو افتاء وفتاوی کا منصب دقیق علم اور ذمہ داری کے نقطۂ نظر سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ بیحد وحساب متماثل اجزائے علم وآگہی کی بنیاد پر حیات انسانی کے مختلف الانواع مسائل ومعاملات اوران سے متعلق احکامات کا بنیادی مآخذ ومصادر سے استنباط اور نظائر پر منطبق کر کے اس کے نتیجہ میں حاصل شدہ جزئیات سے کسی ایک کلیہ کی کلید تک پہونچ کر مطابق حال حکم تلاش کرنا جس قدر وسیع وعمیق مطالعہ اور دقت علم کے ساتھ وسعت نظر کا متقاضی ہے وہ بلاشبہ

ہر ایک عالم کے بس کی بات نہیں ہے اگر چہ اس کے علم وادراک اور عقل وآ گہی کا معیار کتنا ہی بلند و عمیق ہی کیوں نہ ہوتا وقتیکہ اس شعبہء علم وفن میں اس نے ماہرین افتاء وفتاوی کی زیرنگرانی تعلیم و تربیت کی خصوصی مہارت حاصل نہ کر لی ہو۔

اس کی ذمہ دارانہ اہمیت بایں طور بھی اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ صاحب افتاء کی جانب سے لگائے گئے حکم پر اعتماد کرتے ہوئے لاکھوں لوگ اس پر عامل ہوتے ہیں اور وہ دنیا وآخرت میں ہمہ وقت محاسبہ کی زد پر رہتا ہے اسی لیے اصحاب افتاء ہر فتوی کے آخر میں واللہ عالم بالصواب ضرور لکھتے ہیں جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ میں نے اپنے علم ومعلومات اور تحقیق وتدقیق کی بنیاد پر ہر ایک جزئیہ کو بروئے عمل لاتے ہوئے حکم کے اس نتیجہ پر پہونچا ہوں لیکن بشری خصائل کی بنیاد پر میں اپنے صواب رائے میں خطاء کے امکان کو مسترد نہیں کرسکتا ہوں اور اس خطاء کا امکان میرے نسیان وذہول سے منسوب ہے جبکہ صواب کی قطعیت اللہ تعالی کی توفیق وعطاء سے مربوط ہے۔

یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے مجتہدین وائمہء فقہ وفتاوی دور اسلامی میں اس منصب کی ذمہ داریاں قبول کرنے سے گریز کرتے تھے کیونکہ ایک طرف حکم حاکم ہے تو دوسری طرف اخروی جوابدہی کا معاملہ ہے، چنانچہ تاریخ کے صفحات پر اس حوالے سے جبر واصرار اور رد وانکار کے متعدد واقعات درج ہیں جس کے نتیجہ بڑے بڑے عظیم المرتبت ائمہء ومجتہدین نے حکمران وقت کے عتاب وعذاب کو مول لینا گوارا کیا لیکن اپنے تدین وتقوی اور صداقت وحق پرستی وحق گوئی کی بنیاد پر دنیاوی منصب ذوعظمت وجلالت اور مال ومتاع کی بے بہا پیشکشوں کے باوجود اس اہم ترین اور دوطرفہ جواب دہی کے عہدے کی قبولیت کو مسترد کردیا۔

## دارالعلوم وقف دیوبند اور فتوی نویسی:

چناں چہ اس منصب کی اسی اہمیت وذمہ داری کے پیش نظر مدارس میں افتاء وفتاوی کے لیے مناسب شخصیت کا انتخاب ہمیشہ ایک نہایت دشوار گزار اور دقت طلب مسئلہ سمجھا گیا، لہٰذا اس حوالے سے دارالعلوم وقف دیوبند کی اگر بات کی جائے تو اسکے نشأۃ اولیٰ کی تاریخ بھی دارالافتاء کے لیے ذی علم وعمل شخصیت کے انتخاب کے نقطہء نظر سے فکر ونظر کی ایسی ہی پیچیدگیوں سے عبارت ہے، لیکن رب ذوالکرم کے فضل واحسان اور سرخیل جماعت بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت الامام

مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ اور اخلاص وایثار سے سرشاران کی جماعت رفقائے کار کی عنداللہ مقبول ومستجاب دعاؤں اور ادارہ کی عظمت ومقبولیت اور کشش وجاذبیت کے نتیجہ میں اعجاز وکمال بایں طور ظاہر ہوا کہ دارالافتاء کے اس ذمہ دارانہ منصب کے لیے مشیئت حق کے زیر اثر ایک ایسی باکمال و مجموعہ صفات شخصیت کا مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی نور اللہ مرقدہ کی صورت میں انتخاب عمل میں آیا جن کو جماعت علمائے دیوبند کے اصحاب افتاء میں اپنے علم وعمل اور تقوی وتدین کے علی الرغم باعتبار اختصاص فن میں اس دور کے اکابر واصاغر کے یکساں انداز میں سند اعتبار حاصل تھا۔

یہ قول معروف زباں زد اکابر ہے کہ یہاں کا ہر کام بالہام ربانی انجام پاتا ہے جو کہ بانی دارالعلوم دیوبند کے اخلاص کامل کی بین دلیل ہے، انہی کے دست راست اور رفیق خاص فقیہ الملت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ سرپرست ثانی دارالعلوم دیوبند کی حسب ایماء ومنشاء ادارہ کے شعبہ افتاء کے لیے حضرت مفتی اعظم کا انتخاب سن ۱۳۰۹ ہجری کو عمل میں آیا جن کو سفر وحضر میں بغیر مراجعت محض اپنے حذاقت علم اور وسعت مطالعہ اور کمال حفظ کی استعداد پر بے تکلف فتوی ثبت کرنے میں امتیازی حیثیت حاصل تھی اور بیشتر اوقات نصوص فقہیہ حافظہ میں محفوظ یادداشت ہی نقل کردیا کرتے تھے جس میں بعد تطابق کسی قسم کا کوئی فرق واقع نہیں ہوتا تھا اور ان کا ثبت شدہ افتائی حکم حشو وزوائد سے پاک اور جامع ہوتا تھا، حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے تفصیلی احوال اور ان کے متعدد کمالات وامتیازات اور فیوض باطنی کا تفصیلی مطالعہ اکابر دارالعلوم دیوبند کے اوصاف و کمالات کے تذاکر کے ذیل میں دیگر متعدد کتب سے کیا جاسکتا ہے، بایں طور یومیہ کی بنیاد پر ملک و بیرون ملک سے موصول ہونے والے استفسارات واستفتاء کی روز افزوں تعداد کی وجہ سے چند ہی سالوں میں فتاوی کا ایک بے نظیر مجموعہ اور مسائل فقہیہ کا ایک بے مثال اور لاجواب ذخیرہ معرض وجود میں آ گیا اور جماعت کے اکابر کے الہامی فیصلے کے زیر اثر سن ۱۳۴۷ ہجری میں ترتیب فتاوی پر نفع عام کے نقطہ نظر سے باقاعدہ کام کا آغاز ہوا اور اس ضمن وذیل میں حضرت مولانا مفتی ظفیر احمد صاحب مفتاحی رحمہ اللہ کو ان کے بلند معیار فقہی ذوق اور وسعت مطالعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب فتاوی میں منجانب اہتمام اہم ذمہ داریاں سپرد کی گئیں جس کو انہوں نے بڑے سلیقے اور قرینے سے سر انجام دیا اور اس طرح نہ صرف یہ کہ اسی وقت بلکہ تسلسل کی بنیاد پر عہد بہ عہد منصۂ شہود پر آتا رہا جس

کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔

سن ۱۴۰۲ہجری مطابق ۱۹۸۲عیسوی سے دارالعلوم وقف دیوبند کی نشأۃ ثانیہ کے بعد سے امور افتاء تدریس وفتاوی نویسی ادارہ کی ترجیحات کا ایک اہم ترین حصہ رہا اور روز اول سے ہی شعبہ دارالافتاء میر کارواں خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمہ اللہ سابق مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند کی زیر نگرانی نیز فخر المحدثین حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب مسعودی رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم وقف کی خصوصی ترجیحات کے محور کے طور پر حضرت مولانا مفتی احمد علی سعید صاحب رحمہ اللہ سابق صدر مفتی ادارہ کے زیر انتظام مؤثر وفعال اور عوام الناس میں کثرت رجوع کی بنیاد پر مقبول رہا۔

## فتاوی دارالعلوم وقف دیوبند کی ترتیب کا پس منظر:

ادارہ کی نشأۃ ثانیہ کے ابتدائی دور کو کیونکہ مختلف النوع تحدیات کا سامنا تھا اس لیے اس کے ابتدائی عشرہ میں فتاوی کی ترتیب وانضباط کا وہ پیمانہ قائم نہ ہوسکا جس کا اپنی اہمیت کے لحاظ سے یہ اہم شعبہ متقاضی تھا، لیکن گذرتے وقت کے ساتھ ساتھ بہر دو اکابر مذکور کی شبانہ روز اور تاریخ ساز جہد شاقہ اور لائق ذکر استقامت وحوصلہ اوران کی متعاون جماعت کے اراکین کی معاونت کے نتیجہ میں بتدریج احوال میں ساز گار ٹھہراؤ آنا شروع ہو گیا تا آنکہ حضرت مولانا خورشید عالم صاحب رحمہ اللہ سابق صدر مفتی ادارہ کے دور صدارت افتاء میں فتاوی کی تعداد میں اضافہ وافزونیت کو قابل ذکر فروغ حاصل ہوا جو کہ اضافوں کے ساتھ تا حال جاری ہے۔

۳۵ برس سے زائد مدت پر مشتمل جمع شدہ یہ عظیم تر علمی ذخیرہ مختلف جہات سے نظر ثانی اور توجہ کا متقاضی تھا کیونکہ فتاوی کا یہ عظیم تر علمی ذخیرہ زائد از صد خستہ حال رجسٹروں کے بطون میں محفوظ تھا جس کی متعلقہ شعبہ کے زیر نگرانی بھر پور اہتمام کے ساتھ بایں طور نگرانی کی جارہی تھی کہ یہ ادارہ کے علمی منصوبہ جات ہائے مستقبل کا ایک بیحد اہم ترین حصہ تھا جس کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے میں باصلاحیت افراد کار کے علاوہ ایک طویل مدت بھی درکار تھی، اپنی اہمیت کے لحاظ سے ضمنی ذیلی انداز میں کیا اس کی توقیری حیثیت کے ساتھ ناانصافی تھی۔

مشہور ہے کہ ہر شر کے پس پردہ ذات حق جل مجدہ کی جانب سے کوئی نہ کوئی خیر ضرور پوشیدہ

ہوتی ہے، رواں سال سے پیوستہ برس **۲۰۲۰** عیسوی اپنے جلو میں کرونا وائرس بیماری کووڈ ۱۹ کی شکل میں عالمی سطح پر ایک طوفان بلا خیز لیکر ظاہر ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ہر ملک وشہر میں لاک ڈاؤن نافذ ہو گیا، ہر چہار جانب ایک ہاہا کار کا ماحول، ہر طرف یومیہ کی بنیاد شرح اموات میں دہشت ناک حد تک تیزی کا رجحان، لمحہ بہ لمحہ اس بیماری سے نبرد آزما مریضوں کی تعداد میں تشویشناک اضافات کی الم انگیز خبریں، حرمین شریفین سے لیکر دنیا کی تمام مساجد و دیگر اقوام کی عبادت گاہیں بند، تعلیمی اداروں میں طلباء ندارد۔

غرض کہ ایک طرف اس قیامت خیز دور میں دارالعلوم وقف دیوبند کی تعلیمی سرگرمیاں دوسرے اداروں کے مثل بند تھیں تو دوسری جانب اس دور کی مثبت جہت یہ تھی کہ یہ عہد فرصت ادھورے علمی امور کی انجام دہی کے لیے ایک سنہرا موقع تھا، چنانچہ ادارہ کی انتظامیہ نے جہاں ایک طرف طلباء کے تعلیمی اور ذہنی وفکری نقصان کا ازالہ آن لائن تعلیم کی منظّم اور کامیاب منصوبہ سازی کے نفاذ سے کیا وہیں دوسری طرف ادارہ کے جملہ اساتذہ کرام کے لیے آن لائن تدریسی مشغولیات کے ساتھ ان کے علمی وفکری مستوی سے ہم آہنگ مختلف علمی وتعلیمی مصروفیات کے منصوبوں کو بروئے عمل لایا گیا، جس کے نتیجہ میں دارالعلوم وقف دیوبند کے شعبہء بحث وتحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی کے زیر انتظام ونگرانی بانی دارالعلوم دیوبند کے علاوہ دیگر اکابر واسلاف کی مصنفات کی تعریب وتراجم کے لائق قدر امور کی انجام دہی کے ساتھ ادارہ کے لائق ذکر اور قابل قدر کاموں میں قریب چالیس سالہ جمع شدہ ذخیرہ فتاوی کی ترتیب ادارے کی سنہری تاریخ کے ایک اہم باب کا عنوان تھی۔

## ترتیب فتاوی کا منہج:

حجۃ الاسلام اکیڈمی کے ڈائریکٹر ودارالعلوم وقف دیوبند کے نائب مہتمم جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب کی تحریک پر جملہ اصحاب افتاء اور اس سے فنی مناسبت رکھنے والے دیگر اساتذہ ء کرام کی میٹنگ طلب کر کے ان کے سامنے ترتیب فتاوی کی منصوبہ سازی کی تمام پہلوؤں پر مشاورت کی گئی اور اس کے عملی گوشوں کو سہل العمل بنائے جانے کا خاکہ تیار کر کے ترتیب فتاوی کے سلسلے میں طریقہ کار طے کیا گیا جس کے اجزائے ترکیبی کی اساسات میں مجوزہ کاموں کا مختلف سطح

سے عملی جہات کا باریک بینی کے ساتھ جائزہ لیکر اہم عملی ذمہ داریوں کی تقسیم بروئے عمل لائی گئیں، چنانچہ اولین مرحلہ میں فتاوی کی شکستہ تحریر، املاء کی اغلاط اور مرورِ وقت کے ساتھ رجسٹروں کی بوسیدگی جیسی دقتوں کا سامنا تھا جس کو متعین کردہ دو اساتذہ بڑی محنت اور دقت نظر کے ساتھ از سر نو ضبط تحریر میں لائے اور روز کے روز صاف شدہ تحریرات کو کمپیوٹر آپریٹر کے سپرد کیا جاتا رہا، متفرق عناوین مختلف اصحاب افتاء پر حسب منصوبہ منقسم کردیے گئے تھے، چنانچہ Computerised مواد کو متفرق عناوین کے ذیل میں تقسیم کرکے کتابت شدہ مسودات ساتھ کے ساتھ متعین استاذ مکرم کے ڈیسک پر پہونچانا اس فرض کی انجام دہی پر مامور فرد کی ذمہ داری ہے، جہاں سے اصحاب افتاء کے فرائض کا بایں طور آغاز ہوتا ہے کہ سب سے پہلے مکررات یا نفس موضوع کے اعتبار سے کم وبیش مماثل فتاوی کو الگ کرنا، باریک بین مطالعہ کی روشنی میں ایک یا ایک سے زائد حوالہ جات کو تلاش کر کے مدلل کرنا، مبہم یا ناقص سوال کو از سر نو مرتب کر کے جواب کا جائزہ لینا اور اس کی کمی بیشی کو ترتیب نو کے تناظر میں مدلل ومبرہن کرنا، اور مندرج حوالہ جات کی تخریج کیے جانے جیسے امور مہمہ شامل ہیں جن کو سرانجام دیکر منصۂ شہود تک لانے میں جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی، جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی، جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب، جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب، جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب، جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب، جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب کی اجتماعی عرق ریز محنت وکاوش اور اس نتیجہ خیز کار علمی پر مکمل ذہنی وفکری ارتکاز کے ساتھ عملی جہود کا اساسی کردار لائق ذکر وستائش اور لائق سپاس ہے، اگرچہ جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب اپنی علالت کی بنیاد پر تحقیق وتخریجی دقت طلب امور سے بر بنائے صحت رخصت کے خواہاں تھے لیکن اس کے باوجود بھی موصوف نے تصحیح عبارات کے حوالہ سے اپنی ذمہ داری وحصہ داری کو نہایت لائق قدر انداز میں سرانجام دیا۔

بحمد اللہ سال رواں کی یہ اجتماعی اور عرق ریز محنتیں وکاوشیں بایں طور رنگ لائی ہیں کہ دو ضخیم جلدیں طے شدہ عناوین کے ضمن وذیل میں تیار ہوچکی ہیں، جبکہ تادم تحریر فتاوی کے موجود مواد اور روز کی بنیاد پر موصول ہونے والے جدید فتاوی کا اگر جائزہ لیا جائے تو امید ہے کہ یہ سلسلہ کم وبیش اٹھارہ سے بیس جلدوں تک دراز ہوسکتا ہے، سال رواں میں تعلیمی سرگرمیوں میں تعطل کے سبب جملہ

اصحاب افتاء کی ہمہ وقت کی توجہات اسی کام کی تکمیل پر مرکوز رہیں تاہم دعاء وگمان ہے آئندہ سال سے ادارہ کی تعلیمی سرگرمیاں معمول آجائیں گی ایسے میں اس کام کی سال رواں جیسی تیز رفتاری تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ قدرے مشکل ہوگی چنانچہ اسی معیار کار کو مدنظر رکھتے ہوئے قریب پانچ سالہ طویل المیعادیہ منصوبہ برسرعمل ہے، فللہ الحمد والشکر

## مقام شکر:

سربلند جذبہء اخلاص کے ساتھ کی جانے والی اجتماعی جہود کو حق تعالی یہاں درجہء قبولیت حاصل ہوتا ہے اور اس کارگاہ عالم میں کار اخلاص کی عندالناس مقبولیت دراصل قبول ربانی کا اعلان ہوتا ہے، بارگاہ ذوفضل واحسان کی بارگاہ عالی میں ہم جملہ خدام ادارہ سربہ سجود شکر گزار ہیں جس کی رحمتیں بیحد وکنار برکتوں کی صورت میں روز اول سے ہی لمحہ بہ لمحہ دارالعلوم وقف دیوبند پر سایہ فگن رہی ہیں اور ادارہ کی بہمہ نوع ظاہری ومعنوی ترقیات بہ وسیلہء بصیرت قلب اور بصارت چشم مدرک و مشاہد بھی ہیں اور اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں کہ ذات حق جل مجدہ کے لائق شکر بیشمار رحم وکرم کے زیر اثر رخصت پذیر اکابر واسلاف کی معنوی توجہات اور موجودہ اکابرامت کی مستجاب دعاؤں کی صورت میں ایک عظیم تر تکوینی سرمائے سے بحمداللہ ادارہ سرشار ہے۔

یہ حقیقت بھی لائق شکر وذکر ہے کہ دارالعلوم وقف دیوبند کے ہمہ جہت علمی وتعلیمی ارتقائی سفر میں شعبہء بحث وتحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی کے قیام اور گذشتہ چندسنین میں اس کے اہداف کے ذیل میں انجام پانے والے بلند پایہ علمی امور کو ادارہ کی تاریخ میں نہ صرف یہ کہ سنگ میل کی ہی حیثیت حاصل ہے بلکہ ملک اور عالمی سطح پر متعارف علمی شخصیات اور دوائر واجتماعیات کے اعترافات کی روشنی میں اکیڈمی کا قیام ملک کے ارباب علم کے نزدیک جماعت کے فرض کفایہ کا عنوان بھی ہے جو کہ بانی دارالعلوم دیوبند امام نانوتویؒ سمیت جماعت کی ممتاز علمی شخصیات کی عظیم مصنفات کی تعریب وتراجم اور تسہیلات وتشریحات کے علی الرغم عہد حاضر کے بین الاقوامی اصول تحقیق کے تناظر میں ان کی علمی وراثت کو فروغ دینے اور متعارف کرانے سمیت نئی صف کے علماء میں بلند علمی ذوق رکھنے والے رجال کار تیار کیے جانے جیسے اہم اور اساسی اہداف کی طرف تیز رفتار کامیابی کے ساتھ بایں طور گامزن ہے کہ طلبائے مدارس میں اپنی لازمی تعلیمی ونصابی صلاحیتوں میں مطلوب نکھار کے ساتھ

اسلام کے ہمہ جہت علوم و معارف میں اصول تحقیق کی روشنی میں ذوق مطالعہ کو فروغ حاصل ہو سکے تا کہ ان میں جہاں ایک طرف عصر رواں میں دین اسلام کو درپیش چیلنجز کی علمی سطح پر مناسب و مدلل جوابدہی کی صلاحیتیں بیدار ہو سکیں تو دوسری جانب معاصر مذاہب کے تحقیقی مطالعہ کی روشنی عالمی فکری تحریکات و مناہج سے ضروری واقفیت اور معلومات کا حصول ان کے ذوق علم کا لازمی حصہ قرار پا سکے اور اغیار کے اصل مآخذ تک ان کی ذہنی وفکری رسائی کوئی اجنبی نہج نہ رہے۔

ہمارے سامنے ہمارے اکابر و اسلاف کی روشن روایات بطور راہ عمل موجود ہیں کہ جب اسلامی معاشرے میں یونانی فلسفہ نے فروغ حاصل کر کے ہمارے بنیادی عقائد کے نظام کو متأثر کرنا شروع کیا تو ہمارے اکابر امام ابوالحسن اشعریؒ، ابومنصور ماتریدیؒ، امام غزالیؒ، محدث دہلوی حضرت شاہ ولی اللہؒ، امام محمد قاسم نانوتویؒ جیسے متعدد سلاطین علم وعمل نہ صرف یونانی فلسفہ کو اپنے عمیق مطالعہ کی روشنی میں سمجھا ہی بلکہ اس پر برتری حاصل کر کے معارضین کے ہی اسلوب و بیان اور اصطلاحات میں یونانی فلسفہ کے پیدا کردہ اعتراضات وشبہات کے متوازن جوابات کے ذریعہ اسلامی عقائد اور علوم و معارف کی حقانیت کو مدلل و مبرہن انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا ورنہ ایک دور میں تو یونانی فلسفہ ہمارے عقائد کے نظام میں تموج کی سی کیفیت پیدا کرنے میں بظاہر کامیاب دکھائی دے رہا تھا، ہر دور میں درپیش چیلنجز کے رنگ و آہنگ تبدیل ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ اسی کے مطابق دفاع اسلام کے لیے رجال کار پیدا فرماتے رہے، چنانچہ اس تناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں حجۃ الاسلام اکیڈمی کی خشت اساس اسی بلند پایہ منہج فکر و نظر پر قائم ہے۔

کسی بھی ادارے میں وقتی طور پر صلہ وستائش کی آرزؤں اور تمناؤں کے مطمع نظر سے بلند ہو کر بہ نیت اخلاص اپنے اکابر و اسلاف کی مستجاب دعاؤں کے زیر اثر جب کسی کام کا آغاز ہوتا ہے تو ذات حق جل مجدہ کی بیکراں رحمتیں و برکتیں بظاہر اسباب مخلص و فعال افراد کار کی فراہمی کی صورت میں عنداللہ وعندالناس دلیل قبولیت کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔

اس فکر و نظر کے حوالے سے اکیڈمی کی تاریخ اپنی مدت کار کے نقطۂ نظر سے بیحد مختصر لیکن عظمت کار کے اعتبار سے بیحد عظیم تر کارہائے نمایاں سے عبارت ہے جس کو جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب نائب مہتمم واستاذ دارالعلوم وقف دیوبند نیز ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی اور ان

کی مخلص وفعال جماعت رفقائے کار کی جہد شب وروز نے اس کی منزل واہداف کی جانب گامزن رکھا ہوا ہے، زیرنظر مجموعۂ فتاوی کی اشاعت بھی اکیڈمی کے بلند پایہ اہداف کا ایک اہم ترین حصہ ہے جس میں دارالعلوم وقف دیوبند کے اصحاب افتاء اوراس کار ہائے باعظمت کو پایۂ تکمیل پہونچانے میں شامل اساتذہ کرام کی عرق ریز جہد ذات حق جل مجدہ کی ادارہ پر سایہ فگن رحمتوں کا ہی مظہر ہیں۔

بارگاہ رب ذوالکرم میں دست دعاء دراز ہے کہ حق تعالی جملہ شرکائے کارکو اپنے سایۂ رحمت میں تاحیات برکتوں سے سرفراز فرماتے ہوئے بشمول ھذا جملہ کار ہائے خدمات کو وسیلۂ نجات بنائیں۔آمین یارب العالمین، وماعلینا الاالبلاغ المبین

محمد سفیان قاسمی

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

مورخہ: ۱۴/شعبان ۱۴۴۲ھ

مطابق ۲۸/مارچ ۲۰۲۱ء

## مقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

اس دنیا میں انسان کی عملی زندگی کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ عالم بطن مادر سے منتقل ہوکر اس عالم عمل میں اولین سانس کے ساتھ منزل آخرت کی جانب پہلا قدم بڑھاتا ہے، اور حیات دنیا کے اس دورانیہ میں پیدا ہونے والے مختلف معاملات واقعات اور حوادث کے نتیجہ میں پیش آنے والے مسائل کے جسمانی، روحانی یا فکری طور پر قابل قبول حل کی تلاش وجستجو اس وقت تک کرتے رہنا جب تک کہ اس کی طبیعت مطمئن نہیں ہوجاتی ہے انسان کی طبیعت کا وجدانی فعل اور فطرت کا ناقابل تغیر حصہ ہے، اور دین اسلام میں حل مسائل کے حوالے سے فقہ وشریعت اور اس کے کلیات و جزئیات اور حقائق کو سمجھنے کی قوت وصلاحیت رکھنے والے ایسے ماہر عالم دین جس کی احوال وکیفیات کو جاننے اور سمجھنے کی استعداد پختہ اور مستند ہو اس کے ذریعہ سے دیے گئے دینی فیصلے کا اصطلاحی نام فتوی ہے اور اس میدان علم ومعرفت میں اختصاص وامتیاز کا حامل وماہر شخص دین اسلام کی اصطلاحی لغت میں مفتی ومجتہد اور فقیہ کہلاتا ہے، علم کے اس میدان سے مربوط یہ وصفی امتیاز ابتدائے اسلام سے ہی دین اور دنیا میں عنداللہ وعندالناس ذمہ دارانہ جوابدہی کے تناظر میں انتہائی حساسیت کے ساتھ نہایت وقیع مقام کا حامل مانا گیا ہے، چنانچہ اسلامی تاریخ کے روشن صفحات دیانت وامانت اور دنیاوی و اخروی ذمہ دارانہ جوابدہی کے احساس کو مدۃ العمر حرز جاں جانتے ہوئے پرعزم جرأت واستقامت کے نادرالمثال مظاہر پیش کیے ہیں اور بسیط وعمیق علم اور فکری ترفع کے حامل فقہائے امت کی لائق تقلید روشن روایات اس امر کی حقانیت پر شاہد عدل ہیں کہ علمی عظمتوں کی وراثت کی نہایت جامع و

مانع پاسبانی کے لیے ان شخصیات نے شریعت اسلامی کی حفاظت و بقاء کی خاطر مقتدران وقت کے ظلم وتعدی اور استحصال بالجبر کے مردانہ وار مقابلہ کی نا قابل بدل مثالیں قائم کیں اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہ کر کے قیامت تک آنے والے والی امت مسلمہ کے لیے ایک گراں قدر خزانہ علم کی عظیم ترین وراثت چھوڑ کر ایسالا ثانی کارنامہ انجام دے گئے جس کی روشن راہیں رہتی دنیا تک بدلتے احوال و مسائل کے ساتھ امت کی راہنمائی کرتی رہیں گی، جہاں ایک طرف بدلتے وقت کے ساتھ پیش آمدہ احوال و مسائل کی تبدیلی فطرت کا اصول ہے وہیں دوسری جانب دنیا کے مختلف خطوں کے اپنے علاقائی مسائل ہوتے ہیں، ائمۂ فقہاء نے بالعموم اور ربع مسکون کے اکثر حصوں میں لائق تقلید مانے جانے والے فقہائے اربعہ نے بالخصوص اپنے رفعت علم تعمق فکر ونظر اور ایمانی فراست اور اپنے وسیع و مستقبل بین مطالعہ سے مستقبل میں دوررس انداز میں مرتب ہونے والے نتائج کا ادراک فرماتے ہوئے ایسے ہمہ جہت اور مدلل کلیات کے ترتب کا کارنامہ انجام دیا جس کی روشنی میں ہر دور اور ہر خطے کے فقہاء کو حل مسائل اور اجتہاد میں راہنمائی حاصل ہوتی رہی ہے اوران کی لوجہ اللہ جہود کی عنداللہ قبولیت کی حسی و معنوی دلیل یہ ہے کہ تا قیام قیامت یہ مشعل راہ امت کو نشان منزل کا پتہ دیتی رہے گی۔

علم الفقہ اگرچہ اپنے ہمہ جہت وسعت معانی کے تناظر میں عقائد، عبادات، معاملات، خصومات، معاہدات، عقوبات، اور معاش و معاد اور اقتصادیات سمیت ملک و علاقوں کے سیاسی و انتظامی نظریات اور تدابیر منازل جیسے قضایا متعدد موضوعات وغیرہ سے عبارت ہے، ان میں سے بنیادی عقائد و عبادات کو چھوڑ کر حیات انسانی کی ہر جہت بدلتے ادوار کے تغیرات اور اس دور کے تقاضوں سے مربوط ہے کیونکہ بنیادی اور اساسی عقائد و عبادات میں کسی بھی ترمیم و تنسیخ یا کسی نئی تعبیر و تبدیلی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے البتہ بہر لحظہ ولمحہ تغیر پذیر زمانے کے اثرات سے باقی شعبوں کے بارے میں روز نت نئے احوال و مسائل کا سامنا رہتا ہے اور نئے نئے مسائل کے ظہور کے پیش نظر نئے سوالات ونظریات جنم لیتے رہتے ہیں بالخصوص آج کے برق رفتار دور رواں اور طلسماتی عہد میں حیات انسانی سے مربوط وہ پہلو جو دنیا کے معاشی و معاشرتی اور سیاسی و اقتصادی نظامات و

نظریات کے زیر اثر سامنے آتے ہیں اس نے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کو ایک نئی جہت سے روشناس کرایا ہے، علی سبیل المثال ہم دیکھتے ہیں کہ آج کے اقتصادی تصورات و تعاملات میں ماضی کے بمقابلہ تمثیلاً ارض و فلک کے درمیان فاصلوں کے بقدر تغیر و تبدل آ گیا ہے، مقامی اور بین الاقوامی نظام تجارت کے پیمانے یکسر تبدیل ہو چکے ہیں، سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام اقتصاد و معاشیات نے انسان کے انداز فکر و نظر، رد و قبول کے معیارات اور سوچ کے رخ کو بدل کر رکھ دیا ہے، ایسے ہی معاشرتی علوم میں عمرانیات، نفسیات، اور سیاسیات وغیرہ کی تیز رفتار تبدیلیوں نے آج انسان کی فکری صلاحیتوں پر نہایت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں گویا کہ زندگی کا کوئی پہلو اور گوشہ ایسا نہیں ہے کہ جو بتقاضائے فطرت تبدیلی کے زیر اثر نہ ہو، چنانچہ اس فکری انقلاب و تغیرات کے نتیجہ میں عقائد و عبادات سے الگ دوسرے گوشہ ہائے زندگی کے حوالے سے سوالات کی نوعیتیں بھی تبدیل ہوئیں ہیں، جیسا کہ ایک لازمی اصول ہے کہ فقیہ وقت کے لیے زمانے کے عرف اور اس کے عمومی مزاج اور رائج الوقت اشیاء کی حقیقت، ماہیت اور نوعیت سے واقفیت حاصل کرنا از حد ضروری ہے میں سمجھتا ہوں کہ عصر حاضر کی نبض شناسی کے تناظر میں ماضی کے بمقابلے آج کہیں زیادہ پیچیدہ ترین چیلنجز کا سامنا ہے تاہم دوسری طرف حل مسائل کی رہنمائی میں دین اسلام کی بنیادی اور دائمی اور مضبوط ترین اساسات کلام اللہ و سنت رسول اللہ اور اجماع و قیاس کی روشنی قیامت تک آنے والے چیلنجز کے مقابلے میں ہمیں راہنمائی اور دین اسلام کے حوالے سے دفاعی قوتیں بہم پہونچتی رہیں گی، فقہ اسلامی کے ان مرکزی اساسات کی گہرائی میں منجملہ دیگر مختلف و متنوع ایسے امتیازات و اختصاصات ہیں جن کے بارے میں بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ دین اسلام کے علاوہ دنیا کا ہر مذہب ایسی ہمہ جہت خصوصیات و خصائص سے تہی دامن ہے، اس حوالے سے یہ مختصر تحریر نہ ہی تو کسی تفصیل کی متحمل ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہاں اس کا کوئی موقعہ ہے بلکہ مقصد صرف شریعت اسلامی کے دوررس نتائج کی حامل خصوصیات کا ذکر ہے جس کو اجمالاً عصر رواں میں برصغیر کی معروف بلند پایہ علمی شخصیت اور ریسرچ اسکالر جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحبؒ کے مقبول عام فقہی محاضرات میں فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص کے زیر عنوان کے ایک اقتباس سے سمجھا جا سکتا ہے، محاضرے کے سیاق

و سباق میں موصوف مکرمؒ رقم طراز ہیں کہ ''اسلامی شریعت کی خصوصیت اس کی حرکت یعنی Mobility اور Dynamism کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل وسعت پذیر ہے نئے نئے حقائق اور نئے نئے واقعات کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت ہے اور ہر نئے آنے والے مسئلہ کا جواب اس کے ذخیرۂ ہدایات سے فراہم ہو جاتا ہے، اس گوشہ و پہلو پر مفصل گفتگو تو اجتہاد کے باب میں ہوگی لیکن یہاں اس حقیقت کو بیان کرنا مقصد ہے کہ اسلامی قانون و شریعت دنیا کا وہ واحد قانون ہے جو ساڑھے چودہ سو سال سے آج تک متوازن تسلسل کے ساتھ انسانوں کی زندگی کے بڑے حصہ کو منظّم کر رہا ہے، اور ربع مسکون کے ہر خطہ و علاقہ میں بسنے والا ہر مسلمان شریعت کے کسی نہ کسی حصہ پر عمل کر رہا ہے اور یہ تسلسل دنیا کے کسی اور نظام قانون کو حاصل نہیں ہے اور اس تسلسل کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ شریعت کی وہ حرکیت اور اسلامی نظام قانون کی وہی Mobility جس کی وجہ سے یہ ہر ایک عہد و عصر سے ہم آہنگ ہو کر ہر نئے آنے والے مسئلہ کے بارے میں راہنمائی دے سکتا ہے۔

دنیا کا جو نظام قانون بھی ماضی میں انسانوں نے برتا ہے یا آج برت رہے ہیں وہ کسی خاص علاقے میں پیدا ہوا اور اس کی پیدائش نیز ترتیب و تدوین کسی خاص علاقہ میں یا قوم یا کسی خاص مزاج اور انداز فکر کے زیر اثر ہوئی چنانچہ جب تک وہ اپنے علاقہ اور قوم تک محدود رہا اس وقت تک اس میں کامیابی کے آثار نظر آتے رہے، لیکن جب اس کو اپنے علاقے اور ماحول سے نکل کر دوسروں کے علاقے اور ماحول میں جانے کا موقعہ ملا فوراً اس کی اساسات اور کلیات میں تبدیلی آ گئی ہے اور وہ کچھ کا کچھ ہو کر اپنی اصل سے اتنا مختلف ہو گیا کہ بعد والوں کے لیے یہ جاننا بھی کار دشوار ہو گیا کہ یہ قانون آیا کہاں سے تھا اور اس بات کی بڑی واضح مثالیں رومن لاء، جدید مغربی قوانین، فرانس اور انگلستان کے سول اور کامن لاء میں جا بجا ملیں گی، کیونکہ جب کوئی نظام قانون اپنے مرکز اور جائے پیدائش سے نکل کر کہیں اور گیا تو وہ وہاں کے رنگ میں اتنا رنگا گیا کہ اپنے ماضی سے تعلق ترک کر دینے پر مجبور ہو کر یا تو ختم ہو گیا یا پھر اس نے اپنی ماہیت اتنی بدل دی کہ اس کی اصل ہی معدوم ہو گئی'' (۱)

(۱) فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص، ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، ص: ۱۳۸

''برخلاف اس کے فقہ اسلامی کی تدوین میں خشت اساس کیونکہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ ہے جس میں غور وفکر اور تدبر وتفکر کے راستے سے وسعت وتعمق کی راہیں اجماع اور قیاس نے فراہم کیں، لیکن اس کی دوامی اساس اپنے مرکز ومحور سے مربوط ہو کر ہی آگے بڑھی اور اپنے اصل مدار میں محصور رہی، یہاں دوسرے مذاہب کی طرح نہ ہی تو مجرد عقل مدار ہے اور نہ ہی دوسرے نظامات قوانین کی طرح کسی دور کے برسر اقتدار حکمرانوں یا مذہبی طبقہء اشرافیہ کو منحرف اصولوں کو اساسی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ صرف وحی الٰہی ہی کو حق ہے جو ہر انسان کی فلاح و بہبود اور کامیابی کا خیال رکھ سکتی ہے اس لیے اس کے نزدیک ہر انسان کو یکساں اہمیت حاصل ہے تاہم اس کے مقابلے میں جب عقل انسانی کو یہ ذمہ داری سپرد کی جائے گی تو یا تو ان امور میں فیصلہ اپنے تجربے کی بنیاد پر کرے گی یا پھر قیاس واستدلال کو بنیاد بنا کر فیصلہ دے گی کیونکہ تجربہ، قیاس اور استدلال کے علاوہ عقل انسانی کے پاس کوئی دوسرا ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے کام لیکر وہ انسانوں کے لیے کوئی نظام وضع کر سکے اس لیے کہ تجربہ ہر انسان کا بہت محدود ہوتا ہے کسی بھی انسان کا تجربہ اتنا لامتناہی نہیں ہوتا کہ وہ ایک ملک میں بیٹھ کر دوسرے ملک میں بسنے والے لوگوں کے لیے کوئی نظام وضع کر دے، ایسے ہی کسی کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص آج سے پانچ صدیوں کے بعد آنے والوں کے لیے کوئی نظام بنا سکے، لہذا ایک انتہائی محدود تجربے کی روشنی میں لامحدود معاملات کے لیے نظام وضع کیا ہی نہیں جا سکتا ہے اور یہی حال مجرد عقل کی بنیاد پر قیاس کا ہے کہ انسان کسی دیکھی ہوئی چیز پر ان دیکھی چیزوں کو قیاس کرتا ہے، ایک چیز آپ نے دیکھی اس پر ایک دوسری ان دیکھی چیز کو قیاس کر کے ایک اندازہ معلوم کر لیا لیکن جو پانچ دس چیزیں آپ نے دیکھی ہیں ان پر ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں ایسی چیزوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے جو ہمارے مشاہدے میں نہیں آئی ہیں، اور پھر اگر یہ عقل فرد کی ہے تو معاملہ اور زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے، تاریخ کے صفحات پر متعدد ادوار کی بیشمار مثالیں موجود ہیں کہ جب ایک فرد کی عقل پر بھروسہ کر کے جن لوگوں نے معاملات چلائے ان کا انجام دنیا کے سامنے ہے۔

تاہم اگر ایک سے زائد افراد کو بھی قیاس واستدلال کی بنیاد پر نظام وضع کرنے کی ذمہ داری دی جائے تو بھی دنیا کا تجربہ ہمارے سامنے ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر نہیں ہو سکتے ہیں

کیونکہ جو طبقہ نظام وضع کرے گا اس کے سامنے عقل و تجربے کی محدودیت کے سبب اپنے ہی مفادات مقدم ہوں گے، مثلاً ہمارا تعلق تعلیم و تعلّم سے ہے، اگر کوئی ہمیں نظام بنانے کو دیا جائے تو اس میں اساتذہ وطلبہ کے حقوق کی پوری پوری رعایت ہوگی لیکن یہ ہرگز ضروری نہیں ہے اس میں مزدوروں کسانوں اور کارخانے دار جیسے متعدد طبقات کی رعایت کا معیار بھی وہی ہو جو کہ اساتذہ وطلبہ کو دیا گیا ہو۔"(۱)

اس حقیقت سے مستدل طریقے پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ قیاس کی قوت بھی اپنے ایسے مرکز و محور سے مربوط رہنے پر ہی منحصر ہے جس کی اساس کو علم الٰہی سے قوت بہم پہونچ رہی ہو اور یہ اختصاص سوائے فقہ اسلامی کے دوسرے کسی بھی نظام دنیا کو حاصل نہیں ہے کیونکہ دین اسلام اپنی مکمل کاملیت کے ساتھ قیامت تک آنے والی بنی نوع انسانی کی ہدایت کے لیے آیا ہے جس میں تا قیامت آنے والے ہر عہد و قرن کے معاملات کو سلجھانے اور نمٹانے کی صلاحیت کا پایا جانا بہ بداہت لازمی عنصر کا ہونا ضروری ہے، لہٰذا کسی بھی نظام کو مدون کرنے کے لیے جس اعتدال اور توازن کی ضرورت درکار ہے اس حوالے سے بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ یہ وصف فقہ اسلامی کے بنیادی خصائص کا انتہائی اہم ترین حصہ ہے جس کو دنیا کا کوئی دوسرا نظام نہ چیلنج کر سکا ہے اور نہ کر سکتا ہے، کیونکہ بین المذاہب اسلام جس اعتدال کا دعویدار ہے اس کی اجمالی تشریح یہ ہے کہ "اعتدال سے مراد ہے کہ انسانی زندگی کے جتنے تقاضے ہیں ان سب کے درمیان اس طرح ہم آہنگی رکھی گئی ہو کہ کوئی تقاضہ مجروح نہ ہونے پائے، کسی ایک تقاضے کی قیمت پر دوسرے تقاضے کی تکمیل کا سامان نہ کیا ہو اور اس باب میں کوئی بھی نظام فقہ اسلامی یا شریعت کی ہمسری کا دعویدار نہیں بن سکتا ہے، سیکولر یا اشتراکی یا دنیا کے کسی بھی نظام کا جائزہ لیکر موازنہ کر لیا جائے مثلاً سیکولر نظاموں نے انسانوں کی جسمانی اور مادی ضروریات پر زیادہ زور دیا ہے اور روحانی تقاضوں کو پس انداز کر دیا جبکہ بنیادی طور پر روحانی وجسمانی دونوں تقاضوں کی تکمیل انسانی زندگی میں یکساں اور مساوی حیثیت ہے جن کا تعلق مساوی انداز میں انسان کی فطرت سے مربوط ہے، یا ایسے ہی بعض قدیم مذاہب نے روحانی اور اخلاقی تقاضوں پر زور دیا اور مادی و جسمانی تقاضوں کو نظر انداز کر دیا، یا ایسے ہی بعض اقوام نے محض اخلاقی ہدایات کو کافی سمجھ لیا اور

---

(۱) ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص، ص: ۲۷

تعلق مع اللہ اور روحانیات کی تربیت کو غیر ضروری قرار دے دیا اور کچھ لوگوں نے صرف تعلق باللہ اور روحانیات کو کافی سمجھا اور بقیہ تفصیلات کو چھوڑ دیا، اس حوالے سے اجمالاً تمثیل و تفہیم کے نقطۂ نظر سے بودھ ازم اور عیسائیت کی ہی اگر بات کی جائے تو حاصل یہ سامنے آتا ہے کہ بودھ ازم کے علمبرداروں کو یہ خیال ہوا کہ اگر انسان کو اخلاقی ہدایات دیدی جائیں اور اخلاقی اصولوں پر عمل درآمد کی تربیت دیدی جائے تو پھر باقی کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے، چنانچہ انہوں نے کسی اور چیز سے دلچسپی نہ رکھی ان کے یہاں نہ آخرت کا کوئی تصور ہے اور نہ کسی خالق کا، نہ کائنات کے کسی مدبر کا اور نہ کسی ہادی کائنات کا کوئی ذکر ہے، بودھ ازم کے اصل بانی بدھا کے پاس ان چیزوں کا کوئی تصور تھا کہ نہیں یہ ہم نہیں جانتے لیکن آج جو چیزیں یا ان سے جو روایات و تعلیمات منسوب ہیں ان میں خدا اور آخرت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے بلکہ صرف اخلاق کا نظام دینے پر انہوں نے اکتفاء کیا، اور یہ ایک مستدل حقیقت ہے کہ اخلاقیات میں بھی شریعت کی راہنمائی کو ہی بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اگر شریعت کی رہنمائی ہوتی تو شاید عدم اعتدال کا یہ مظاہرہ نہیں ہوتا، ان کے نزدیک اپنے گھر بار اہل و عیال کو چھوڑ کر ترک دنیا کر کے جنگلوں میں چلے جانا، ہر قسم کی مادی آسائشوں اور نعمتوں سے دور رہ کر کم سے کم لباس پہننا، بھیک مانگ کر اپنا گذر کرنا تا کہ نفس میں تکبر پیدا نہ ہو، اور مزید اس جیسی تعلیمات جن کو اخلاقیات کا عنوان حاصل ہے، اگر یہی اخلاق ہے اور ساری دنیا کا مطمع نظر یہی فرض کرلیں تو آج دنیا کے چھ ارب انسان شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں اور غاروں میں رہنے لگیں گے، عورتیں بیوگی اور مرد تجرد کی زندگی گذارے پر مجبور، نہ عائلی زندگی، نہ افزائش نسل، نہ تجارت اور نہ کوئی معاشی سرگرمی غرض کہ سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائے۔"(۱)

عیسائیوں میں عبادات اور قرب خداوندی حاصل کرنے کا سب سے اعلیٰ و ارفع تصور رہبانیت کی صورت میں پایا جاتا ہے جس کی قرآن کریم نے نہایت بھرپور انداز میں نکیر، رھبانیۃ ابتدعوھا سے کی ہے اور اس کو بدعت قرار دیا، یہاں بھی رہبانیت میں ترک دنیا کا وہی بنیادی تصور پایا جاتا ہے جس کو بودھ ازم اخلاقیات سے تعبیر کرتا ہے، یہ موضوع اپنے پھیلاؤ اور مقتضیات

(۱) ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص، ص: ۱۴۰

کے حوالے سے نہایت مفصل و مدلل عناوین اور مباحث کو محیط ہے جس کا اجمالاً ذکر نفس موضوع کے تعلق سے کیا گیا ہے، غرض کہ دنیا کے کسی بھی نظام کا جائزہ لے لیجیے اس میں ہر ہر مرحلے میں عدم توازن اور بے اعتدالی کے جابجا مظاہر کو دیکھنے اور جاننے کا موقعہ ملے گا۔

اس حوالے سے فتاویٰ کی ماضی بعید سے لیکر حال تک مختلف نوعیّتوں سے عظیم خدمات کا اگر جائزہ لیا جائے تو دنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں مطبوعہ مجموعات اور اس کا تسلسل ہمیں زمانے اور علاقے اور قوموں کے فکر و مزاج کو سمجھنے میں بڑا اہم اور ایک قابل ذکر کردار ادا کرتا ہے۔

اس نظریہ فکر کی اساس پر دارالعلوم وقف دیوبند کے شعبۂ بحث وتحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی کی جانب سے شائع ہونے والے زیرنظر مجموعۂ فتاویٰ پر کی جانے والی جہود وکاوش کے مرکزی محور تحقیق و تدقیق اور تخریج کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے جو اپنے مرتب منصوبوں کے زیر اثر اجتماعی کاوشوں کی بنیاد ہے جس کے تناظر میں یقین ہے اصحاب علم کے نزدیک ان شاء اللہ لائق قدر پذیرآئی کا موجب بنے گی اگرچہ برصغیر میں فتاوی پر مختلف ادوار میں مختلف زاویوں اور ناحیوں سے اصحاب فقہ وفتاوی نے بہت سی وقیع خدمات انجام دی ہیں اور بدلتے وقت اور تدریجا متغیر احوال اور فکر و مزاج کے حوالے سے اس میدان کے تنوعات کو امت کے سامنے لائے اور اس حوالے سے راہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں اور باذن اللہ تا قیامت یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا، کیونکہ یہ ایک مشاہد اور تجرباتی حقیقت ہے کہ بتقاضائے وقت کسی بھی میدان کے تنوعات کسی ایک جگہ ٹھہرتے نہیں ہیں بلکہ وقت و عصر کے شانہ بہ شانہ ہمیشہ ارتقاء پذیر رہتے ہیں۔

دارالعلوم وقف دیوبند کا شعبہء بحث وتحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی بحمد اللہ اپنے اساسی اہداف کی جانب اپنے روز قیام سے تدریجی رفتار سے گامزن ہے اور اس حوالے سے ملک و بیرون ملک اور عالم اسلام کی مقتدر شخصیات، اصحاب علم وفضل، مشاہرین امت اور علمی وتعلیمی، فکری اور اجتماعی دوائر کی جانب سے اکیڈمی کی بلند پایہ اور عظیم خدمات پر حوصلہ افزاء کلمات ہمارے لیے بلاشبہ ایک سند اور لائق قدر ذخیرۂ قدر افزائی کی حیثیت رکھتے ہیں، کسی بھی کار باعظمت کو منصۂ شہود پر لانے میں اجتماعیت کی مخلصانہ جہود کا ایک بڑا بنیادی کردار ہوتا ہے، لہٰذا ناسپاسی ہوگی بارگاہ رب کریم میں سر

بہ سجود شکر گزاری کیساتھ اگر ترتیب فتاوی کے اس کار باعظمت کے سطح مشاہد پر آنے کے لیے کی جانے والی جہود پر راقم السطور کی جانب سے اکیڈمی کی شبانہ روز علمی، عملی، اور فکری کوششوں و کاشوں اور عرق ریز محنتوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے والے اور متعلقہ امور کو حسب ہدایت سرانجام دینے والے حضرات کا عموما اور بالخاص اصحاب افتاء میں جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب، جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب، جناب مولانا مفتی عمران صاحب، جناب مولانا مفتی امانت علی صاحب، جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب، اور جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب کی عرق ریز و شبانہ روز محنتوں پر کلمات تشکر ادا نہ کیے جائیں راقم السطور کے ساتھ جن کی قدم بہ قدم جہود سے ''مجموعۂ فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند'' کی ابتدائی دو جلدیں منصۂ شہود پر آ رہی ہیں جس کی تخمینی طوالت کا اندازہ پندرہ جلدوں کو محیط ہے۔ **فللّٰہ الحمد و الشکر**

**وما توفيقي إلا باللّٰه العلي العظيم**

محمد شکیب قاسمی
نائب مہتمم وڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی
دارالعلوم وقف دیوبند
مؤرخہ: ۲۶؍شعبان ۱۴۴۲ھ
مطابق: ۹؍اپریل ۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب الایمان
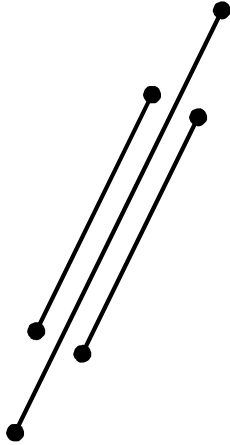
فصل اوّل: ایمانیات سے متعلق مسائل
فصل ثانی: کفریہ وشرکیہ اعمال واقوال

## فصل اوّل

# ایمانیات سے متعلق مسائل

### اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا، تو کیا مسلمان ہو گیا؟

(۱)**سوال**: میں نے ایک باشرع مسلمان کے ہاتھ پر اپنی مرضی سے اسلام قبول کرلیا ہے، اعلان بھی کر دیا ہے، نام بھی بدلوا دیا ہے اور اب میں اسلام کے تمام امور کی پابندی کروں گا تو کیا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میری نجات ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عزیز احمد، دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: آپ نے چونکہ اپنی مرضی سے مذہب اسلام قبول کیا ہے، اس لئے آپ مسلمان ہو گئے ہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ آپ کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کریں اور خود آپ بھی اسلام کے مطابق عمل کرتے رہیں، ''إن شاء اللّٰہ'' نجات ومغفرت ہوگی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ولو قال اليهودي أو النصراني: لا إله إلا اللّٰه محمد رسول اللّٰه، تبرأت عن اليهودية ولم يقل مع ذلك دخلت في الإسلام لا يحكم بإسلامه حتى لو مات لا يصلي عليه، فإن قال مع ذلك: دخلت في الإسلام فحينئذٍ يحكم بإسلامه هكذا في فتاویٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب السير: الباب الثاني، في كيفية القتال'':ج۲،ص:۲۱۲)

لو قال الحربي: أنا مسلم صار مسلماً وعصم دمه وماله. (الفتاویٰ السراجيه، ''كتاب السير، باب الإسلام'': ج۲،ص:۲۹۲)

## اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا:

(۲) **سوال:** آج کل اکثر بیانوں میں ''اللہ تعالیٰ ہیں'' کہتے ہیں ''اللہ ہے'' نہیں کہتے کیا اللہ دو ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈی ایم ملا، مقام گوکلہ، کرنا ٹک

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ''ہیں'' جمع کے لئے بھی بولا جاتا ہے، اوراحترام کے لئے بھی، جب کوئی مثلاً یوں کہے کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' تو یہ جملہ احترام میں بولا جاتا ہے؛ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ متعدد ہیں، اس لئے اس کا استعمال درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۷/۱۴۱۸ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مؤمن کسے کہتے ہیں؟

(۳) **سوال:** مؤمن کسے کہتے ہیں اور مؤمن کے کیا معنی ہیں؟ اور کن امور کی وجہ سے انسان دائرہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رفیق محمد نظیر، مالیگاؤں

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** احادیث کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ دل سے

---

(۱) ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (سورة الحجر، آية:۹)
﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (سورة القدر، آية:۱)
وأما قوله: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ﴾ فهٰذه الصيغة وإن كانت للجمع إلا أن هذا من كلام الملوك عند إظهار التعظيم فإن الواحد منهم إذا فعل فعلا أو قال قولا قال: إنا فعلنا كذا وقلنا كذا فكذا ههنا. (الرازي، التفسير الكبير، ''سورة الحجر: الآيات: ٦-٩'': ج۷، ص:۱۲۳)

تصدیق کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے، دل سے تصدیق سے مراد یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ایک اور واجب الوجود ہے۔ فرشتے، اللہ کی کتابیں، اس کے رسول، یوم آخرت اور تقدیر سب برحق ہیں، اور زبان سے اقرار سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کا رسول ہونے کی زبان سے شہادت دے۔ اگر کوئی آدمی ان امور میں سے کسی کا انکار کردے تو وہ مؤمن نہیں ہے، اور اگر دین اسلام کی کسی چھوٹی یا بڑی چیز کا مذاق بنائے تو اس سے مذکورہ امور کے اعتقاد کا انکار لازم آتا ہے؛ اس لئے ایسا شخص دائرۂ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۲/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ایمان میں کمی وزیادتی کا کیا مطلب ہے؟

(۴) **سوال**: کیا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے اور کیا ایمان کے مختلف درجات ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فرقان، راجوپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ایمان جو کفر کے مقابل ہے اس میں کمی زیادتی نہیں ہوتی؛ کیونکہ کمی کی صورت میں وہ شرعاً ایمان ہی نہیں کہلائے گا۔ اہل علم نے ایمان میں کمی وزیادتی کی جو بحث کی ہے اس کا تعلق اس معنی (ایمان بمقابل کفر) سے نہیں ہے؛ بلکہ ایمان کے تقاضہ کے مطابق

(۱) وهو التصديق الذي معه أمن وطمانينة لغة، وفي الشرع تصديق القلب بما جاء من عند الرب فكأن المؤمن يجعل به نفسه آمنة من العذاب في الدارين، أو من التكذيب والمخالفة وهو إفعال من الأمن يقال أمنت وآمنت غيري، ثم يقال: أمنه إذا صدقه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح،''كتاب الإيمان'': ج۱،ص:۱۰۵)
وقد اختلف هؤلاء على أقوال: الأول إن الإيمان إقرار باللسان ومعرفة بالقلب وهو قول أبي حنيفة وعامة الفقهاء وبعض المتكلمين، الثاني: إن الإيمان هو التصديق بالقلب واللسان معا وهو قول بشر المريسي وأبي الحسن الأشعري، الثالث: إن الإيمان إقرار باللسان وإخلاص بالقلب. (العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ''كتاب الإيمان: باب الإيمان وقول النبي: بني الإسلام على خمس'': ج۱،ص:۱۶۴)

احکام شرعیہ پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے دل میں جو نور پیدا ہوا اور احکام شرعیہ کی اطاعت کرنے سے اعمال صالحہ میں روز بروز جو اضافہ ہوتا ہے اور مخالفت کرنے کی صورت میں جو گناہ کا صدور ہوتا ہے اس کو ایمان میں کمی زیادتی کہا گیا ہے۔ اور یہ صورت حال حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان میں بھی پائی جاتی ہے۔ اہل علم نے اس کے علاوہ بھی دوسرے معانی بیان کئے ہیں[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۶/۱۴۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مرتد شخص دوبارہ اسلام کیسے قبول کرے؟

(۵)**سوال**: اگر کوئی مسلمان مرتد ہوجائے پھر اسلام لانا چاہے تو کس طرح اسلام لائے، شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرشید، راجستھان

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: وہ دوبارہ اسلام لاسکتا ہے، ارتداد سے توبہ کرے اور کلمہ طیبہ

---

(۱)وذهب جمهور المحققين إلى أن الإيمان هو التصديق بالقلب، وإنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا لما أن تصديق القلب أمر باطني لا بد له من علامة، فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند اللّٰه تعالىٰ وإن لم يكن مؤمنا في أحكام الدنيا. (أبو حنيفه -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، ''بحث في أن الإيمان هو التصديق والإقرار'': ص:۱۴۳)

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝۱۷۳﴾ (سورة آل عمران، آية:۱۷۳)

قالوا: ولا تظهر المغايرة بين قول أصحاب الحديث وبين سائر أهل السنة، لأن امتثال الأوامر واجتناب الزواجر من كمال الإيمان إتفاقاً لا من ماهيته فالنزاع لفظي لا على حقيقة، وكذلك اختلافهم في نقصان الإيمان وزيادته. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۰۶)

پڑھ کر مسلمان ہو جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۱۴/۶/۲۶ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

## غیر مسلم قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کہے تو کیا وہ مسلم ہو گیا؟

(۲) **سوال**: کسی ذی وجاہت عالم کے سامنے کوئی غیر مسلم عظیم مرجعیت کے حامل درج ذیل کلمات قرآن کریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔ مولانا میں یقین رکھتا ہوں کہ قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے، تو اس غیر مسلم شخص کا کیا حکم ہے؟ کیا نفس قرآن پر ایمان، ایمان مجمل و مفصل سبھی کو شامل ہے؟ نیز بعض اہل علم کا اس کی شہادت کے حق میں ہونا کیسا ہے؟ (۱۱۵۶)

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ سید محمد ساجد، سیتاپور

**الجواب وباللہ التوفیق**: ایمان کے لئے دو چیزوں پر یقین ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین، یہاں پر صرف قرآن پر یقین ہے جو ناکافی ہے، ایسے شخص کو شرعاً مومن نہیں کہا جائے گا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۱۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام وإن تبرأ عما انتقل إليه كفى كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،"كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها الطوع": ج۲،ص:۲۶۷)

وإسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الإسلام أو عما انتقل إليه الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها": ج۶،ص:۳۶۱)

(۲) وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام، وإن تبرأ عما بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

## واقعہ معراج کا منکر کافر ہے کہ نہیں؟

(۷)**سوال**: زید واقعہ معراج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے تو یہ شخص مسلمان باقی رہایانہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ناصر کمال، منگلوری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** واقعۂ معراج کی تفصیلات میں ''اسراء'' قرآن کریم سے ثابت ہے جس کا منکر کافر ہے باقی تفصیل احادیث سے ثابت ہیں وہ احادیث مجموعی طور پر اگرچہ تواتر کے قریب ہیں؛ لیکن بہرحال متواتر نہیں، اس لئے منکر کافر نہیں قرار دیا جائے گا، تاہم ایسا شخص گمراہی کی راہ پر ہے اس کو اچھی طرح سمجھانا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۸/۷/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا......انتقل إلیه کفی، کذا في المحیط. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین ومنها الطوع'': ج۲،ص:۲۶۷)

من لم یقر بعض الأنبیاء علیهم الصلاة والسلام أو لم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر. (أیضاً: موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بالأنبیاء علیهم السلام: ج۲،ص:۲۷۵)

وإسلامه أن یتبرأ عن الأدیان سوی الإسلام أو عما انتقل إلیه الخ. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما یشك أنه ردة لا یحکم بها'': ج۶،ص:۳۶۱)

(۱) ومن أنکر المتواتر فقد کفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بالأنبیاء علیهم السلام، الوجه الثالث:'': ج۲،ص:۲۷۷)

فالإسراء هو من المسجد الحرام إلی البیت المقدس قطعي أي یقیني ثبت بالکتاب أي القرآن ویکفر منکره. (محمد عبدالعزیز الفرهاوي، النبراس، ''بیان المعراج'': ص:۲۹۵)

من أنکر المعراج ینظر إن أنکر الإسراء من مکة إلی بیت المقدس فهو کافر ...... لأن الإسراء من الحرم إلی الحرم ثابت بالآیة. (أبو حنیفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأکبر، ''بحث في أن المعراج حق'': ص:۱۸۹)

## زکوٰۃ وعشر کا منکر کافر ہے کہ نہیں؟

(۸)**سوال**: زکوٰۃ کا انکار کرنے والا کافر ہوجاتا ہے یا نہیں اور عشر کے انکار کرنے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عطاء الرحمٰن، لدھیانہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: زکوٰۃ کا منکر کافر ہے اور عشر کا منکر کافر نہیں؛ بلکہ فاسق اور سخت گناہگار ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۷/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## بورڈ پر آیت واحادیث کا ترجمہ لکھنے پر امام صاحب کا اعتراض:

(۹)**سوال**: ہم نے مسجد سے متصل اپنی بلڈنگ کی دیوار پر ایک بورڈ بنا رکھا ہے جس پر قرآن کی

---

(۱)عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: بني الإسلام على خمس على أن يعبد اللّٰه، ويكفر بما دونه وأقام الصلاة وإيتاء الزكوة وحجَّ البيت، وصوم رمضان. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب بيان أركان الإسلام ودعائمة العظام": ج۱،ص:۴۵،رقم:۱۶)

قال اللّٰه تعالىٰ: سورة أنزلناها وفرضناها أي قدرناها وقطعنا الأحكام فيها قطعاً، والفرائض في الشرع مقدرة لا تحتمل زيادة ولا نقصانا أي مقطوعة ثبتت بدليل لا شبهة فيه مثل الإيمان والصلاة والزكاة والحج وسميت مكتوبة. (على بن محمد البزدوي الحنفي، أصول البزدوي، كنز الوصول إلى معرفة الأصول:ج۱،ص:۱۳۶)

أما الفرض فحكمه اللزوم علماً وتصديقاً بالقلب، وهو الإسلام وعملاً بالبدن، وهو من أركان الشرائع ويكفر جاحده ويفسق تاركه بلا عذرٍ. (على بن محمد البزدوي الحنفي، أصول البزدوي، كنز الوصول إلى معرفة الأصول:ج۱،ص:۱۳۶-۱۳۷)

لزوم الإتيان به، مع ثواب فاعله، وعقاب تاركه، ويكفر منكره. (وهبة بن مصطفىٰ، "الفقه الإسلامي وأدلته، المصطلحات الفقهية العامة": ج۱،ص:۶۷)

کوئی آیت اور حدیث نبوی کا ترجمہ لوگوں کی نصیحت کے لئے لکھا جاتا ہے جس پر مسجد کے امام جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے سخت اعتراض کرتے ہیں اور وہ اسے اپنے ہمنواؤں سے مٹوا دیتے ہیں ان کی اس حرکت پر جب میں نے اعتراض کیا یا احتجاج کیا تو انہوں نے مجھے دھمکیاں دیں اور دھکے دیکر گھسیٹ کر مسجد سے باہر نکالدیا قرآن کی جس آیت کے ترجمے لکھنے پر امام مسجد نے یہ ہنگامہ کیا اور اس کو مٹوادیا وہ درج ذیل ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے:

انہوں نے اپنے علماء ومشائخ کو اپنا رب بنالیا ہے۔ (سورہ توبہ:۳۱)

**حدیث شریف:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عدی بن حاتمؓ نے جو اسلام لانے سے پہلے عیسائی تھے، پوچھا ہم نے کب اپنے علماء ومشائخ کو رب بنایا اور ان کی عبادت کی آپ نے فرمایا: جس چیز کو انہوں نے حرام کیا اسے تم نے حرام سمجھا، جس چیز کو انہوں نے حلال کیا اسے تم نے حلال سمجھا۔ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا: یہ ہی ان کی عبادت ہے، افسوس آج بہت سے دیندار مسلمانوں نے یہ ہی روش اختیار کر رکھی ہے۔

**دوسری آیت کا ترجمہ:** ہرگز نہیں (یہ قرآن) تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس کو قبول کرلے۔ یہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو مکرم ہیں، بلند مرتبہ ہیں پاکیزہ ہیں۔ معزز اور نیک کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔ لعنت ہو انسان پر کیسا سخت منکرِ حق ہے یہ۔ (سورۃ عبس: آیۃ:۱۱تا۱۷)۔

محترم دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہماری دیوار پر لکھی ہوئی ان آیات واحادیث کے ترجمے کے لکھنے پر یہ اعتراض کرنا کہ اس سے ہمارے عقیدے خراب ہوتے ہیں؛ اس لئے ہم ان کو مٹائیں گے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا یہ عقیدہ وعمل کیسا ہے؟ دوسرے امام کی اس حرکت کی وجہ سے میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کردیا ہے آیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں میرا یہ عمل کیسا ہے؟ (۱۱۶۸)

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرحمٰن عبداللہ، بمبئی

باب الإیمان

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** پہلی آیت میں یہود ونصاریٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنالیا ہے؛ یعنی جو منصب خدا کا تھا یعنی حلال اور حرام کی تشریع وہ یہود ونصاریٰ نے اپنے عالموں اور درویشوں کو دیدیا وہ اگر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دیتے ہیں، تو یہ اس کو سند کہتے ہیں، کتب سماویہ سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ دوسری آیت سورۃ عبس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن تو وہ ہے جس کی آیتیں آسمان کے اوپر نہایت معزز بلند مرتبہ صاف سنہرے ورقوں میں لکھی ہوئی ہیں اور زمین پر مخلص ایماندار بھی اس کے اوراق نہایت عزت واحترام اور تقدیس وتطہیر کے ساتھ اونچی جگہ رکھتے ہیں یعنی وہاں فرشتے اس کو لکھتے ہیں اس کے موافق وحی اترتی ہے اور یہاں بھی اوراق میں لکھنے اور جمع کرنے والے دنیا کے بزرگ ترین پاکباز نیکوکار اور فرشتہ خصلت بندے ہیں، جنہوں نے ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف وتبدیل سے اس کو پاک رکھا ہے۔ ترجمہ آیت پاک کا یہ ہے، یوں نہیں وہ تو نعمت ہے پھر جو کوئی چاہے اس کو پڑھے، لکھا ہے عزت کے ورقوں میں، اونچے رکھے ہوئے ہیں، نہایت بہترین ہاتھوں میں لکھنے والوں کے جو بڑے درجے کے نیکوکار ہیں، مارا جاوے انسان کیسا ناشکرا ہے۔ پس ان تینوں آیتوں پر تو ہر مسلمان کا عقیدہ ہے۔ مکان کی دیوار پر اس طرح ایسے حصے پر لکھنا کہ بارش وغیرہ کے پانی سے حروف دھل کر پانی نیچے نہ گرے مباح ہے۔ امام صاحب کا یہ کہنا کہ اس سے ہمارے عقیدے خراب ہوتے ہیں (العیاذ باللہ) بالکل ہی غلط بات ہے۔ امام صاحب کو یہ بتلانا ہوگا جو جملے وہ بولتے ہیں اس سے ان کا مقصد اور منشا کیا ہے اور ان کے جملوں کی کیا تاویل کی جائے۔ ورنہ آیات سے متعلق ان کے مذکورہ جملے سلب ایمان کا سبب بن سکتے ہیں، ایسی صورت میں ان کے پیچھے نماز بھی صحیح نہیں ہوگی، آپ جو عبارات لکھواتے ہیں ان میں بھی ابہام ہوجاتا ہے پہلی آیت کے ترجمے میں انہوں نے بجائے یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے علماء ومشائخ کو اپنا رب بنالیا، ورنہ عوام اس کا غلط مطلب بھی نکال سکتے ہیں۔ اگر امام صاحب اسی بنا پر منع کرتے ہیں تو پھر وہ خاطی نہیں۔ بہر حال امام صاحب کے بارے میں کچھ اس وقت تک نہیں کہا جاسکتا جب تک ان کا منشا ومقصد معلوم نہ ہو امام صاحب کو اپنے ہمنواؤں سے مٹوا دینا بہت غلط بات ہے اگر کوئی خامی ہے، تو اس کی اصلاح کرنی

چاہئے تھی نہ یہ کہ فتنہ اور جھگڑے کی راہ کھولیں، ان کو پرہیز لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۱۲/۶/۲۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## قاضی پر تہمت لگانے والا کافر ہے کہ نہیں؟

(۱۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
سنجیدہ خانم نے اپنے شوہر سے آزادی حاصل کرنے کے لئے دارالقضاء دیوبند میں دعویٰ کردیا تھا مدعیہ اور گواہان مدعیہ کے بیانات ہوئے۔ مدعی علیہ اور گواہان کے بیانات ہوئے یکے بعد دیگرے تاریخوں پر فریقین حاضر ہوئے، قاضی نے مقدمہ خارج کردیا، مدعیہ نے صدر قاضی کے پاس نظر ثانی کے لئے اپیل کردی، قاضی نے فریقین کے مختار نامے داخل کرا لئے تمام

---

(۱)عن مصعب بن سعد، عن عدي بن حاتم رضي اللّٰه عنه، قال: أتيت النبی صلی الله عليه وسلم وفي عنقي صليب من ذهب.فقال: يا عدی اطرح عنك هذا الوثن، وسمعته يقرأ فی سورة برائة: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾، قال: أما إنهم لم يكونوا يعبدونهم، ولكنهم كانوا إذا أحلوا لهم شيئا استحلوه، وإذا حرموا عليهم شيئا حرموه. (أخرجه الترمذي، في سننه،"أبواب التفسير: ومن سورة التوبة": ج۲،ص:۱۰۴،رقم:۳۰۹۵)

ومن حجد القرآن أي كله أو سورة منه أو آية قلت، وكذا كلمه أو قرأة متواترة أو زعم إنها ليست من كلام اللّٰه تعالیٰ كفر. (أبوحنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "فصل فيما يتعلق بالقرآن والصلاة":ص:۲۷۹)

وينقض أي الإيمان بارتكاب أعماله السيئة (وفيه) ...... ثم الطاعة والعبادة ثمرة الإيمان ونتيجة الإيقان وتنور القلب تنور العرفان بخلاف المعصية فإنها تسود القلب ومصحف محبة العرب ربما يجره مداومة العصيان إلى ظلمات الكفران. (أبوحنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن المؤمنين مستوون في الإيمان":ص:۱۴۶)

وعلم التفسير يؤخذ من أفواه الرجال كأسباب النزول والناسخ والمنسوخ، ومن أقوال الأئمة وتأويلاتهم بالمقاييس العربية كالحقيقة والمجاز والمجمل والمفصل والعام والخاص، ثم يتكلم على حسب ما يقتضيه أصول الدين، فيؤول القسم المحتاج إلى التأويل على وجه يشهد بصحته ظاهر التنزيل فمن لم يستجمع هذه الشرائط كان قوله مهجورا وحسبه من الزاجر أنه مخطيء عند الإصابة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، "كتاب العلم: الفصل الثاني": ج ۱، ص: ٤٤٧، رقم: ٢٣٥)

کاغذات فائل پرغور وخوض، فریقین کی گفتار وارادوں پرغور کرتے ہوئے صدر قاضی نے حدیث وقرآن احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھتے ہوئے مدعیہ کا نکاح فسخ کردیا، حکم صادر ہو جانے کے بعد مدعی علیہ محمد حاصر ولد محمد حسین عوام میں قاضی پر رشوت کا الزام لگاتا اور گالی گلوچ کرتا پھرتا ہے۔ مفتیان کرام عالم دین کو برا بھلا کہتا پھرتا ہے، محمد حسین نے ایک فتویٰ حاصل کیا جو قاضی کے فیصلے کے خلاف ہے اس کو لیکر عوام میں بدگمانی پھیلاتا پھرتا ہے اور قاضی کے فیصلے کا منکر ہے۔ قرآن وحدیث احکام رسول کے تحت قاضی شرعی نے جو فیصلہ صادر کیا اس کا منکر ہونا، قاضی شرعی پر رشوت خوری کا بہتان لگانا عالمِ دین کی توہین کرنا کیا ان تمام صورتوں میں محمد حسین اور حامیوں پر کفر عائد نہیں ہوگا؟ کیا ان کو تجدید نکاح اور تجدید ایمان کی ضرورت نہیں ہوگی؟ کیا ایسے لوگ شرعی مجرم نہیں ہوں گے؟ جواب مرحمت فرمادیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ساجد علی، بڑوت، میرٹھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** جس دارالقضاء میں مقدمہ دائر کیا تھا اس پر اعتماد نہ کیا ہوگا۔ اب اگر فیصلہ خلاف ہوگیا تو قاضی صاحب پر تہمت دھرنا اوران کو برا بھلا کہنا اور رشوت کا الزام لگانا قطعاً غلط اور خلاف شریعت ہے، جو شخص ایسا کرتا ہے اس پر توبہ لازم ہے باقی اس کی وجہ سے وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوا صرف گنہگار رہوا؛ لیکن کفر کا اندیشہ ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۳/۱/۱۴۱۷ھ)

**الجواب صحیح:**

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالماً أو فقيهاً من غير سبب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب السابع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۲)

ومن بغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر، ولو شتم فم عالم فقيه أو علوی يكفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ''كتاب السير والجهاد: ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲،ص:۵۰۹)

## قرآن وحدیث اوراجماع سے ثابت شدہ چیزوں کے منکر کا حکم:

(۱۱)**سوال**: ایک مسلمان جس کے مندرجہ ذیل عقائد ہوں اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے:

(۱) قبر کے عذاب کا منکر ہے وہ کہتا ہے کہ مرنے کے بعد بغیر حساب وکتاب کے عذاب نہیں ہوگا اور کہتا ہے کہ قرآن کریم میں عذاب قبر کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) نماز صرف تین وقت کی فرض ہے پانچ وقت کی فرضیت کا منکر ہے۔

(۳) نماز میں ﴿قل هو الله أحد﴾ والی سورت کا پڑھنا حماقت اور بے ادبی کی بات ہے۔

(۴) معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا منکر ہے۔

(۵) حروف مقطعات کے معانی کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۶) سنن مؤکدہ اور نوافل اور سنتوں کا منکر ہے۔

(۷) روزوں کے افطار وسحر کا وقت جو شریعت نے مقرر کیا ہے ان اوقات میں افطار وسحر کا منکر ہے؛ بلکہ ایک یا آدھ گھنٹہ افطار میں تاخیر کرتا ہے اور مسجد میں طلوع صبح صادق کے بعد سحری کھاتا ہے۔

(۸) کہتا ہے کہ نماز میں ریاح کے خارج ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ایک ہی وقت وضو بنا کر جتنا چاہے نمازیں پڑھتا رہے اور جتنی دفعہ بھی ریاح خارج ہوں اس سے کوئی فرق وضو پر نہیں پڑتا۔

(۹) اسلامی شریعت اور فقہ اسلامی کا منکر ہے، کہتا ہے کہ اس کو انسانوں نے مرتب کیا ہے اس لئے اس میں مرتب کی دماغی فکر اور سوچ کو دخل ہے۔

(۱۰) حدیث کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سال بعد اس کی ترتیب دی گئی ہے؛ اس لئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نہیں اور آپ کے اقوال نہیں۔

(۱۱) چچی زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد بہنوں سے نکاح کو حرام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حکم صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا امت اس سے خارج ہے۔

(۱۲) عیدالاضحیٰ میں قربانی کے جانور کو کاٹتے وقت دعاء پڑھنا اور قربانی کے بعد کی دعاء کو شرک کہتا ہے اور کہتا ہے کہ قربانی کا حکم حاجیوں کے لئے ہے۔ جس کے یہ عقائد ہوں وہ شخص کیسا ہے؟ (۱۲۱۵)

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مقصود عالم، دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** جو شخص ضروریات دین اور قرآن کریم واحادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تواتر سے باجماع امت ثابت شدہ چیزوں اور احکام کا منکر عقیدۃً ہو وہ بلا شبہ کافر ومرتد ہے۔شرعاً وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ فی السوال شخص بشرط صحت سوال اسلام سے شریعت اسلامیہ کی روشنی میں خارج اور کافر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۹/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## اسلام میں داخل ہونے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

(۱۲) **سوال**: میرا تعلق ہندو مذہب سے ہے اور اسلام مذہب مجھے بہت پسند ہے؛ اس لئے میں نے مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں، میرا ہندو نام شانتی ہے، اب میں کیسے مسلمان ہوسکتی ہوں؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: معرفت آمنہ بیگم، بستی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کے لئے دل سے اسلامی عقائد قبول کرنا اور زبان سے کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے، مگر زندگی کو مکمل طور پر دائرہ اسلام میں میں داخل کرنے کے لئے صرف زبان سے اقرار کرنا کافی نہیں ہے، اس بارے میں خدا تعالیٰ کا

---

(۱) إذا أنکر آیة من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما یعظم في الشرع، أو عاب شیئاً من القرآن أو خطئ أو سخر بآیة منه کفر. (عبد الرحمن، مجمع الأنهر،''کتاب السیر والجهاد، ثم إن ألفاظ الکفر أنواع'':ج۲،۵۰۷)

إذا أنکر الرجل آیة من القرآن أو تسخر بآیة من القرآن، وفي ''الخزانة'' أو عاب کفر، کذا في التاتار خانیة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بالقرآن'': ج ۲، ص: ۲۷۹)

فرمان ہے: ﴿یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ کَآفَّةً﴾ [۱] اے ایمان والو: اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، یعنی محض دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے یقیناً کلمہ طیبہ کا اقرار شرط ہے، لیکن اس کے لئے لازم ہے کہ وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دے اور اسلام کے تمام عقائد کی تصدیق کرے اور کفر وشرک کے تمام شعائر سے اظہار برأت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایمان اور کفر کی جو حدود متعین کر دی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے پوری زندگی ایمان اور اسلام کا ایسا مظاہرہ کرے کہ کوئی لمحہ ایسا نہ گزرے کہ جس پر کفر اور منافقت کا شائبہ ہو۔ ”**وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام**“[۲] نیز بہتر ہے کہ اسلام لانے سے پہلے غسل کر کے اچھی طرح طہارت حاصل کر لے۔ ”**عن خليفة بن حصين عن جده قيس بن عاصم قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم أريد الإسلام، فأمرني أن اغتسل بماء وسدر**“[۳]

مذکورہ صورت میں وہ عورت مسلمان ہوگئی ہے۔[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**الجواب صحیح:**

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

(۱) سورة البقرة: ۲۰۸.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها: الطوع“: ج۲، ص: ۲٦۷.

(۳) أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الطهارة: باب الرجل يسلم فيؤمر بالغسل“: ج۱، ص: ۵۱، رقم: ۳۵۵.

(۴) لو قال الحربي: أنا مسلم صار مسلما وعصم دمه وماله. (الفتاویٰ السراجية، ”كتاب السير: باب الإسلام“: ج۲، ص: ۲۹۲)

عن الحسن بن زياد: إذا قال الرجل لذمي: أسلم فقال أسلمت كان إسلاماً، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب الثاني، في كيفية القيال“: ج۲، ص: ۲۱۲)

## مُردوں سے کوئی چیز مانگنا:

(۱۳)**سوال**: مُردوں سے کوئی چیز مانگنا جائز ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: شمس الدین: ضلع میرٹھ؛ محمد عرفان: مظفرنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مردوں سے کوئی چیز مانگنا قطعاً درست نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ دعا کی جائے کہ اے اللہ اپنے نیک بندوں اوران کے اعمال خیر کی برکت سے دعا قبول فرما اور دعا صرف اللہ تعالیٰ سے ہو، تو جائز ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰/۴/۴ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## اسلام کو اپنا مذہب نہ ماننے والے کا حکم:

(۱۴)**سوال**: زید کہتا ہے کہ میرا مذہب اسلام نہیں ہے تو کیا یہ لفظ بولنے سے وہ مرتد ہوگیا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکبر نل والا، گنگوہ

**الجواب و باللّٰہ التوفیق**: یہ شخص کافر ہوگیا ہے، اس کے لئے تجدید ایمان اور تجدید

(۱) إن الناس قد أكثروا من دعاء غير اللّٰه تعالىٰ من الأولياء الأحياء منهم والأموات وغير هم، مثل يا سيدي فلان أغثني، وليس ذلك من التوسل المباح في شيء، .......... وقد عده أناس من العلماء شركاً.
(علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة المائدة:۲۷-۳۷": ج۲،ص:۱۲۸)
﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَايَضُرُّكَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورة يونس:۱۰۶)

نکاح ضروری ہے اور توبہ واستغفار بھی ضروری ہے۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عارف قاسمی
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۲/۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ایمان وعقیدہ میں کیا فرق ہے؟

(۱۵)**سوال**: حضرات مفتیانِ کرام: عرض ہے کہ ایمان اور عقیدہ میں کیا فرق ہے؟ دونوں ایک چیز ہیں یا ان دونوں میں کچھ فرق بھی ہے؟ کیا کسی چیز پر ایمان لانا وہی عقیدہ بھی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، کرناٹک

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ایمان عربی لفظ ہے، امن سے مشتق ہے امن کسی خوف سے محفوظ ہوجانے، دل کے مطمئن ہوجانے اور انسان کے خیر وعافیت سے ہمکنار ہونے کو کہا جاتا ہے[۲] اور کسی پر ایمان لانے سے مراد دل سے اس کی تصدیق کرنا اور اس پر یقین رکھنا ہے عقیدہ، عقد سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں گرہ باندھنا۔ عقیدہ سے مراد کسی شئ کو حق اور سچ جان کر ایسی تصدیق کرنا کہ جس میں شک کی کوئی گنجائش نہ ہو، عقیدہ کو ایمان کے مفہوم میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اس

(۱)من قال: لا أدري صفة الإسلام فهو كافر، وذكر شمس الأمة الحلواني رحمه اللّٰه تعالىٰ هذه المسئلة وبالغ فيها، فقال: هذا الرجل ليس له دين ولا صلوٰة ولا صيام ولا طاعة ولا نكاح، وأولاده أو لاد الزنا. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالإيمان والإسلام'': ج۲،ص:۲۷۰)

ولا بقوله: هذا مكان لا إله فيه ولا رسول إلا إذا قصد به إنكار الدين. (ابن نجيم، البحر الرائق،''كتاب السير: باب أحكام المرتدين'':ج۵،ص:۲۰۴)

(۲) ابن منظور، لسان العرب: ج۱۳،ص:۲۳؛ زبيدي، تاج العروس، من جوهر القاموس: ج۱۸،ص:۲۳- ۲۴. المعجم الوسيط: ج۲،ص:۶۱۴.

وقت معنی ہوں گے ان حقائق کی بلا شک وشبہ تصدیق کرنا ہے جن کی تعلیم اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ نیز کسی چیز پر ایمان لانا وہی عقیدہ ہے۔

''وهو التصديق الذي معه أمن وطمانينة لغة، وفي الشرع تصديق القلب بما جاء من عند الرب فكأن المؤمن يجعل به نفسه آمنة من العذاب في الدارين، أو من التكذيب والمخالفة وهو إفعال من الأمن يقال آمنت وآمنت غيري، ثم يقال: آمنه إذا صدقه.[۱] العقيدة: بفتح العين جمع عقائد ما عقد عليه القلب واطمأن إليه''أركان العقيدة: الإيمان باللّٰه وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقضاء والقدر''.[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۵/۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## ایمان مجمل کے کلمات اور آیت کریمہ میں تعارض:

(۱۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

آیت کریمہ: ﴿مَاأَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾[۳]
اور ایمان مجمل میں اس طرح منقول ہے ''وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْت'' اس سے بظاہر آیت کریمہ اور ایمان مجمل کے ان الفاظ میں تعارض معلوم ہوتا ہے، اس تعارض کو کچھ اس طرح تطبیق کر دیں کہ مطلب آسان ہو جائے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون، مظفر نگر

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان'': ج۱، ص:۱۰۵.
(۲) محمد رواس، حامدصادق، معجم لغة الفقهاء، ''حرف العين'': ج۱، ص:۳۱۸.
(۳) سورة النساء: ۷۹

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ایمان مجمل کے الفاظ میں حقیقتِ نسبت کو بیان کیا ہے، اور قرآن پاک میں نسبت ادب کو بیان کیا ہے کہ شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا بے ادبی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## ایمان واسلام کے درمیان فرق:

(۱۷)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) مسلمان اور مومن ان دونوں میں کیا فرق ہے، (۲) مسلمان اور مومن ان دونوں میں بڑا درجہ کس کا ہے (۳) کیا اللہ کے حضور مسلمان اور مومن دونوں کے انعامات ایک جیسے ہیں یا الگ الگ (۴) مسلمان اور مومن ان دونوں میں جس کا درجہ چھوٹا ہے تو بڑے کو پہنچنے کی کیا شرائط ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب باحوالہ عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ سالم بستی

---

(۱)قوله تعالى: ﴿مَآ أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ (النساء:۷۹) وهذا الاختلاف منهي، أي على هذا الوجه، وإنما الطريق في مثل تلك الآيات أن يؤخذ ما عليه إجماع المسلمين، ويئوّل الاية الأخرى كما نقول: العقد الإجماع على أنّ الكلّ بتقدير اللّٰه تعالى، وأمّا قوله تعالى: ﴿مَا أَصَابَكَ﴾ (النساء:۷۹) إلَخْ. فذهب المفسرون إلى أنه متّصل بما قبله، والمعني ﴿فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا﴾ (النساء:۷۸) يعني: أنّ المنافقين لا يعلمون ما هو الصّواب، ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَآ أَصَابَكَ إلَخ﴾ وقيل: الآية مستأنفة أي: ما أصابك يا محمّد أو يا إنسان من حسنة، أي: فتح وغنيمة وراحة وغيرها، فمن فضل اللّٰه، ﴿وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ﴾ أي: من هزيمة وتلف مال ومرض فهو جزاء ما عملت من الذّنوب كما قال تعالى: ﴿وَمَآ أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (الشورى:۳۰) (ملا علي القاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، "كتاب العلم": ج۱،ص:۴۴۹، رقم:۲۳۷)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** لغت میں کسی چیز کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے اور اسلام اطاعت وفرمانبرداری کا نام ہے، ایمان کا محل قلب ہے اور اسلام کا محل قلب اور سب اعضاء وجوارح لیکن شرعا ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں یعنی اللہ اور اس کے رسول کی محض دل میں تصدیق کر لینا شرعا اس وقت تک معتبر نہیں جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت وفرماں برداری نہ کرے، اسی طرح زبان سے تصدیق کا اظہار یا فرماں برداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں جب تک دل میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق نہ ہو۔خلاصہ یہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے ایمان اور اسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث میں اسی لغوی مفہوم کی بناء پر ایمان اور اسلام میں فرق کا ذکر بھی ہے،مگر شرعا ایمان بدون اسلام کے اور اسلام بدون ایمان کے معتبر نہیں (خلاصہ معارف القرآن) عرب کے محقق عالم دین شیخ عثیمن نے لکھتے ہیں کہ جب ایمان اور اسلام کا لفظ اکٹھے ہوں تو پھر اسلام سے ظاہری اعمال مراد لیے جاتے ہیں،جس میں زبان سے ادا ہونے والے کلمات اور اعضاء سے ہونے والے اعمال شامل ہیں اور یہ کلمات اور اعمال کامل ایمان والا مومن یا کمزور ایمان والا مومن بھی کرسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ أٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط﴾[۱] اسی طرح منافق شخص کو ظاہری طور پر تو مسلمان کہا جاتا ہے،لیکن وہ باطنی طور پر کافر ہے اور ایمان سے مراد باطنی یا قلبی امور لیے جاتے ہیں اور یہ کام صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو حقیقی مومن ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ أٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط﴾[۲] اس اعتبار سے ایمان کا درجہ اعلی ہوگا لہٰذا ہر مومن مسلمان ہے،لیکن ہر مسلمان مومن نہیں ہے بہرحال اس طرح کی مختلف تعبیریں حضرات علماء سے منقول ہیں،لیکن اتنی بات طے ہے کہ ایمان کے لیے اسلام ضروری ہے اور اسلام کے لیے ایمان ضروری ہے، انسان کو اپنے ظاہری اعمال کے ساتھ باطنی اعمال اور قلبی یقین کو بھی مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔[۳]

(۱)سورۃ الحجرات:۱۴. بقیہ حواشی اگلے صفحے پر

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۱۱/۲۴ھ)

## اللہ تعالیٰ کے نام کے وقت سبحانہ یا تعالیٰ لگانے کی شرعی حیثیت:

(۱۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
جب اللہ کا نام لیا جائے تو سبحانہ یا تعالیٰ لگانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نصر اللہ، ممبئی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اللہ تعالیٰ کا جب استعمال ہو تو کہنے والے کے لیے لفظ اللہ کے ساتھ تعظیمی الفاظ استعمال کرنا مستحب ہے؛ اس لیے اللہ تعالی، اللہ رب العزت، اللہ جل شانہ، اللہ جل جلالہ اس طرح استعمال کرنا مستحب ہے۔[1]

**الجواب صحیح:**
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۱۱/۱۶ھ)

---

گذشتہ صفحہ کے حواشی (۲) سورۃ الأنفال: ۲-۴.

وذهب جمهور المحققين إلى أن الإيمان هو التصديق بالقلب، وإنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا. (أبو حنيفه -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الإيمان هو التصديق والإقرار": ص:۱۴۳)

والإسلام هو التسليم والإنقياد لأوامر الله تعالىٰ فمن طريق اللغة فرق بين الإسلام والإيمان ولكن لا يكون إيمان بلا إسلام ولا يوجد إسلام بلا إيمان وهما كا لظهر مع البطن والدين اسم واقع على الإيمان والإسلام والشرائع كلها. ("أيضاً": بحث في بيان معنى الإسلام ونسبته إلى الإيمان": ص:۱۴۹)

(۱) ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط أَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۱۱۰﴾ (سورة الإسراء، آية:۱۱۰)

قال الفخر في تفسيره: الصفات الإضافية كل صفة له تعالىٰ ليست زائدة على الذات ككونه معلوماً ومذكوراً مسبحا ممجداً. (تقريرات الرافعي، على رد المحتار: ج۱/ص:۶)

## اللہ میاں اور اللہ صاحب کہنا کیسا ہے؟

(۱۹)**سوال**: کیا اللہ میاں اور اللہ صاحب کی تعبیر درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نصر اللہ، ممبئی

**الجواب وباللہ التوفیق**: عرف میں جو الفاظ تعظیم کے لئے استعمال ہوتے ہوں ان کا استعمال درست ہے اور جو الفاظ عرف میں اللہ اور نبی کی تعظیم کے لیے استعمال نہ ہوتے ہوں ان کا استعمال جائز نہیں ہے، ہمارے عرف میں اللہ میاں تعظیم کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ لیکن اللہ صاحب ہمارے عرف میں تعظیم کے لیے استعمال نہیں ہوتا ہے؛ اگر چہ صاحب کا لفظ تعظیم کے لیے ہے ''**ولا يقول: قال الله بلا تعظيم بلا إرداف وصف صالح للتعظيم، كذا في الوجيز للكردري رجل سمع إسما من أسماء الله تعالىٰ يجب عليه أن يعظمه ويقول: سبحان الله وما أشبه ذلك**''[1] حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب فرماتے ہیں: پرانے زمانے کی اردو میں اللہ صاحب فرماتے ہیں کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں؛ مگر جدید اردو میں اس کا استعمال متروک ہوگیا ہے گویا پرانے زمانے میں تعظیم کا لفظ سمجھا جاتا تھا، مگر جدید زبان میں یہ اتنی تعظیم کا حامل نہیں رہا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے لیے یا انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال کیا جائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۱۱/۱۶ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا تعارف کے لیے سفیان کی جگہ سام نام رکھنا ایمان کے لئے خطرہ ہے؟

(۲۰)**سوال**: میں ایک کال سینٹر میں کام کرتا ہوں، میرا نام کمپنی میں سفیان انصاری کے نام سے رجسٹرڈ ہے۔ کمپنی میں ہر کوئی مجھے سفیان انصاری سے جانتا اور بلاتا ہے۔ لیکن ہماری نوکری میں

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ''كتاب الكراهية: الباب الرابع، في الصلاة، والتسبيح، وقراءة القرآن الخ''، ج۵، ص:۳۶۴.
(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۸، ص:۳۴۳۔

امریکن کسٹمرز کی کال اٹھانا میرا کام ہے۔ اگر ہم امریکن لوگوں کے سامنے انڈین نام سفیان لیں، تو وہ نہیں سمجھتے؛ اس لئے آسانی کے لئے ہر ایک کو کمپنی نام دیتی ہے جیسے مجھے ''سام'' نام دیا ہے۔ اب ہم اپنے کسٹمرز کو اپنا تعارف دیتے ہوئے ''سام'' نام بتاتے ہیں جو کمپنی نے دیا ہے، تو کیا اس سے ہمارے ایمان کا خطرہ ہے؟ ایک شخص نے مجھے ڈرایا، اسے بھی پوری جانکاری نہیں ہے۔ آپ رہنمائی کریں۔ مجھے ڈر لگتا ہے؛ اگر ہم یہ نام نہ لیں تو کمپنی مجھے نکال دے گی اور یہ کسی مسلمان کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ ہر مذہب والے کے لئے ہے۔ اس میں کمپنی کا ارادہ صرف آسانی پیدا کرنا ہے۔ میرا نام ہر جگہ سفیان انصاری ہی ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: سفیان، کلکتہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** چونکہ اس سے ایمان کا کوئی خطرہ نہیں ہے؛ اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۶: ۱۴۳۷ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## اللہ بن مانگے نہیں دیتا کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟

(۲۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں:

ایک جملہ ہے جو عام طور سے بولا جاتا ہے کہ بن مانگے اللہ بھی نہیں دیتا کیا ایسا کہنا درست ہے؟ کیا ایسا کہنے سے ایمان کا خطرہ ہے؟

**الجواب بعون الوهاب:** بالکل سراسر غلط ہے، کیونکہ اللہ کی ایک صفت ہے، الکریم

---

(۱) اتفقوا على جواز ترخيم الإسم المثقص إذ لم يتأذ بذلك صاحبه ثبت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رخم أسماء جماعة من الصحابة، فقال: لأبي هريرة -رضي الله عنه- يا أبا هرير ولعائشة -رضي الله عنهما- يا عائش ولنجشة يا نجش. (النووي، المجموع شرح المهذب: ج ۸، ص: ۴۴۲)

جسکا ترجمہ اور تعریف یہ ہے کہ جو بغیر مانگے امید سے زیادہ دے اسے کریم کہتے ہیں: کیا یہ جواب صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: فروغ احمد رحمانی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس طرح کے جملہ کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ مانگنے کی ترغیب ہو، اور توجہ اللہ کی طرف ہو، اس لئے اس جملہ میں کوئی حرج نہیں اور نہ ایمان کو کوئی خطرہ۔ تاہم اگر قائل یہ عقیدہ رکھے کہ بغیر مانگے اللہ تعالیٰ کچھ نہیں دیتے تو ایسے جملوں سے پرہیز ضروری ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۷/۳/۱۵ھ)

**الجواب صحیح:**

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## مذہبی تفریق کو ختم کرنا:

(۲۲) **سوال:** کیا اسلام اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر کسی مسلمان کیلئے مندرجہ ذیل عقیدہ (ہمیں مذہبی تفریق کو ہر صورت ختم کرنا ہوگا اور کسی بھی دوسرے مذہب کو نہیں چھیڑیں گے) اپنانا جواز رکھتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا محمد عثمان شاہ

دارالعلوم عثمانیہ ککی، بنوں

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (سورة آل عمران: ۳۷)

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ط إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (سورة الطلاق: ۲-۳)

**الجواب وباللہ التوفیق:** سیاسی وسماجی طور پر ایسی راہ اختیار کی جاسکتی ہے۔[1]
عقیدہ کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۱/۳: ۱۴۳۸ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

## میں اللہ کے عرش پر بیٹھنے کو بھی مانتا ہوں:

(۲۳) **سوال:** مفتیان کرام! ایک شخص اپنا یہ عقیدہ لکھ کر بیان کرتا ہے کہ "میں اللہ تعالیٰ کے عرش پر بیٹھنے کو بھی مانتا ہوں" تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ کتاب وسنت اور علماء اہل سنت و الجماعت کے فتاویٰ کی روشنی میں یہ شخص مومن ہے یا کافر، اہل سنت میں سے ہے یا گمراہ؟ مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، ہردوئی

**الجواب وباللہ التوفیق:** یہ مسئلہ استواء علی العرش کا ہے، اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا برحق ہے؛ البتہ اس کی کیفیت کا ہم کو علم نہیں ہے اور عرش پر ہونا دنیاوی بادشاہوں کے تخت پر بیٹھنے سے بالکل مختلف ہے۔ مذکورہ فی السوال عقیدہ فرقۂ مرجیہ کا ہے جو اہل سنت

(۱) ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝﴾ (سورۃ الکافرون)

(۲) وللإمام الرازي أو جه في تفسير ها لا يخلو بعضها عن نظر، وذكر عليه الرحمة أنه جرت العبادة بأن الناس يتمثلون بهذه الآية عند المتاركة، وذلك لا يجوز لأن القرآن ما أنزل ليتمثل به بل ليهتدي به، وفيه ميل إلى سرّ باب الاقتباس، والصحيح جوازه الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة الكافرون، تفسير الآيات: ١-٦": ج ١٦، ص: ٤٥٧)

والجماعت سے خارج گمراہ فرقہ ہے؛ لہٰذا مذکورہ شخص ایمان سے خارج نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۴: ۱۴۳۸ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## اللہ بیوی سے پاک ہے:

(۲۴)**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ بیوی سے پاک ہے؟ قرآن کی روشنی میں جواب بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: فیروز احمد، بستی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ﴿بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ، وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (سورة الأنعام:۱۰۱)
اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے اولاد اور بیوی کی واضح نفی کی گئی ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۶: ۱۴۳۹ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ففي صحيح البخاري قال مجاهد: استوى على العرش علا على العرش وقال أبو العالية: استوى على العرش ارتفع. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة طه: الآيات:۱،إلى۱۶": ج۸،ص:۴۷۵)
ومن طريق ربيعة بن أبى عبد الرحمن أنه سئل كيف استوى على العرش فقال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول وعلى الله الرسالة وعلى رسوله البلاغ وعلينا التسليم. (ابن حجر، فتح الباري، "قوله باب وكان عرشه على الماء وهو رب": ج۱۳،ص:۴۰۶)
(۲)يكفر إذا وصف اللّٰه تعالىٰ بما لا يليق به أو سخر بإسم من أسمائه، أو بأمر من أوامره أو أنكر وعده وعيده، أو جعل له شريكاً أو ولداً أو زوجة، أو نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه،"كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بذات اللّٰه تعالىٰ": ج۲،ص:۲۷۱)
﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (سورة إخلاص)

## اللہ کا کھانا پینا:

(۲۵) **سوال**: کیا اللہ تعالیٰ کھاتا پیتا ہے؟ دوسرا سوال: کیا اللہ تعالیٰ سب زبانوں کو جانتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور

**الجواب وباللہ التوفیق**: اللہ تعالیٰ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، وہ ان تمام بشری تقاضوں سے پاک ہیں۔[۱]

اللہ تعالیٰ ساری زبانوں کے عالم بھی ہیں اور خالق بھی ہیں۔ دنیا میں جتنے علوم ہیں، ان کا پورا پورا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لاتعداد و بے شمار چیزیں جو دنیا کا کوئی فرد نہیں جانتا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے وہ علیم وخبیر ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۸: ۱۴۳۹ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران القاسمی، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## یہودی کو امتی نہیں ماننا:

(۲۶) **سوال**: اگر کوئی کہے کہ میں یہودی کو امتی نہیں مانتا کیا یہ کفریہ جملہ ہے؟ برائے کرم دلائل کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، ملاواں

(۱) ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (سورة الشوریٰ: ۱۱)
﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ﴾ (سورة الحشر: ۲۲)
(۲) ﴿أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ (سورة المجادلة: ۷)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** محض اس جملۂ مذکورہ سے کفر لازم نہیں آتا؛ اس لئے کہ وہ امت اجابت نہیں ہیں تاہم امت دعوت ضرور ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۶: ۱۴۴۰ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کا منکر کافر ہے:

(۲۷) **سوال:** مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا منکر کافر ہوگا یا فاسق؟ اس مسئلہ پر یہاں پر بہت جھگڑا ہو رہا ہے۔ ایک صاحب کہہ رہے ہیں کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جسمانی معراج کا منکر کافر ہوگا؛ اس لئے کہ وہ آیت کا انکار کر رہا ہے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی﴾ (۲) اس آیت کا انکار ہو رہا ہے اور آیت قرآنیہ کا منکر کافر ہو جاتا ہے اس کو مفصل مع دلیل جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید اسلم، لکھیم پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ صورت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے تو اس پر ایمان رکھنا فرض اور ضروری ہے، اس کا منکر چوں کہ آیت قرآنی کا منکر ہے؛ اس لیے وہ کافر ہوگا، مسجد اقصیٰ کے بعد آسمانوں پر جانا اور وہاں سے عجائبات وغیرہ

(۱) ﴿وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (سورة الأنبياء:۱۰۷)
قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم هؤلاء أمتك وهؤلاء سبعون ألفاً قداهم لاحساب عليهم ولا عذاب. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الرقاق: باب يد خل الجنة سبعون ألفا بغير حساب“: ج۲، ص: ۹۶۸)
(۲) سورة الاسراء: ۱

کی سیر کرنا جواحادیث سے ثابت ہے اس کا منکر کافر نہ ہوگا، البتہ فاسق ہوگا۔ [(۱)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## عالم دین کی بے عزتی کرنے والے کا حکم:

(۲۸) **سوال:** جولوگ عالم دین کی بے عزتی کریں، ان پر کافر کا حکم لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ ''**من هتك العالم فقد كفر**'' کے حکم میں یہ لوگ داخل ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اشرف داؤد مانڈے، اپر، برما

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** عالم کی توہین کرنے والا فاسق ہے، کافر نہیں؛ جو استدلال آپ نے پیش کیا ہے یہ حدیث نہیں ہے اور نہ ہی کسی صحابی کا اثر ہے؛ البتہ عالم کی اس کے علم کی وجہ سے توہین کرنے پر کفر کا اندیشہ ہے۔ [(۲)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۵/۱۸ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن، وفي الخزانة أو عاب فقد كفر، كذا في التاتار خانية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب السير: الباب السابع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن'': ج۲،ص:۲۷۹)

ويكفر إذا أنكر آية من القرآن. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين'': ج ۵، ص:۲۰۵)

(۲) والاستخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم. (كتاب النوازل) بزازيه على هامش الهندية، ''كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً: النوع الثامن: في الاستخفاف بالعلم'': ج۱۲،ص:۱۸۸)

ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالما أو فقيها من غير سببٍ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۲)

## ابوطالب اعراف میں ہوں گے یا دوزخ میں؟

(۲۹) **سوال**: ابوطالب اعراف میں جائیں گے یا دوزخ میں اوران کوکون سا عذاب ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زبیر، ملاواں

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: یہ مسئلہ ایمانیات ومعتقدات سے متعلق نہیں ہے روایات مضطرب ہیں؛ اس لئے فقہاء اس جیسے مسائل پر کلام کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۴: ۱۴۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## ڈرائیور کا گاڑی کے ہینڈل کو اور دوکاندار کا کیش بکس کو چومنا:

(۳۰) **سوال**: اکثر دیکھا گیا ہے کہ ڈرائیور جب گاڑی چلانے کے لئے بیٹھتا ہے وہ گاڑی کے ہینڈل کو چومتا ہے، دکاندار صبح کو اپنے کیش بکس کو چومتے ہیں اسی طرح طلباء پڑھتے وقت صبح کو اپنی کتاب کو چومتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حفیظ الرحمٰن، سنت کبیر نگر

---

(۱) وأنزل اللّٰہ تعالیٰ في أبي طالب فقال لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ (أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب الإیمان: باب الدلیل علی صحة إسلام من حضره الموت ما لم یشرع الخ'': ج۱، ص: ۴۰، رقم: ۲۴)

عن أبي هریرة رضي اللّٰہ عنه، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعمه عند الموت: قل لا إله إلا اللّٰہ أشهد لك بها یوم القیامة فأبی قال: فأنزل اللّٰہ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (الآیة). (أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب الإیمان: باب الدلیل علی صحة إسلام من حضره الموت ما لم یشرع الخ'': ج۱، ص: ۴۰)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** کیش بکس یا دیگر ذرائع آمدنی کو چومنا غیر مسلم اقوام کا طریقہ ہے جو فاسد و باطل عقیدہ پر مبنی ہے؛ اس لئے اس طرح چومنا اور فاسد عقیدہ رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں! اتفاقاً احترام کی نیت سے کسی دینی واسلامی کتاب کو اگر بوسہ دیدیا، تو مضائقہ نہیں ہے؛ لیکن فاسد عقیدہ ہرگز نہ ہو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۵/۱۸ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا غیروں جیسے نام رکھنے سے کوئی کافر ہوجاتا ہے:

(۳۱) **سوال:** میں ایک مسلمان ہوں، میرا پورا خاندان بھی پکا سچا مسلمان ہے اور میں الحمد للہ آج بھی توحید، رسالت، آخرت اور تقدیر پر پورا بھروسہ اور یقین رکھتا ہوں؛ مگر میرے سے بوقت شادی ایک غلطی یا گناہ سرزد ہوگیا تھا کہ میں نے کاغذات میں اپنا نام شبلندر رانا لکھ دیا تھا؛ جس کا مجھے احساس ہے؛ اب بعض جگہ پر مجھے دشواری اور دقت پیش آرہی ہے براہِ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں مجھے تفصیل سے بتلائیں کہ مجھے اس گناہ عظیم کا کیا کفارہ دینا پڑے گا؛ بیوی غیر مسلم ہے۔

اس صورت میں جوکہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ بوقت شادی میں نے کاغذی طور پر کاغذوں میں شبلندر رانا لکھ دیا تھا کیا میں مسلمان ہوں یا میں ایمان سے خارج ہوگیا ہوں؛ **(نعوذ باللّٰہ)** مثبت جواب سے نوازیں تاکہ دلی سکون ہو اور دیگر اہل خاندان کو بھی بتا سکوں اور سرکاری سطح پر بھی سرخرو ہوسکوں میں اس بات کی وضاحت کردوں کہ میں آج بھی پکا مسلمان ہوں اور کل بھی مسلمان تھا اور بوقت شادی بھی مسلمان تھا اور ''إن شاء اللّٰہ'' آخری سانس تک مسلمان رہوں گا امید ہے کہ

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

مفصل اور مدلل جواب سے نوازیں گے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمیم احمد خاں، وکاس نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** بشرط صحت سوال مذکورہ شخص مسلمان ہے؛ لیکن مذکورہ شخص پر لازم ہے کہ اس غیر مسلم عورت کو مسلمان ہونے کی ترغیب دے، اگر وہ عورت مسلمان ہوجائے، تو شرعی طریقے پر اس سے شادی کرسکتا ہے؛ ورنہ اس کو علاحدہ کرکے توبہ واستغفار کرے اور آج تک جو گناہ ہوا اس پر بہرحال توبہ کرتے رہنا ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۳/۱۷ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## انجانے میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال جاننا:

(۳۲) **سوال:** اگر کسی انسان کو جانکاری نہیں ہے کہ یہ چیز حرام ہے انجانے میں اس چیز کو (نعوذ باللّٰہ) حلال سمجھ لیا اسی طرح حلال چیز کو حرام سمجھ لیا؛ جیسے بچہ نے اس کو جانکاری دی تھی، مرغی میں ایک ہڈی (نعوذ باللّٰہ) حرام ہوتی ہے، بعد میں مفتی صاحب سے معلوم کیا، تو معلوم ہوا کہ مرغی میں کوئی ہڈی حرام نہیں ہوتی؛ اسی طرح کسی بھی طرح کی جانکاری نہ ہونے پر حلال کو حرام، حرام کو حلال یقین کرلیا، تو کیا اس انسان کا نکاح ٹوٹ گیا یا جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے ایمان باقی

---

(۱) تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتي تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين، توبة الزنديق": ج۵،ص:۲۱۳)

وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر فقائله يقر على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح، ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: جملة من لا يقتل إذا ارتد": ج۶،ص:۳۹۱)

ہے اور نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر صاحب، دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ صورت میں علم نہ ہونے کی وجہ سے حرام کو حلال یا حلال کو حرام سمجھ لیا، تو اس کا ایمان ونکاح باقی ہے، آئندہ کوئی رائے قائم نہ کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مذہب تبدیل کرنے کی دھمکی دینا کیسا ہے؟

(۳۳) **سوال:** زید کا بکر سے راستہ کے بارے میں نزاع چل رہا تھا، جب کہ زید کا اپنا راستہ پہلے سے موجود ہے، اس نزاع پر زید نے دھمکی دی کہ اگر مجھ کو راستہ نہ دلوایا گیا، تو ہم اپنا مذہب تبدیل کرلیں گے ایسا کہنے والا شریعت کی نظر میں کیا حکم رکھتا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمعین، گورکھپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اگر راستہ میں مذکورہ شخص کا واقعۃً حق تھا تو اس کو اپنے حق کا مطالبہ کرنا اور حق نہ ملنے پر عدالت سے رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس کے لئے مذہب

(۱)إذا اعتقد الحرام حلالاً فإن حرمته لعينه، وقد ثبت بدليل قطعي يكفر، وإلا فلا ...... أما لو قال لحرام: هذا حلال لترويج السلعة، أو بحكم الجهل لا يكفر. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، "مسألة استحلال المعصية ولو صغيرة كفر"، ص:۲۵۴)

أن من استحل ما حرمه الله تعالىٰ على وجه الظن لايكفر، وإنما يكفر إذا اعتقد الحرام حلالاً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "باب الوطئ الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه": ج۴،ص:۲۴)

﴿يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ج تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(سورة التحريم:۱)
﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾(سورة المائده:۸۷)

تبدیل کرنے کی دھمکی جائز نہیں ہے مذہب کی بنیاد اس پر نہیں ہے کہ کسی نے حق دبا لیا ہو یا ادا کر دیا وغیرہ بہر حال مذکورہ شخص اور اس کی تائید کرنے والوں پر توبہ واستغفار لازم ہے؛ لیکن وہ خارج از اسلام نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۶/۶/۱۴۲۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ابتداءً کمیونسٹ تھا بعد میں تائب ہوا تو کیا تجدید ایمان ونکاح ضروری ہے؟

(۳۴)**سوال**: آپ ہم کو قرآن وحدیث کے مطابق ارشاد فرمائیں: میں پیدائشی مسلمان ہوں اور حقیقتاً خدا اور رسول کا قائل نہ تھا، کمیونزم کا غلبہ دل ودماغ پر چھایا رہا تقریباً پندرہ سال تک، اسی حالت میں میری شادی ہوئی اور ایک لڑکی ایک لڑکا تولد ہو چکے، اب یہ خیال خود بخود پیدا ہوا کہ میرا سابقہ خیال بالکل غلط ہے جو کچھ ہے، بس دین اسلام ہے۔ اب یہ بتلائیں کہ تجدید اسلام ہوگا یا نہیں، اسی طرح نکاح کے متعلق فرمائیں، اب میں کیا کروں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، گیا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: کمیونسٹ نظام میں اللہ اور اس کے رسول کا کوئی تصور نہیں ہے اور آپ اعتقاداً کمیونسٹ تھے[۲]؛ اس لئے آپ تجدید اسلام بھی کریں اور تجدید نکاح بھی کریں، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں؛ اس نے آپ کو قعر ذلت وضلالت سے نکال کر اسلام سے سرفراز فرمایا، اگر صرف دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیا، تو نکاح ہو جائے گا اور تنہائی میں توبہ واستغفار کریں اور

(۱) ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (سورة آل عمران:۸۵)
﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ط﴾ (سورة الأنفال:۴۶)
﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۳) بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر

کلمہ پڑھ لیں،تو کافی ہے۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۲/۱۰ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## کفار ایمان بالفروع کے مخاطب ہیں یا اداء کے:

(۳۵) **سوال**: کفار ایمان بالفروع کے مخاطب ہیں یا ادا کے مخاطب ہیں،امام ابوحنیفہؒ کا کیا مسلک ہے؟ نورالانوار کی عبارت "**والصحیح أنهم لا یخاطبون بأداء ما یحتمل السقوط من العبادات الخ**" کا کیا مطلب ہے، نیز اگر وہ اداء کے مخاطب نہیں ہیں تو پھر ﴿**ویل للمشرکین**﴾ کا کیا مطلب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منظور عالم، کشمیری

**الجواب وباللہ التوفیق**: اعتقاد کے اعتبار سے کفار ایمان بالفروع کے مخاطب ہیں اور ادا کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ فروع کی ادائیگی کے وہ مخاطب نہیں ہیں۔سوال میں نورالانوار کی جو عبارت ہے [۲] اس میں اسی کی صراحت ہے۔ یہ اعتراض کہ جب وہ اداء کے مخاطب نہیں تو ﴿**ویل للمشرکین**﴾ (الآیة) کا کیا مطلب ہے؟ حضرت تھانویؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس آیت میں عتاب و مذمت اصل ترک زکوٰۃ پر نہیں ہے؛ بلکہ ان کا ترک زکوٰۃ کفر کی بنا پر تھا اور

---

حواشی صفحہ گذشتہ: (۲)إن العقیدة الأساسیة للنظام الاشتراکی هي عقیدة المادة اللتي تقول إن المادة هي أصل الأشیاء ولا شيء لغیر المادة وهذا یعني إنکار وجود الخالق العظیم سبحانه وتعالیٰ وبالثاني إنکار کل دین سماوي واعتبار ها الإیمان بذلك أفیونا یحذر الشعوب کما یعتقد بذلك المارکسیون والتیتویون وأمثالهم. (حکم الإسلام في الاشتراکیه:ص:۱۱۹،بحواله فتاوی محمودیه:ج۴،ص:۴۸۴)

(۱)واتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصي واجبة. (نووي علی مسلم، "کتاب التوبة":ج۲،ص:۳۵۴)
یکفر إذا وصف اللّٰه تعالیٰ بما لا یلیق به. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "کتاب السیر، الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بذات اللّٰه تعالیٰ الخ": ج ۲، ص: ۲۷۱)
(۲)إن الکفار لا یخاطبون بأداء العبادات التي تحتمل السقوط مثل الصلوٰة والصوم الخ. (ایضا)

ترک زکوٰۃ ان کے کفر کی علامت تھی، تو مذمت علامت پر ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ تم مؤمن ہوتے، تو زکوٰۃ کی پابندی کرتے، تمہارا قصور ایمان نہ لانا ہے۔[۱]

بعض دیگر مفسرین کا کہنا ہے کہ یہاں پر زکوٰۃ سے نفس کی زکوٰۃ مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ ان مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے نفس کو پاک نہیں کرتے اور ایمان نہیں لاتے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی تفسیر منقول ہے۔

بہر حال آیت سے استدلال درست نہیں ہے کہ وہ فروع کی ادائیگی کے مخاطب ہیں اور نور الانوار کی عبارت مفتی بہ قول کے اعتبار سے صحیح ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۵/۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مرتد کے دوبارہ قبول اسلام کا حکم:

(۳۶)**سوال**: اگر کوئی شخص مرتد ہوجائے اور پھر مسلمان ہونا چاہے، تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نور الحق قاسمی، دہلی

**الجواب وباللہ التوفیق**: جس وقت وہ دوبارہ مسلمان ہونا چاہے، اس کو مسلمان کرلیا جائے، اسلام میں کوئی تنگی نہیں ہے، اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے؛ بلکہ اس کو سمجھانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے، دل کے اعتقاد کے ساتھ کلمۂ طیبہ پڑھ لینے سے مسلمان ہوجائیگا۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۲/۲۲ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، بیان القرآن، (سورۃ حم سجدہ: ٦؛ بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر

## غیر مسلم کا مسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا:

(۳۷) **سوال**: میں نے ایک مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے اور میں نے عہد کرلیا ہے کہ اسلام کے تمام اصولوں پر عمل کروں گا اور اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق زندگی گزاروں گا کیا میں اب مسلمان ہوگیا میرا کھانا پینا نماز روزہ مسلمانوں کے ساتھ کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زکی لال وڑی

**الجواب وباللہ التوفیق**: بشرط صحت سوال مذکورہ شخص مسلمان ہے؛ اس لئے کہ اس کے عقائد اسلام کے مطابق ہیں، لہٰذا اس کو مسجد میں نماز پڑھنی چاہئے اور حج وغیرہ کرنا سب درست ہے، مسلمانوں کو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کرنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

...... حواشی صفحہ گذشتہ:......ملا جیون، نور الأنوار: ص: ٦٤)

(۲) ﴿فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ط لَاهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ط وَأٰتُوْهُمْ مَّآ أَنْفَقُوْا ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ إِذَآ أٰتَيْتُمُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ ط وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ (سورة الممتحنة:۱۰)

وإسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الإسلام أو عما انتقل إليه الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها" : ج٦،ص:۳٦۱)

وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام، وإن تبرأ عما انتقل إليه كفى، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها: الطوع": ج۲،ص:۲٦۷)

(۱) وإسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الإسلام أو عما انتقل إليه إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه رده لا يحكم بها" : ج٦،ص:۳٦۱)

وإسلامه أن يأتي بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى الإسلام وإن تبرأ عما انتقل إليه بقیہ اگلے صفحہ پر

## حق تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے کا عقیدہ رکھنا:

(۳۸) **سوال**: دینیات کے سوالات کے جوابات میں ایک سوال اور جواب۔ اللہ ہر جگہ ہے لکھوایا ہے یہ جواب عقیدہ توحید کے سراسر خلاف ہے اور قرآن کے بھی خلاف ہے اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور اس کا علم ہر جگہ موجود ہے اگر ہم اللہ ہر جگہ موجود ہے کہیں گے تو اللہ ایک نہیں کئی شمار کئے جائیں گے اور یہ عقیدہ گمراہ صوفیوں کی ایک جماعت کا عقیدہ تھا۔ کہ اللہ ہر جگہ ہر چیز میں موجود ہے اس کو حلول کا عقیدہ کہتے ہیں، قرآن کریم سے ہمیں یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور ہر جگہ کا ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور ہر کسی کو دیکھتا ہے اور ہر چیز کی خبر رکھتا ہے کوئی چیز اس کے علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود کہیں گے تو دنیا میں جگہ اچھی بھی ہیں اور گندی بھی ہیں اگر اللہ ہر جگہ آتا تو فرشتوں کی کیا ضرورت ہے بہر کیف یہ عقیدہ کافروں اور مشرکوں کا ہے؛ چونکہ وہ جگہ جگہ بت بنا کر رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان بتوں میں خدا اترتا ہے برائے مہربانی آپ اللہ کہاں ہے کا جواب یہ لکھوائیں کہ اللہ عرش پر ہے اور یہ ہی پڑھائیں یا پھر بھٹکل کے علماء سے اس مسئلہ کی تحقیق کریں، حضرت مفتی صاحب اس مسئلے کی وضاحت مطلوب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا ابوظفر، شیر پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: آیت کریمہ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ آیات متشابہات میں سے ہے، جس کی متعینہ مراد صرف حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ کسی شخص یا کسی جماعت کا اس آیت سے یہ سمجھنا کہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات اور اس کا وجود عرش تک محدود ہے، البتہ اس کا علم ہر جگہ موجود ہے یہ قطعاً غلط ہے؛ کیونکہ حق تعالیٰ کی ذات وصفات محدود نہیں ہے، محدود ہونا تو مخلوق وممکن کی صفت ہے۔ حق تعالیٰ اور واجب الوجود اس

---

بقیہ صفحہ گذشتہ: کفی كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها الطوع'': ج۲،ص:۲۶۷)

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ط أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَّدْخُلُوْهَآ إِلَّا خَآئِفِيْنَ ٥ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ٥ ١١٤﴾ (سورة البقره: ١١٤)

سے منزہ اور بلند وبالا ہے؛ اس لئے یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے بالکل صحیح ہے اور حقیقت کے مطابق ہے، اس کی وجہ سے عقیدہ توحید میں ذرہ برابر بھی نقصان نہیں آتا، اگر کوئی شخص یا کوئی جماعت اس کو قرآن اور عقیدہ توحید کے خلاف کہے، تو وہ اس کی لاعلمی یا غلط فہمی ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے مختلف کاموں کے لئے فرشتوں کو بھیجنا اور متعین کرنا صرف اس وجہ سے ہے کہ دنیاوی نظام کو اسباب کے ماتحت کیا گیا ہے، ورنہ حق تعالیٰ ان فرشتوں کے محتاج نہیں ہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱۲/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## آیت کا انکار کرنے والے سے تعلق رکھنا اور اسے کسی مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا:

(۳۹) **سوال**: (۱) ایک مسلمان آدمی جو قرآن شریف کی کسی آیت کا انکار کرے تو اس کا اسلامی تشخص کیا رہے گا، مثلاً: یوں کہے میں اس کو نہیں مانتا؟

(۲) جو آدمی قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کرے، تو اس آدمی سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟ اس آدمی سے تعلق رکھنا چاہئے یا نہیں؟

---

(۱) وأما الجهة والمكان فلا تجوز إثباتها له تعالیٰ ونقول: إنه تعالیٰ منزه ومتعال عنهما وعن جميع سمات الحدود. (خليل السهارنفوري، المهند على المفند: ص:۳۹)

وهو شاهد عليكم أيها الناس أينما كنتم يعلمكم ويعلم أعمالكم ومتقلبكم ومثواكم وهو على عرشه فوق السموات السبع. (أبو حيان، طبراني: ج۲۷، ص:۱۲۵)

ولا يتمكن في مكان لأن التمكن عبارة عن نفوذ بعد في آخر متوهم أو متحقق يسمونه المكان إلخ ...... ولا يجري عليه زمان إلخ. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفيه، "الدليل على كونه تعالیٰ لا يوصف بالمائية"، ص:۳۹)

(۳) جو انسان کلام اللہ شریف کی کسی آیت کا انکار کرے، تو اس انسان کو کسی دینی مدرسہ کا مہتمم بننا چاہئے یا نہیں؟ نیز اس انسان کو مدرسہ کا مہتمم بنانا صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ، جے. پی نگر، (یوپی)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** قرآن کریم کی کسی بھی آیت کا اس طرح انکار کہ اسے اللہ کا کلام یا برحق نہ مانا جائے اور بلا کسی تاویل کے اس کا بالکلیہ انکار کر دیا جائے، یہ موجب ارتداد ہے اور قرآن کریم کے مطابق عمل نہ کرنا، موجب فسق ہے؛ اس لئے بشرط صحت سوال مذکورہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا، اس کے ساتھ کسی طرح کا اسلامی تعلق، اسے کسی مدرسہ کا ذمہ دار بنانا اور اس سے اخوت کا برتاؤ جائز نہیں رہا۔ اس شخص پر واجب ہے کہ فوری طور پر اللہ تعالیٰ سے اپنے اس عظیم گناہ کی سچی توبہ کرے اور کلمہ توحید پڑھ کر اسلام میں داخل ہو؛ نیز لوگوں میں اپنی سچی توبہ کا اعلان کرے، اس کے بعد اس سے تعلقات جائز ہو جائیں گے۔[1]

**نوٹ:** اگر مذکورہ شخص کو کوئی شبہ ہو، تو قریبی علماء اس کے شبہ کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ہر صورت میں اسے سمجھائیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبه:** محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۱/۱۱/۱۵ھ)

**الجواب صحیح:**

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)إذا أنكر آية من القرآن واستخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيأ من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ”كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع“: ج۲،ص:۵۰۷)

إذا أنكرالرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن، وفي الخزانة أو عاب فقد كفر، كذا في التاتار خانية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،”كتاب السير: الباب السابع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن“: ج۲،ص:۲۷۹)

ويكفر إذا أنكر آية من القرآن. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب السير: باب أحكام المرتدين“ :ج۵،ص:۲۰۵)

ومن جحد القرآن أي كله أو سورة منه، أو آية قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنها ليست من كلام اللّٰه تعالیٰ كفر. (أبوحنيفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأكبر، ”فصل في القراءة والصلاة“:ص:۲۷۸)

## عقیدۂ توحید کا مطلب کیا ہے؟

(۴۰) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
توحید کا مطلب کیا ہے، اور اسلام میں عقیدہ توحید کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: لئیق احمد، بھگونت نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: توحید کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی تسلیم کرے اور اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری رسول تسلیم کرے۔ اسلام میں عقیدۂ توحید کو وہی جگہ حاصل ہے، جو جسم انسانی میں دل کو حاصل ہے، اگر دل بیمار ہے تو سارا جسم بیمار ہے، اور اگر دل تندرست ہے تو سارا جسم تندرست ہے، یہی حال اسلام میں توحید کا ہے کہ توحید کے بغیر آدمی کا کوئی عمل مقبول نہیں ہے اور توحید کے ساتھ ہر غلطی کے بخشے جانے کی امید ہے، جبکہ اللہ پر ایمان کے بغیر نجات اور آخرت کی کامیابی کا کوئی راستہ نہیں ہے، قرآن نے صاف کہہ دیا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيْمًا﴾[1]

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس کو چاہے معاف کردے گا، اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

معلوم ہوا کہ توحید پر ہی آخرت کی نجات کا مدار ہے، احادیث میں بھی یہ مضمون بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے کہ اگر میں اس کو انجام دوں تو جنت میں داخل ہوجاؤں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت

(۱) سورۃ النساء: ۴۸.

کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ، اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں اس پر نہ اپنی جانب سے زیادتی کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا، اس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے کسی جنتی کو دیکھ کر خوش ہونا ہو، وہ اس کو دیکھ لے۔ (۱)

اسی طرح کسی بھی نیک عمل کے قبول ہونے کے لئے اور اس پر اجر و ثواب کے لئے ایمان شرط ہے، سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩٧﴾ (۲)

جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو تو اسے ہم یقیناً بہت ہی اچھی زندگی عطا کریں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ بھی ضرور دیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیک عمل کرنے والے ہر مرد و عورت کو دنیا میں خوشحال زندگی عطا کرنے کا اور آخرت میں ان کے اعمال کا بہتر بدلہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے، لیکن اس شرط پر کہ نیک عمل کرنے والا ایمان والا ہو، اس سے معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کے لئے ایمان بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور ایمان کے بغیر آدمی کی اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۶/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب وجوب الزكاة": ج۱ص:۲۲۳، رقم:۱۳۹۷.
(۲) سورة النحل: ۹۷

## فصل ثانی

# کفریہ وشرکیہ اعمال واقوال

### دیوی دیوتا کے نام سے روزے رکھنا:

(۴۱) **سوال**: مسلمان کا مندروں یا عیسائی گرجا گھروں یا سکھ گردواروں میں وہاں کی مخصوص شرائط کی پابندی کرتے ہوئے جانا اور حاجت براری کے لئے وہاں کی مورتیوں سے مانگنا اور منت نذرونیاز پیش کرنا اور دیوتا کے نام سے روزے رکھنا؛ شریعت اسلامیہ میں کیا حکم رکھتا ہے؟ اور ایسا کرنے والے مسلمان کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسین مظاہری، بستی

**الجواب وباللہ التوفیق**: مذکورہ افعال کے مرتکب کو خارج از اسلام قرار دیا جائے گا، اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور یہ افعال کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں، مرتد ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۱۰/۹/۲۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

### جاندار کی تصویر کی شکل میں قرآن کریم لکھنا:

(۴۲) **سوال**: اگر کوئی عاقل بالغ اور تعلیم یافتہ مومن مسلم مرد قرآن مجید کی سورہ بقرہ، سورہ نساء،

---

(۱) ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهٖٓ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (سورة النحل، آية:۱۰۶)
قال تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْأٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (سورة آل عمران:۸۵)
وقال تعالیٰ: ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹)

سورہ کہف، سورہ مریم، ودیگر سورتوں کی لکھائی اس طرح کرتا ہے جیسے جاندار کی تصویر ہوتی ہے اس کا ایک نمونہ بھی ارسال ہے وہ اس کو طبع کرا کر اس کی تقسیم کرنے کا مرتکب ہے تو کیا یہ شرعاً جائز ہے؟ اس کا کرنے والا مومن رہے گا، یا مرتد ہوگیا یا صرف گنہگار ہوگا؟ براہِ کرم شرع کی روشنی میں جواب سے نوازیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شوکت علی خاں، دہلی

**الجواب وباللہ التوفیق:** سورہ فیل کا جو مصور خاکہ آپ نے تحریر سوال کے ساتھ ارسال کیا ہے اس کو دیکھا تو تعجب ہوا کہ تجارت کے فروغ یا نفس امارہ کی خوشنودی کے لئے کوئی نام کا مسلمان شیطان کا آلہ کار بن کر اسلامی اقدار سے نیچے بھی گر سکتا ہے اور یہ صورت تصحیف کی بھی ہے اور تحریف کی بھی ہے اور جاندار کی صورت میں آیات قرآنی لکھنا، قرآن کی عظمت کے خلاف ہے؛ بلکہ توہین آمیز عمل ہے جس نے ایسا کیا یا کر رہا ہے، اگر وہ دانستہ طور پر ایسا کر رہا ہے، تو شرعی اعتبار سے وہ اسلام سے خارج ہے۔ توبہ واستغفار اور تجدید ایمان اس پر ضروری ہے اور تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ مسلمانوں کو مذکورہ خاکوں کا خریدنا، اپنے پاس رکھنا بھی قطعاً ناجائز ہے اور اگر وہ قرآن کریم کی عظمت وتقدس کا قائل ہے اور دل سے اسے اللہ کا کلام ولائق احترام سمجھتا ہے، پھر بھی اس نے غفلت میں یا اسے ایک اچھا نمونہ سمجھ کر ایسا کیا ہے، تو وہ دائرۂ ایمان سے تو خارج نہیں؛ لیکن غلطی پر ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید (۱۴۱۲/۱۰/۱۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال في الإتقان وقال أشهب: سئل مالك هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الهجاء؟ فقال: لا إلا على كتبة الأولىٰ. (الإتقان، "النوع السادس والسبعون: مرسوم الخط": ج۴، ص:۱۶۸؛ بحواله: إمداد الأحكام، كتاب العلم: ج۱، ص:۲۴۰)

## اسلام کے قوانین کوتوڑ مروڑ کر پیش کرنا اور دوسروں کوگمراہ کرنا:

(۴۳) **سوال**: دین اسلام کا علم رکھنے والا، دین اسلام کے قوانین کو توڑ مروڑ کر پیش کرے، اور سیدھے سادھے لوگوں کو گمراہ کرے اور عقل سلیم رکھنے والے جان بوجھ کر گمراہ کرنے والوں کا ساتھ دیں تو اس کو اور اس کا ساتھ دینے والے کو شریعت کیا کہتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعمت اللہ
مومن پورہ، ناگپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ایسا کرنے والا سخت گناہگار ہے اور اعانت علی المعصیت کا شکار ہے، اس پر توبہ لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۷/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کا حکم:

(۴۴) **سوال**: ایک شخص نے مجمع میں کہا کہ ہمارے فیصلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئیں تب بھی ہم نہیں مانیں گے۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟
ایک فیصلہ مدرسہ کی بابت شرعی طور پر طے ہوگیا مگر بعض مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے جو لوگ

---

(۱)من اعتقد الحرام حلالاً أو على القلب يكفر، أما لو قال لحرام هذا حلال لترويج السلعة أوبحكم الجهل لا يكون كافراً. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالحلال والحرام'': ج۲،ص:۲۸۴)
﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (سورة قٓ:۸۱)

مذکورہ شخص کے ساتھ ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکرام الدین، میرٹھ

**الجواب وباللہ التوفیق:** مذکورہ شخص کا اگر عقیدہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہیں مانتا تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا اس کا تعاون کرنے والے بھی سخت گناہ گار ہوں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[1] پس اس شخص کے لئے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ لیکن اگر مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آ ئیں تو بھی میں آپ لوگوں کا یہ فیصلہ نہیں مانوں گا، تو وہ خارج از اسلام نہیں ہے تاہم اس طرح کے جملوں سے احتراز اور توبہ استغفار لازم ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۴/۸/۱۲ھ)

**الجواب صحیح:**

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

## عورت کا مسلمان ہونے کے باوجود مندر جانا اور اپنے کو ہندو ظاہر کرنا:

(۴۵) **سوال:** ایک بیوہ ہندو تھی زید نے دو شخصوں کے سامنے اس کو مسلمان کر کے اس سے نکاح پڑھوالیا؛ لیکن اب بھی بدنامی سے بچنے کے لئے مندر جاتی ہے اور گھر میں نماز پڑھتی ہے،

---

(۱) سورۃ المائدہ:۲.

(۲) ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (سورة النساء: آية،٦٥)

وإذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا فقال الغير: ”من برسم كار مى كنم نه بشرع“ يكفر عند بعض المشائخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعماء“: ج ٢، ص: ٢٨٣)

گویا برادری کے ڈر سے اسلام چھپا رکھا ہے، تو نکاح درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اکرام الحق، سیتامڑھی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ عورت نے جب کہ اسلام قبول کرلیا، تو وہ مسلمان ہوگئی مندر جانے کی وجہ سے وہ کافر نہیں ہوگی[1] (اگر وہ مورتی کی پوجا نہیں کرتی) البتہ گناہ گار ضرور ہے۔ ایسی مسلمان گناہ گار عورت سے جو نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہوا وہ صحیح ہوگیا اور اگر وہ پوجا کرتی ہے، تو مسلمان نہیں ہے اور اس سے کیا ہوا نکاح باقی نہیں رہا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۷/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## غصہ کی حالت میں کلمات کفر کہنے والا کافر ہے کہ نہیں؟

(۴۶) **سوال:** غصہ کی حالت میں چونکہ عقل مغلوب ہوجاتی ہے اگر غصہ کی حالت میں کلمہ کفر نکل جاوے تو کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مستقیم، دہرادون

---

(۱)﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (سورة النحل، آية:۱۰۶)

ومنها أن لا تكون المرأة مشركة إذا كان الرجل مسلماً فلا يجوز للمسلم أن ينكح المشركة. (الكاساني، بدائع الصنائع، ''كتاب النكاح: فصل أن لا تكون المرأة مشركة إذا كان الرجل مسلماً'': ج۲،ص:۲۷۰)

(۲)قال: والكافر إذا صلى بجماعة أو أذّن في مسجد أو قال: أنا معتقد حقيقة الصلاة في جماعة يكون مسلما لأنه أتى بما هو من خاصيّة الإسلام كما أن الإتيان بخاصيَّة الكفر، يدل على الكفر فإن من سجد لصنم أو تزيا بزنارٍ أو لبس قلنسوة المجوس يحكم بكفره. (عبد الله ابن محمد، الاختيار لتعليل المختار، ''فصل فيما يصير به الكافر مسلماً'': ج۴،ص:۱۵۰)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اگر غصہ جنون کے درجہ تک تھا تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا اور اگر جنون کے درجہ میں نہیں تھا تو کافر ہو جائے گا۔(۱) تاہم وہ کلمات کفر کیا ہیں ان کی وضاحت بھی ضروری ہے بلا تحقیق کسی کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۸/۷: ۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## قرآن وپاروں کے اوراق کوکوڑے میں ڈالنے والے کا حکم:

(۴۷) **سوال:** اوراق قرآن و پارے وقاعدے کوکوڑے کباڑ میں ڈالنا کفر حکمی ہے جس سے تمام اعمال ضبط ہوجاتے ہیں بار بار سمجھانے اورڈانٹ ڈپٹ کرنے کے باوجود بھی وہ اس سے نہ رکے، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیمان، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اگر کوئی شخص منع کرنے کے باوجود ایسا کرے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے فاسق ہے اور اس پر مصر ہو تو توہین کلام اللہ کی وجہ سے کفر

---

(۱) وشرائط صحتها، العقل، فلا تصح ردة المجنون ولا الصبي الذي لا يعقل، أما من جنونه ينقطع فإن ارتد حال الجنون لم تصح، وإن ارتد حال إفاقته صحت. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین'': ج۲، ص:۲٦٦)

(۲) في الفتاویٰ الصغریٰ: الکفر شيء عظیم فلا أجعل المؤمن کافراً متی وجدت روایة أنه لا یکفر إلخ. (ابن عابدین، الدر المختار مع الرد، ''کتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما یشك أنه ردة لا یحکم بها'': ج٦، ص:۳۵۸)

ہے۔عیاذ باللہ۔[۱]

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۲/۱۲ھ)

## اشعار ذیل موجب کفر ہیں یا نہیں؟

(۴۸) **سوال:** ایک شاعر محمد علوی نے اپنی شاعری کا ایک مجموعہ بنام ''چوتھا آسمان'' کے صفحہ نمبر: ۱۱۹/ میں دو اشعار قابل اعتراض لکھیں ہیں، وہ یہ ہیں:

اگر تجھ کو فرصت نہیں تو نہ آ — مگر ایک اچھا نبی بھیج دے
بہت نیک بندے ہیں اب بھی تیرے — کسی پہ تو یا رب وحی بھیج دے

ان اشعار میں شاعر ''محمد علوی'' نے کفر یا ارتداد کا گناہ کیا ہے یا نہیں؟ ایسے اشعار کو لکھنے والے، شائع کرنے والے اور پڑھنے والے، شرعاً گناہ گار ہیں یا نہیں؟ ان پر کیا حکم لگتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی محمد عثمان، حیدرآباد

**الجواب وباللہ التوفیق:** صورت مسئول عنہا میں شاعر ''محمد علوی'' کا مقصد معلوم ہوئے بغیر ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے کہ شرعی ضابطہ ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام میں ننانویں احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفئ کفر کا ہو تو بھی کفر کا فتویٰ وفیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

**''إذا کان في المسئلة وجوه توجب التکفیر، ووجد واحد یمنعه فعلی**

---

(۱) ویکفر إذا أنکر آیة من القرآن أو سخر بآیة منه، (ابن نجیم، البحر الرائق،''کتاب السیر: باب أحکام المرتدین: ج۵، ص: ۲۰۵)

إذا صار المصحف خلقاً فینبغي أن یلف في خرقة طاهرة ویدفن في مکان طاهر. (سراج الدین أبو محمد، الفتاوی السراجیه، ''کتاب الکراهة والاستحسان: باب القرآن'': ج۲، ص: ۳۲۸)

ویکفر إذا أنکر آیة من القرآن. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب السیر: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر......

المفتي أن يميل إلی الوجه الذي یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم‘‘[۱]

مذکورہ فی السوال اشعار میں کفریہ بات کہی گئی ہے؛ اس لئے کہ قرآن کریم کی آیت ’’ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین‘‘ سے یہ کلام (دواشعار) معارض ہیں اوراس قسم کے کلام سے کفر یا گناہِ کبیرہ لازم آتا ہے؛ پس مقصد شاعر معلوم ہونے کے بعد ہی صریح بات کہی جاسکتی ہے؛ لہٰذا مقصد معلوم کرکے تحریر فرمائیں؛ نیز اس قسم کے محتمل کلام کی اشاعت اوراسے پڑھنا درست وجائز نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۶/ ۱۴۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## پوجا کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟
## اور کیا ایسے شخص کو مسجد، یا وقف کا ممبر ومتولی بنایا جاسکتا ہے؟

(۴۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسا جس نے دین سے اظہار بیزاری کیا ہے اورارتداد اختیار کیا ہے؛ چنانچہ اس کا کہنا یہ ہے کہ آپ لوگ مجھے مسلمان کہتے کیوں ہیں میرے پاس جو دینی کتابیں تھیں وہ میں نے واپس کردی ہیں اوراس نے شادی بھی غیر مسلم عورت سے کی ہے اوراسی حالت پر بدستور قائم ہے اور یوں کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے دفن مت کرنا؛ بلکہ جلانا غرضیکہ پورے طور پر غیر مسلموں کی راہ اختیار کرلی ہے نماز روزہ کا تو ذکر ہی کیا؟ گھر میں مندر بنا کروہ اورسب لوگ پوجا کرتے ہیں۔ اور دین کی دشمن جماعت سے اس کا

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......باب أحکام المرتدین‘‘: ج۵،ص:۲۰۵)

ومن جحد القرآن أي کله أو سورة منه، أو آیة قلت: وکذا کلمة أو قراء ۃ متواترة، أو زعم أنها لیست من کلام اللّٰه تعالیٰ کفر. (أبوحنیفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأکبر، ’’فصل في القراء ۃ والصلاۃ‘‘: ص: ۲۷۸)

(۱)ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ’’کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: ما یشك أنه ردة لا یحکم بها‘‘: ج۶،ص:۳۵۸.

(۲)إذا کان في المسألة وجوه توجب الکفر ووجه واحد یمنع، فعلی المفتي ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تعلق ہے اوراس کے دونوں لڑکے بھی اسی طرح کا عمل کرتے ہیں اوران کے نام بھی غیر مسلموں کی طرح ہیں۔ اور ایک لڑکے نے اپنی شادی بھی غیر مسلم عورت سردارنی سے کی ہے اور وہ عورت بھی گردوارہ بنا کر بچوں کے ساتھ گھر میں ہی پوجا پاٹ کرتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اور کیا ایسے شخص کو کسی مسجد یا دینی ادارہ کا یا وقف علی اللہ کا ممبر ومتولی بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: فرقان احمد خاں صاحب، پرانی دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے وہ مسلمان ہے اور جو اللہ کے علاوہ کس کی پوجا کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہے[۱] اور سوال میں صراحت ہے کہ مذکورہ شخص اوراس کے اہل خانہ مندر میں غیر اللہ کی پوجا کرتے ہیں؛ اس لئے بشرط صحتِ سوال مذکورہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔[۲] اور سوال میں مذکور دیگر فسقیہ اعمال اس کے مؤید ہیں۔ اور اسلام میں فتاویٰ کی جن کتابوں کو معتبر ومعتمد تسلیم کیا جاتا ہے ان میں اس بات کی صراحت ہے کہ جو شخص دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہو یا فسق و فجور میں مبتلا ہو وہ مسلمانوں کے اوقاف کا متولی وذمہ دار نہیں ہوسکتا[۳]؛ اس لئے بشرط صحتِ سوال مذکورہ شخص کو مسلمانوں کے اوقاف کا متولی یا ذمہ دار بنایا جانا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ کا......أن يميل إلىٰ ذلك الوجه، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲، ص:۲۹۳)

(۱) ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ (سورہ بنی اسرائیل:۲۳)　بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## کفریہ منتر کا وظیفہ پڑھنا:

(۵۰)**سوال**: اگر کوئی مسلمان کفریہ منتر کے ذریعہ وظیفہ کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، محی الدین پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: کفریہ منتر پڑھنا حرام ہے اور کفر تک پہونچانے والا ہے؛ اس لئے ایسے کلمات سے احتراز اور اپنے ایمان کی حفاظت از حد لازمی اور ضروری ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۶/۳۰ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (سورة الكهف:۱۱۰)

(۲)﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُو اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (سورة البينه:۵)

قال: والكافر إذا صلى بجماعة أو أذّن في مسجد أو قال: أنا معتقد حقيقة الصلاة في جماعة يكون مسلما لأنه أتى بما هو من خاصيّة الإسلام كما أن الإتيان بخاصيَّة الكفر يدل على الكفر، فإن من سجد لصنم أو تزيا بزنارٍ أو لبس قلنسوة المجوس يحكم بكفره. (عبد الله بن محمد، الاختيار لتعليل المختار، ”فصل فيما يصير به الكافر مسلماً“: ج۴، ص:۱۵۰)

(۳)وينزع وجوباً بزازية لو الواقف درر فغيره أولى غير مأمون أو عاجزا أو ظهر به فسق إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، ”كتاب الوقف: مطلب: يأثم بتولية الخائن“: ج۶، ص:۵۷۸)

وإن كا غير مأمون أخرجها من يده وجعلها في يد من يثق بدينه إلخ. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الوقف“: ج۵، ص:۴۰۰)

(۱)فما يكون كفراً بالاتفاق يوجب احتياط العمل كما في المرتدّ، وتلزم إعادة الحجِّ إن كان قد حج، ويكون وطؤه حينئذٍ مع إمرأته زناً، والولد الحاصل منه في هذه الحالة ولد الزِّنا، ثم إن أتى بكلمة الشهادةِ على وجه العادة لم ينفعه ما لم يرجع عما قاله لأنه بالإتيان بكلمة الشهادة لا يرتفع الكفر، وما كان في كونه كفراً اختلاف يؤمر قائله بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك احتياطا، وما كان خطأً من الألفاظ لا يوجب الكفر فقائله مومن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

## اللہ کا ہوا کو حکم دینا اور ہوا کا انکار کرنے کا عقیدہ رکھنا:

(۵۱) **سوال:** اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ ”اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ فلاں طرف چلی جا اور ہوا نے منع کر دیا تو“ (۱) کیا ایسا کہنا اور ایسا یقین رکھنا کہ ایسا ہو سکتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ (۲) ایسا کہنے والا اور ماننے والا مسلم ہو سکتا ہے؟ (۳) کیا کسی موقع پر ایسے انسان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ (۴) اگر کوئی ایسے شخص کو مسلم جانے اس کا یہ عقیدہ جاننے کے بعد بھی کہ ہوا اللہ کا کہنا نہیں مانتی ہے تو کیا وہ شخص مسلم رہے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نجم الدین، محی الدین پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ایسا کہنا یا عقیدہ رکھنا حرام ہے، ایسا شخص ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، ایسے شخص پر توبہ اور تجدید ایمان لازم ہے۔[۱] اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کرنے کی ان کے اندر قطعا استطاعت نہیں ہے۔ اور اگر عقیدہ درست ہو؛ لیکن زبان سے یوں ہی کہہ دیا تو بھی گناہ ہے، لیکن ایمان سے خارج نہیں ہوگا۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۸/۱۱: ۱۴۳۹ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا...... والرجوع عن ذلك، هذا إذا تكلم الزوج فإن تكلمت الزوجة ففيه اختلافٌ في إفساد النكاح، وعامّة علماءِ بخاري على إفساده لكن يجبر على النكاح ولو بدينارٍ وهذا بغير الطلاق. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقي الأبحر، ”كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ألفاظ الكفر أنواع“: ج۲، ص:۵۰۱)

وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعباً كفر عند الكلِّ، ولا اعتبار باعتقادة، ومن تكلم بها خطأً أو مكرهاً لا يكفر عند الكل، ومن تكلم بها عالماً عامداً كفر عند الكل، ومن تكلم بها اختياراً جاهلاً بأنها كفرٌ ففيه اختلاف، والذي تجود أنه لا يفتى بتكفير مسلمٍ أمكن حمل كلامه على محملٍ حسن أو كان في كفره اختلاف. (ابن عابدين، رد المحتار علي الدر المختار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها: ج۶، ص:۳۵۸)

(۱) الرجل إذا ابتلیٰ بمصيبات متنوعة فقال: أخذت مالي وأخذت ولدي وأخذت كذا وكذا بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

## اے اللہ! مجھے ہی تکلیف دینا تھا:

(۵۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی شخص کے سامنے کوئی پریشانی پیش آئے اور وہ اس پریشانی کی حالت میں کہتا ہے کہ: اے اللہ! تم کو مجھے ہی تکلیف دینا تھا: تو کیا ایسے الفاظ کے استعمال کی وجہ سے اس شخص کو دوبارہ نکاح پڑھوانا پڑے گا اور پہلا نکاح کیا ختم ہو جائے گا؟ اس مسئلہ کا جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکبر علی، دیوریا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ صورت میں اس شخص پر توبہ اور استغفار لازم ہے، اس کلمہ کی وجہ سے وہ شخص کافر نہیں ہوگا۔

”وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر فقائله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار الرجوع عن ذلك.[۱] قال رجل: يا رب أين ستم مبسند. قال بعضهم: يكفر والأصح أنه لا يكفر الخ“.[۲]

لیکن ایسے الفاظ کا استعمال کرنا غلط ہے، پریشانی کی حالت میں بھی صبر کے دامن کو تھامے رکھنا ایک مؤمن کی شان ہے؛ لہٰذا احتیاط کے طور پر تجدید نکاح بھی کر لینا چاہئے۔

”وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح، وفي الشامي:

......بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا...... فماذا تفعل وما بقي لم تفعله وما أشبه هذا من الألفاظ فقد كفر، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، قبيل ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۸۶)

تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتي تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب السير: باب أحكام المرتدين، توبة الزنديق“: ج۵،ص:۲۱۳)

(۲) قال في البحر: والحاصل أن من تكلم بها مخطئاً أو مكرهاً لا يكفر عند الكلِّ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها“: ج۶،ص:۳۵۸)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۹۳)

(۲) أيضاً: ”منها ما يتعلق بالإيمان والإسلام“: ج۲،ص:۲۷۰.

وتجدید النکاح أي احتیاطاً کما في الفصول العمادیة الخ"[۱]

**الجواب صحیح**: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی

محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند (۵/۴:۱۴۴۲ھ)

## کیا ایک روٹی کا دو ہو جانے والا واقعہ درست ہے؟

(۵۳) **سوال**: ایک شخص نے اپنی بیوی کی بیماری سے تنگ آ کر یہ کہا کہ جا کر مرجا، یہ عورت کسی تالاب میں ڈوبنے گئی، ڈوبنے والی تھی کہ ایک شخص بزرگ کی شکل میں نکلے اور اس نے پوچھا، تو اس عورت نے پورا واقعہ سنایا، پھر بزرگ نے تالاب کے اندر سے ایک روٹی لا کر دی اور فرمایا کہ اس کو چائے کا ایسا پانی جس میں چائے کو چینی میں پکایا گیا ہو، اس میں ڈال کر جمعہ کے روز مغرب کے بعد رکھ دینا اور پھر دوسرے جمعہ کو کھولنا دو روٹی ہو جائیں گی۔ ایک روٹی کسی ضرورت مند کو دیدینا بغیر کسی لالچ کے اور وہ چائے کا پانی جس میں روٹی ڈالی گئی تھی اسے استعمال کرنا، تم شفایاب ہو جاؤ گی؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ عورت تندرست ہوگئی۔ یہ عمل کیسا ہے؟ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا من جانب شیطان ہے، اسے کیا جائے یا نہیں اور دوا کے طور پر استعمال جائز ہے یا نہیں؟ "بینوا توجروا"

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شاہد میرٹھ، متعلّم دارالعلوم دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق**: ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش یا فرق ضالہ سے تعلق رکھنے والے افراد ایسے واقعات اور کہانیاں گڑھ کے پیش کر دیتے ہیں، جو سنہرے نظر آتے ہیں؛ لیکن براہِ راست عقائد پر ان کی زد پڑتی ہے جیسا کہ ایک نصیحت بھی سالہا سال سے چلی آ رہی

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام بالفعل کالصلاة بجماعة": ج۶، ص:۳۶۷۔

ہے اور لوگ چھپوا چھپوا کر تقسیم کرتے ہیں؛ لیکن وہ ایک یہودی کی ایجاد ہے جس نے مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے کے لئے خواب گھڑا۔ سوال میں تحریر کردہ صورت اس سے ملتی جلتی ہے جس پر یقین نہیں کیا جاسکتا ہے کہ یہ صورت حال واقعی من گھڑت ہے۔ رہی روٹی سے شفا ہوجانے کی بات تو اس میں بڑا دخل قوت ارادی کو بھی ہوتا ہے، یقین کے ساتھ یہ کہنا کہ یہ روٹی ہی باعث شفا بنی مشکل ہوگا اور شرعی ضابطہ اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اس پر عمل کیا جائے، بلکہ اس کو پھیلنے سے روکا جائے۔ (1)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۴/۲۰ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## ٹائی لگانا:

(۵۴) **سوال**: گلے میں ٹائی لٹکانا جو یہود ونصاریٰ کا شعار ہے کیسا ہے جب کہ فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے لٹکانے کو کفر کہا گیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمجید ڈار، کشمیری

---

(۱) نیز ایسی باتوں کی اشاعت نہ کی جائے اس سے فتنہ کا اندیشہ ہے اور ہر وہ چیز جس میں فتنہ کا اندیشہ ہو وہ قابل اشاعت نہیں ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب قائم کیا ہے ''باب من خص بالعلم قوماً دون قوم کراهية أن لا يفهموا'' اس باب کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک اثر کو نقل کیا ہے ''وقال علي -رضي الله عنه- حدثوا الناس بما يعرفون أتحبون أن يكذب الله ورسوله'' (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب العلم: باب من خص بالعلم قوماً دون قوم'': ج ۱، ص: ۲۴، رقم: ۱۲۷)

وقال العيني: أي كلموا الناس بما يعرفون أي بما يفهمون والمراد كلموهم علي قدر عقولهم وفي كتاب العلم لآدم بن أبي إياس عن عبد الله بن داود عن معروف فما آخره ودعوا ما ينكرون أي ما يشتبه عليهم فهمه.
أن يكذب: وذلك لأن الشخص إذا سمع مالا يفهمه ومالا يتصور إمكانه يعتقد استحالته جهلا فلايصدق وجوده فإذا أسند إلى الله ورسوله يلزم تكذيبهما. (بدر الدين العينى، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ''باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية أن لا يفهموا'': ج ۲، ص: ۲۰۴)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ٹائی عیسائیوں کے مذہبی شعار کی حیثیت سے وجود میں آئی تھی پھر عیسائی اس کو پوری دنیا میں عام کرنے میں کامیاب ہوگئے اور بلاتفریقِ مذہب اکثریت نے اس کا استعمال شروع کردیا، ہوتے ہوتے وہ ایک فیشن بن گیا، آج بہت سے ٹائی لگانے والوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کس کی ایجاد اور کس کا شعار ہے؛ لہٰذا ٹائی کے استعمال کرنے والوں کے احوال وکوائف سے ٹائی کا حکم مختلف ومتعدد ہوجاتا ہے۔

(۱) کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ یہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جس عقیدہ کی بناپر انہوں نے اس کو شعار بنایا اس عقیدہ کو بھی یہ شخص درست سمجھتا ہے اور اسی کے اثبات کے طور پر یہ شخص ٹائی استعمال کرتا ہے تو یہ شخص خارج از اسلام ہے۔

(۲) کوئی شخص یہ سمجھے کہ یہ آج بھی عیسائیوں کا شیوہ ہے اور ان کی مشابہت کو باعث فخر سمجھ کر اس کو استعمال کرتا ہے ایسا شخص کراہت تحریمی کا مرتکب ہے۔

(۳) کوئی شخص یہ جانے کہ یہ ان کا شعار تھا؛ لیکن اب ان کے شعار کے ساتھ مخصوص نہیں رہا؛ بلکہ ایک فیشن ہے اور صرف فیشن کے طور پر استعمال کرے، ان کے عقیدے سے بیزار ہو، تو جائز ہے لیکن ترک اولیٰ ہے۔

(۴) کوئی شخص یہ نہ جانے کہ یہ کس کا شعار تھا؟ کیوں تھا؟ بس دیکھا دیکھی ویسے ہی استعمال کرتا ہے، تو اس کے لئے اس کا استعمال جائز ہے؛ لیکن خلاف اولیٰ ہے، پس بہتر یہ ہے کہ اس کا استعمال ترک کردے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۲/۲ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: (من تشبّه بقومٍ فهو منهم) رواه أحمد، وأبوداود.
(وعنه): أي عن ابن عمر (قال: قال رسول الله -صلى اللّٰه عليه وسلم- (من تشبّه بقومٍ): أي من شبَّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف، ............بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر............

## کفریہ کلمات بولنے والے کو کافر قرار دینا:

(۵۵) **سوال**: اگر کوئی شخص کفریہ کلمات بولتا ہو تو اسے کافر کہا جائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امتیاز علی، جبل پور (ایم. پی)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: فقہاء کے کلام میں صراحت ہے کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان واسلام کا ہو، تو ایک احتمال کو ترجیح دی جائے گی، اگر کسی درجہ میں بھی اسلام کا پہلو سامنے رہے، تو اس کو ہی اختیار کیا جائے، حدیث شریف سے بھی اس کی نزاکت معلوم ہوتی ہے کہ کفر ایسی چیز ہے، اگر کسی نے کسی کو کافر کہہ دیا، تو یا تو وہ کافر ہے، جس کو کافر کہا گیا ہے اور اگر وہ کافر نہیں ہے، تو یہ کفر قائل کی طرف لوٹ جائے گا؛ اس لئے کسی کو کافر کہنے سے قبل خود اسی سے اس کے عقیدے کی وضاحت طلب کر لینی بہتر ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۳/۲/۲۸ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

............بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا............والصلحاء الأبرار (فهو منهم): أي في الإثم والخير. قال الطيبي: هذا عامٌ في الخلق والخُلُق والشعارِ، ولما كان الشعارُ أظهر في التشبه ذكِرَ في هذ الباب قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبُّه لا غير فإنَّ الخُلْق الصوري لا يتصوّرُ في التشبّه، والخلق المعنويِّ لا يقال في التشبُّهِ بل هو التخلُّقُ، هذا وقد حكي حكاية غريبةً ولطيفةً عجيبةً، وهي أَنَّهُ لما اغرق الله -سبحانهُ- فرعونَ وآله لم يغرق مسخرتهُ الذي كان يحاكي بسيدنا موسىٰ -عليه الصلاة والسلام- في لبسه وكلامه ومقالاته، فيضحك فرعون وقومُهُ من حركاته وسكناته؛ فتضرع موسىٰ إلي ربه: يا ربِّ! هذا كان يؤذي أكثر من بقية آلِ فرعون، فقال الرَّبُّ تعالىٰ: ما أغرقنا؛ فإنه كان لابساً مثل لباسِك، والحبيبُ لا يعذبُ من كان على صورة الحبيب، فانظر من كا متشبهاً بأهل الحق على قصد الباطل حصل له نجاة صوريَّةٌ، وربما أدت إلى النجاةِ المعنوية، فكيف بمن تشبَّهُ بأنبيائه و أوليائهِ على قصدِ التشرف والتعظيم. (ملا علي قاري، مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، "كتاب اللباس: الفصل الثاني": ج۸،ص:۲۲۲،رقم:۴۳۴۷)

(۱) عن عبد الله بن دينار أنه سمع ابن عمر -رضي الله عنهما- يقول: قال رسول الله ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## سرسوتی کی مورتی کے سامنے جھکنا:

(۵۶) **سوال**: ایک عالم دین جومشہور ہیں ان کا نجی اپنی ادارت میں رسالہ بھی شائع ہوتا ہے ابھی حال ہی میں ایک ہندی اخبار پانچ جنے کی اشاعت مؤرخہ ۲۱/نومبر ۱۹۹۰ء میں ایک فوٹو شائع ہوا ہے جس میں مولانا موصوف کو سرسوتی کی مورتی کے سامنے جھکتے ہوئے اور پھول چڑھاتے ہوئے اور اس کے برابر ایک شخص سے تلک لگاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور لباس بھی اس وقت مولانا موصوف کا اس انداز کا تھا کہ جس سے مذہب باطل کی تائید ہوتی ہے۔ تو کیا اسلام میں ایسی رواداری جائز ہے؟ اور کیا اس جیسے عمل سے اسلام سے خارج نہیں ہوتا؟ ایسے شخص کا شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکرام باری، مرادآباد

**الجواب وباللہ التوفیق**: اگر مذکورہ فی السوال باتیں صحیح اور سچ ہیں تو مذکورہ شخص فاسق فاجر ہے قطعی طور پر لائق اتباع نہیں ہے۔ جیسی رواداری سوال میں مذکور ہے اسلام میں ایسی رواداری کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اور اگر اس نے واقعۃً غیر اللہ کے سامنے سر جھکایا اور اس کو سجدہ کیا تو پھر وہ اسلام سے خارج ہوگیا ہے۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح اس پر لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۹/۷ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا......صلی اللّٰه علیه وسلم: أیما إمرئ قال لأخیه: یا کافر فقد باء بها أحد هما إن کان کما قال و إلا رجعت علیه: (أخرجه مسلم، في صحیحه، "کتاب الإیمان: باب بیان حال إیمان من قال لأخیه": ج۱، ص:۷۹، رقم:۶۰)

قال في البحر: والحاصل أن من تکلم بکلمة الکفر هازلاً أو لاعباً کفر عند الکل، ولا اعتبار باعتقاده کما صرّح به في الخانیة، و من تکلم بها مُخطِئاً أو مکرهاً لا یکفر عند الکل، ومن تکلم بها عامداً عالماً کفر عند الکلِّ، ومن تکلم بها اختیاراً جاهلاً بأنها کفرٌ ففیه اختلافٌ. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما یشك أنه ردة لا یحکم بها": ج۶، ص:۳۵۸)

(۱) ویکفر بوضع قلنسوة المجوس علي رأسه علي الصحیح إلا لضرورة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## ہنود اور مسلمان کو ایک ہی سمجھنا کیسا ہے؟

(۵۷)**سوال**: مبلغ صاحب نے تقریر میں کہا کہ ہنود اور مسلمان میں کوئی فرق نہیں یہ عقائد جاہلانہ کی وجہ سے فرق کرتے ہیں اور واعظ یہ شعر پڑھتا ہے کہ:

نہ جا جاہل کی باتوں پر اگر تو دُھن کا پکا ہے
اسی پتھر کا بت خانہ اسی پتھر کا مکہ ہے
(نعوذ باللہ)

ایسے واعظ کا شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجلیل، مظفرنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اسلام اور کفر دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور ایک دوسرے کی ضد ہیں، مذکورہ الفاظ کفریہ ہیں اور ایسا اعتقاد رکھنے والا کافر اور مرتد ہے۔ [1] اس شخص کی

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......دفع الحرّ والبرد وبشد الزنار في وسطه إلا إذا فعل ذلك خديعةً في الحرب وطليعة المسلمين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنو ع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۸۷)

ومن هزل بلفظ كفر إرتد و إن لم يعتقد للاستخفاف فهو ككفر العناد.

قوله (من هزل بلفظ كفر) أي تكلم به باختياره غير قاصد معناه، وهذا لا ينافي مأمر من أن الإيمان هو التصديق فقط أو مع الإقرار: لأن التصديق وإن كان موجوداً حقيقة لكنه زائل حكما: لأن الشارع جعل بعض المعاصي إمارة علي عدم وجوده كالهزل المذكور، وكما لو سجد لصنم أو وضع مصحفاً في قاذورة فإنه يكفر وإن كان مصدقاً: لأن ذلك في حكم التكذيب كما أفاده في شرح العقائد، وأشار إلي ذلك بقوله: للاستخفاف، فإن فعل ذلك استخفافاً واستهانة بالدين فهو أمارة عدم التصديق.(ابن عابدين،رد المحتار علي الدر المختار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد“:ج۶،ص:۳۵۶)

قال: والكافر إذا صلى بجماعة أو أذّن في مسجد أو قال: أنا معتقد حقيقة الصلاة في جماعة يكون مسلما لأنه أتى بما هو من خاصيّة الإسلام كما أن الإتيان بخاصيَّة الكفر، يدل على الكفر فإن من سجد لصنم أو تزيا بزنارٍ أو لبس قلنسوة المجوس يحكم بكفره. (عبد الله ابن محمد، الاختيار لتعليل المختار، ”فصل فيما يصير به الكافر مسلماً“: ج ٤، ص: ١٥٠)

(۱)ومن أعتقد أن الإيمان والكفر واحدٌ فهو كافر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، و منها: ما يتعلق بالإيمان“:ج۲،ص:۲۷۰)

کفریہ باتوں کو نہ سنا جائے اور نہ ان کو قبول کیا جائے اگر وہ اپنی جہالت کی وجہ سے ایسی غلطی کرتا ہے، تو حقیقت اس کے سامنے آشکارا کی جائے اس پر تجدید ایمان اور توبہ لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۹/۶ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مدعی رسالت اور دعویٰ خداوندی کے قائل کا حکم:

(۵۸) **سوال**: ایک شخص یحییٰ خاں ہے جو اپنے آپ کو کبھی تو مسیح موعود کہتا ہے، پھر رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے نام کا کلمہ بھی بنا رکھا ہے ''لا إله إلا اللّٰه يحيىٰ عين اللّٰه'' اور ایک کتاب بھی لکھی ہے اس کا نام رکھا ہے۔ ''فرمان بالمقابل قرآن'' پھر اپنے بارے میں اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ قرآن میں غلطی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو لہو ولعب کرنے والا کہتا ہے، ایسا شخص کافر مرتد ہے یا نہیں؟ اس کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: معین الدین قاسمی، متعلّم دارالعلوم دیوبند

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: مذکورہ شخص کافر و مرتد ہے اس کے ساتھ مسلمانوں کو ملنا اور اس سے محبت رکھنا، اس کی اعانت کرنا حرام ہے اور جو لوگ اس کو بزرگ اور واجب التعظیم سمجھیں اور اس کی تصدیق کریں وہ بھی کافر ہیں۔ (۲) ''قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ إِنِّيْ إِلٰهٌ مِّنْ

---

(۱) أن ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلاة بجماعة'': ج۶،ص:۳۶۷)

(۲) ومن هنا ينص الفقهاء على أن من أدّى أنه شريك لمحمد صلى اللّٰه عليه وسلم في الرسالة أو قال: بجواز اكتسابها بتصفية القلب وتهذيب النفس فهو كافرٌ، وكذا إن ادّعى أنه يوحي إليه وإن لم يدّعى النبوة. قال قاضي عياضٌ: لا خلاف فى تكفير مدّعي الرسالة. (وزارة الأوقاف والشئون الإسلاميه- الكويت- الموسوعة الفقهية، ''حكم من أدعى النبوة أو صدق مدعيا لها'': ج۴۰،ص:۳۹) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۹﴾ [۱]

**الجواب صحیح:** فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۴ھ)

## مرشد کو خدا اور رسول کہنا، قیامت کا انکار کرنا:

(۵۹)**سوال**: ایک شخص اپنے مرشد کو خدا اور رسول کہتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے اور قیامت کے بارے میں کہتا ہے کہ ساری مخلوقات مٹی میں مل جائیں گی قیامت کوئی چیز الگ سے نہیں ہے اور فاتحہ خوانی بھی کرتا ہے کھانا سامنے رکھ کر، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہتا ہے۔ انسان نہیں مانتا۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمؤمن، ہریدوار

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: جو شخص مرشد کو رسول اور خدا کہتا ہے وہ کافر و مرتد ہے [۲] اور انکار حشر ونشر اور حساب وکتاب بھی کفر ہے اور توبہ سے انکار کرنا بھی مسلمان کا کام نہیں ہے۔ [۳]

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعباً كفر عند الكلّ ولا اعتبار باعتقاده ...... ومن تكلم بها عالماً عامداً كفر عندالكُلّ. (ابن عابدين، رد المحتار علي الدر المختار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها“: ج۶،ص:۳۵۸)

رجل كفر بلسانه طائعاً وقلبه مطمئنٌ بالإيمان يكون كافرا ولا يكون عند الله مؤمناً كذا في فتاوى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۹۳)

(۱) سورة الأنبياء: ۲۹.

(۲) ومن تكلم بها عالماً عامداً كفر عند الكل. (ابن عابدين، رد المحتار علي الدر المختار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد“: ج۶،ص:۳۵۸)

(۳) رجل كفر بلسانه طائعاً وقلبه مطمئن بالإيمان يكون كافرا، ولا يكون عند الله مؤمناً، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۹۳)

اور کھانے کو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا بھی خلاف سنت اور بدعت ہے [(۱)] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا قرآن سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور میں کسی کی شرکت نہیں اور اللہ کے نور کا تجزیہ کرنا بھی شرک اور کفر ہے۔ [(۲)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۰/۲/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## غم کے موقعہ پر زبان سے غلط الفاظ نکالنے کا حکم:

(۶۰) **سوال**: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر عورت کا بچہ مرجائے اور وہ اس کے غم میں کہتی ہے کہ اللہ کو اسی کو مارنا تھا دوسرا کوئی نہیں تھا۔ یا عورت کسی کام کے نہ ہونے پر یوں کہدے کہ میں نماز نہیں پڑھوں گی تو ان کلمات کے کہنے سے کیا نکاح ختم ہوجائے گا؟ تجدید نکاح ضروری ہوگا ان کلمات پر مجھ کو بھی تعجب ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے جب کہ ان معمولی باتوں کو لوگ رات دن کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالواجد، کرناٹک

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ اور ان جیسے جملوں میں کہیں تو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے اور کہیں دین کی توہین ہے اور لوازمات دین پر عقیدہ کا انکار ہے [(۳)] اور ان چیزوں سے

---

(۱) واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يسفد الصوم وما لا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر'': ج۳،ص:۴۲۷)

(۲) ﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (سورة الكهف:۱۱۰)

(۳) وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعباً كفر عند الكلّ. (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، ''كتاب الجها: باب المرتد'': ج۶،ص:۳۵۸)

رجل كفر بلسانه طائعاً وقلبه مطمئن بالإيمان يكون كافرا ولا يكون عند الله مؤمناً، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، ومنها: ما يتعلق بلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۳)

آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے اس لئے تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے[1] ورنہ وہی حکم ہوگا جو لگایا گیا ہے۔ یہ مسائل صحیح ہیں اگر کہیں دشواری پیش آئے تو کسی اچھے عالم سے سمجھ لیا جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۵/۲۲ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## سجدہ میں شیخ عبدالقادر کے نام کے وظیفہ پڑھنا:

(۶۱) **سوال**: کہیں کہیں سجدوں میں ذکر واذکار کے ساتھ ''**یا شیخ سید عبدالقادر شیئاً للّٰہ**'' پڑھتے ہیں، ان کا پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محی الدین، کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس قسم کے وظائف کہ جن میں غیر اللہ سے مدد طلب کی جائے حرام ہیں ان سے بچنا چاہئے ایسا کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۶/۱۹)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتي تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين، توبة الزنديق'': ج۵، ص:۱۳۷)

(۲) ﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط﴾ (سورہ یونس: ۱۸)
﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط﴾ (سورہ الزمر: ۳)
؟عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان المشركون يقولون: لبيك لا شريك لك، قال: فيقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: (ويلكم قد قد) فيقولون: إلا شريكاً هو لك، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## حضور ﷺ کے بارے میں غیر محتاط جملے استعمال کرنا:

(۶۲)**سوال**: ایک اہل حدیث مولوی نے یہ کہا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دوغلی پالیسی کبھی اختیار نہیں کی ہوگی کہ حالت قیام میں ہاتھ سینے پر بھی باندھے ہوں اور ناف پر بھی دونوں طرح کا عمل نہیں کیا ہوگا تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مظہر قاسمی کلکتہ

**الجواب وباللہ التوفیق**: مذکورہ شخص پر توبہ لازم ہے، بظاہر جملۂ مذکورہ سے مسلکی تشدد معلوم ہوتا ہے، نہ کہ اہانت؛ اس لئے کفر عائد نہیں ہوا؛ البتہ غیر محتاط وغیر مہذب جملہ بولنے کی وجہ سے توبہ واستغفار لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... تملكه وماملك. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "باب التلبية وصفتها ووقتها": ج۲، ص:۸۴۱، رقم:۱۱۸۵)؟

ويكفر بقوله أرواح المشايخ حاضرة تعلم. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب السير والجهاد، ألفاظ الكفر أنواع": ج۲، ص:۵۰۵)

وأعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختارمع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر": ج۳، ص:۴۲۷)

(۱)إن ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة الخ.اهـ. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلوة بجماعة": ج۶، ص:۲۳۰)

عن أبي هريرة، رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## بت کی پوجا کرنا، کھانا چڑھانا کفر ہے:

(۶۳)**سوال**: زید کے بچے پیدا ہونے کے بعد مرجاتے تھے، کسی کے کہنے پر اس نے ماتا کی پوجا کی اور بت کے سامنے کھانا پکا کر تقسیم کیا، اس میں شوہر، بیوی دونوں شریک تھے تو وہ مسلمان رہے یا نہیں اور ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلم، نیپال

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس فعل کی وجہ سے وہ میاں، بیوی اور بت کی پوجا کی ترغیب دینے والا یہ تینوں دائرۂ اسلام سے خارج ہوگئے۔ ایمان ونکاح دونوں کی تجدید ان پر لازم ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۲/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... إني لا أقول إلا حقا! قال بعض أصحابه: فإنك تداعنا يا رسول الله! -صلى الله عليه وسلم- فقال: إني لا أقول إلا حقاً. (أخرجه أبو عبد الله أحمد بن حنبل، في مسنده: ج۱۴،ص:۱۸۵، رقم: ۸۴۸۱)

(۱)تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتي تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين، توبة الزنديق'': ج۵،ص:۲۱۳)

إن رجلا قال: يا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نسلِّم عليك كما يسلم بعضنا على بعض أفلا نسجد لك قال: لا ولكن أكرموا نبيكم وأعرفوا الحق لأهله فإنه لا ينبغي أن يسجد لأحد من دون الله. (جلال الدين السيوطي، الدر المنثور: ج۲،ص:۲۵۰؛سورة آل عمران:۷۹)

من سجد للسلطان على وجه التحية أو قبّل الأرض بين يديه لا يكفر ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة هو المختار قال الفقيه أبو جعفر رحمه الله تعالىٰ: إن سجد للسلطان بنية العبادةِ أو لم تحضره النيةُ فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية، الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك'': ج۵،ص:۴۲۵)

## کلمہ طیبہ کو تبدیل کرنے والا کافر ہے کہ نہیں؟

(۶۴)**سوال**: معلوم ہوا ہے کہ شیعوں نے کلمہ کی ترتیب بدل رکھی ہے، مثلاً ''لا إله إلا الله عليٌّ رسول الله'' وغیرہ تو یہ کلمہ کا پڑھنے والا کافر ہوجائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سعید الحق زیدی بڑا امام باڑہ، سہارنپور

**الجواب وبالله التوفيق**: کافر تو نہیں ہے، لیکن کلمہ کی اصل ترکیب کو بگاڑنا گناہ کبیرہ ہے، قصداً ایسا نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر اس کا اعتقاد بھی یہی ہے، تو کافر ہوجائے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰/۲/۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ایمان رہے یا جائے تعزیہ ضرور بنائیں گے کہنے والے کا حکم:

(۶۵)**سوال**: تعزیہ بنانے کی اعانت پر کسی کو مجبور کرنا اور یہ کہنا کہ ایمان رہے یا جائے ہم ضرور

---

(۱)فما يكون كفراً بالاتفاق يوجب احتياط العمل كما في المرتدّ، وتلزم إعادة الحج إن كان قد حج، ويكون وطوئه حينئذٍ مع إمرأته زنا، والولد الحاصل منه في هذه الحالة ولد الزنا، ثم إن أتي بكلمة الشهادة على وجه العادة لم ينفعه ما لم يرجع عما قاله، لأنه بالإتيان بكلمة الشهادة لا يرتفع الكفر، وما كان في كونه كفراً اختلاف من الألفاظ لا يوجب الكفر، قائله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك، هذا إذا تكلم الزوج، فإن تكلّمت الزوجة ففيه اختلاف في إفساد النكاح؟ وعامة علماء بخاري على إفساده، لكن يجبر على النكاح ولو بدينارٍ وهذا بغير الطلاق. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب السير والجهاد، باب المرتد، الصبي العاقل إذا إرتد'': ج۲،ص:۵۰۱)

وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعباً كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده ...... ومن تكلم بها خطأً أو مكرها لا يكفر عند الكل، ومن تكلم بها عالماً عامداً كفر عند الكل، ومن تكلم بها اختياراً جاهلاً بأنها كفرٌ ففيه اختلاف والذي تحرّر أنه لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محملٍ حسنٍ أو كان في كفره اختلاف. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها'': ج۶،ص:۳۵۸)

تعزیہ بنائیں گے ایسے آدمی کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فخر الدین، چاند مسجد، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ایسے شخص کو اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرنی چاہئے[۱] اور کثرت سے توبہ واستغفار کرنی چاہئے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۱۹ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کفریہ، شرکیہ افعال سے توبہ کرنے والے کا حکم:

(۶۶) **سوال:** ایک شخص کفریہ وشرکیہ افعال انجام دیتا تھا بعد میں اس نے توبہ کرلی، توبہ کے بعد کیا یہ شخص مسلمان ہے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ننھے میاں، راجستھان

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** بشرط صحت سوال چوں کہ مذکورہ شخص نے کفریہ وشرکیہ افعال سے توبہ کرلی ہے؛ اس لئے مذکورہ شخص مسلمان ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿**إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ**ط﴾[۳]

(۱) وإذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا: فقال ذلك الغير (من برسم كارمی کنم نہ بشرع) يكفر (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه: "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء": ج۲، ص:۲۸۳)

(۲) عن ابن عمر -رضي اللّٰه عنه- عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن اللّٰه يقبل توبة العبد مالم يغرغر. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الدعوات، باب أن اللّٰه تقبل توبة العبد مالم يغرر": ج۲، ص:۱۹۴)

(۳) سورة النساء:۱۴۶.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''**التائب من الذنب کمن لا ذنب لهٗ**''[۱] لہٰذا سچی توبہ، آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح سب کچھ ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو اس کے ساتھ ایک مسلم جیسا برتاؤ لازم ہے اور چوں کہ یہ کفریہ اعمال برسر عام ہوئے تھے، تو اب ان کو لازم ہے کہ توبہ کا اعلان بھی برسرعام کرے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## سجدہ تعظیمی شرک ہے کہ نہیں؟

(۶۷) **سوال**: زید کا عقیدہ ہے کہ سجدہ تعظیمی شرک نہیں ہے۔ اگر شرک ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ نہ کرایا جاتا تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار قاسمی، دارالعلوم دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: غیر اللہ کو سجدہ کرنا تعظیما حرام ہے شرک نہیں ہے تاہم ایسا عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے۔[۳] حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرانے کا حکم اس شریعت میں منسوخ ہو چکا ہے۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ نے جو سجدہ کیا وہ اللہ جل شانہٗ کے حکم سے کیا، یہ ایسا ہے جیسے اس امت کو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا

---

(۱) عن أبي عبيدة بن عبد اللّٰه عن أبيه رضي اللّٰه عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (أخرجه، ابن ماجه في سننه، ''أبواب الدعوات، باب ذكر التوبة'': ج۲، ص: ۳۱۳، رقم: ۴۲۵۰)

(۲) ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۃ الشوریٰ: ۲۵)

(۳) إذا سجد لإنسان سجدة تحية لا يكفر، كذا في السراجيه. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص: ۲۹۰)

إذا سجد لإنسان سجدةتحيه لا يكفر. (أبو محمد، الفتاویٰ السراجيه، ''كتاب السير'': ج۲، ص: ۳۱۰)

اور اگر حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم ہی مقصود ہو اس سجدے سے تو یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا؛ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا: ''**لو كنت آمراً أحداً أن يسجد لغير الله لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها**''[۱] اس لئے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عارف قاسمی

رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰/۳/۷ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ڈاڑھی کا مذاق بنانے والے کا حکم:

(۶۸) **سوال**: ایک شخص ڈاڑھی ٹوپی والے کی توہین کرتا ہے، ڈاڑھی کا گویا کہ سنت کا مذاق اڑاتا ہے، کیا ایسا شخص کافر ہوگا یا نہیں؟ ایسے شخص کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ اس سے تعلق اور رشتہ داری باقی رکھی جائے گی یا نہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شعیب، ہردوئی

**الجواب وباللہ التوفیق**: ڈاڑھی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی سنت، مسلمانوں کا قومی شعار اور مرد کی فطری اور طبعی چیزوں میں سے ہے۔

''**عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية، والسواك، واستنشاق الماء، وقص الأظفار، وغسل البراجم، ونتف الابط، وحلق العانة، وانتقاص الماء، قال زكريا: قال مصعب ونسيت العاشرة إلا أن تكون المضمضة**''.[۲] ''**عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (جزوا الشوارب وارخوا**

(۱) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ج۴،ص:۳۵۳،رقم:۱۸۵۳۔

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''باب خصال الفطرة'': ج۱،ص:۲۲۳،رقم ۲۶۱۔

اللحی خالفوا المجوس''.[1]

نیز نصوص سے ثابت شدہ ایک اہم سنت کے ساتھ استہزاء اور مذاق اڑانا درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء ہے؛ کیوں کہ سنت کسی بندے کی ایجاد نہیں ہوتی؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہوتی ہے اور نبی کے ساتھ استہزاء صریح کفر ہے۔

''استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع أو عاب شيأ من القرآن كفر''[2] ''رجل كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالإيمان يكون كافرا ولا يكون عند الله مؤمنا، كذا في فتاوى''[3] ﴿قُلْ أَبِا اللّٰهِ وَأٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُ وْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ ط﴾[4]

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کیا اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تمہاری ہنسی اور دل لگی ہوتی ہے، تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ الغرض مذکورہ شخص نے جو کچھ کہا یا کیا وہ موجب کفر ہے، اس پر ضروری ہے کہ توبہ کر کے تجدید ایمان ونکاح بھی کرے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی
قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قد سبق تخريجه، ''باب خصال الفطرة'': ج۱، ص: ۲۲۲، رقم ۲۶۰.

(۲) عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ''كتاب السير والجهاد، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲، ص: ۵۰۷.

(۳) أيضا.

(۴) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص: ۲۹۳.

(۵) سورة التوبة: ۶۵-۶۶.

# کیا غیر مسلم کے جنازے اوراس کی تیرہویں میں شرکت موجبِ کفر ہے؟

(۶۹) **سوال**: اگر کوئی مسلمان کسی کافر کی میت میں شریک رہا ہو، اوراس کے گھر تیرہویں میں کھانا کھلانے میں شریک رہا ہو تو کیا وہ مسلمان رہتا ہے یا کافر ہوجاتا ہے؟ کیا اس کے لئے تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے؟ قرآن حدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد سفیان صاحب، وڈالا ممبئ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بشرط صحت سوال غیر مسلم کے مرنے اوراس کی تیرھویں میں شریک ہونے سے مذکورہ شخص ایمان سے خارج نہیں ہوتا؛ البتہ گناہگار ہوتا ہے۔ (۱)

**نوٹ**: ہاں کوئی مصلحت پیش نظر نہ ہوتو ان کی رسموں میں شرکت نہیں کرنی چاہئے؛ اس لئے کہ ان کی رسموں میں شرکت باعث گناہ ہے، اوران کی رسوم وعقائد کودل سے برا سمجھنا چاہئے؛ اس لئے کہ ان کے باطل عقائد کو صحیح سمجھنے اوران کی غیر شرعی رسموں پر رضامندی سے ایمان ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و إذا مات الكافر قال لوالده أو قريبه في تعزيته أخلف اللّٰه عليك خيرا منه وأصلحك أي أصلحك بالإسلام ورزقك ولدا مسلما لأن الخيرية به تظهر، كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "الباب الخامس عشر في الكسب": ج۵،ص:۳۴۸)

جار يهودي أو مجوسي مات ابن له أو قريب ينبغي أن يعزبه ويقول أخلف اللّٰه عليك خيرا منه وأصلحك وكان أصلحك اللّٰه بالإسلام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع": ج۹،ص:۵۵۷)

ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الإيمان. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، "الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان": ص:۱۱۷)

## غیروں جیسا نام رکھنے سے کیا ایمان سے خارج ہوجاتا ہے؟

(۷۰) **سوال**: اگر کوئی مذہب اسلام کا ماننے والا مسلمان بندہ اپنا نام بدل کر غیر مسلموں کا نام رکھ لے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہوگیا؟

فقط: والسلام
المستفتی: امام الدین، آسام

**الجواب وباللہ التوفیق**: اس صورت میں وہ اسلام سے خارج نہیں ہوا، اگر اسلامی ناموں کو برا اور غیروں کے ناموں کو اچھا سمجھ کر ایسا کرتا ہے تو اندیشہ کفر ہے اور اگر ایسا مصلحت کی وجہ سے کیا ہے تو گنجائش ہے مگر ناموں کے معنی اچھے ہونے چاہئے تاہم اس سے گریز ہی کریں اس میں تشبیہ بالغیر معلوم ہورہا ہے، بعض علماء تو کفر ہی کے قائل ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۴/۲۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## قرآن یا حدیث مذاقاً بگاڑ کر پڑھنا کیسا ہے؟

(۷۱) **سوال**: آج کل طلباء میں عام طور پر یہ بات پائی جارہی ہے کہ ''**لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ**'' صحیح سے نہیں پڑھتے ہیں، جب کہ ٹھیک سے پڑھنے کا علم ہے؛ لیکن مذاقاً اور ضحکاً پڑھ کر اڑا دیتے ہیں الفاظ یہ ہیں: ''**لا حول ولا کتاً**'' قوۃ کی جگہ، اور ''**باللّٰہ**'' کی جگہ ''بلی'' ادا

---

(۱) ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم، وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير لا تنفعه فتوى المفتي و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين إمرأته، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر''، ج۲،ص:۲۹۳)

ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب إن كانت كبيرة إذا لم يستحلها إلا نزيل عنه إسم الإيمان. (أبو حنيفة رحمه الله، شرح الفقه الأكبر، ''الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان''،ص:۱۱۷)

کرتے ہیں، سننے میں برا اور قبیح معلوم ہوتا ہے، ایسا پڑھنا کیسا ہے؟ اس کا بروز قیامت مواخذہ ہوگا یا نہیں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عرفان احمد، باندہ

**الجواب وبالله التوفيق:** ایسا کرنا سخت گناہ ہے مواخذہ ہوگا۔ اور اگر مقصد استہزاء ہو تو کفر عائد ہو جائے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید (۱۹/۷/۱۴۱۰ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## فتویٰ کا انکار کرنا کیسا ہے؟

(۷۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین کہ مفتیان دین جو شرعی مسائل پر فتوے صادر فرماتے ہیں ان پر آمنا وصدقنا کہنا ہر مسلمان کا ایمان ہے؛ لیکن برعکس اس کے اگر کوئی فردِ واحد یا کچھ اشخاص مفتیان دین کے فتوے کو جھٹلاتے ہیں یا ان کے منکر ہیں تو ایسے مسلم اشخاص کی شرعی پوزیشن کیا ہے؟ از راہِ مہربانی صحیح پوزیشن سے آگاہ کریں عنایت ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبدالستار، میرٹھ

**الجواب وبالله التوفيق:** فتوے میں شرعی مسئلہ کی وضاحت ہوتی ہے، اگر اس سے انکار کرنے والے کا منشاء اور غرض یہ ہے کہ فتوی کچھ بھی ہو یعنی شرعی مسئلہ کچھ ہو اس پر عمل نہیں کریں گے؛ بلکہ اپنی رائے کو مقدم سمجھتے ہیں تو فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایسی صورت میں منکر پر کفر عائد

---

(۱) وكذا قولهم بكفره: إذا قرأ القرآن في معرض الناس.
كما إذا اجتمعوا فقرأ: ﴿فَجَمَعْنَا هُمْ جَمْعًا﴾ وكذا إذا قرأ ﴿وَكَأْساً دِهَاقاً﴾ عند رؤية كأس وله نظائر كثيرة في ألفاظ التكفير كلها ترجع إلى قصد الاستخفاف به. (شرح الحمودي على الأشباه والنظائر، ''الفن الأول: القاعدة الثانية الأمور بمقاصدها'': ج۱، ص:۱۰۵)

ہوجاتا ہے۔''کما صرح به في العالمگیریة''[1] اور اگر منشاء یہ ہو کہ سوال، واقعہ کے خلاف لکھ کر فتویٰ حاصل کیا گیا ہے، یا مسئلہ غلط لکھا گیا ہے، تو خلاف بولنے والے پر ضروری ہوتا ہے کہ واقعہ کی صحت کو واضح کرے یا فتوے کی غلطی کو کتاب وجزئیات سے ثابت کرے، بغیر ثبوت کے اگر کوئی انکار کرتا ہے، تو اس کی بات قابل توجہ نہیں؛ بلکہ وہ خاطی، اور گنہگار ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۹/۱۱/۱۴۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## اللہ ورسول کی توہین کرنے والے کا حکم:

(۷۳) **سوال**: جو اللہ اور اس کے رسول کی توہین کرے یا صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرے ایسے شخص کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: جابر علی قسیم، منگلور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس کو خارج از اسلام قرار دیا جائے گا۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۹/۱۰/۱۴۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) رجل عرض عليه خصمه فتوى الأئمة فردّها، وقال: ''چہ بار نامہ فتوی آوردہ'' قيل: يكفر، لأنه رد حكم الشرع. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۳)

(۲) إذا جاء أحد الخصمين إلى صاحبه بفتوى الأئمة، فقال صاحبه: ليس كما أفتوه أو قال: لا نعمل بهٰذا كان عليه التعزير، كذا في الذخيره. (أيضا:ص:۲۸۴)

(۳) ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ أَبِا اللّٰهِ وَأٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (سورة التوبه:٦٥)

قال البيضاوي: (قد كفرتم) قد أظهر ثم الكفر بإيذاء الرسول والطعن فيه.......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کیا ہوتا، ایسا کہنا کیسا ہے؟

(۴۷)**سوال**: ایک شخص کو نماز کی دعوت دی گئی اس کے جواب میں اس نے یہ الفاظ کہے کہ ’’نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کیا ہوتا ہے‘‘ اس کا کیا شرعی حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس علی، آسام

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ جملہ اگر عیاذا باللہ نماز کا مذاق اڑانے کے لئے کہا تو ایمان سے خارج ہے اور اگر مذاق اڑانے کے لئے نہیں کہا، تب بھی ایسا جملہ کہنا گناہ کبیرہ ہے توبہ و استغفار لازم ہے ایسے شخص کو مناسب طریقہ پر نصیحت کی جانی چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۹/۱۱/۱۲ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... (عبد اللّٰه بن عمر البيضاوي: ’’سورة التوبة:٦٥‘‘: ج٣، ص:١٥٥)

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَأَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ (سورة الأحزاب:٥٧)

قال ابن تيمية: إن المسلم يقتل إذا سب من غير استتابة وإن أظهر التوبة بعد أخذه كما هو مذهب الجمهور. (ابن تيمية، ’’الصارم المسلول على شاتم الرسول، المسألة الثالثة، فصل: دليل أن المسلم الساب يقتل بغير استتابة‘‘: ص:٢٥٧)

قال ابن عابدين: إن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعبا كفر عند الكلّ ولا اعتبار باعتقاده. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها‘‘: ج٦، ص:٣٥٨)

(۱) أو قال: ’’نماز کردہ وناکردہ یکے است‘‘ أو قال: ’’چنداں نماز کردم مرا دل بگرفت‘‘ أو قال: ’’نماز چیزے نیست کہ اگر بماند کندہ شوذ‘‘ فهٰذا كله كفر، كذا في خزانة المفتيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ’’كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، وموجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالصلاة، والصوم، والزكاة‘‘: ج٢، ص:٢٨٠)

ولو قيل لرجل: صلّ فقال: ’’تو چندیں گاہ نماز کردے‘‘ أو قال: ’’چندین گاہ نماز کردم چہ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر......

## ایک مسلم کا تلک لگا کر ہَون، یگ کرنا:

(۷۵) **سوال**: زید غیر اسلامی رسومات کا ارتکاب کرتا ہے مثلاً تلک وغیرہ لگا کر غیر مسلموں کے مذہبی میلہ میں جاتا ہے اور ہَون یگ کرتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک گڈھے میں آگ جلائی جاتی ہے اور آگ کے اردگرد بیٹھ کر ایسے منتر پڑھے جاتے ہیں جو خالص غیر اسلامی ہیں اور ساتھ ساتھ آگ میں گھی اور میوے ڈالے جاتے ہیں اور یہ غیر مسلموں کے دعا کا خاص طریقہ ہے، اس طرح آگ کی پوجا کی جاتی ہے، شریعت زید پر کیا حکم لگاتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: وکیل احمد، جمنانگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: غیر اللہ کی پوجا جائز نہیں، بالکل حرام ہے اور غیر اللہ کی پوجا سے آدمی خارج از اسلام ہوجاتا ہے؛ لہٰذا بشرط صحت سوال اگر مذکورہ شخص نے ایسا کیا، تو وہ خارج از اسلام ہے، اس پر تجدید ایمان وتوبہ لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۷/۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... برسر آوردم" کفر. (الفتاویٰ السراجیہ، ''کتاب السیر: باب ألفاظ الکفر'': ج۲، ص:۳۰۷)

الهازل أو المستهزي إذا تكلم بكفر استخفافاً استهزاء ومزاحاً يكون كفراً عند الكل وإن كان اعتقاده خلاف ذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص:۲۸۷)

(۱) يكفر بوضع قلنسوة المجوس على رأسه على الصحيح -إلى- وبخروجه إلى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في ذلك اليوم. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص:۲۸۷)

لو وضع قلنسوة المجوسي على رأسه أو تزنربز نار النصارى أو ربط الصليب يكفر، لو علق البائرة على وسطخ لا يكفر. (أبو محمد، الفتاویٰ السراجیه، ''کتاب السیر: باب ألفاظ الکفر، فصل:'': ج۲، ص:۳۱۰)

## دیوالی دسہرا وغیرہ منانا:

(۷۶) **سوال**: ایک مسلم شخص ہندوانہ رسم پوجا، دسہرا اور دیوالی خوب بڑھ چڑھ کر مناتا ہے، تو کیا وہ اب بھی مسلمان ہی ہے ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمود حسن، کرناٹک

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اگر مذکورہ شخص نے غیر اللہ کی پوجا کی ہو، تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت حرام ہے اور مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؛ اس لئے بشرط صحت سوال مذکورہ شخص (جو پوجا پاٹ دسہرا و دیوالی پر ہندوؤں سے بھی آگے بڑھ چڑھ کر کرتا ہے) ایمان سے خارج ہو گیا ہے، پھر سے ایمان قبول کرے اس کی نماز جنازہ یا مسلم قبرستان میں تدفین درست نہیں اِلا یہ کہ وہ پھر سے ایمان لے آئے (اور آئندہ ایسا نہ کرے)۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۱۱/۳۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مختلف عقائد کے حامل شخص کا حکم:

(۷۷) **سوال**: ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے جو مندرجہ ذیل باتیں کرتا ہے؟

(۱) موجودہ مساجد ضرار کی شاخیں ہیں۔

(۲) جبرئیل فرشتہ نہیں؛ بلکہ قوتوں میں سے ایک نفسیاتی قوت ہے۔

---

(۱) وقال غيره من مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ: إذا سجد واحد لهؤلاء الجبابرة فهو كبيرة من الكبائر وهل يكفر؟ قال بعضهم: يكفر مطلقا، وقال أكثرهم: هذا على وجوه إن أراد به العبادة يكفر، وإن أراد به التحية لم يكفر ويحرم عليه ذلك وإن لم تكن له إرادة الكفر عند أكثر أهل العلم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۹۲)

(۳) کہ قرآن پاک تلاوت کرنا شرک اور بت پرستی ہے۔
(۴) اس دور میں قرآنی اوراسلامی قانون ناکام ہے۔
(۵) حیات عیسیٰ علیہ السلام ایک من گھڑت کہانی ہے۔
(۶) جہنم ایک نفسیاتی کیفیت ہے خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں۔
(۷) قرآن میں جنت ودوزخ کا تصور صرف عربوں کے لئے تھا۔
(۸) نزول عیسیٰ اورظہور مہدی اسلامی عقیدہ نہیں ہے۔
ایسا شخص فاسق ہے یا کافر اور خارج از ایمان ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مرتضیٰ، مظفرنگر

**الجواب وبالله التوفيق:** مذکورہ عقائد قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہیں اوراگر مذکورہ شخص واقعۃً ایسے عقائد رکھتا ہے تو وہ خارج از اسلام ہے اس پر تجدید ایمان ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۵/۱/۱۴۳۱ھ)

**الجواب صحيح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإنَّ محمدعبده ورسوله وأمينه على وحيه صلى الله عليه وسلم ............ وإن الجنة حق وإن النار حق وإن ميزان حق وإن الحساب حق وإن الصراط حقٌّ وإن الساعة آتية لاريب فها وإن الله يبعث من في القبور. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الشروط: الفصل العشرون في الوصية“: ج۶،ص:۳۵۶)
وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لاعبا كفر عند الكلِّ ولا اعتبار باعتقاده ............ ومن تكلم بها عالما عامداً كفر عند الكلِّ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها“: ج۶،ص:۳۵۸)
رجل كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئنٌ بالإيمان يكون كافراً ولا يكون عند الله مؤمناً كذا في فتاوى قاضي خان، (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج ۲،ص:۲۹۳) وكذا الرجل إذا ابتلى بمصيبات متنوِّعة فقال أخذت مالى وأخذت ولدي وأخذت كذا وكذا فما ذا نفعل و ما ذا بقى لم تفعله و ما أشبه هذا من الألفاظ فقد كفر، كذا في المحيط. (أيضا:، ”ومنها ما يتعلق بالحلال والحرام“: ج۲،ص:۲۸۳)

## قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے والا کافر ہے:

(۷۸)**سوال**: ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے لڑتے ہوئے فضائل اعمال اور قرآن کریم وغیرہ کو گھر سے باہر پھینک دیا، اور اس کی بے حرمتی کی، لوگوں نے کہا: کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ پھر کہا کہ قرآن کی بے حرمتی اور بھی کروں گا، بعض گاؤں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کو گاؤں سے باہر نکال کر سنگسار کر دیا جائے: یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید محمد اکبر ہمدانی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ شخص اپنے مذکورہ قول وفعل کی وجہ سے اسلام سے خارج ہوگیا ہے، اس سے اسلامی تعلق باقی رکھنا درست نہیں اور ضروری ہے کہ ہر طرح سے رابطہ منقطع کرلیا جائے۔ تاہم اگر وہ توبہ کرلے اور اگر شادی شدہ ہے، تو اپنے نکاح کی تجدید کرے تو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جائے گا۔[1]

**''إذا أنکر آیة القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما یعظم في الشرع، أوعاب شیئاً من القرآن ...... أو سخر بآیة منه کفر''**[2]

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۱/۱/۲۶ھ)

---

(۱)إذا أنکر الرجل آیة من القرآن أو تسخر بآیة من القرآن، وفي ''الخزانة'': أو عاب کفر، کذا في التاتار خانیة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بالقرآن'': ج۲،ص:۲۷۹)

(۲)عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقی الأبحر، کتاب السیر والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الکفر أنواع'': ج۲،ص:۵۰۷)

## گانا سننے سے ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟

(۷۹) **سوال**: ایک آدمی ڈانس دیکھتا ہے اور گانا سنتا ہے، ساتھ ساتھ اس کو حرام بھی سمجھتا ہے، جب سنتا ہے تو اس کا دل حرام پہ نہیں رہتا کیا اس صورت میں اس کا نکاح وایمان باقی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر، دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ صورت میں ایمان ونکاح باقی ہے۔[1] البتہ یہ عمل فوراً ترک کرکے توبہ کرنی چاہئے،[2] حرام کو بار بار کرنے سے ایمان میں خطرہ ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۷/۷/۱۴۳۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد عمران گنگوہی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

## غلط کو صحیح کہنے سے ایمان رہا یا نہیں؟

(۸۰) **سوال**: کوئی انسان غلط کو صحیح کہتا ہے؛ لیکن اس کا دل کہتا ہے کہ غلط ہے کیا ایسی صورت میں ایمان ونکاح پر کوئی فرق تو نہیں پڑتا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر، چنئی

---

(۱) ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها، ولا نزيل عنه إسم الإيمان، ويجوز أن يكون مؤمناً فاسقاً غير كافر. (أبو حنيفة -رحمه الله-، شرح الفقه الأكبر، "الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان"،ص:۱۱۷)

(۲) والفسق ليس في معنى الكفر فلا يلحق به في الإحباط. (أبو حنيفة -رحمه الله-، شرح الفقه الأكبر، "مسألة في التوبة وشرائطها وفيها أبحاث جليلة"،ص:۲۶۱)

والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخل له في الكفر. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث الكبيرة"،ص:۱۰۶)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ صورت میں ایمان و نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا[۱]، ایمان و نکاح باقی ہے[۲]۔ تاہم یہ روش ترک کر دینی چاہئے، ورنہ یہ صورت ایمان کے لئے ضرور خطرہ بن سکتی ہے، گناہ تو ہے ہی۔

**الجواب صحیح:**
محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۷/۱۴۳۴ھ)

## حرام کو حلال کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے؟

(۸۱) **سوال:** ایک شخص ٹخنہ سے نیچے پائجامہ رکھتا ہے اس کو حرام بھی جانتا ہے اور کسی نے بتایا کہ حرام کو حلال بولنے سے ایمان چلا جاتا ہے، کیا ایسی صورت میں ایمان و نکاح پر کوئی فرق پڑے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اگر عقیدہ حرام کو حلال سمجھنے کا نہ تھا، اور ایسے ہی حرام کو حلال کہہ دیا تو ایمان و نکاح باقی ہے؛ لیکن ٹخنوں سے نیچے پائجامہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس سے اجتناب کریں۔[۳]

**الجواب صحیح:**
محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۷/۱۴۳۴ھ)

---

(۱) ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها، ولا نزيل عنه إسم الإيمان، ويجوز أن يكون مؤمناً فاسقاً غير كافر. (أبو حنيفة -رحمه الله-، شرح الفقه الأكبر، "الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان"، ص: ۱۱۷)

والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله في الكفر. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## احکام شرعیہ کا استہزا کرنا کیسا ہے؟

(۸۲)**سوال**: اگر کوئی شخص احکام وارکان شرعیہ میں سے کسی رکن یا حکم کا انکار یا استہزا کرے، تو اس کے متعلق کیا حکم ہوگا اور اگر کوئی ایسا شخص ہو جو عقیدہ تو درست رکھتا ہو مگر عمل نہ کرتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، علی گڑھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: احکام شرعیہ کے مکلّف انسان اور جنات ہیں، عقیدہ شرعیہ جن کا دین میں ہونا معروف ہو اور وہ اصول دین میں سے ہو، اس میں سے کسی عقیدہ کا انکار موجب کفر ہے، مثلاً: نماز کی فرضیت کا کوئی انکار کردے، اسی طرح شریعت کے کسی حکم کا مذاق واستہزاء بھی کفر کا باعث ہے[1] اور کسی فرض وواجب کے بارے میں اگر عقیدہ درست ہو؛ لیکن عمل نہ کرے تو ایسا شخص فاسق ہو جاتا ہے، ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۷/۸/۲۲ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث الكبيرة"، ص:۱۰۶)

(۲)الأصل أن من اعتقد الحرام حلالا فإن كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر، وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعيا كفر وإلا فلا. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب السير: باب أحكام المرتدين"، ج۵، ص:۲۰۶)

(۳)﴿يٰاَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ﴾ (سورة تحريم:۱)

وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمنٌ على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذلك كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر"، ج۲، ص:۲۹۳)

عن عبد الرحمن عن أبيه، قال: سألت أبا سعيد الخدريّ عن الإزار فقال: على الخبير سقطت، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إزارة المسلم إلى نصف الساق ولا حرج -أو لا جناح- فيما بينه وبين الكعبين، ما كان أسفل من الكعبين فهو في النار، من جرَّ إزاره بطرا لم ينظر اللّٰه إليه. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب اللباس: باب في قدر موضع الإزار"، ج۲، ص:۵۶۶، رقم:۴۰۹۵)......صفحہ ہذا کے حواشی آئندہ صفحہ پر......

## چیچک کو دیوی سمجھنا:

(۸۳)**سوال**: چیچک کو لوگ مرض اور بیماری نہیں سمجھتے؛ بلکہ اس کو دیوی تصور کر کے اس کا نام تعظیم کے ساتھ لیتے ہیں اور ہندو عورتوں کو جمع کر کے دریا کے کنارے گانا بجانا اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں کیا ایسے لوگ کافر ومرتد ہوں گے یا فاسق وفاجر مسلمان؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمیم احمد، کشمیر

---

...... گذشتہ صفحہ کے حواشی......(۱)و إذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة، كذا فقال ذلك الغير: ''من برسم کار میکنم نہ بشرع'' يكفر عند بعض المشايخ رحمهم الله تعالىٰ، وفي ''مجموع النوازل'' قال رجل لإمرأته: ما تقولين أيش حكم الشرع فتجشأت جشاءً عاليا فقالت: ''اینک شرع را'' فقد كفرت وبانت من زوجها، كذا في المحيط.

رجل عرض عليه خصمه فتوى الأئمة فردها، وقال ''چہ بارنامہ فتوی آوردہ'' قيل يكفر؛ لأنه ردّ حكم الشرع وكذا لو لم يقل شيئاً لكن ألقى الفتوى على الأرض، وقال ''این چہ شرع است''كفر.

رجل استفتى عالماً في طلاق إمرأته فأفتاه بالوقوع فقال المستفتي ''من طلاق ملاق چہ دانم مادر بچگان باید کہ بخانہ من بود'' أفتى القاضي الإمام علي السغدي بكفره كذا في الفصول العماديَّة. إذا جاء الخصمين إلى صاحبه بفتوى الأئمة فقال صاحبه: ليس كما أفتوه أو قال لا نعمل بهٰذا كان عليه التعزير، كذا في الذخيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۸۳-۲۸۴)

هي فرض عين على كل مكلف ويكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعيٍّ وتاركها عمداً مجانةً أي تكاسلاً فاسقٌ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلوٰة'': ج۲،ص:۴)

(۲) لو قال لمريض صلِّ، فقال: والله لا أصلى أبداً، ولم يصلي حتى مات يكفر، وقول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه: أحدها: لا أصلي لأني صليت، والثاني: لا أصلِّي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خيرٌ منك، والثالث: لا أصلي فسقا مجانة، فهٰذه الثلاثة ليست بكفر. والرابع: لا أصلي إذ ليس يجب عليّ الصلاة، ولم أؤمر بها يكفر، ولو أطلق وقال: لا أصلي لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالصلاة والصوم والزكاة'': ج۲،ص:۲۸۰)

إذا كان في المسالة وجوه توجب الكفر، ووجه واحدٌ يمنع، فعلى المفتي أن يميل إلى ذلك الوجه، كذا في ''الخلاصة في البزّازية'' إلا إذا صرّح بإرادة توجب الكفر، فلا ينفعه التأويل حينئذٍ كذا في البحر الرائق، ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** جومسلمان ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور پھراس کے لئے مذکورہ عمل کرتے ہیں وہ فاسق و فاجر ہیں کافر ومرتد ان کو نہ کہا جائے؛ کیونکہ فقہاء نے تکفیر کرنے میں احتیاط کرنے کوفرمایا ہے؛ لیکن تجدید نکاح کرلینا ان کے لئے بہتر ہے۔ جب تک وہ ان رسوم شرکیہ سے توبہ نہ کرے اس سے تعلقات ختم کردیئے جائیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۲/۱۲ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## غیراللہ کوسجدہ تعظیمی کرنا:

(۸۴) **سوال:** غیراللہ کوسجدہ تعظیمی کرنا کیسا ہے؟ اور سجدہ تعظیمی کرنے والے کاحکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جعفراحمد، نورباغ، علی گڑھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اکراماً سجدہ تعظیمی بھی

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين إمرأته، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۹۳)

(۱) ما كان في كونه كفرا اختلافٌ فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط، وما كان خطأً من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمنٌ على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذلك، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۹۳)

إن ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة و تجديد النكاح، وظاهره أنه أمر احتياطي. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلاة بجماعة“: ج۶،ص:۳۶۷)

وإذا وصف اللّٰه تعالىٰ بها فهي نفي العجز عنه ومحال أن يوصف غير اللّٰه بالقدرة المطلقة. (أبو القاسم الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن، ”قدر“: ج۱،ص:۳۹۵)

غیر اللہ کو حرام ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ سجدہ تعظیمی کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؛ لہٰذا سجدہ تعظیمی فسق ہے؛ لیکن موجب کفر نہیں ہے اور بعض کے نزدیک موجب کفر بھی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۷/۱۴۲۴ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## اپنے آپ کو کافر کہنا:

(۸۵) **سوال**: اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ ہم تو کافر ہیں، تو ایسا شخص مسلمان ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف الرحمٰن، گورکھپور

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: جب اس شخص نے یہ کلمہ کہا کہ ہم کافر ہیں معاذ اللہ تو وہ شخص کافر ہو گیا پس اگر وہ توبہ اور تجدید ایمان نہ کرے تو مسلمان اس کے مرنے جینے میں شریک نہ ہوں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۱۲/۱۴۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن الحسن قال بلغني: أن رجلا قال: يا رسول الله عليه نسلم عليك كما يسلم بعضنا على بعض، أفلا نسجد لك؟ قال: لا، ولكن أكرموا نبيكم وأعرفوا الحق لأهله فإنه لا ينبغي أن يسجد لأحد من دون الله. (جلال الدين سيوطي، الدر المنثور "ماكان لبشر أن يؤتيه الله الكتاب" "سورة آل عمران:۷۹": ج۱،ص:۵۸۲)

إن السجدة لا تحل لغير الله. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح "كتاب النكاح: باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق، الفصل الثاني": ج۶،ص:۳۶۹،رقم:۳۲۵۵)

من سجد للسطان على وجه التحية أو قبل الأرض بين يديه لا يكفر، ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة هو المختار قال الفقيه: وإن سجد للسلطان بنية العبادة أو لم تحضره النية فقد كفر. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## سب مذاہب کو برحق کہنا اور گنپتی پوجا کرنا کیسا ہے؟

(۸۶)**سوال**: ایک مسلمان کہتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں، سب برحق ہیں سب کی اصل اور حقیقت ایک ہے، سب خدا تک پہونچانے والے ہیں، صرف نام الگ الگ ہیں اور ایک شخص گنپتی پوجا کے لئے چندہ دیتا ہے اور عملاً پوجا پاٹ میں شریک رہتا ہے اور گنپتی مورتی کے پاس بیٹھ کر قرآن خوانی کرتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمادیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اقبال احمد مسجد، دہرادون

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بشرط صحت سوال ہر وہ شخص جس کے یہ نظریات وعقائد اور اعمال ہیں دائرۂ ایمان سے خارج اور مرتد ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۶/۲۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الكراهية: الباب الثامن: والعشرون في ملاقاة الملوك“: ج ۵،ص:۴۲۵)

(۲)قال في البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لا عبا كفر عند الكل، ولا اعتبار باعتقاده، كما صرح به في الخانية، ومن تكلم بها مخطئاً أو مكرهاً لا يكفر عند الكل، ومن تكلم بهاعامداً عالماً كفر عند الكل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها“: ج۶،ص:۳۵۶)

مسلم قال: أنا ملحد يكفر، ولو قال: ما علمت أنه كفر لا يعذر بهذا. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر: ج۲،ص:۲۸۹)

تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتى تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب السير: باب أحكام المرتدين“: ج ۵، ص: ۲۱۳)

(۱) ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْإِسْلَامُ قف﴾(سورة آل عمران:۱۹)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## فرشتے آئیں یا نہ آئیں ٹی وی چلے گا:

(۸۷) **سوال**: جماعت والے ایک شخص سے ملاقات کے لئے گئے جہاں ٹی وی چل رہا تھا، انہوں نے کہا کہ اس کو بند کردو ورنہ رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے، گھر والے نے جواب میں کہا: کہ فرشتے آئیں یا نہ آئیں یہ تو چلے گا، فرشتے کیا کرلیں گے؟ اس سے اس کے ایمان پر اثر پڑا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: بدرعالم مالکی، کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: فرشتوں کی توہین کفر ہے اور سوال میں مذکور جملہ فرشتوں کی اہانت پر مشتمل ہے؛ اس لئے اس جملہ سے مذکورہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا، اس پر قبول اسلام اور توبہ لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۸/۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْأٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (سورة آل عمران:۸۵)

قال أبو حفص -رحمه اللّٰه- من نسب اللّٰه تعالیٰ إلی الجور فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، منها: ما يتعلق بذات اللّٰه تعالیٰ وصفاته“: ج۲،ص:۲۵۹)

فما يكون كفرا بالاتفاق يوجب احباط العمل كما في المرتد. (عبدالرحمن، مجمع الأنهر، ”كتاب السير والجهاد: باب المرتد، الصبي العاقل إذا ارتد“: ج۲،ص:۵۰۱)

الحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعباً كفر عندالكل. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها“: ج۶،ص:۳۵۸)

(۱) من هزل بلفظ كفر إرتد وإن لم يعتقد للاستخفاف فهو ككفر العناد. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد“: ج۶،ص:۳۵۶)

رجل كفر بلسانه طائعاً وقلبه مطمئن بالإيمان يكون كافراً ولا يكون عند اللّٰه مؤمناً، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## قرآنی آیات کا انکار کرنا:

(۸۸)**سوال**: ایک عالم قرآن پاک کی تین آیتوں کا انکار کرتا ہے ''وإن کادوا لیفتنونك سے ثم لا تجد لك علینا نصیرا تک'' ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: شمش الدین، پنجاب

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اگر کوئی مسلمان قرآن کریم کی کسی ایک آیت کا بھی انکار کردے، تو وہ مرتد ہے، جس کی سزا شریعت اسلامیہ میں یہ ہے کہ اگر وہ اسی انکار پر رہے، تو اس کو لازماً قتل کردیا جائے، لیکن اس سزا کے نفاذ کے لئے اسلامی حکومت واقتدار شرط ہے، جو یہاں پر موجود نہیں؛ اس لئے یہ سزا یہاں پر نہیں دی جاتی، یہاں پر ضروری ہے کہ اس کو سمجھایا جائے اس کے شکوک وشبہات کو دور کیا جائے، اگر اس کے باوجود وہ نہ مانے، تو اس سے تعلقات ختم کردیئے جائیں، جذبات میں کوئی غیر شرعی یا غیر قانونی اقدام نہ کیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۱۲/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... كذا في فتاوى قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۳)

إن ما يكون كفرا اتفاقاً يبطل العمل والنكاح، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح وظاهره أنه أمر احتياطي. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلوة بجماعة'': ج۶،ص:۳۶۷)

(۱) إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن كفر. (عبد الرحمن، مجمع الأنهر، في شرح الملتقى الأبحر، ''كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲،ص:۵۰۷)

فما يكون كفرا بالاتفاق يوجب إحباط العمل كما في المرتد. (أيضاً:، ''الصبي العاقل إذا ارتد'': ج۲،ص:۵۰۱)

من جحد القرآن أي كله أو سورة منه أو آية قلت: وكذا كلمة أو قرأة متواترة أو زعم أنها ليست من كلام اللّٰه تعالیٰ كفر. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه-، شرح الفقة الأكبر، ''فصل: فيما يتعلق بالقرآن والصلاة'':ص:۲۷۹)

## نماز پڑھنے سے انکار کرتے ہوئے کہا نماز سے کیا ہوتا ہے؟

(۸۹)**سوال**: زینب سے گھر والوں نے نماز پڑھنے کو کہا، تو جواب دیا کہ میں نماز نہیں پڑھوں گی نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟ گھر والوں نے کئی بار سمجھایا، مگر وہ یہی جواب دیتی ہے، تو زینب اسلام سے خارج ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جسیم الدین مظاہری، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ فی السوال جملہ کی وجہ سے زینب گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی ہے؛ لیکن آئندہ ہرگز ایسا جملہ استعمال نہ کرے اور جو گناہ ہوا ہے اس سے توبہ واستغفار کرے؛ لیکن وہ اسلام سے خارج نہیں ہوئی[1]۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۵/۲۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وما كان خطأً من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله يقر على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد'': ج٦،ص:٣٨١؛وجماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج٢،ص:٢٩٣)

(ويكون الكفر) يقول المريض: لا أصلي أبداً جوابا لمن قال له صل، وقيل: لا، وكذا قوله لا أصلي حين أمر بها وقيل: إنما يكفر إذا قصد نفي الوجوب وفيه وبترك الصلاة متعمداً غيرنا للقضاء وغير خائف من العقاب وبصلوته. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين'': ج٥،ص:٢٠٥-٢٠٦)

وقول الرجل: لا أصلي، يحتمل أربعة أوجه: أحدهما: لا أصلي لأني صليت، والثاني: لا أصلي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث: لا أصلي فسقاً مجانة، فهذا الثلاثة ليست بكفر، والرابع: لا أصلي إذ ليس يجب عليّ الصلاة، ولم أومر بها، يكفر، ولو أطلق، وقال: لا أصلي، لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الطهارت: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالصلاة والصوم والزكوة'': ج٢،ص:٢٨٠)

## شرکیہ الفاظ کا استعمال:

(۹۰) سوال: میرا سوال عقیدہ کے بارے میں ہے۔ ''لا إله إلا اللّٰه'' یہ کلمہ طیبہ ہے۔ وسوسہ آنے کے وقت میں کلمہ طیبہ کو پڑھتا ہوں۔ ایک بار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا، تو طلاق کا وسوسہ آ گیا، اس کے بعد یعنی ''لا إله إلا اللّٰه'' کے بعد میں نے ''إلا الزوجة'' یا تو ''إلا الزوج إلا الزوجه'' بڑھا دیا۔ یہ قصداً تھا؛ لیکن مجھے اللہ رب العزت کے ساتھ شرک کا کوئی ارادہ بھی نہیں۔ (معاذ اللہ) غالب گمان کے مطابق۔ ''لا إله إلا اللّٰه'' اور ''إلا الزوج'' ان دونوں کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہے۔ کیا میرا ایمان سلب ہو گیا؟ اسی طرح سوچ سوچ کر میرے منہ سے ''لا إله إلا اللّٰه إلا الزوج'' نکل گیا۔ مجھے شرک کا کوئی تھوڑا سا خیال بھی نہیں۔ ''معاذاللّٰه''

فقط: والسلام
المستفتی: منظور عالم، کشمیر

**الجواب وباللّٰه التوفيق:** بشرط صحت سوال، اس سے ایمان سلب نہیں ہوا؛ البتہ اس طرح کے وساوس سے احتیاط ضروری ہے، وسوسہ کی طرف بالکل دھیان نہ دیں، ذہنی الجھنوں سے دور رہنے کے اسباب اختیار کریں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**كتبه:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۲۶: ۱۴۴۰ھ)

**الجواب صحيح:**
محمد احسان قاسمی غفرلہ، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الخاطئ إذا أجرى على لسانه كلمة الكفر خطأ بأن كان يريد أن يتكلّم بما ليس بكفر فجرى على لسانه كلمة الكفر خطأ، لم يكن ذلك كفرا عند الكل. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲ص:۲۸۷)

وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله يقرّ على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرّجوع عن ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد'': ج٦ص:۳۸۱)

## انبیاء کا تقابل کرتے ہوئے کسی عالم کی منقبت:

(۹۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں:

ہمارے ایک مربی و مشفق عالم باعمل کا انتقال ہوگیا ہے اور میں نے جوش عقیدت ومحبت میں آپ کی شان میں چند کلمات لکھے، جن پر ہمارے بعض احباب کا کہنا ہے کہ ایسا لکھنا جائز نہیں حرام ہے، تم نے کفر شرک والا کام کیا ہے، وہ کلمات یہ ہیں ''یعقوب علیہ السلام نے ﴿إِنَّمَآ أَشْكُوْا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى اللّٰهِ﴾ (سورة یوسف:۸٦) کی دھیمی دھیمی صدا بلند کی، ایوب علیہ السلام نے ﴿رَبَّهٗٓ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ (سورة الأنبياء:۸۳) کا ورد کیا، آدم ثانی سیدنا نوح علیہ السلام نے ﴿رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا﴾ (سورة نوح:۲٦) کا نعرہ لگا کر ظالمین کی صفوں کو درہم برہم کر دیا۔

مگر یہ انسان عجیب وغریب تھا، جس کی زبان پر نہ رنجوری کا شکوہ، نہ دشمنوں کے لئے دعاء بد، نہ خلوتوں میں خدائے قہار کے سامنے شر پسندوں کی شکایت؛ بلکہ صبر ورضا کا پیکر، سکوت کا لق ودق صحراء، سوز وساز کا خاموش دریا، بن کر اپنے قلب پر آلام واحزان کا بوجھ لیے ہوئے دنیا سے چلا گیا۔

﴿فإنا لله وإنا إليه راجعون﴾

تو شرع کی روشنی میں کہاں تک میرے لیے ان الفاظ کا لکھنا درست ہے۔ یا اس کا کیا حکم ہے بالبسط جواب تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: نظام الدین خاں، پرتا بگڑھی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قانون قدرت ہے کہ انبیاء کی جماعت سخت ترین امتحانوں میں بھی مبتلا کی جاتی ہے۔ پھر امتحان کی بھی اقسام ہیں، ہر نبی کو حق تعالیٰ اپنی حکمت اور اس کی استعداد کے موافق جس قسم کے امتحان میں چاہے مبتلا کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ ''**عن مصعب بن سعد عن أبيه قال: قلت يا رسول اللّٰه: أي الناس أشد بلاءً؟ قال: الأنبياء ثم الأمثل**

فالأمثل ''۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے دل میں یوسف علیہ السلام کی مافوق العادت محبت ڈالدی، یوسف علیہ السلام کو دردناک طریقے سے ان سے جدا کیا گیا، مفسرین لکھتے ہیں: کہ یعقوب علیہ السلام نہ کسی مخلوق کے سامنے حرف شکایت زبان پر لاتے تھے، نہ کسی سے انتقام لیتے، نہ غصہ کرتے، نہ غم کی بات منہ سے نکلتی، انتہائی غم اور تکلیف کے باوجود ادائے فرض وحقوق میں کوئی خلا نہ پڑنے دیا۔ ان کا دل جتنا فراق یوسف میں روتا تھا، اس سے زیادہ خدا کے حضور میں گڑگڑاتے تھے۔ اسی درد میں یہ کلمات زبان سے ادا ہوئے۔ ﴿إِنَّمَآ أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ إِلَى اللّٰهِ﴾ (۲)، اس کی تفسیر میں موضح القرآن میں لکھا ہے۔ کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے؟ بے صبر وہ ہے جو مخلوق کے آگے خالق کے دیے ہوئے درد کی شکایت کرے۔ میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا اور پھر فرمایا: ﴿وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ﴾ (۳) اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے؛ لہٰذا یعقوب علیہ السلام کے ان الفاظ کو جو کہ قرآن پاک میں بیان کیے۔ اپنے مضمون کے استدلال میں ذکر کرنا، ظاہر کرتا ہے کہ آپ ترجمہ سے واقف نہیں، حدیث وتفسیر پر بھی آپ کی نظر نہیں۔ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر طرح کی آسائش وآرام دیا تھا اور وہ بڑے شکر گزار بندے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا، تو جیسے نعمت میں شاکر تھے، بلاء ومصیبت میں بھی شکر گزار رہے۔ اور کسی سے شکوہ نہ کیا اللہ ہی سے ان الفاظ میں اظہار عاجزی کے ساتھ دعا کی ﴿إِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ (۴) اس لئے آپ کا اس واقعہ کو بھی استدلال میں یا اپنی بات کی تقویت میں لانا آپ کی لاعلمی کا پتہ دیتا ہے۔ جب نوح علیہ السلام نے سیکڑوں سال قوم کو سمجھایا اور وہ راہ راست پر نہ آئی اور بالکل مایوس ہوگئے اور اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ بتلادیا گیا کہ جو ایمان لاچکے ان کے سوا کوئی اور شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہیں لائے گا، تو کفر اور نافرمانوں کے مٹانے کے لئے اللہ سے التجا کرنی چاہئے تھی کہ قوم میں کفر نہ پھیلے، بلکہ مٹ جائے۔

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الصبر على البلاء: ج۲، ص:۶۵، رقم:۲۳۹۸.

(۲)سورة يوسف: الآية: ۸۶. (۳)أيضاً:. (۴)سورة الأنبياء: ۸۳.

قرآن پاک میں ہے۔ ﴿وَأُوْحِيَ إِلٰى نُوْحٍ أَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ أٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ (۱)

**ترجمہ:** اور وحی بھیجی گئی نوح کے پاس کہ جو ایمان لا چکے ہیں (ان کے سوا) کوئی اور شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہیں لائے گا، سو جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس پر غم مت کرو۔ ﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ (۲) (اور ہمارے حکم سے) کشتی تیار کرلو ﴿وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا إِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ﴾ (۳) اور مجھ سے کافروں کے بارے میں کوئی گفتگو مت کرنا، وہ سب غرق کیے جائیں گے، تو نوح علیہ السلام نے جو کچھ کیا اور کہا وہ حکم خداوندی کے تحت تھا اور سفارش اور قوم کے لئے دعا کرنے سے روک دیا گیا تھا، تو مذکورہ انبیاء علیہم السلام نے جو کچھ کہا اور کیا وہ سب رضائے الٰہی اور اس کے حکم کے تحت تھا، وہ صبر وتحمل کا پیکر اور دوسروں کے لئے عملی نمونہ تھے۔

آپ کی تحریر سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ آپ مذکورہ عالم کو انبیاء علیہم السلام پر فوقیت دے رہے ہیں۔ اگر آپ کے کلام اور تحریر میں تاویل کی گنجائش نہ ہوتی، تو جو احباب آپ کے کہہ رہے ہیں صحیح ہو جاتا۔

لیکن یہ ضرور کہا جائے گا۔ کہ آپ کا طرز تحریر غلط اور بالکل غلط ہے؛ بلکہ اس کو جرءت جاہلانہ اور عامیانہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چاپلوسی پر مبنی ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔ (۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۲۷/۱/۱۴۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) سورة هود: الآية: ٣٦. (۲) أيضاً: الآية: ٣٧. (۳) أيضاً:.

(۴) ﴿ولا تغلوا في دينكم﴾ (سورة النساء: ١٧١)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أيها الناس قولوا بقولكم ولا يستهو ينّكم الشيطان، أنا محمد بن عبد الله ورسول الله، والله ما أحب أن ترفعوني فوق ما رفعني الله الخ. (أخرجه أحمد، في مسنده "مسند أنس بن مالك رضي الله عنه": ج٣ ص: ١٥٣، رقم: ١٣٥٣٠)

## کسی صاحب ایمان کو کافر کہنا:

(۹۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین: ایک شخص ایک مسلمان کو کافر کہتا ہے کیا کسی ایمان والے کو کافر کہنا درست ہے؟ ایسے شخص کے بارے میں شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے؟ دلائل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: اخلاق کریم ،بستی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے کسی صاحب ایمان پر کفر کا حکم لگانا گناہ کبیرہ اور دین وایمان کے فساد کا باعث ہے، لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ علی الاعلان اپنی اس غلطی کا اقرار کرے اور توبہ واستغفار کرے اور آئندہ ایسے الفاظ کا استعمال نہ کرے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ گیا یعنی یا تو کہنے والا خود کافر ہو گیا یا وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا ’’عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: إذا قال الرجل لأخيه: ياكافر فقد باء به أحدهما.[۱] وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر فقائله مومن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك[۲]. وذهب جمهور المحققين إلى أن الإيمان هو التصديق بالقلب، وإنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا‘‘.[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الأدب، باب من كفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال“: ج۲،ص:۹۰۱،رقم ۶۱۰۴.
(۲) ابن عابدين، الد المختار مع رد المحتار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد“: ج۶،ص:۳۹۱.
(۳) أبو حنيفة -رحمه الله-، شرح الفقه الأكبر، ”بحث في الإيمان هو التصديق والإقرار“: ص:۱۴۳.

## ماتھے پر قشقہ لگانا:

(۹۳)**سوال**: غیر مسلموں کے یہاں عام طور پر اور تہوار کے موقعہ پر خاص طور پر ماتھے پر قشقہ لگانے کا رواج ہے، بعض مرتبہ مسلم لیڈران غیر مسلموں کے مذہبی میلوں اور جلوسوں میں سیاسی مصلحت کے پیش نظر اپنے ماتھے پر قشقہ لگاتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ راشد، ہردوئی

**الجواب وباللہ التوفیق**: اس سلسلے میں مفتی کفایت اللہ صاحب کی تحریر بہت کافی وشافی ہے، وہ لکھتے ہیں:

چندن کا قشقہ لگانا اگر چہ ہندوؤں کا قومی اور مذہبی شعار ہے لیکن اس میں شبہ ضرور ہے کہ آیا یہ فعل ان کا ایسا مذہبی شعار ہے جو مستلزم کفر ہو یا نہیں جو لوگ اسے شعار کفر قرار دیں وہ ان لوگوں کی تکفیر کریں گے، لیکن مجھے تامل ہے میرے خیال میں یہ شعار کفر نہیں اگر چہ کافروں کا شعار ہے، اس کی مثال ڈاڑھی منڈانا، الٹی طرف گریبان بنانا ہے یا انگریزی ٹوپی پہن لینا ہے کہ یہ قوم کفار کے قومی شعار ہیں، لیکن شعار کفر نہیں ہے، اسی طرح چندن کو بھی خیال کرتا ہوں ورنہ کم از کم اس میں شبہ ضرور ہے اور شبہ کی حالت میں تکفیر کی جرأت نہیں کر سکتا۔ (۱)

ماتھے پر چندن کا قشقہ لگانا غیر مسلموں کی تہذیب ہے اور یہ ان کا قومی شعار ہے، اس لئے مسلمانوں کے لئے چندن کا قشقہ لگانا درست نہیں ہے، حدیث میں غیر کی مشابہت اختیار کرنے اور غیر کی جماعت کو بڑھانے سے منع کیا گیا ہے "**من تشبه بقوم فهو منهم**" (۲) اس لئے اس عمل کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی اجازت ہے، لیکن ایسا اتحاد کہ اسلام مغلوب ومظلوم ہو جائے اور اسلامی تہذیب کی خلاف ورزی کر کے غیروں کے قومی شعار کو اپنایا جائے درست نہیں ہے۔

---

(۱) مفتی کفایت اللّٰه، کفایت المفتي: ج۱۳، ص:۱۸۰)

(۲) أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الباس: باب في لبس الشهرة": ج۲، ص:۵۵۹، رقم:۴۰۳۱.

البتہ اگر کوئی شخص ماتھے پر چندن کا قشقہ لگائے تو اس کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ اس سلسلے میں مفتی صاحب کا بیان بہت واضح ہے، میرے خیال سے اگر وہ بغیر دباؤ کے لگانے کو غلط سمجھے، لیکن اپنی سیاسی مجبوری سمجھ کر لگالے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، لیکن اگر اسے اپنی رضا اور خوشی سے لگائے اور بجائے اپنے عمل پر نادم ہونے کے اس پر خوش ہو اور اس کے جواز کے حیلے بیان کر رہا ہو تو ایسے شخص کو اپنے ایمان کی خیر منانی ہوگی، اس لئے کہ رضا بالکفر بھی کفر ہے اور معصیت کو حلال سمجھنا بھی کفر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## مجسموں پر گل پوشی کرنا:

(۹۴) **سوال**: ہندوستان میں مختلف سیاسی رہنماؤں کے مجسمے بنے ہوئے ہیں اور ان کی یوم پیدائش اور یوم وفات پر ان کی گل پوشی کا اہتمام کیا جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ مجسموں کی گل پوشی درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

**الجواب وباللہ التوفیق**: اس سلسلے میں کفایت المفتی میں درج ہے: گرنتھ صاحب کو سجدہ کرنا یا پھول چڑھانا مسلمانوں کے لئے حرام ہے، اسلام نے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی توہین کرنے اور ان کو برا کہنے سے منع کیا ہے، ان کی تعظیم کا حکم نہیں دیا ہے، خصوصا ایسی تعظیم جو عبادت کے درجے تک پہونچی ہو کسی طرح جائز اور مباح نہیں ہوسکتی ہے۔ (۲)

(۱) من اعتقد الحرام حلالاً أو على القلب يكفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالحلال والحرام": ج۲، ص:۲۸۴)
(۲) مفتی كفايت الله، كفايت المفتی: ج۱۳، ص:۱۷۱.

اسلام میں مجسموں کی حیثیت بت کی ہے اور بت کی تعظیم کفر ہے، یہ ایک متفقہ مسئلہ ہے، اب یہاں دیکھنا ہے مجسموں پر ہار ڈالنا کیا کوئی قانونی مجبوری ہے یا باہمی رواداری ہے، اگر کوئی قانونی یا سیاسی مجبوری ہو، تو ناجائز اور غلط سمجھتے ہوئے ہار ڈالا جاسکتا ہے، جب کہ اس پر توبہ واستغفار بھی کرنا چاہئے اور اگر یہ کوئی قانونی مجبوری نہیں ہے تو محض اپنے آپ کو سیکولر دکھانے کے لئے حرام کاموں پر جرأت نہیں کرنی چاہئے اور اگر کوئی شخص مجسموں پر ہار ڈالتا ہے اسے غلط سمجھتے ہوئے تو اس کا یہ عمل غلط ہوگا، لیکن اس کی بنا پر اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور اگر اس کا یہ عمل مجسموں کی تعظیم کے پیش نظر ہو تو بت کی تعظیم کی وجہ اس کا یہ عمل دائرہ کفر میں آئے گا، جب کہ غالب گمان یہ ہے کہ سیاسی لیڈران اپنے سیکولر کردار کو ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں، مجسموں کی تعظیم کے پیش نظر ایسا نہیں کرتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## سیاسی مفاد کی خاطر مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑنا:

(۹۵) **سوال**: ایک مسلمان شخص اپنے سیاسی مفاد کی خاطر غیر ملحدوں کے ہمراہ مندر میں جاتا ہے اور مورتی کے سامنے پھول وغیرہ ڈال کر ہاتھ جوڑتا ہے اور وہ ظاہر میں صرف غیر مسلموں کو دکھانے کے لئے ایسا کرتا ہے؛ لیکن دل میں مورتی کو گالیاں دیتا ہے اور زبان سے استغفار اور تیسرا کلمہ پڑھتا رہتا ہے اس کا یہ عمل کیسا ہے حرام ہے یا کفر ہے؟ کیا اس طرح عمل کرنے والے کا نکاح فاسد ہوجاتا ہے اور اس کو اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: صغیر احمد انواری، راجستھان

(۱) إذا سجد واحد لهؤلاء الجبابرة فهو كبيرة من الكبائر وهل يكفر؟ قال بعضهم: يكفر مطلقا، وقال أكثرهم: هذا على وجوه إن إراد به العبادة يكفر وأن أراد التحية لم يكفر، ويرحم عليه ذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص:۲۹۲)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ شخص کے لئے جائز نہیں کہ مندر میں جا کر مورتیوں کے سامنے ہاتھ جوڑے خواہ سیاست میں کیوں نہ ہو؛ اس لئے کہ یہ بظاہر غیر اللہ کی پوجا اور عبادت ہے اور جیسے کہ حقیقتاً غیر اللہ کی پوجا جائز نہیں ظاہراً بھی جائز نہیں نیز یہ کہ کس کس کے سامنے یہ شخص اس عمل کے سیاسی ہونے کی تشریح کرے گا، لوگ تو ظاہر حال کے دیکھنے کے مکلّف ہیں ہر طرف سے یہ شخص متہم ہوگا اور چونکہ یہ شخص شرعاً کافر نہیں ہوا اس لئے تجدید نکاح لازم نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۳/۱ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## غلطی سے کوئی کفریہ کلمہ زبان سے نکل جائے

(۹۶) **سوال:** حضرات مفتیان کرام عرض ہے کہ اگر کسی شخص نے انجانے میں غلطی سے کوئی کفریہ کلمہ زبان سے ادا کر دیا تو کیا وہ کافر ہو جائے گا؟ یا وہ مسلمان ہی ہے؟ تشفی بخش جواب دے کر احسان فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نہال خان، پالی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اگر غلطی اور انجانے سے کوئی کفریہ کلمہ زبان سے نکل جائے تو اس کفریہ کلمہ کی وجہ سے وہ شخص کافر نہیں ہوگا، مسلمان ہی ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ’’وما کان

(۱) الکفر شيء عظیم فلا أجعل المؤمن کافراً حتی وجدت روایة أنه لا یکفر ...... إلی قوله ...... لا یفتي بکفر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ’’کتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما یشك أنه ردة لا یحکم بها‘‘: ج۶،ص:۳۵۸)

إذا کانت في المسألة وجوهٌ توجب الکفر، ووجه واحدٌ یمنع، فعلی المفتي أن یمیل إلی ذلك الوجه: کذا في الخلاصة. ......ثم إن کان کانت نیة القائل الوجه الذي یمنع التکفیر فهو مسلم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندیة، ’’کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، ومنها: ما یتعلق بتلقین الکفر‘‘: ج۲،ص:۲۹۳)

**خطأ من الألفاظ لا یوجب الکفر فقائله مومن علی حاله ولا یؤمر بتجدید النکاح**"[۱]

اوراس شخص پر مذکورہ صورت میں تجدید نکاح بھی لازم نہیں ہے؛ لیکن ایسے الفاظ جو کفریہ ہوں ان کا استعمال کرنا بہت غلط ہے آئندہ احتیاط کرنی ضروری ہے اوراس شخص پر توبہ اور استغفار لازم ہے۔ "**ولکن یؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك**"[۲] "**ومن تکلم بها مخطئاً أو مکرها لا یکفر عند الکل**".[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبه**: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحیح**:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## میں مسجد پر پیشاب کردوں اور سور کاٹ کر ڈالدوں کہنے والے کا حکم:

(۹۷) **سوال**: ایک شخص نے مسجد کے متعلق کہا کہ مسجد کیا ہماری سسری ہے میں تو مسجد پر پیشاب کردوں اور سور کاٹ کر ڈالدوں اس صورت میں اس شخص کے کہنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صدیق، سہارنپور

**الجواب وبالله التوفیق**: اس شخص کے یہ کلمات، کفریہ کلمات ہیں، توبہ کرنا، تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے قطع تعلق رکھیں۔[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبه**: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰/۱۱/۸ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بتلقین الکفر"، ج ۲، ص: ۲۹۳. ......بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر......

## قرآن شریف کو گالی دینا:

(۹۸) **سوال**: ایک شخص نے قرآن شریف کو سخت گالی دی ہے اور پھر توبہ کرنے سے بھی انکار کردیا، تو اس کی سزا کیا ہے؟ وہ مسلمان رہا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد سیفی، مظفر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قرآن شریف کو گالی دینا کفر ہے۔ ''العیاذ باللّٰہ'' پس اس شخص سے جب وہ توبہ بھی نہیں کرتا، مرتدین اور کفار جیسا معاملہ کیا جائے اور اس سے قطع تعلق کرلیا جائے۔[1] ''قال اللّٰہ تبارك وتعالی: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَاسَمِعْتُمْ أٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُبِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ط إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا﴾[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حواشی گذشتہ صفحہ کے......(۲) أیضاً:

(۳) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها'': ج۶،ص:۳۵۸.

(۴) تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتى تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين'': ج۵،ص:۲۱۳)

ما كان في كونه كفراً اختلاف فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۹۳)

وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعباً كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها'': ج۶،ص:۳۵۸) ......بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر......

## قرآن پاک کا پھینکنا:

(۹۹) **سوال**: زید اور ہندہ دونوں میں نا اتفاقی ہے۔شوہر نہ تو بیوی کو خرچہ دیتا ہے، نہ حقوق ادا کرتا ہے اور اوپر سے مارتا ہے۔ایک دفعہ وہ قرآن پاک پڑھ رہی تھی شوہر نے اس سے قرآن شریف لے کر پھینک دیا، تو اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد انتصار، پور قاضی

**الجواب وباللہ التوفیق**: اگر اس نے استخفاف اور استہزا کے طور قرآن کو پھینکا ہے، تو اس کا یہ امر موجب کفر وارتداد ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہٗ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۸/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حواشی گذشتہ صفحہ کے......إذا أنكر آية من القرآن واستخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'':ج۲،ص:۵۰۷)

(۱) إذا أنكر آية من القرآن واستخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيأ من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ''كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'':ج۱،ص:۵۰۷)

إذا أنكر الرجل آية من القرآن، أو تسخر بآية من القرآن، وفي ''الخزانة'': أو عاب كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن'':ج۲،ص:۲۷۹)

(۲)سورة النساء:۱۴.

(۱) إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيأ من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ''كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'':ج۱،ص:۵۰۷)

تثبت (أي الردة بالشهادة) ويحكم بها حتى تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير: باب أحكام المرتدين'':ج۵،ص:۲۱۳)

## یہ کہنا کہ ہم قرآن وحدیث کونہیں مانتے ہیں:

(۱۰۰)**سوال**: سکریٹری صاحب کا بھری مجلس میں کہنا کہ ہم علماء کرام، قرآن وحدیث کو کچھ نہیں جانتے۔ یہ کہنے سے ان کے ایمان میں فرق آیا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، دہرادون

**الجواب وباللہ التوفیق**: ایسے افراد کے بارے میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں۔ کفران پر لازم آجاتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۰/۲۳ھ)

## پیروں سے مدد مانگنا کیسا ہے؟

(۱۰۱)**سوال**: اقبال نامی شخص کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں صحابہ کرامؓ کو دیا بھی ہے اور کچھ لیا بھی ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کو لیتے اور دیتے ہوئے کس نے دیکھا ہے؟ اس لیے جو بھی کچھ مانگنا ہو صحابہ کرامؓ سے مانگا جائے؛ لیکن اب ان سب کا زمانہ نہیں رہا اس لئے جو بھی مانگنا ہو مزاروں پر جاکر پیروں سے مانگا جائے، اس لیے بابا صاحب اپنی زندگی میں لیتے تھے اور مرنے کے

(۱) إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيأ من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ”كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع“: ج۱،ص:۵۰۷)

إذا أنكر الرجل آية من القرآن، أو تسخر بآية من القرآن، وفي ”الخزانة“: أو عاب كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالقرآن“: ج۲،ص:۲۷۹)

بعد دیتے ہیں، تو کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عظمت علی، متعلم دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کے علاوہ سب کے لئے فنا ہے اور سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں رزاق بھی صرف اسی کی ذات ہے، اپنی زندگی میں جو لین دین کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوتا، تو انتقال کے بعد کوئی کسی کو اور کس طرح دے سکتا ہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر ہے کہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾[۱] ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں ''**أدعوني أستجب لكم**''[۲] مجھ سے مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کرتا ہوں ﴿هُوَ الرَّزَّاقُ﴾[۳] وہ ہی ہے جو رزق دیتا ہے، اس کے باوجود غیر اللہ سے مانگنا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کو مددگار حقیقی یقین کرنا، اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنے اور اس کے نہ دینے کا عقیدہ رکھنا کفریہ عقیدہ ہے اور ایسا شخص خارج از ایمان ہے[۴] البتہ اگر رزاق حقیقی اللہ تعالیٰ کو مانا جائے اور کسی ولی یا بزرگ کا وسیلہ اختیار کیا جائے تو یہ درست ہے۔[۵]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۴/۲۵ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)(الفاتحہ:۴)قال ابن عباس -رضي الله عنه-: معناه نعبدك ولا نعبد غيرك وإياك نستعين أي نعبدك مستعين بك. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير مظهري: ج۱،ص:۸)

(۲)قال ابن جزير: إن الله واسع بإحاطة توره ووجوده الأشياء كلها منها مشارق الأرض ومغاربها إحاطة غير متكفية ولا مدركاً. (محمد ثناء الله پاني پتي-رحمه الله-، تفسير مظهري: ج۱،ص:۱۱۷)

(۳)﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْن﴾ (سورة الزاريات:۶۰)قال صاحب مظهري: إن الله هو الرزاق لجميع خلقه مستغن عنه. (محمد ثناء الله پاني پتي-رحمه الله-، تفسير مظهري: ج۹،ص:۹۲)

(۴) (قوله باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق. ومنها أن المنذور له ميت والميت لا يملك. ومنه أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر. وأيضاً: والنذر الذي يقع...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... من أكثر العوام بأن يأتي إلى قبر بعض الصلحاء ويرفع ستره قائلاً يا سيدي فلان إن قضيت حاجتي فلك مني من الذهب مثلاً كذا باطل إجماعاً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصوم: باب ما يسفد الصوم وما لا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر“: ج۳، ص: ۴۲۷)

(۵) عن أنس بن مالك أن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: كان إذا قحطوا استسقىٰ بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللّٰهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا فتسقينا، وأنا نتوسل إليك بعم نبينا فأسقنا، قال: فيسقون. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا“: ج۱، ص: ۱۳۷، رقم: ۱۰۱۰)

ويستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة. (أحمد بن علي بن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ”قوله باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء“: ج۲، ص: ۴۹۷)

ومن أداب الدعاء تقديم الثناء على اللّٰه والتوسل بنبي اللّٰه، ليستجاب الدعاء. (الشاه ولي اللّٰه الدهلوي، حجة اللّٰه البالغة، ”الأمور التي لا بد منها في الصلاة“: ج۲، ص: ۴۴)

أن التوسل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم جائز في كل حال قبل خلقه وبعد خلقه في مدت حياته في الدنيا وبعد موته فى مدة البرزخ. (السبكي، شفاء السقام: ص: ۳۵۸)

لأن الميت لا يسمع بنفسه. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأكبر، ”مسألة في أن الدعاء للميت ينفع“: ص: ۲۲۶)

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهُ ط﴾ (سورة الحج: ۷۳)

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ج لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾﴾ (سورة السباء: ۲۲)

﴿قُلْ أَفَرَءَ يْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ط قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ط عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾﴾ (سورة الزمر: ۳۸) أي: لا تستطيع شيئاً من الأمر. (ابن كثير، تفسير ابن كثير: ج۷، ص: ۱۰۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# بابُ العقائد

فصل اوّل: قضاء وقدر

فصل ثانی: انبیائے کرام سے متعلق عقائد

فصل ثالث: علم غیب کا بیان

فصل رابع: صحابہ کرام سے متعلق عقائد کا بیان

فصل خامس: حشر ونشر کا بیان

فصل سادس: جنات وفرشتوں سے متعلق عقائد کا بیان

فصل سابع: توسل کا بیان

فصل ثامن: اسلامی عقائد

# فصل اول

# قضاء وقدر

## تقدیر کی تعریف:

(۱) **سوال**: تقدیر کیا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی تقدیر لکھدی اس کے مطابق وہ اچھے، برے اعمال کرتا ہے تو برے اعمال کرنے پر سزا کا مستحق کیوں ہوتا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: مدرسہ صولتیہ، علی گنج لکھنؤ

**الجواب وباللہ التوفیق**: تقدیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کر کے اچھے برے کام کرنے کا اختیار دیدیا ہے، اپنی مرضی سے اچھا کام کریں یا برا کام کریں؛ لیکن چوں کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہے کہ کیا کرے گا اس لئے اس کو پہلے سے ہی لکھ دیا، بندہ کسی کام پر مجبور نہیں ہے۔ لہٰذا جب انسان خود کو مارنے کی سعی وکوشش کرتا ہے تو چوں کہ یہ کوشش اس نے اپنے اختیار سے کی اس لئے سزا کا مستحق ہوگا، ہر گناہ واچھائی کا یہی معاملہ ہے کہ سعی بندہ کرتا ہے، جیسی وہ کوشش کرتا ہے ویسا ہی نتیجہ اللہ مرتب فرما دیتے ہیں۔ اور اس سعی پر اس کو گناہ یا ثواب ملتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۲: ۱۴۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وللعباد أفعال اختيارية يثابون بها ويعاقبون عليها إن كانت معصية لا كما زعمت الجبرية أنه لا فعل للعبد أصلاً. (علامه تفتازانی، شرح عقائد، "مبحث: الأفعال كلها بخلق اللّٰه والدليل عليها": ص: ۸۱)
عن أبي هريرة -رضي اللّٰه عنه- قال: خرج علينا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر، فغضب حتى إحمر وجهه حتى كأنما فُقِئ في وجنتيه حب الرمان، فقال: أ بهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر عزمت عليكم أن لاتنازعوا فيه. (ملا علی قاری مرقاۃ المفاتیح، "كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني": ج۱، ص: ۲۷۷، رقم: ۹۸)

## کیا دعاء سے تقدیر بدل سکتی ہے؟

(۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ ذیل کے بارے میں:
کیا دعاء سے تقدیر بدل سکتی ہے؟ جواب مفصل اور مدلل مطلوب ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان، ممبئی

**الجواب وباللہ التوفیق**: تقدیر کی بحث وتحقیق میں زیادہ پڑنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ بچنا چاہئے۔ [۱] مختصراً سمجھ لیجئے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں، تقدیر معلق اور تقدیر مبرم۔ تقدیر مبرم میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں البتہ تقدیر معلق میں اس کا امکان ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## قضاء اور قدر سے متعلق سوال کرنا کیسا ہے؟

(۳) **سوال**: سلام مسنون!
حضرات مفتیان کرام: قضاء اور قدر کے مابین فرق کیا ہے؟ نیز قضاء وقدر میں غور وفکر کرنا کیسا ہے؟ ہمارے امام صاحب اس بارے میں بحث ومباحثہ کرنے سے منع کرتے ہیں کیا ان کا منع کرنا صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید علی، بہار

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر، فغضب حتى إحمر وجهه حتى كأنما فُقِئ في وجنتيه حب الرمان، فقال: أ بهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر عزمت عليكم أن لاتنازعوا فيه. (ملا على قارى مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني'': ج۱، ص: ۲۷۷، رقم: ۹۸)

(۲) المعلق والمبرم كل منهما مثبت في اللوح غير قابل للمحو، نعم المعلق في الحقيقة مبرم بالنسبة إلى علمه تعالىٰ. (أيضاً: ''الفصل الأول'': ج۱، ص: ۲۴۰، رقم: ۷۹)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** قضاء کے معنی فیصلہ کرنا، ادا کرنا، اور انجام دینا ہے۔ اس سے مراد وہ اصول اور قوانین فطرت ہیں جن کے تحت یہ کارخانۂ قدرت وجود میں لایا گیا، قدر اور تقدیر کے معنی ہیں اندازہ کرنا، طے کرنا اور مقرر کرنا ہے[1] جن امور کا اللہ تعالیٰ ازل میں فیصلہ کر چکا ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ کا حکم لگ چکا اسی کو شریعت میں قضاء وقدر سے بھی تعبیر کرتے ہیں، تقدیر کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ اب تک ہوا ہے اور آئندہ ہونے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اندازے اور فیصلۂ ازل کے مطابق ہے، ہر چیز اسی کے ارادہ اور حکم کے تحت وقوع پزیر ہوتی ہے، اس کی مرضی ومشیت کے خلاف ایک پتہ تک نہیں ہل سکتا ہے، ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، نیز قضاء وقدر میں فرق یہ ہے کہ احکام اجمالیہ کلیہ جو ازل میں ہیں وہ قضاء ہے اور احکام جزئیہ تفصیلہ ہیں جو کلی کے موافق ہوں وہ قدر ہے، قضاء اور قدر ''سر من أسرار اللّٰہ'' میں سے ہیں جس کی پوری حقیقت کی اطلاع نہ کسی مقرب فرشتہ کو دی گئی اور نہ کسی نبی اور رسول کو؛ اس لئے اس میں زیادہ بحث ومباحثہ اور غور وفکر کرنا عام آدمی کے لئے درست نہیں، حدیث پاک میں اس پر بحث ومباحثہ کرنے سے سخت ممانعت آئی ہے۔

''عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، قال: خرج علينا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر فغضب حتى إحمر وجهه حتى كأنما فقيء في وجنتيه الرمان، فقال: أ بهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر عزمت عليكم ألا تنازعوا فيه''[2]

جہاں تک قرآن وحدیث میں اجمالاً مذکور ہے اسی پر ایمان لانا چاہئے کما حقہ اس کو سمجھنا انسانی طاقت وعقل سے باہر ہے، اسی کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا: جب ایک سائل نے

---

(۱) راغب أصفهاني، المفردات: ج۱، ص:۴۰۶، ۷۰۴
(۲)أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب القدر، باب ما جاء من التشديد في الخوض في القدر، باب منه'': ج ۴، ص:۴۴۳، رقم:۲۱۳۴)
(۳)أيضاً: ، رقم:۲۱۳۳.

ان سے اس بارے میں دریافت کیا۔

''سأل (رجل) علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه، فقال: أخبرني عن القدر؟ قال: طريق مظلم لا تسلكه، وأعاد السوال، فقال: بحر عميق لا تلجه، فأعاد السوال، فقال: سر اللّٰه قد خفي عليك فلا تفتشه وللّٰه در من قال''[1] لہٰذا اس کے بارے میں بحث ومباحثہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲/۵/۴ھ)

**الجواب صحیح**:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## تقدیر اعمال خیر سے بدل جاتی ہے یا نہیں؟

(۴) **سوال**: تقدیر پہلے لکھی ہوئی ہے یا لکھی جاتی ہے اور لکھی ہوئی تقدیر اعمال خیر سے بدل جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد طاہر حسن، باغپت

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے انسان کے بارے میں پہلے ہی سے معلوم ہے کہ فلاں انسان کب برا کام کرے گا کب نیکی کرے گا کب توبہ کرے گا کس عمل پر اس کو اچھا بدلہ دینا ہے اور کس پر اس کو سزا دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر بات ازل ہی سے ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ہر عمل کو اپنے علم کی وجہ سے پہلے ہی لکھ دیا ہے اب وہ جو بھی کرے گا وہ اس

---

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الأول'': ج۱، ص: ۲۴۰، رقم: ۷۹.
وعن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: سمعت رسول اللّٰه –صلى اللّٰه عليه وسلم– يقول: من تكلم في شيء من القدر سئل عنه يوم القيامة، ومن لم يتكلم فيه لم يسأل عنه، رواه ابن ماجه. (أيضاً: ، الفصل الثالث'': ج۱، ص: ۲۹۳، رقم: ۱۱۴)

لکھے ہوئے کے مطابق کرے گا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو لکھے ہوئے کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کیا گیا ہے؛ بلکہ مطلب یہ ہے کہ عمل کرنے میں وہ آزاد ہے جو چاہے اپنے اختیار سے کرے؛ لیکن جو بھی وہ عمل کرے گا وہ پہلے سے اللہ کے علم میں ہے۔ اس کو لکھ دیا گیا ہے۔ جیسے کہ خالد نے مثلاً کل اپنے اختیار سے سفر کیا اخبار والوں کو اس کا سفر معلوم ہو گیا انہوں نے اخبارات میں شائع کر دیا کہ کل خالد سفر کرے گا انہوں نے اپنے علم کی وجہ سے لکھ دیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ کل خالد جو سفر کرے گا وہ اخبارات میں شائع ہونے کی وجہ سے مجبور ہو کر کرے گا سفر اس کا اپنے اختیار سے ہوگا البتہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو سفر نہیں بھی ہوسکتا اخبارات کی خبر خلاف واقعہ ہوسکتی ہے۔ جس کی وجہ ان کے علم کی کمی ہے۔ ان کو حادثہ کا ہونا یا نہ ہونا معلوم نہیں اس لئے وہ اس کی خبر نہیں دے سکتے اللہ تعالیٰ کو وہ حادثہ بھی معلوم ہے بہر حال تقدیر پہلے سے لکھی ہوئی ہے اس میں شک نہیں کرنا چاہئے نیز مسئلہ ذرا باریک ہے۔ اور غور طلب ہے۔ اور سمجھنے کا ہے اس لئے اس میں زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے۔ قرآن کریم میں ﴿مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّبْرَأَهَا﴾[1] دوسری جگہ ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) سورة الحديد: ۲۲.
(۲) سورة القمر: ۴۹.
عن عائشة رضي الله عنها، قالت: سمعت رسول الله –صلى الله عليه وسلم– يقول: من تكلم في شيء من القدر سئل عنه يوم القيامة، ومن لم يتكلم فيه لم يسأل عنه، رواه ابن ماجه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الثالث": ج۱ص: ۲۹۳، رقم: ۱۱۴)

## کیا ماں کے پیٹ میں بچہ کے جنتی یا دوزخی ہونے کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے؟

(۵) **سوال**: ایک شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ میں بچہ کے لئے جنتی دوزخی ہونا لکھ دیتے ہیں اور وہ بچہ اس لکھے ہوئے کے مطابق آخر میں جنتی ہونے یا دوزخی ہونے کے کام ضرور کرتا ہے۔ اس آدمی سے کہا گیا کہ ایسا مت کہو بلکہ بات یوں ہے کہ تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو نہیں بدلتی اور دوسری بدلتی ہے کہ ہر سال اللہ تعالیٰ شب برات میں فیصلہ کرتے ہیں ہر ایک کے اعمال کے مطابق، حکم شریعت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر تحسین، مظفر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بچہ جب رحم مادر میں ہوتا ہے تو حسب وضاحت مفسرین و متکلمین اس کے شقی وسعید یعنی جنتی وجہنمی ہونے کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے اور اسی کے مطابق ہوتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ کو مجبور محض کر دیا جاتا ہو کہ وہ جو چاہے کرے جہنمی ہی ہوگا اس کا عمل کارآمد نہ ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو کام ہوگا اللہ تعالیٰ کو اس کے بارے میں پورا علم ہے کہ بندہ دنیا میں کیا کرے گا۔

اچھے کام کرے گا یا برے کام کرے گا اس کا علم خدا تعالیٰ کو بدرجہ اتم ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو چاہے کرے اپنی عقل وسمجھ سے برے کام کرے یا بھلے، جنت حاصل کرنے کے لئے عبادت وریاضت کرے یا جہنم کی طرف لے جانے والے کفر وشرک یا گناہ کا ارتکاب کرے بندہ کو اس میں پورا اختیار ہے وہ جو بھی کرنے کا ارادہ کرے گا اس کو اس کے لئے سہل کر دیا جائے گا لیکن بندہ اپنے اختیار سے اچھا برا جو بھی کرے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم پہلے سے ہے؛ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے ہی لکھ دیا اور اللہ تعالیٰ کے علم میں جہل وخطاء کا شائبہ بھی ممکن نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے باخبر ہوتے ہوئے جو لکھ دیا ہے وہی ہوگا الحاصل بندہ مجبور محض نہیں یہ معمولی وضاحت آپ کے سمجھنے کے لیے کر دی گئی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر کے مسئلہ پر بہت زیادہ تفصیل کو

پسند نہیں فرمایا ہے اور اگر آپ طالب علم ہیں تو معتبر کتابوں کا مطالعہ کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۶/۱۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) سأل (رجل) علي بن أبي طالب، فقال: أخبرني عن القدر؟ قال: طريق مظلم لا تسلكه وأعاد السوال، فقال: بحر عميق لا تلجه، فأعاد السوال، فقال: سر اللّٰه قد خفي عليك فلا تفتشه ولله در من قال. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر، الفصل الأول": ج۱ص:۲۴۰،رقم:۷۹)

وعن سهل بن سعد رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه –صلى اللّٰه عليه وسلم–: إن العبد ليعمل عمل أهل النار، وإنه من أهل الجنة، ويعمل عمل أهل الجنة، وإنه من أهل النار، وإنما الأعمال بالخوا تيم، متفق عليه. (أيضاً:"": ج۱ص:۲۵۰رقم:۸۳)

وعن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه، قال: حدثنا رسول اللّٰه –صلى اللّٰه عليه وسلم–، وهو الصادق المصدوق: إن خلق أحدكم يجمع في بطن أمه أربعين يوما نطفة، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يبعث اللّٰه إليه ملكا بأربع كلمات: فيكتب عمله، وأجله، ورزقه، وشقيّ، أو سعيد، ثم ينفخ فيه الروح، فوالذي لا إله غيره إن أحدكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع، فيسبق عليه الكتاب، فيعمل بعمل أهل النار فيدخلها. وإن أحدكم ليعمل بعمل أهل النار حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع فيسبق عليه الكتاب، فيعمل بعمل أهل الجنة فيدخلها، متفق عليه. (أيضاً: ج۱ص:۲۴۵،رقم:۸۲)

# فصل ثانی

# انبیاء کرام سے متعلق عقائد

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا:

(۶) **سوال:** ہمارے یہاں جو شخص آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے نہیں چومتا اس کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہے جب کہ وہ شخص نمازوں کا پابند اور تلاوت قرآن کا پابند ہے رمضان کے روزے اور زکوٰۃ فطرہ وغیرہ سب ادا کرتا ہے ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد یعقوب، جانی پور، جموں

**الجواب وباللہ التوفیق:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود پڑھنا ضروری ہے۔ انگوٹھے چومنے کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے، جو کوئی انگوٹھے چومتا ہو اور کوئی غلط عقیدہ رکھتا ہو اس پر اس طریقہ کا چھوڑنا اور توبہ کرنا لازم ہے پس صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کو کافر کہنا بالکل غلط ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۳/۵/۸ھ)

**الجواب صحیح:**

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) يستحب أن يقال عند سماع الأولىٰ من الشهادة: صلى الله عليك يا رسول الله، وعند الثانية منها: قرت عيني بك يا رسول الله، ثم يقول: اللّٰهم متعني بالسمع والبصرة بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين ...................... أيضاً: ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيئ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، تتمة'' :ج۲،ص:۶۸)

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود'': ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## محسن انسانیت کا لفظ حضور کے علاوہ کسی اور کے لیے استعمال کرنا:

(۷) **سوال:** ''محسن انسانیت'' کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد قاسم قاسمی، کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ''محسن انسانیت'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے؛ البتہ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کے لئے تاویلًا بول دے تو گنجائش ہے اس لئے مطعون نہ کیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۴/۸ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......وقال القاري في مرقاة المفاتيح: هذا الحديث عماد في التمسك بالعروة الوثقىٰ، وأصل في الاعتصام بحبل اللّٰه الأعلى، ورد للمحدثات والبدع والهوى، وقد أنشد في هذا المعنى. (ملا علي قاري، مرقاة الفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳۶، رقم:۳۳۶)

(۱) ﴿إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (سوره كهف:۱۱۰)

ألا أيها الناس إنما أنا بشر. الحديث، رواه مسلم. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الفتن، باب مناقب أهل بيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم'': ج۲،ص:۵۶۸)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن اللّٰه فضلني على الأنبياء. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب السير: باب ما جاء في الغنيمة'': ج۱،ص:۲۸۳، رقم:۱۵۵۳)

وأفضل الأنبياء -عليهم السلام- محمد عليه السلام. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، ''أفضل الأنبياءؑ محمد -صلی اللہ علیہ وسلم-'': ص:۱۴۰)

لا يبلغ ولي درجة الأنبياء عليهم. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، ''مبحث لا يبلغ ولي درجة الأنبياءؑ'': ص:۱۶۴)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمی کہنا:

(۸) **سوال**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم شرائع ملنے کے باوجود امی کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحمید، کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: امی کے معنی انپڑھ کے نہیں ہیں؛ بلکہ امی اس کو کہتے ہیں جس نے کسی شخص سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بذاتِ خود علم عطاء فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امی کہنا درست ہے۔[1] البتہ اگر کسی جگہ پر لوگ اس کا مفہوم نہ جانتے ہوں اور اس کے معنی ان پڑھ اور جاہل کے سمجھتے ہوں یا یہ کلمہ استخفاف کے طور پر بولا جاتا ہو تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۳/۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کسی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہہ کر انکار کرنا:

(۹) **سوال**: زید نے کسی موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہا اب علانیہ انکار کرتا

---

(۱) ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ ۡ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ﴾ (سورة الأعراف: ۱۵۷)

الأمي يعني محمدا صلى الله عليه وسلم منسوب إلى الأم يعني هو على ما ولدته أمه لم يكتب ولم يقرأ. (محمد ثناء الله، تفسير مظهري ''سورة الأعراف: ۱۵۷'': ج۳، ص: ۴۴۲)

أيضاً: رسول الله صلى الله عليه وسلم أعلم الخلق قاطبة بالعلوم ................ ما لم يصل إلى سرادقات ساحته أحد من الخلائق لا ملك مقرب ولا نبي مرسل ولقد أعطي علم الأولين والآخرين الخ. (خليل أحمد سهارنفور، المهند على المفند: ص: ٦٦)

ہے تو زید کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سعود الحق، مظفرنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** صورت مسئولہ میں زید نے اگر اعتقاداً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہا تھا تو وہ مرتد ہوگیا اور اس کی بیوی نکاح سے خارج ہوگئی تھی[۱] لیکن چونکہ اب وہ اپنے قول کا منکر ہے۔ اور یہ انکار توبہ اور اپنے قول سے رجوع ہے۔ اس لئے اس سے کچھ تعرض نہ کیا جائے اور حسب ضرورت اس کو سمجھایا جائے اگر اس کے ذہن میں کوئی خلجان ہو تو تسلی بخش جواب دیا جائے البتہ تجدید نکاح ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۹/۶ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول تھے کہ نبی؟

(۱۰) **سوال:** ابراہیم علیہ السلام رسول تھے یا نبی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی تسلیم الدین، ہزاری باغ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** نبی اور رسول کی مشہور تعریف یہ ہے کہ: رسول خاص ہے

(۱) شهدوا على مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له، لا لتكذيب الشهود العدول بل لأن إنكاره توبة ورجوع يعني فيمتنع القتل فقط، وتثبت بقية أحكام المرتد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: جملة من لا يقتل إذا ارتد": ج۶،ص:۳۹۰)
وفي البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا أو لا عبا كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده ...... ومن تكلم بها عالما عامداً كفر عند الكل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة لا يحكم بها" :ج۶،ص:۳۵۸)

اور نبی عام ہے، ہر رسول نبی ہوتا ہے، ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے،[1] اس کے علاوہ کلام پاک کے بہت سے مواقع میں بہت سے انبیاءکرام کو رسول کے خطاب سے منسوب کیا ہے، جس نے امت بنائی اور امت سازی سے کام لیا وہ رسول کی فہرست میں ہیں ان سب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**الجواب صحیح:** سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ ”سیدنا“ کا استعمال:

(۱۱)**سوال:** آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ سیدنا کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی ابراہیم، دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق:** ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ: میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں ہے؛ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ سیدنا کا استعمال کرنا درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۲۱ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الرسول إنسان بعثه الله تعالىٰ إلى الخلق تبليغ الأحكام وقد يشترط فيه الكتاب بخلاف النبي فإنه أعم.
(علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، ”النوع الثاني: خبر الرسول المؤيد بالمعجزة“ :ص:۱۶)
(۲) ﴿أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرٰهِيمَ وَأَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾(سورة التوبة:۷۰)
(۱) عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر......

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا ایمان:

(۱۲)**سوال**: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو قبروں سے زندہ کر کے ان کو کلمہ پڑھایا اور پھر قبروں میں واپس کردیا کیا یہ واقعہ صحیح ہے یا آپ کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، ایڈیٹر تعمیر ملت

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان وعدم ایمان کے بارے میں رجحانات مختلف ہیں نیز کوئی صحیح روایت اس مسئلہ میں نہیں ملتی؛ اس لئے مختار مسلک توقف کا ہے کہ یہ مسئلہ ایمانیات واعمال سے متعلق نہیں ہے، آخرت میں اس کے بارے میں کسی سے کوئی سوال نہ ہوگا؛ اس لئے اس کی تحقیق نہ کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۲/۱۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......أنا سید ولد آدم یوم القیامة (وفي النووي علی مسلم) ولا فخر إلخ. (أخرجه مسلم، في صحیحه، "کتاب الفضائل: باب تفضیل نبینا -صلی اللّٰه علیه وسلم-": ج۲،ص:۲۴۵، رقم:۲۲۷۸)

وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا یقل أحدکم أسق ربك أطعم ربك وضئ ربك، ولا یقل أحدکم ربي ولیقل سیدی مولاي، ولا یقل أحد کم عبدي أمتي ولیقل فتاي فتاتي وغلامي. (أخرجه مسلم، في صحیحة، "کتاب الألفاظ: باب حکم إطلاق لفظة العبد والأمة": ج۲،ص:۲۳۸، رقم:۲۲۴۹)

(۱) فقد صرح النووي والفخر الرازي بأن من مات قبل البعثة مشرکاً فهو في النار، وعلیه حمل بعض المالکیة ما صح من الأحادیث في تعذیب أهل الفترة بخلاف من لم یشرك منهم ولم یوجد بل بقي عمره في غفلة من هذا کله ففیهم الخلاف، وبخلاف من اهتدی منهم بعقله کقس بن ساعدة وزید بن عمرو بن نفیل فلا خلاف في نجاتهم. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب النکاح: باب نکاح الکافر، مطلب: في الکلام علی أبوي النبي وأهل الفترة": ج۳،ص:۱۸۵)

ولیست من المسائل التي یضر جهلها أو یسأل عنها في القبر أو في الموقف، فحفظ اللسان عن التکلم فیها إلا بخیرٍ أولی وأسلم. (أیضا:ص:۳۵۰)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات زمینوں کے لئے بعثت:

(۱۳) **سوال**: کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ ”سات زمینوں کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں اور کیا اس اثر کو کہیں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے؟ جب کہ ﴿وما أرسلنك إلا رحمة للعالمين﴾ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عموم معلوم ہوتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، معرفت: حضرت مہتمم صاحب

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: درمنثور وبیہقی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کے اس اثر کو مکمل بیان کیا گیا ہے اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”تحذیر الناس“ میں اس پر تفصیل کے ساتھ کلام فرمایا ہے جس کے مطالعہ کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی اعتراض باقی نہ رہے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۱۶ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## انبیاء ورسل کی تعداد:

(۱۴) **سوال**: انبیاء اور رسولوں کی تعداد کتنی ہے؟ اور اس کا حوالہ کہاں ملے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انعام، مرادآباد

---

(۱) أخبرنا أحمدبن يعقوب الثقفي، ثنا عبيد بن غنام النخعي، أنبأ علي بن حكيم، ثنا شريك، عن عطاء بن السائب، عن أبي الضحى،عن إبن عباس رضي اللّٰه عنهما، أنه قال: ﴿اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ط﴾ قال سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم و آدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسىٰ كعيسىٰ. (المستدرك على الصحيحين للحاكم، ”كتاب التفسير: تفسير سورة الطلاق“ : ج۲، ص:۵۳۵، رقم:۳۸۲۲؛هكذا في الأسماء والصفات للبيهقي، ”باب بدأ الخلق“: ج۲،ص:۱۶۸)

**الجواب وبالله التوفيق:** صحیح تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، بعض شراح حدیث اور فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تعداد انبیاء کی اور تین سو تیرہ کی تعداد رسولوں کی ہے (۱) لیکن اس پر اکتفاء کر لینا کہ یہ ٹھیک تعداد ہے درست نہیں ہے؛ اس لئے یوں کہنا چاہئے کہ ہم تمام انبیاء اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** سید احمد علی سعید صاحب
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۱۶ھ)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیر شرعی عقائد:

(۱۵) **سوال:** اگر کسی شخص کے عقائد یہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں، علام الغیوب ہیں، حاضر وناظر ہیں بشر نہیں؛ بلکہ نور ہیں کیا ایسے شخص کو مسلمان کہنا درست ہے اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہوگئی یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر سلام کرے تو کیا جواب دینا واجب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نظر محمد، مظفرنگر

---

(۱) عن أبي ذر رضي الله عنه، قال: قلت: يا رسول الله كم المرسلون؟ قال: ثلاث مأة وبضعة جما غفيراً، وفي رواية عن أبي أمامة، قال أبو ذر: قلت: يا رسول الله! كم وفاء عدة الأنبياء؟ قال: مأة ألف وأربعة وعشرون ألفاً الرسل من ذلك ثلاث مأة وخمسة عشر جما غفيراً. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الفتن: باب بدأ الخلق وذكر الأنبياء -عليهم السلام-": ج۱ص:۵۱۱)

(۲) إن عدد هم ليس بمعلوم قطعاً، فينبغي أن يقال: آمنت بجميع الأنبياء أولهم آدم وآخرهم محمد صلى الله عليه وسلم معراج، فلا يجب اعتقاد أنهم مأة ألف وأربعة وعشرون ألفا، وأن الرسل -عليهم السلام- منهم ثلاث مأة وثلاثة وعشرون لأنه خبر آحاد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في عدد الأنبياء والرسل عليهم السلام": ج۲ص:۲۴۲)

إن النبي عليه السلام سئل عن عدد الأنبياء، فقال مأة ألف وأربعة وعشرون ألفاً والأولىٰ أن لا يقتصر على عدد في التسمية فقد قال الله تعالىٰ منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "أول الأنبياء آدم عليه السلام وآخرهم محمد صلى الله عليه وسلم": ص:۱۳۸)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ صورت میں ایسے شخص کو گمراہ قرار دیا جائے گا؛ لیکن اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی تاوقتیکہ صدفی صد اس کی کفریہ باتیں سامنے نہ آ جائیں، البتہ کفر تک پہو نچنے کا اندیشہ ضرور لاحق ہوسکتا ہے۔ [(۱)]

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران غفرلہٗ دیوبند
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۶/۱۴ھ)

## رسل سے مراد کون ہیں؟

(۱۶) **سوال:** قرآن شریف میں رسولوں کے قتل کے متعلق جو آیتیں نازل ہوئی ہیں تو کیا ان رسولوں سے وہی رسول مراد ہیں جو علماء اہل سنت نے اپنی اصطلاح میں بتایا ہے یا ان رسولوں سے مراد انبیاء کرام ہیں۔

فقط والسلام
المستفتی: نثار احمد رونق، سلطان پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** رسول عام ہے جس میں نبی بھی آتے ہیں ویسے جن

---

(۱) ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ط﴾ (سورۃ الانعام:۵۹)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ط﴾ (سورۃ النمل:۶۵)
﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (سورۃ الجن: ۲۶)
ولعل الحق أن يقال: إن علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان لشخص لذاته أي بلا واسطة في ثبوته له. (علامه آلوسي، روح المعاني، (تابع) "سورة النمل": ج۱۰، ص:۱۸)
عن عائشة رضي الله عنها، قالت: (من حدثك أن محمداً صلى الله عليه وسلم رأي ربه، فقد كذب، وهو يقول): ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارَ﴾ [سورة الإنعام: ۱۰۳] (ومن حدثك أنه يعلم الغيب، فقد كذب، وهو يقول: لا يعلم الغيب إلا الله. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحداً": ج ۲، ص: ۱۰۹۸، رقم: ۷۳۸۰)

نبیوں کا قتل ہوا، ان میں کوئی مشہور رسول نہیں ہیں۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۱۰/۱۴۰۸ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء قبروں میں زندہ ہیں؟

(۱۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ اور کیا حضرات انبیاء علیہم السلام سے قبروں کے فرشتے (منکر نکیر) سوال وجواب کریں گے؟ یا مذکورہ حضرات بغیر سوال وجواب کے ہی رہیں گے؟ اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ مدلل ومفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: حضرات انبیاء علیہم السلام بشمول سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے، لیکن وہ حضرات اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴾ [۲] حدیث پاک میں سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ

---

(۱) ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (سورة المائده:٦٧)

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط﴾ ولعل الحق أن قصد حفظ النفس معه لاينافي مقامهم. وفي الكشاف أنه عليه السلام فرق أن يقتل قبل أداء الرسالة وظاهره أنه وإن كان نبياً غير عالم بأنه يبقى حتى يؤدي الرسالة وإليه ذهب بعضهم لاحتمال أنه إنما أمر بذلك بشرط التمكين مع أن له تعالىٰ نسخ ذلك قبله. (علامه الآلوسي، روح المعاني، "سورة الشعراء:۱تا۲۲": ج۸،ص:٦٦)

(۲) سورة البقرة:۱۵۴.

علیہ وسلم نے فرمایا:

"أكثروا الصلوٰة عليّ يوم الجمعة فإنه مشهود تشهده الملائكة، وإن أحدا لن يصلي علي إلا عرضت علي صلاته حتى يفرغ منها، قال: قلت: وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت إن اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبي اللّٰه حي يرزق". (۱)

مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن فرشتے جمع ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو اس درود کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ موت کے بعد بھی؟ فرمایا: ہاں! موت کے بعد بھی؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسم مبارک کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

"إنه (النبي -صلى اللّٰه عليه وسلم-) اجتمع مع الأنبياء وأن الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون"(۲) انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں باحیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان سے منکر نکیر سوال بھی نہیں کرتے ہیں یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**كتبه**: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۵/۴ھ)

**الجواب صحيح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن پر کیڑے ہو گئے تھے؟

(۱۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب ما جاء في الجنائز: باب ذكر وفاته ودفنه صلى اللّٰه عليه وسلم": ج ۱، ص: ۱۱۸، رقم: ۱۶۳۷.

(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الأول": ج ۱، ص: ۲۴۲، رقم: ۸۱)

وصح خبر "الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصلاة: باب الجمعة، الفصل الثالث": ج ۳، ص: ۴۱۵، رقم: ۱۳۶۶)

حضرت ایوب علیہ السلام جب بطور آزمائش بیماری کے اندر مبتلا کئے گئے تو ان کے بدن کے اندر کیڑے ہوگئے اگر کوئی کیڑا نیچے گر جاتا تو اس کو اٹھا کر وہیں رکھ دیتے کیا یہ روایت صحیح ہے اگر صحیح ہے، تو براہ کرم حوالہ تحریر فرمادیں عین نوازش ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: توقیر عالم، ہریدوار

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** حضرت ایوب علیہ السلام کے جسد مبارک میں کیڑے پڑنے کی روایات معتبر نہیں ہیں، جن روایات وآثار سے کیڑے پڑنے اور جسد اطہر میں پھوڑے پھنسی وغیرہ کا ثبوت ہوتا ہے ان پر محققین نے رد کیا ہے، کیونکہ انبیاء علیہ السلام کو بشری بیماری لاحق ہونا تو ثابت ہے؛ لیکن ایسی بیماری کا لاحق ہونا جس سے انسانی طبیعت نفرت کرتی ہو نصوص شرعیہ کے خلاف ہے؛ بلکہ صحیح روایات اور آیت قرآنی سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہوا تھا۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے معارف القرآن میں لکھا ہے: قرآن میں اتنا تو بتلایا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہوگیا تھا لیکن اس مرض کی نوعیت نہیں بتائی گئی احادیث میں بھی اس کی کوئی تفصیل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔ البتہ بعض آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کے ہر حصہ پر پھوڑے نکل گئے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے گھن کی وجہ سے آپ کو کوڑی پر ڈال دیا تھا، لیکن بعض محقق مفسرین نے ان آثار کو درست تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بیماریاں تو آسکتی ہیں، لیکن انہیں ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا جن سے لوگ گھن کرنے لگیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۱۳: ۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) مفتی محمد شفيع عثماني صاحب رحمة الله عليه، معارف القرآن: ج۷،ص:۵۲۲.
قال: أهل التحقيق أنه لا يجوز أن يكون بصفة يستقذره الناس عليها ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کی روح جسم سے نہیں نکلی کہنا کیسا ہے؟

(۱۹) **سوال:** ایک شخص کا عقیدہ ہے، وہ کہتا ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، آپ کی روح جسم سے نہیں نکلی، وہ کہتا ہے کہ آپ کی نبوت ذاتی اوروں کی عارضی، آپ کی اصلی اوروں کی طفیلی، آپ ابوالانبیاء سب نبیوں کے باپ ہیں، ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ اس کا ثبوت حدیث سے دیجئے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ظہورالاسلام، سنبھل

**الجواب وبالله التوفيق:** اس کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''آب حیات'' اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''انبیاء کی حیات'' کا مطالعہ فرمائیں۔ [1] نیز حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد تصانیف میں یہ مسئلہ موجود

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......لأن في ذلك تنفيرا فأما الفقر والمرض وذهاب الأهل فيجوز أن يمتحنه الله تعالى بذلك".

وفي هداية المريد للفاني أنه يجوز على الأنبياء عليهم السلام كل عرض بشرى ليس محرما ولا مكروها ولا مباحا مزريا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس ولا مما يؤدي إلى النفرة ثم قال بعد ورقتين: واحترزنا بقولنا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس عما كان كذلك كالإقعاد والبرص والجذام والعمى والجنون، وأما الإغماء، فقال النووي: لا شك في جوازه عليهم لأنه مرض بخلاف الجنون فإنه نقص، وقيد أبو حامد الإغماء بغير الطويل وجزم به البلقيني، قال السبكي: وليس كإغماء غيرهم لأنه إنما يستر حواسهم الظاهرة دون قلوبهم لأنها معصومة من النوم الأخف، قال: ويمتنع عليهم الجنون وإن قل لأنه نقص ويلحق به العمى ولم يعم نبي قط، وما ذكر عن شعيب من كونه كان ضريرا لم يثبت، وأما يعقوب فحصلت له غشاوة وزالت اه.

وفرق بعضهم في عروض ذلك بين أن يكون بعد التبليغ وحصول الغرض من النبوة فيجوز وبين أن يكون قبل فلا يجوز، ولعلك تختار القول بحفظهم بما تعافه النفوس ويؤدي إلى الاستقدار والنفرة مطلقا، وحينئذ فلا بد من القول بأن ما ابتلى به أيوب عليه السلام لم يصل إلى حد الاستقذار والنفرة كما يشعر به ما روي عن قتادة ونقله القصاص في كتبهم، وذكر بعضهم أن دائه كان الجدري ولا أعتقد صحة ذلك والله تعالى أعلم. (علامه آلوسي، روح المعاني: "سورة ص:۳۷ تا ۴۵"، ج۷، ۳۰۵)

(۱) حضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم حي في قبره الشريف وحيوته صلى الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به صلى الله عليه وسلم وبجميع الأنبياء صلوات الله عليهم. (خليل احمد سهارنفوري، المهند على المفند: ص:۱۳) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ہے جمال قاسمی میں بھی ایک مکتوب میں نہایت واضح طور پر مثال دے کر ادلۂ نقلیہ اور عقلیہ سے اس کو ثابت کیا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد واصف قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۰/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

## حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ:

(۲۰) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
جو غیر مقلدین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ مٹی میں مل گئے (نعوذ باللّٰہ من ذلك) اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگنے کے منکر ہیں اور اسے شرک قرار دیتے ہیں، اسی طرح بعض صحابہ کرام کے عمل کو حجت نہیں مانتے ہیں ان کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ وہ ہوتے کون ہیں تو ایسے لوگوں سے سلام وکلام کرنا ان کی دعوت قبول کرنا ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں؟۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، مرزاپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: (۱) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حیات برزخی ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر اطہر میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ الحاوی للفتاوی میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا ط بَلْ أَحْيَآءٌ عِنْدَرَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾﴾ (سورة آل عمران:١٦٩)

فذهب جماعة من العلماء إلى أن هذه الحيوة مختص بالشهداء، والحق عندي عدم اختصاصها بهم بل حيوة الأنبياء أقوى منهم وأشد ظهورا آثارها في الخارج حتى لا يجوز النكاح بأزواج النبي -صلى الله عليه وسلم- بعد وفاته بخلاف الشهيد. (محمد ثناء الله، تفسير مظهري، ''سورة بقرة :١٥٤'':ج١،ص:١٧٠)

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي نائيا أبلغته. (أبوبكر البيهقي، ''شعب الإيمان، الخامس عشر: باب في تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- وإجلاله وتوقيره'': ج٢،ص:٢١٨،رقم:١٥٨٣)

''حياة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الأدلة في ذلك وتواترت (به) الأخبار، وقد ألف البيهقي جزئا في حياة الأنبياء في قبورهم، فمن الأخبار الدالة على ذلك ما أخرجه مسلم عن أنس أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ليلة أسري به مر بموسى عليه السلام وهو يصلي في قبره، وأخرج أبو نعيم في الحلية عن ابن عباس أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مر بقبر موسى عليه السلام وهو قائم يصلي فيه، وأخرج أبو يعلى في مسنده، والبيهقي في كتاب حياة الأنبياء عن أنس أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون، وأخرج أبو نعيم في الحلية عن يوسف بن عطية قال: سمعت ثابتا البناني يقول لحميد الطويل: هل بلغك أن أحدا يصلي في قبره إلا الأنبياء؟ قال: لا، وأخرج أبو داود والبيهقي عن أوس بن أوس الثقفي عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: من أفضل أيامكم يوم الجمعة فأكثروا علي الصلاة فيه، فإن صلاتكم تعرض علي، قالوا: يا رسول اللّٰه وكيف تعرض عليك صلاتنا وقد أرمت؟ يعني: بليت، فقال: إن اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجسام الأنبياء، وأخرج البيهقي في شعب الإيمان، والأصبهاني في الترغيب عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من صلى عليّ عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا بلغته.

''وأخرج البخاري في تاريخه عن عمار سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن للّٰه تعالىٰ ملكا أعطاه أسماع الخلائق قائم على قبري فما من أحد يصلي علي صلاة إلا بلغتها، وأخرج البيهقي في حياة الأنبياء، والأصبهاني في الترغيب عن أنس قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من صلى على مائة في يوم الجمعة وليلة الجمعة، قضى اللّٰه له مائة حاجة سبعين من حوائج الأخرة وثلاثين من حوائج الدنيا، ثم وكل اللّٰه بذلك ملكا يدخله عليَّ في قبري كما يدخل عليكم الهدايا''(۱)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا احادیث سے ثابت ہے؛

(۱) الحاوي للفتاوىٰ، ''أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء'': ج۲،ص:۱۷۸۔

بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا مانگنے کی ترغیب وتعلیم دی ہے، اس لیے آپ کے وسیلے سے دعا مانگنے کا انکار اور اسے شرک قرار دینا غلط ہے۔

''عن عثمان بن حنيف، أن رجلا ضرير البصر أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: أدع الله أن يعافيني قال: إن شئت دعوت، وإن شئت صبرت فهو خير لك. قال: فادعه، قال: فأمره أن يتوضّأ فيحسن وضوئه ويدعو بهذا الدعاء: اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة، إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي، اللهم فشفعه في قال أبو عيسىٰ هذا حديث حسن صحيح غريب''.(۱)

ومن أداب الدعاء تقديم الثناء على الله والتوسل بنبي الله، ليستجاب الدُّعَاء،(۲) وقال الشوكاني في'' تحفة الذاكرين'': وفي الحديث دليل على جواز التوسل برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الله عز وجل، مع اعتقاد أن الفاعل هو الله سبحانه وتعالى، وأنه المعطى والمانع، ما شاء الله كان، وما لم يشأ لم يكن''(۳)

(۳) صحابہ کرام تمام کے تمام عادل اور معیار حق ہیں، صحابہ کرام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر دین برحق سیکھا وہ دوسروں کو اسی طرح پہنچایا اس میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا، کوئی حکم نہیں بدلا، کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب نہیں کی جس بات کو صحابہ کرام نے یہ فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وہ بالکل صحیح ہے اس کو صحیح ماننا لازم ہے، صحابہ کرام پر اگر اعتماد نہ ہو اور ان کے نقل دین کو حق تسلیم نہ کیا جائے تو پھر سارے دین سے اعتماد ختم ہو جائے گا اور صحیح دین دوسرے تک پہونچانے کی صورت نہیں رہے گی جیسا کہ روافض نے صحابہ کرام پر اعتماد نہیں کیا تو ان کے نزدیک نہ احادیث قابل اعتماد ہیں اور نہ قرآن پر ان کو اعتماد ہے، ان کے پاس دین برحق پہنچنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور وہ اس نعمت الٰہی اور ذریعہ نجات سے محروم ہیں لہٰذا

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب ما جاء في جامع الدعوات، باب منه'': ج۲،ص: ۱۹۸، رقم: ۳۵۷۸.

(۲) الشاه ولي الله، حجة الله البالغة: ج۲،ص:۱۰.

(۳) علامه شوكاني، تحفة الذاكرين، ''باب: صلاة الضرر والحاجة'': ج۱،ص:۲۱۲.

نقل دین میں صحابہ معیار حق ہیں جن حضرات کے یہ خیالات ہیں وہ غلط ہیں ان کو اس سے توبہ کرنا چاہیے تاہم وہ مسلمان ہیں ان کو سلام کرنا، ان کی دعوت قبول کرنا، ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے اگر چہ کراہت ضرور ہے اسی طرح نکاح بھی درست ہے تاہم اگر مصلحت نکاح کے خلاف ہوتو احتراز بہتر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه**: محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۴/۱۶ھ)

**الجواب صحيح**:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی سے ہیں یا نور سے؟

(۲۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مبارک مسئلہ کے بارے میں: ہمارے علاقہ میں ملاؤں کا گروہ ہے، ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔

ایک گروہ کہتا ہے حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نور کے بنے ہوئے ہیں ایک گروہ کہتا ہے۔ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہے وہ گمراہ ہے، اور ایک گروہ کہتا ہے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلہ کو مٹی کا کہے وہ گمراہ ہے اکثر جھگڑا افساد برپا ہوتا ہے۔

کیا سچ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور کے بنے ہوئے ہیں؟

کیا سچ ہے کہ اللہ رب العالمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم کو مٹی سے بنایا؟

مہربانی کر کے قرآن وحدیث، اجماع وقیاس سے بحوالہ جواب دے کر دونوں جہاں میں خوب ثواب اور نیکی حاصل کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ الہ آبادی

---

(۱)ويكف عن ذكر الصحابة إلا بخير لما ورد عن الأحاديث الصحيحة في مناقبهم، ووجوب الكف عن الطعن فيهم كقوله عليه السلام: لا تسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحد هم ولا نصيفه إلخ. (علامه سعد الدين تفنازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث يجب الكف عن الطعن في الصحابة"، ص:۱۶۱)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ علیہ وسلم اولادِ آدم سے ہیں اور جس طرح آدم علیہ السلام باعتبار تخلیقی عناصر بشر ہیں اور بشری صفات کھانے پینے سونے جاگنے نکاح وطلاق بیماری وصحت وغیرہ امور سے بے نیاز اور بری نہیں تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر اور مذکورہ صفات سے متصف تھے۔ اور یہ صفات بشریہ نبوت کے منافی نہیں ہیں، ان کو نبوت کے منافی سمجھنا درست نہیں ہے۔ البتہ بشر ہونے کے باوجود حق جل مجدہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی خصوصیات سے نوازا، اپنا حبیب اور خلیل بنایا، قرآن پاک آپ پر نازل فرمایا، ہر قسم کے گناہوں سے آپ کو معصوم رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ واہل بیت کو وہ درجہ دیا کہ پیغمبروں کے بعد کسی کو نہیں ملا، اور اپنی رضاء اور نجات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں منحصر کر دیا، چنانچہ انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کرنے سے گمراہی کی تاریکیوں سے نکل کر صراط مستقیم کی روشنی میں آجاتا ہے پھر نافرمانی کی ہلاکتوں سے بچ کر جہنم سے نجات اور جنت میں دخول کی سعادت حاصل کرتا ہے، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفت نورانیت سے بھرپور متصف ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۲۴: ۱۴۳۷ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحَى إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج﴾ (سورة كهف:١١٠)
﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا أَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ط﴾ (سورة التغابن:٦)
عن أم سلمة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنكم تختصمون إليّ وإنما أنا بشر. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الأحكام، باب ما جاء في الشديد على من يقضى له الخ“: ج۱، ص: ۲۴۸، رقم: ۱۳۳۹)
وقد أرسل الله تبارك وتعالىٰ رسلا من البشر إلى البشر مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب، ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، ”محبث النبوّات“: ص: ۱۳۳)

## کیا انبیاء معصوم ہیں؟

(۲۲)**سوال:** میں نے سنا ہے کہ نبی معصوم ہوتے ہیں، تو اس معصوم ہونے میں نبی کا کیا کمال ہے جب کہ ان کو اللہ بچاتے ہیں جیسے کہ فرشتوں کا گناہوں سے بچنا کوئی کمال کی بات نہیں؛ کیونکہ ان کے اندر گناہ کی قوت ہی نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: آفتاب، بندی پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** انبیاء کے معصوم ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے اندر گناہ کی بالکلیہ صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔ انبیاء کرام بشر ہوتے ہیں اور ان کے اندر بھی بشری تقاضے ہوتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا نظام ہے کہ ان کی گناہوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ اور انبیاء کرام گناہوں سے بچنے میں بے اختیار نہیں ہیں؛ بلکہ با اختیار ہیں، اور اپنے اختیار سے گناہوں سے بچنا یقیناً کمال ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۷: ۱۴۳۷ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## توحید کا اقرار اور رسالت کا انکار کرنے والے کا حکم:

(۲۳)**سوال:** کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس نے ''لاإله إلا اللّٰه''

---

(۱) إن الأنبياء معصومون. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، ''أول الأنبياء آدم -عليه السلام- وآخرهم محمد -صلى اللّٰه عليه وسلم-'': ص:۱۳۹)

والأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والقبائح ...... أي جميعهم الشامل مرسلهم ومشاهير هم وغيرهم أولهم آدم عليه الصلاة والسلام على ما ثبت بالكتاب والسنة وإجماع الأمة ...... منزهون أي معصومون من جميع المعاصي. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰه-، شرح الفقه الأكبر، ''بحث في أن الأنبياء منزهون عن الكبائر والصغائر'' :ص:۹۹)

کہا ہے اور ''محمد رسول اللہ'' نہیں کہا اس سے انکار کرتا ہے، تو کیا وہ شخص ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا یا سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل کر دیا جائے گا؟ ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہے گا؟ نیز وہ شخص غیر مسلم بھی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: انیس احمد خاں، فیض آباد

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ شخص مسلمان نہیں ہے تاوقتیکہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی رسالت کا اقرار نہ کرلے؛ پس ایسا شخص دائمی دوزخ کا مستحق ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۴/۲۹ھ)

**الجواب صحیح:**

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا یا نہیں؟

(۲۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیانِ کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا یہ لوگوں کا عقیدہ ہے، حقیقت کیا ہے؟ براہِ کرم

---

(۱) ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا م بَعِيْدًا ﴾ (سورة النساء:۱۳۶)

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴾ (سورة البقرة:۲۸۵)

وعن أبي سعيد الخدري -رضي اللّٰه عنه- قال: لقيه رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- وأبو بكر وعمر رضي اللّٰه عنهما -يعني ابن صيّاد- في بعض طرق المدينة، فقال له رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- أتشهد أني رسول اللّٰه؟ فقال هو: أتشهد أني رسول اللّٰه؟ فقال رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم-: آمنت باللّٰه وملائكته وكتبه ورسله، ما ذا ترى؟ قال: أرى عرشاً على الماء. فقال رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- ترى عرش إبليس على البحر وما ترى؟ قال: أرى صادقين وكاذباً، أو كاذبين وصادقاً، فقال رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم-: ''لبّس عليه فدعوه'' رواه مسلم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الفتن: باب قصة ابن صياد، الفصل الأول'': ج۱ص:۱۵۵، رقم:۵۴۹۵)

جواب سے نوازیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد افسر علی، مؤمن آباد

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس مسئلے میں اختلاف ہے، مگر تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ بشر تھے، مثل دوسرے انسانوں کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ماں باپ سے پیدا ہوئے تھے، آپ کھاتے پیتے اور شادیاں کرتے تھے، اور انسانی زندگی کی ضروریات آپ کو بھی ہوتی تھیں؛ اس لئے آپ کا سایہ ہوتا تھا؛ لیکن دھوپ کی وجہ سے بسا اوقات آپ کے اوپر ابر سایہ کرتا تھا، اس لئے آپ کا سایہ محسوس ہی نہیں تھا جس کو لوگ عدم سایہ سمجھ کر نور مجسم کے قائل ہو گئے، جو خلاف حقیقت ہے ایسے لوگوں کے اعتقاد کو ختم کرنے کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوْحٰى إِلَيَّ﴾[1] آپ لوگوں سے فرما دیجئے کہ میں بھی تم جیسا انسان ہوں، فرق یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے تمہارے پاس وحی نہیں آتی، اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور مجسم نہیں تھے؛ بلکہ آپ انسان ہی تھے؛ بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح بشر تھے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھ کر لوگ دنگ رہ جاتے تھے، اور نور مجسم ہونے کا شبہ ہونے لگتا تھا کہ دنیا میں آپ جیسا حسین وجمیل انسان نہ آپ سے پہلے پیدا ہوا اور نہ ہی آپ کے بعد قیامت تک ایسا حسین وجمیل انسان پیدا ہوگا جیسا کہ شمائل ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۱۲/۱۴۱۲ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) سورۃ الکہف: ۱۱۰

(۲) فبينما أنا يوما بنصف النهار، إذا أنا بظل رسول الله صلى الله عليه وسلم مقبلٌ،......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## غیر پیغمبر کو علیہ السلام کہنا یا لکھنا:

(۲۵) **سوال**: غیر پیغمبر کے لئے علیہ السلام کہنا یا لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمیر انصاری، ہردوئی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: غیر نبی کے لئے علیہ السلام کہنا یا لکھنا درست نہیں ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۸/۷/۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... قال عفان: حدثينه حمادٌ، عن شميسة، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم سمعته بعد يحدثه عن شميسة، عن عائشة، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، وقال: بعد في حج أو عمرة، قال: ولا أظنه إلا قال: في حجة الوداع (أخرجه أحمد بن حنبل،في مسند ه :ج۴۱،ص:۴۶۳،رقم:۲۵۰۰۳)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، قال: صلى بنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذات يوم صلاة الصبح ثم مد يده ثم أخرها فلما سلم قيل له يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لقد صنعت في صلاتك شيئاً لم تصنعه في غيرها ...... أيضا ...... قال: حتى لقد رأيت ظلي وظلكم فأومأت إليكم أن استأخروا. (ابن قيم الجوزية، حادي الأروح إلى بلاد الإفراح، ''الباب الأول في بيان وجود الجنة الآن'':ج۱،ص:۲۱)

فلما كان شهر ربيع الأول، دخل عليها، فرات ظله. (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده :ج۴۴،ص:۴۳۶)

حتى رأيت ظلي وظلكم إلخ. (محمد بن اسحاق بن خزيمة، صحيح ابن خزيمة، ''كتاب الصلاة: باب الرخصة في تناول المصلي الشيء'':ص:۲۰۷،رقم:۸۹۲)

(۱) وأما السلام فنقل اللقاني في شرح جوهرة التوحيد عن الإمام الجويني أنه في معنى الصلاة، فلا يستعمل في الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال عليٌّ عليه السلام، وسواء في هذا الأحياء والأموات إلا في الحاضر إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الخنثیٰ: مسائل شتیٰ'' :ج۱۰،ص:۴۸۳)

قال القاضي عياض: الذي ذهب إليه المحققون وأميل إليه ما لنا له مالك وسفيان واختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وسائر الأنبياء -عليهم السلام- بالصلاة والتسليم. (أيضاً: ص:۴۸۴)

أنه قوله عليٌّ عليه السلام من شعار أهل البدعة لا يستحسن فی مقام المرام. (أبو حنيفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأكبر :ص:۱۶۷)

## اللہ اور رسول کا زبانوں کا جاننا:

(۲۶) **سوال**: کیا اللہ تعالیٰ سب زبانوں کو جانتے ہیں، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب زبانوں کو جانتے ہیں۔ تفصیل سے بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، مرزاپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اللہ تعالیٰ تمام زبانوں کے خالق ہیں، اس لئے ہر طرح کی زبان کا پورا علم اللہ تعالیٰ رکھتے ہیں۔[۱] لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام زبانیں نہیں بولتے تھے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۸: ۱۴۳۹ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا سرزمین ہند پر کوئی نبی آیا؟

(۲۷) **سوال**: دنیا میں اللہ نے حضور سے پیش تر زمین کے ہر گوشہ میں انبیاء علیہ السلام کو روانہ کیا ہے اور تبلیغ اسلام ہوئی ہے، اگر یہ بات حق ہے تو کیا آپ اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ ہند کی سرزمین پر انبیاء علیہ السلام آئے ہیں یا نہیں، آئے ہیں تو کون ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید احتشام علی، حیدرآباد

---

(۱) ﴿وَمِنْ أٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَ أَلْوَانِكُمْ ط﴾ (سورة الروم:۲۲)
(۲) عن زيد بن ثابت -رضي اللّٰه عنه- قال: قال لي النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إني أكتب إلى قوم فأخاف أن يزيدوا عليّ أو ينقصوا فتعلم السريانية فتعلمتها في سبعة عشر يوماً. (ابن حجر عسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة، زيد بن ثابت'': ج۲،ص:۲۳)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** کتب تفاسیر اور احادیث کی صحیح روایات سے ثابت ہے کہ ہر خطہ زمین کے بسنے والوں کی ہدایت اور عقائد کی درستگی اور اصلاح حال کے لئے انبیاء کرام مبعوث ہوئے ہیں تو ہندوستان کیوں محروم رکھا جاتا ہے اولیاء عارفین و اصحاب کشف نے بعض مقامات پر نور کی روشنی محسوس کر کے بتلایا بھی ہے کہ یہاں نبی کی قبر معلوم ہوتی ہے یا یہ کہ یہاں نبی کا آنا محسوس ہوتا ہے۔ بعض مفسرین کتب نے یہ بھی لکھا کہ ذوالکفل جن کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے نبی تھے جنہوں نے بخارا کابل سے لے کر مغربی ہندوستان اور چین کے علاقہ تک تبلیغ کی۔ رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ توریت وانجیل کی روشنی میں جن انبیاء اور رسل کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتے تھے۔ انہی کے نام قرآن پاک میں موجود ہیں ورنہ انبیاء علیہم السلام کی تعداد مفسرین نے ایک لاکھ سے زائد لکھی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۷/۱۴۰۷ھ)

---

(۱) ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ط وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلاَ فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ (سورة الفاطر:۲۴)
﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج﴾ (سورة النحل:۳۶)
﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (سورة الإسراء:۱۵)
﴿ذٰلِكَ أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّأَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ﴾ (سورة الانعام:۱۳۱)
﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ط﴾ (سورة النساء:۱۶۴)

وعن الإمام أحمد عن أبي أمامة قال أبو ذرٍّ: قلت يا رسول اللّٰه كم وفاء عدة الأنبياء -عليهم السلام-؟ قال: مائة ألف وأربعة وعشرون ألفا الرسل من ذلك ثلاث مائة وخمسة عشر جما غفيراً. (ملا علي قارى، مرقاة المفاتيح، ''كتاب أحوال القيامة، باب بدؤ الخلق وذكر الأنبياء -عليهم السلام-، الفصل الثالث'': ج ۱۰،ص: ۴۱۷، رقم: ۵۷۳۷)

إن عدد دهم ليس بمعلوم قطعاً، فينبغي أن يقال: آمنت بجميع الأنبياء أولهم آدم وآخرهم محمد -صلى اللّٰه عليه وسلم- معراج، فلا يجب اعتقاد أنهم مأة ألف وأربعة وعشرون ألفا، وأن الرسل منهم ثلاث مأة وثلاثة وعشرون لأنه خبر آحاد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في عدد الأنبياء والرسل -عليهم السلام-'': ج۲،ص: ۲۴۲)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں یا مسجد افضل ہے؟

(۲۸) **سوال**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور فضیلت زیادہ ہے یا مسجد شریف کی فضیلت اور مرتبہ زیادہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد اکبر، سرینگر کشمیر

**الجواب وبالله التوفيق**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد پر فضیلت حاصل ہے قرآن کریم میں ہے: ''ولقد كرمنا بني آدم'' اور احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۷/۲۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## یا محمد، یا رسول اللہ کہنا:

(۲۹) **سوال**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''یا محمد'' اور ''یا رسول اللّٰہ'' پکارنا

(۱) ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ [الإسراء:۷۰] الأولیٰ أن يقال: عوام المؤمنين أفضل من عوام الملائكة، وخواصّ المؤمنين أفضل من خواصّ الملائكة قال تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝﴾ وفي قوله: إن البشر أفضل من الملك، بمعني: أن هذا الجنس لما وجد فيهم الأكمل من الرسل، أو الأكمل أفضل من هذ الجنس لعدم وجودهم فيهم فتأمل. (رواه ابن ماجه) قلت: وحديث ''المؤمن أعظم حرمة من الكعبة''. في ابن ماجه بسند عن بن عمر أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال ونظر إلى الكعبة: (لحرمة المؤمن أعظم عند الله حرمة منك) وهو بعض حديث طويلٍ. (ملا علي قاري، ''كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب بدء الخلق وذكر الأنبياء، الفصل الثالث'': ج۱۰،ص:۲۱۲، رقم:۵۷۳۳)

أجمعت الأمة على أن الأنبياء أفضل الخليقة و أن نبيّنا -عليه الصلاة والسلام- أفضلهم و أن أفضل الخلائق بعد الأنبياء الملائكة الأربعة وحملة العرش والروحانيون ورضوان ومالك؛ وأن الصحابة والتابعين والشهداء والصالحين أفضل من سائر الملائكة. واختفلوا بعد ذلك، فقال الإمام: سائر الناس من المسلمين افضل من سائر الملائكة وقالا:سائر الملائكة أفضل اهـ. ملخصا. ...... وحاصله أنه قسم البشر إلى ثلاثة أقسام: خواص كالأنبياء وأوساط كالصالحين من الصابحة وغيرهم وعوام كباقي الناس. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في عدد الأنبياء والرسل -عليهم السلام-'':ج۲،ص:۲۴۲)

کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جمال صاحب، بہار

**الجواب وباللہ التوفیق:** لفظ ''یا'' اس کے لئے استعمال ہوتا ہے جو سامنے موجود ہو اسی لئے روضۂ اطہر پر اس کا استعمال درست ہے کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور جہاں موجود نہیں وہاں لفظ ''یا'' کا استعمال درست نہیں ہے جو لوگ ہر جگہ لفظ ''یا'' سے پکارتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ موجود مانتے ہیں جب کہ یہ درست نہیں ہے ہر جگہ موجود ہونا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح:**

خورشید عالم

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا حق:

(۳۰) **سوال:** اذان کے بعد کی دعاء کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى عليّ نائيا أ بلغته. (رواه البيهقي في شعب الإيمان، (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث'': ج۳،ص:۱۷، رقم:۹۳۴)

وعن ابن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إن لله ملائكةً سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام). رواه النسائي والدارمي، (أيضاً: الفصل الثاني '': ج۳،ص:۹، رقم:۹۲۴)

حياة النبي صلى الله عليه وسلم في قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعياً لما قام عندنا من الأدلّة في ذلك وتواترت [به] الأخبار، وقد ألف البيهقى جزء اً في حياة الأنبياء في قبورهم، فمن الأخبار الدّالة وعلى ذلك ما أخرجه مسلم عن أنس: أن النبي صلى الله عليه وسلم ليلة أسري به مر بموسىٰ عليه السلام وهو يصلي في قبره. (عبد الرحمن بن أبي بكر، الحاوي للفتاوى: ج۲،ص:۱۷۸)

عن عمرو بن شرجيل رضي الله عنه، قال: قال عبد الله: قال رجل: يا رسول الله أي الذنب أكبر عند الله؟ قال: أن تدعوا لله ندا وهو خلقك. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب'' : ج۱،ص:۶۳، رقم:۸۳)

ويكفر بقوله: أرواح المشائخ حاضرة تعلم. (إبراهيم بن محمد، مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب السير والجهاد: ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲،ص:۵۰۵)

وعلى ما ذكرنا يكون الواقف مستقبلاً وجهه -عليه الصلاة والسلام- وبصره فيكون أولىٰ، ثم يقول في موقفه: السلام عليك يا رسول الله إلخ. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الحج: مسائل منثورة'' : ج۳،ص:۱۶۹)

جس نے یہ دعاء پڑھی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی جب کہ قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو شفاعت کے لئے چنے گا وہی شفاعت کر سکے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: اے آر وو ہرا، بنگلور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ مطلع کر دیا تھا کہ ایسے مقامات پر شفاعت کا حق آپ کو ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان فرمادیا ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۸/۲۲ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت:

(۳۱) **سوال**: حضرت موسیٰ نبی تھے یا نہیں؟ اور کس قوم کی طرف بھیجے گئے تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد تحسین صاحب، کشمیر

---

(۱) سورة النجم:۳-۴.

عن أبي موسىٰ الأشعري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خيّرت بين الشفاعة، وبين أن يدخل نصف أمتي الجنة، فأخرت الشفاعة، لأنها أعم وأكفى، أترونها للمتقين؟ لا، ولكنها للمذنبين، الخطّائين المتلوّثين. (أخرجه ابن ماجه، في سنه، "أبواب الدعوات، باب ذكر الشفاعة": ج۲،ص:۳۱۹،رقم:۴۳۱۱)

عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعي قال: مررت بجدك عبد الواحد بن عبد الله بن بسر، وأنا غازٍ وهو أمير على حمص، فقال لي: يا أبا عمروٍ، ألا أحدثك بحديثٍ يسرك، فو الله لربما كتمته الولاة؟ قلت: بلى. قال: حدثني أبي عبد الله بن بسرٍ قال: بينما نحن بفناء رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما جلوساً إذ خرج علينا مشرق الوجه يتهلل، فقمنا في وجهه، فقلنا: سرك الله يا رسول الله، إنه ليسرنا ما نرى من إشراق وجهك، فقال رسول صلى الله عليه وسلم: إن جبريل أتاني آنفاً، فبشرني أن الله أعطاني الشفاعة، وهي في أمتي للمذنبين المثقلين. (سليمان بن أحمد، المعجم الأوسط: ج۵،ص:۳۰۳-۳۰۴،رقم:۵۳۸۲)

**الجواب وباللہ التوفیق:** حضرت موسیٰ نبی تھے بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱۱/۱۸ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا رحمۃ للعالمین کی صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے؟

(۳۲)**سوال:** کیا رحمۃ للعالمین کی صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یا دیگر انبیاء کرام، اولیاء اور علماء کے لئے بولا جا سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شہباز احمد، جموکشمیر

**الجواب وباللہ التوفیق:** رحمۃ للعالمین یہ صفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خاص صفت نہیں ہے جس کا اطلاق کسی دوسرے پر نہ ہو سکے فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نہیں ہے؛ بلکہ دیگر انبیاء اولیاء اور علماء بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت میں سب سے اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیا جائے، تو جائز ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۳/۱۲ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِأٰيٰتِنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَقَالَ إِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (سورة زخرف:۴۶)
﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ ط﴾ (سورة الصف:۵)
(۲)﴿وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ بما ذكر وبأمثاله من الشرائع والأحكام وغير ذلك مما هو مناط لسعادة الدارين. (علامه آلوسي، تفسير روح المعاني، "سورة الأنبياء:۱۰۷": ج۹،ص:۹۹)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بدتر کہنے والا کافر ہے:

(۳۳) **سوال:** ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ مولانا اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑے چار سے بھی بدتر ہیں حالانکہ کتاب کے اندر ایسا نہیں ہے مگر اس سے قطع نظر دریافت کرتا ہوں کہ ایسا کہنے والے کا ایمان باقی رہا یا ختم ہو گیا؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ طاہر حسن جنید، ہریانہ

**الجواب وباللہ التوفیق:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں مذکورہ جملہ بولنا رسول خدا کی توہین کرنا ہے اور اہانت رسول کفر ہے بس ایسا جملہ بولنے والا شرعاً کافر ہو جاتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ ایمان قبول کرے اور ہمیشہ ہمیشہ توبہ واستغفار کرتا رہے اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کی کتاب میں یا کسی تحریر میں ایسا جملہ نہیں ہے جو شخص ان کی طرف ایسی باتوں کو منسوب کرتا ہے وہ بہتان طراز اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۴/۳ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْآ أَوْ يُصَلَّبُوْآ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ج فَاعْلَمُوْآ أَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٤﴾﴾ (سورة المائده:۳۳،۳۴)

والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لا عباً كفر عند الكل. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب السير: باب أحكام المرتدين“: ج۵،ص:۲۱۰)

وقال مع ذلك: إن الأنبياء -عليهم السلام- عصواً فكافر، ...... ولو قال: ”محمد درویشک بوذ“ أو قال: ”جامہ پیغمبر ریماک بوذ“ أو قال: قد كان طويل الظفر، فقد قيل: يكفر مطلقاً، وقد قيل يكفر إذا قال على وجه الإهانة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲،ص:۲۷۶)

# فصل ثالث

# علم غیب کا بیان

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر سمجھنا:

(۳۴)**سوال**: کچھ لوگ بعد نماز جمعہ اور بعد نماز تراویح اجتماعی طریقہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت لمبا چوڑا سلام پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، گورکھپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ہر جگہ حاضر وناظر ہونا خدا تعالیٰ کی صفت ہے جس میں کوئی مخلوق (خواہ عام انسان ہوں یا انبیاء علیہ السلام ہوں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر جاننا گویا اس صفت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ہے جو جرأت اور جسارت بیجا ہوگی اور بسا اوقات اس سے شرک تک پہونچ سکتا ہے، پس ایسے مسلمانوں کے غلط عقائد سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے خصوصی اوصاف میں کسی کو شریک کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔[1] باقی رہا سلام پڑھنا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر سلام پڑھا جائے، تو مطلقاً جائز نہیں؛ البتہ اس عقیدے کے بغیر اگر پڑھا جائے تو انفرادی اور اجتماعی طور پر درورد شریف پڑھنا جائز ہے اور ثواب کا باعث ہے؛ البتہ اجتماعی ہیئت پر درود شریف پڑھنے کو لازم اور ضروری سمجھنا درست نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۳/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾ (سورة النساء:۳۳)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## غیب کی خبر دینا:

(۳۵)**سوال**: ہمارے گاؤں میں ایک شخص عدد کا حساب لگا کر غیب کی باتوں کی خبر دیتا ہے بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو گئے ہیں تو ایسے شرکیہ افعال سے وہ شخص کافر ہو گیا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللطیف، کانپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ایسا شخص فاسق تو یقیناً ہے اور گناہ گار ہے جب تک وہ صراحتاً علم غیب کا دعویٰ نہ کرے اس وقت اس کی تکفیر نہیں کرنی چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۱۲ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ:

(۳۶)**سوال**: کوئی شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھے یا ان کے مختار کل و عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھے تو وہ کیسا ہے؟ کیا قرآن وحدیث میں

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......﴿إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ﴾ (سورة الملك :١٩)
﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ (سورة الأنعام: ٥٩)

(٢) ولعل الحق أن يقال: إن علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته أي لا واسطة في ثبوته له. (علامه آلوسي، روح المعاني، (تابع) "سورة النمل": ج١٠، ص:١٨)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أكثروا من الصلوٰة علي في يوم الجمعة وليلة الجمعة فمن فعل ذلك كنت له شهيدا أو شافعا يوم القيامة. (أخرجه البيهقي، في سننه: ج٣، ص:١٠٢)

(١) ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ (سورة الأنعام:٥٩)
﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (سورة النمل:٦٥)

وما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذلك، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر": ج٢، ص:٢٩٣)

اس قسم کی کوئی بات ہے یا مذکورہ باتوں کے عقیدے کا کوئی ثبوت ہے وضاحت سے جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مجیب الرحمٰن، بھاگلپور

**الجواب وباللہ التوفیق:** قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الآیۃ) دوسری جگہ ارشاد باری ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الآیۃ) جس کا واضح مقصد یہ ہے کہ عالم الغیب درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس کے سواء کوئی بھی عالم غیب ہوتا تو آپ اپنے لئے اچھائیاں جمع کرتے اور آپ کو کوئی تکلیف نہ پہونچتی۔ حالانکہ آپ کو زہر بھی دیا گیا اور آپ کو تیر مار کر لہولہان بھی کیا گیا۔ دندان مبارک بھی شہید ہوا جس کا آپ کو پہلے سے علم نہیں تھا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم دیا گیا وہ اللہ تعالیٰ نے دیا اور بتلایا آپ کو ذاتی طور پر اس کا علم نہیں ہوا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں؛ کیونکہ یہ صفت خاص خداوند قدوس کی ہے اس لئے یہ عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں کھلی ہوئی بدعت اور گمراہی ہے مسلمانوں کو ایسے عقیدے سے باز رہنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۵/۱۴ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## قرآن میں حاضر وناظر کا بیان:

(۳۷) **سوال:** اللہ تعالیٰ کا حاضر وناظر ہونا قرآن کریم کی کس آیت سے ثابت ہے؟ جب

---

(۱) ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ﴾ (سورة الأنعام:۵۹)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (سورة النمل:۶۵)
﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (سورة الجن:۲۷)
ولعل الحق أن يقال: إن علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته أي لا واسطة في ثبوته له. (علامه آلوسي، روح المعاني، (تابع) "سورة النمل": ج۱۰، ص:۱۸)

کہ لفظ حاضر وناظر عربی ہے تو قرآن میں کس جگہ حاضر وناظر ہے یا اگر نہیں ہے، تو کیوں نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا نثار احمد، سلطان پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** حاضر وناظر کے الفاظ تو واقعی عربی زبان کے ہیں، مگر یہ ضروری نہیں کہ قرآن پاک نے عربی زبان کے تمام ہی الفاظ کو ذکر کیا ہو، بلکہ اس کے قریب قریب الفاظ ہیں جن کو قرآن پاک نے استعمال کیا ہے، قرآن پاک میں ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝﴾ جن سے خدا کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ﴾ (الآية) دوسری آیت۔ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝﴾ (الآية) اس طرح کی آیت کا مفہوم اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کو بیان کرتا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۶/۹ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا حضور ﷺ کو ہر چیز کا علم حاصل تھا؟

(۳۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام:

ہمارے ایک دوست ہیں ان کا ماننا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ کو ہر چیز کا علم حاصل تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے؟ ایسے شخص کا عقیدہ مذہب اسلام اور شریعت مطہرہ کی نظر میں کیسا

(۱) فاللّٰہ تعالیٰ أعلم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وأنه تعالیٰ يعلم الجهر والسر وما يكون أخفى من المغيبات إلخ. أيضاً. (أبو حنيفة -رحمه اللّٰہ- شرح الفقه الأكبر، "بحث في شرح الصفات الذاتية وبيان مسمياتها": ص: ۳۴)
﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ﴾ (سورة الأنعام: ۵۹)
﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝﴾ (سورة طٰه: ۷)
﴿عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝﴾ (سورة الأنعام: ۱۵۴)
﴿بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (سورة البقرة: ۲۸۲)

ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ذاکر حسین، بھتورا، مدھوبنی (بہار)

**الجواب وباللہ التوفیق:** جمیع ما کان وما یکون یعنی ہر چیز کا علم یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس میں کوئی بھی مخلوق بشمول انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم دیا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا ذاتی علم نہیں تھا؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں؛ کیونکہ عالم الغیب ہونا یہ خدا تعالیٰ کی خاص صفت ہے؛ لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے والا گمراہ اور کھلی ہوئی بدعت میں ہے اس طرح کے عقیدہ سے بچنے کی سخت ضرورت ہے ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ﴾ (۱) ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (۲) ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾ (۳) ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۶/۲۴: ۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحیح:**

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) سورة الأنعام: ۵۹. (۲) سورة النمل: ٦٥.

(۳) سورة الأحزاب: ۵۵. (۴) سورة الجن: ۲۷.

ولعل الحق أن يقال: إن علم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته أي لا واسطة في ثبوته له. (علامه آلوسي، روح المعاني، (تابع) "سورة النمل": ج۱۰، ص:۱۸)

فالله تعالىٰ أعلم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وأنه تعالىٰ يعلم الجهر والسر وما يكون أخفى من المغيبات إلخ. أيضاً. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، "بحث في شرح الصفات الذاتية وبيان مسمياتها": ص:۳۴)

## کیا قیامت کا علم حضور کو بھی تھا؟

(۳۹) **سوال**: کیا قیامت کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تھا یا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: فضل رب خان، بلیاوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قیامت کا علم اللہ کے لیے مخصوص ہے، یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں دیا گیا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۱/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ م بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ ط إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (سورة اللقمان:۳۴)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ط﴾ (سورة النمل:۶۵)
﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (سورة الجن:۲۶-۲۷)

## فصل رابع

# صحابہ کرام سے متعلق عقائد کا بیان

## صحابہ کو گالی دینے والے مسلمان ہیں کہ نہیں؟

(۴۰) **سوال**: جولوگ صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں ایسے لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری احسان الحق، کیرانہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: جولوگ صحابہؓ کی مذمت کرتے ہوں، گالیاں دیتے ہوں، ''عیاذا باللّٰہ'' جب کہ اللہ تعالیٰ صحابہؓ کی تعریف فرماتے ہیں اوران سے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرماتے ہیں تو ایسے لوگ فاسق وفاجر اور کفر کے قریب ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۷/۱۴۱۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعہ حضرات کے عقائد:

(۴۱) **سوال**: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعہ حضرات کے ان عقائد کا

---

(۱)وسب أحد من الصحابة وبغضه لا يكون كفرا، لكن يضلل إلخ. وذكر في فتح القدير أن الخوارج الذين يستحلون دماء المسلمين وأموالهم، ويكفرون الصحابة، حكمهم عند جمهور الفقهاء وأهل الحديث حكم البغاة. وذهب بعض أهل الحديث إلى أنهم مرتدون. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب هم: في حكم سب الشيخين'' :ج۶،ص:۳۷۷)

عن أبي سعيد الخدري -رضي اللّٰه عنه- قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه، متفق عليه. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب مناقب الصحابة'': ج۲،ص:۵۵۳)

کیا حکم ہے؟

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہونا ان کو حاجت روا مشکل کشا تسلیم کرنا۔

(۲) عقیدہ رسالت کے ساتھ عقیدہ امام لازم وملزوم ہیں بغیر امامت کے رسالت کا مشن ادھورا ہے، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال ائمہ دونوں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۳) قرآن کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ اس میں تحریف کردی گئی ہے ان کے پاس اس بارے میں تین ہزار سے زائد روایات موجود ہیں۔ ان عقائد کی روشنی میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شہزاد علی، مظفر نگر

**الجواب وباللہ التوفیق**: شیعہ حضرات میں جو لوگ یا جماعتیں مذکورہ نظریات رکھتی ہیں وہ سب اسلام سے خارج ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۹/۲/۲۶ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## خطبہ میں خلفاء راشدین واہل بیت کا تذکرہ:

(۴۲) **سوال**: خطبہ میں خلفائے راشدین اور اہل بیت، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت

(۱) نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة – رضى الله تعالى عنها – أو أنكر صحبة الصديق، أو اعتقد الألوهية في عليّ، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد مطلب مهم: في حكم سب الشيخين“: ج۶، ص:۳۷۸)

ويجب إكفار الروافض في قولهم: برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة وبقولهم: في خروج إمام باطن وبتعطيلهم الأمر والنهي إلى أن يخرج الإمام الباطن وبقولهم: إن جبريل -عليه السلام- غلط في الوحي إلى محمد -صلى الله عليه وسلم- دون علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، وأحكامهم أحكام المرتدين، كذا في الظهيرية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: أحكام المرتدين، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم الصلاة والسلام“: ج۲، ص:۲۷۷)

حسن رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، وغیرہم کے ذکر آنے کی وجہ کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: نعیم الدین، سنت کبیر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** خلفاء راشدین واہل بیت کی فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ان کی فضیلت کے بیان کے لئے حدیث کی کتابوں میں مستقل ابواب ہیں؛ اس لئے خطبہ میں ان کا تذکرہ افضل ومستحب ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے تو امت بھی اس کا اظہار کرے اور ان کے لئے دعا کرے۔(۱)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۶/۷ھ)

## کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نشہ کی حالت میں مغرب کی نماز پڑھائی؟

(۴۳) **سوال:** ایک مولوی صاحب نے فرمایا: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شراب نوشی کرتے تھے اور نشہ کی حالت میں مغرب کی نماز پڑھائی تو سورۂ کافرون غلط پڑھ دی گئی تھی یہ واقعہ صحیح ہے یا گھڑا ہوا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ذاکر حسین، نینی تال

(۱) وذكر الخلفاء الراشدين رضوان اللّٰه تعالىٰ عليهم أجمعين مستحسن بذلك جرى التوارث، كذا في التنجيس. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلوٰة: الباب السادس عشر: في صلاة الجمعة ومن الستحب'': ج۱،ص:۲۰۸)

عن سعد بن أبي وقاص رضي اللّٰه عنه، قال: لما نزلت هذه الآية ﴿ندع أبنائنا وأبنائكم﴾ دعا رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- علياً وفاطمة وحسناً وحسيناً فقال: أللهم هٰؤلاء أهل بيتي، رواه مسلم. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب مناقب أهل بيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم'': ج۲،ص:۵۶۸،رقم:۶۱۳۵)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے[۱] اس کو مطلقاً بیان کرنا درست نہیں اگر کہیں بیان کریں تو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔ مولوی صاحب کو آئندہ ایسی باتوں سے پرہیز لازم ہے اگر کوئی صحیح روایت نہ ہو تو ان پر توبہ استغفار لازم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار ''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۶/۱۴۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## حضرت عمر کے کسی بیٹے کا زنا کرنا اور اس پر حد جاری کرنا:

(۴۴) **سوال**: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ وقت تھے، ان کے لڑکے نے کسی عورت سے زنا کیا، اس سے حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا، جب بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا، تو انہوں نے حکم دیا کہ ان کو سو کوڑے مارے جائیں، تو کوڑے مارتے وقت بیچ میں وہ مرگیا، پھر مرنے کے بعد باقی ماندہ کوڑے پورے کئے گئے یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد بنیامین، مظفرنگر

---

(۱) وفي بعض الروايات أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قدم المدينة وهم يشربون الخمر ويأكلون الميسر فسألوه عن ذلك، فأنزل الله تعالى هذه الآية، فقال قوم: ما حرما علينا فكانوا يشربون الخمر إلى أن صنع عبد الرحمن بن عوف طعاما فدعا أناسا من الصحابة وأتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلاة المغرب فقدموا علياً كرم الله تعالى وجهه فقرأ ﴿قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ (الكافرون:۱) ...... فانطلق سعد إلى النبي صلى الله عليه وسلم وشكا إليه الأنصار فقال: أللهم بين لنا رأيك في الخمر بيانا شافيا فانزل الله تعالىٰ ﴿إنما الخمر والميسر﴾ إلى قوله تعالىٰ ﴿فهل أنتم منتهون﴾ و ذلك بعد غزوة الأحزاب بأيام، فقال عمر رضي الله عنه: انتهينا يا رب إلخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''تحت قوله تعالىٰ: ﴿يسئلونك عن الخمر والميسر﴾ (سورة البقرة:۲۱۹''، ج۲، ص:۱۶۹)

(۲) أخرجه المسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم: ج۱، ص:۷، رقم:۳.

**الجواب وباللّٰه التوفيق:** مذکورہ واقعہ غلط ہے اسرائیلی روایات میں اس کا ذکر ہے جو کہ قابل اعتبار نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۱/۱۴۱۱ھ)

## خلفاء راشدین وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم:

(۴۵) **ســوال:** خلفاء راشدین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا کافر ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجلیل، ہرسولی، مظفر نگر

**الجواب وبا اللّٰه التوفيق:** خلفاء راشدین کو سب وشتم کرنے والوں کو بعض علماء نے کافر کہا ہے بہرحال ایسا شخص فاسق وفاجر ضرور ہے،[2] بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت

---

(۱) ذكر ابن الجوزي بعد قصة طويلة: "هذا حديث موضوع":
كيف روي ومن أي طريق نقل؟ وضعه جهال القصاص ليكون سببا في تبكية العوام والنساء، فقد أبدعوا فيه وأتوا بكل قبيح ونسبوا إلى عمر ما لا يليق به، ونسبوا الصحابة إلى ما لا يليق بهم، وكلماته الركيكة تدل على وضعه، وبعده عن أحكام الشرع يدل على سوء فهم واضعه وعدم فقهه.
هذا الذي ذكره محمد بن سعيد في الطبقات وغيره. وليس بعجيب أن يكون شرب النبيذ متأولا فسكر عن غير اختيار، وإنما لما قدم على عمر ضربه ضرب تأديب لا ضرب حد، ومرض بعد ذلك لا من الضرب ومات، فلقد أبدوا فيه القصاص وأعادوا. وفي الإسناد الأول من هو مجهول ثم هو منقطع. (جمال الدين عبدالرحمن بن علي بن محمد الجوزي، الموضوعات: ج۳،ص:۲۷۵)
(۲) ﴿لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا لا وَّقَالُوْا هٰذَا إِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴾(سورة النور:۱۲)

لگانے والا بالاتفاق کافر ہے؛ کیوں کہ اس سے نص قطعی کا انکار لازم آتا ہے۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۰/۳/۲۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## یزید بن معاویہ کے بارے میں علماء دیوبند کا موقف:

(۴۶) **سوال**: یزید بن معاویہ کے بارے میں علماء دیوبند کا کیا عقیدہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: علمائے دیوبند یزید کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں کہ یہی احوط ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف بیان کیا گیا ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱:۶/۲۷ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه، متفق عليه. (مشكوة المصابيح، ”كتاب الفتن: باب مناقب الصحابة“: ج۲، ص:۵۵۳، رقم:۶۰۰۷)

وذكر الخلفاء الراشدين رضوان اللّٰه تعالىٰ عليهم أجمعين مستحسن بذلك جرى التوارث، كذا في التنجيس. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلوٰة: الباب السادس عشر: في صلاة الجمعة، ومن المستحب“: ج۱، ص:۲۰۸)

وسب أحد من الصحابة وبغضه لا يكون كفراً، لكن يضلل الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب مهم: في حكم سب الشيخين“: ج۶، ص:۳۷۷)

نم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي اللّٰه عنها، أو أنكر صحبة الصديق أو اعتقد الألوهية في عليّ. (أيضا: ج۶، ص:۳۷۸)

(۲) فتاوى رشيديه: ص:۷۶۔ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## کس صحابی نے حضور کا پیشاب پیا تھا؟

(۴۷) **سوال:** امام صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب کسی صحابی نے پی لیا جس کی وجہ سے اس صحابی کے بدن سے پوری زندگی خوشبو مہکتی رہی، تو کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد اسلام، میرٹھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** کسی صحابی کے بارے میں ایسی کوئی روایت ہمیں نہیں ملی کہ کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا ہو، البتہ حضرت برکۃ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سیرت کی بعض کتابوں میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا۔[۱] لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی حضرت برکۃ رضی اللہ عنہا نے پانی سمجھ کر پی لیا تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ پیشاب ہے۔ بول و براز کو زمین کا نگل جانا یہ تفسیر خازن میں مذکور ہے، لیکن غیر محقق ہے، تھوک کا صحابہ کا ہاتھ پر لینا بھی ثابت نہیں، ہاں اگر کبھی اتفاقاً کسی صحابی کے ہاتھ پر تھوک پڑ جاتا، تو وہ اس کو اپنے جسم اور چہرے پر تبرکاً مل لیتے[۲] جان بوجھ کر صحابہؓ ایسا کرتے ہوں یہ ثابت نہیں۔

"إن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان له قدح من عیدان یبول فیه ثم یوضع تحت سریره، فجاء ت إمرأة یقال لها برکة جاءت مع أم حبیبة من الحبشة فشربته برکة فسألها، فقالت شربته، فقال: لقد حضرتني من النار بحضار أو قال جبته أو هذا معناه"[۳]

"عن أم أیمن رضي اللّٰہ عنها، قالت: قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......وینبغي أن لا یسأل الناس عما لاحاجة إلیه ...... إلی غیر ذلك مما لا تجب معرفته ولم یرد التکلیف به. (ابن عابدین، "کتاب الخنثیٰ: مسائل شتی": ج۱۰، ص:۴۸۵)

وهل یجوز لعن یزید حکی القاضي ثناء اللّٰہ في مکتوباته إن للعماء فیه ثلاثة مذاهب الأول المنع کما قاله الإمام أبو حنیفة في الفقه الأکبر. (هامش بذل المجهود، "کتاب الأدب، باب اللعن": ج۱۹، ص:۱۴۸)

(۱) اصح السیر: ص:۵۶۱

(۲) (اصح السیر: ص:۱۷۲

(۳) الطبراني، المعجم الکبیر: ج۲۴، ص:۱۸۹؛ والسنن الکبریٰ للبیهقي: ج۷، ص:۶۷.

**من الليل إلى فخارة في جانب البيت، فبال فيها فقمت من الليل، وأنا عطشانة فشربت ما فيها، وأنا لا أشعر فلما أصبح النبي صلى الله عليه وسلم قال: يا أم أيمن -رضي الله عنها- قومي فأهريقي ما في تلك الفخارة، قلت: قد والله شربت ما فيها، فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه ثم قال أما إنك لا تتجعين بطنك أبداً ،[1] وقد تكاثرت الأدلة على طهارة فضلاته وعد الأئمة ذلك في خصائصه ''[2]**

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان قاسمی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۷/۱۴۱۶ھ)

## کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا تھا اور کس نے دیا تھا؟

(۴۸) **سوال:** حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق بتائیں کہ کیا انہیں زہر دے کر مارا گیا تھا؟ اور اگر زہر دے کر مارا گیا تھا، تو ان کو زہر کس نے دیا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: امام الدین، آسام

**الجواب وباللہ التوفیق:** یہ صحیح ہے کہ ان کو زہر دیا گیا تھا جو ان کے انتقال کا سبب بنا، ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بیوی سے زہر دلوایا گیا تھا۔[3]

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۴/۱۴۱۰ھ)

---

(۱) الطبراني، المعجم الكبير، ''ما اسندت أم أيمن'': ج۲۵، ص:۸۹

(۲) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، ''باب: قوله باب الماء'': ج۱، ص:۲۷۲.

(۳) عن عمير بن إسحاق قال: دخلت أنا ورجل على الحسن بن علي نعوده ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کون سی خلافت چلی:

(۴۹)**سوال**: حضرت رسول کریم ﷺ کی نبوت کے تیس سال بعد تک خلافت راشدہ رہی، جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی اور ابن معاویہ پر چلی گئی، وہ بھی تیس سال رہی بادشاہت کی شکل میں، اس کے بعد خلافت عباسیوں میں چلی گئی جو عباسیہ کہلائی، تو جب خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہوگئی اور خود امام حسن نے حضرت معاویہ کو خلافت دے کر بیعت کی، تو امام حسین رضی اللہ عنہ سے کون سی بیعت اور کون سی خلافت چلی۔ اور آج کون سی خلافت جاری ہے۔ جو عوام کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جن لوگوں نے پیری و مریدی کو اپنا ذریعۂ معاش بنا رکھا ہے۔ اسلام کی روح مسلمانوں کے اندر سے نکال دی اور اپنا سلسلۂ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جوڑ رکھا ہے، عوام کو پھر دھوکا ہوجاتا ہے۔ جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صدیق صاحب، دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: خلافت سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور صحیح اعتبار سے خلافت راشدہ کا دور حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت، خلافتِ راشدہ کا دور نہیں؛ بلکہ ملوکیت کا دور ہے اور بنی امیہ کے دور سے تعبیر کیا جاتا ہے، بنوامیہ کے بعد بنوعباس کا دور آیا، جن کی حکومت ہلاکو خان کے حملہ کے بعد معتصم باللہ پر ختم ہوگئی۔ یہ امراء کے ادوار، خلافت راشدہ نہیں؛ بلکہ ادوار ملوکیت ہیں(۱)۔ دوسرا دور جو

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... فجعل يقول لذلك الرجل: سلني قبل أن لا تسألني قال: ما أريد أن أسئلك شيئاً يعافيك اللّٰه، قال: فقام فدخل الكنيف ثم خرج إلينا ثم قال: خرجت إليكم حتى لفظت طائفة من كبدي أقلبها؛ لهذا العود لقد سقيت السم مرارا ما شيئ أشد من هذه المرأة. (ابن عساكر، تاريخ إبن عساكر: ج۱۳،ص:۲۵۲)

(۱)عن سفينة قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ألخلافة ثلثون سنة ثم تكون ملكا. (مشكوة المصابيح، ’’كتاب الفتن: باب مناقب الصحابة‘‘: ج ۲،ص: ۵۶۰،رقم: ۲۱۹۱۹؛ مسند أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث: أبي عبد الرحمن سفية مولىٰ رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم-)

خلافت کا چلتا ہے وہ خلافت راشدہ کا نہیں ہے، بلکہ وہ تصوف کا درجہ ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے اور یہی خلافت پیری و مریدی کے سلسلہ کو قائم کرتی ہے؛ لیکن پیر ہونے یا پیر کا خلیفہ ہونے کے لئے شرائط ہیں جو ان شرائط پر پورا اترتا ہو وہ ہی پیر ہوگا اور جو ان شرائط کو پورا نہیں کرتے اور خود کو پیر کہتے ہیں وہ دنیا داری میں مبتلا ہو کر ریا کاری کرتے ہیں، حقیقت میں وہ نہ تو پیر ہیں اور نہ ہی ان کی خلافت صحیح ہے، ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۵/۱۴۱۰ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

# فصل خامس

# حشر ونشر کا بیان

## قبر میں سوال وجواب اور روح کا جسم سے تعلق:

(۵۰) **سوال**: (۱) تدفین کے لمحات کے بعد سوال وجواب شروع ہوتا ہے؟ (۲) قبر میں میت کے اندر روح کتنی دیر کے بعد ڈالی جاتی ہے؟ (۳) لیٹے لیٹے سوال ہوتا ہے یا بیٹھا کر؟ (۴) جب منکر نکیر چلے جاتے ہیں تو کیا میت میں روح باقی رہتی ہے؟ (۵) اگر جسم میں روح ہے ہی نہیں تو میت کو عذاب وثواب کا علم کیسے ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: ضیاء الحسن، سیتامڑھی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: تدفین سے فراغت کے بعد جب لوگ واپس ہوجاتے ہیں تو فوراً منکر نکیر آکر سوال وجواب کرتے ہیں[۱] البتہ رمضان المبارک اور یوم جمعہ[۲] میں انتقال کرنے والوں کا حساب وکتاب مؤخر کردیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد سوال وجواب ہوتے ہیں یا نہیں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

سوال وجواب کے وقت ظاہر ہے کہ پوری روح جسم میں ڈال کر زندہ کردیا جاتا ہے کہ پوری سوجھ بوجھ اور سمجھداری کے ساتھ جواب دے سکے، اس کے بعد مومن کی روح اعلیٰ علیین میں اور کافر کی روح سجیین میں پہونچادی جاتی ہے۔ مگر روح کا تعلق جسم کے ساتھ اس طرح رہتا ہے جس طرح آسمان سے سورج کی کرنیں دنیا کی چیزوں پر پڑتی ہیں اور ان میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اسی اثر کی وجہ سے جسم کو عذاب کی تکلیف اور انعام کی راحت محسوس ہوتی ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۲۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- كان النبي صلى الله عليه وسلم ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## مُردوں کو زندہ کرنے کا عقیدہ:

(۵۱) **سوال:** مُردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا۔ اس سچائی کو دیکھیں ابن مریم۔ ایسا عقیدہ کسی بندہ کے لئے شرک ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد اعظم نگر، بریلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس کلام کو احیاءِ موتیٰ کے مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے، اس لئے کہ متکلم کا مقصد یہ نہیں ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کے دل مر گئے بدعقیدگی میں مبتلا ہوکر ان کو راہِ راست پر لے آئے۔ یہ مقصد مستحسن ہے اور متکلم کا منشاء بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسی سے ملتا ہوا شعر ہے:

آناں کہ خاک رابنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشم بما کنند

اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کے بارے میں آپ کیا

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... إذا فرغ من دفن المیت وقف علیه، فقال: استغفروا لأخیکم واسألو اللّٰه له بالتثبیت فإنه الآن یسئل. (أخرجه أبوداود، في سننه، ''کتاب الجنائز: باب الاستغفار عند القبر للمیت في وقت الانصراف'': ج۲،ص:۴۵۹،رقم:۳۲۲۱)

(۲) ثم ذکر أن من لا یسأل ثمانیة! ...... ومنهم ...... والمیت یوم الجمعة أو لیلتها. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: ثمانیة لا یسألون في قبورهم'': ج۳،ص:۸۱)

عذاب القبر حق وسؤال منکر ونکیر وضغطة القبر حق، ...... ویرفع عنه یوم الجمعة وشهر رمضان. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة: باب الجمعة، مطلب: ما اختص به یوم الجمعة'': ج۳،ص:۴۴)

(۳)وسؤال منکر ونکیر وهما ملکان یدخلان القبر فیسئلان العبد إلخ. (علامه تفتازاني، شرح العقائد النسفیة ''بحث عذاب القبر'': ص:۹۸)

وأعلم أن أهل الحق اتفقوا علی أن اللّٰه تعالیٰ یخلق في المیت نوع حیاة في القبر قدر ما یتألم، أو یتلذذ ...... وکلامه (أبي حنیفة) هنا یدل علی إعادة الروح، إذ جواب الملکین فعل اختیاري فلا یتصور بدون الروح. (أبو حنیفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأکبر، بحث في أن عذاب القبر حق، وبیان أن الروح تعاد للمیت'': ص:۱۷۲)

إن عذاب القبر حق، سواء کان مؤمناً أو کافراً أو مطیعاً أو فاسقاً. (أیضاً:)

کہیں گے۔ پس کلام کے کہنے والے کی اصل منشاء اور مقصد معلوم ہونے کے بعد ہی کوئی حکم لگانا چاہئے اور توجیہ القول بمالا یرضی قائلہ کا مرتکب ہوکر گناہگار نہ ہونا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیو بندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند
(۱۴۱۵/۹/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیو بند

## رمضان وجمعہ میں انتقال کرنے والے سے قبر میں سوالات کا نہ ہونا:

(۵۲) **سوال**: اگر رمضان المبارک میں کسی مسلم فاسق یا فاجر، حقوق العباد ضائع کرنے والے، یا سودخور کا انتقال ہوجائے تو اس سے قبر کے اندر سوالات کیے جائیں گے یا نہیں؟ اگر سوالات کیے جائیں گے یا نہیں کیے جائیں گے اس کا تعین عید تک ہے یا قیامت تک۔ ایک مفتی صاحب عیدگاہ میں بیان کرتے ہیں اگر رمضان میں کسی کا انتقال ہوجائے تو اس سے قیامت تک حساب وسوالات نہیں ہوں گے؟

اگر کسی مسلم فاسق فاجر حقوق العباد ضائع کرنے والے یا سودخور کا جمعہ کے دن انتقال ہوجائے ان سے بھی قبر کے اندر سوالات ہوں گے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عباس قاسمی، راجستھان

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: رمضان المبارک اور جمعہ کے فضائل میں یہ بات وارد

---

(۱) إذا کان في المسئلة وجوه توجب الکفر، ووجه واحد یمنع، فعلی المفتي: أن یمیل إلیٰ ذلك الوجه، کذا في ”الخاصة“. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بتلقین الکفر“: ج۲،ص:۳۹۳)

إذا أنکر آیة من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما یعظم في الشرع ...... کفر. (عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان، مجمع الأنهر في شرح ملتقی الأبحر، ”کتاب السیر والجهاد: ثم إن ألفاظ الکفر أنواع“: ج۲،ص:۵۰۷)

ولا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن کانت کبیرة إذا لم یستحلها ولا نزیل عنه اسم الإیمان ونسمیه مؤمناً حقیقة. (أبو حنیفة -رحمه اللّٰه- شرح الفقه الأکبر، ”بحث في أن الکبیرة لا تخرج المؤمن عن الإیمان“: ص:۱۱۷)

ہے کہ ان ایام میں جن کا انتقال ہوا ان سے سوالات نہیں ہوتے؛ لیکن یہ وضاحت نہیں کہ کب تک نہیں ہوتے یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے جس کی وضاحت نہیں ہے۔ البتہ رحمت خداوندی سے امید کی جانی چاہئے کہ قیامت تک سوالات نہیں ہوں گے تاہم غضب الٰہی سے بھی ڈرنا چاہئے کہ کب سوالات ہوجائیں۔

**''عن عبد اللّٰہ بن عمرو، رضي اللّٰہ عنہ، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ أو لیلۃ الجمعۃ إلا وقاہ اللّٰہ فتنۃ القبر''**(۱)

**''ویرفع عنہ العذاب یوم الجمعۃ وشہر رمضان بحرمۃ النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم لأنہ مادام في الأحیاء لا یعذبہم اللّٰہ تعالیٰ بحرمتہ فکذلک في القبر یرفع عنہم العذاب یوم الجمعۃ وکل رمضان بحرمتہ''**(۲) **قال إبن عابدین والمؤمن المطیع لا یعذب بل لہ ضغطۃ یجد ہول ذلک وخوفہ والعاصي یعذب ویضغط لیکن ینقطع عنہ العذاب یوم الجمعۃ ولیلتہا، ثم لا یعود وإن مات یومہا أو لیلتہا یکون العذاب ساعۃ واحدۃ وضغطۃ القبر ثم یقطع''**(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۴/۱۱/۲۸ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجہ الترمذی، في سننہ، ''أبواب الجنائز، باب ماجاء فیمن یموت یوم الجمعۃ'': ج۱، ص:۲۰۵، رقم:۱۰۷۴۔

(۲) أبو حنیفۃ -رحمہ اللّٰہ- شرح الفقہ الأکبر، ''بحث في أن عذاب القبر حق'' ص:۱۷۲۔

(۳) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاۃ: باب الجمعۃ، مطلب ما اختص بہ یوم الجمعۃ'': ج۳، ص:۴۴۔

ثم ذکر أن من لا یسأل ثمانیۃ! ...... ومنہم ...... والمیت یوم الجمعۃ أو لیلتہا. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاۃ: باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: ثمانیۃ لا یسألون في قبورہم'': ج۳، ص:۸۱)

عذاب القبر حق وسؤال منکر ونکیر وضغطۃ القبر حق، ...... ویرفع عنہ یوم الجمعۃ وشہر رمضان. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاۃ: باب الجمعۃ، مطلب: ما اختص بہ یوم الجمۃ'': ج۳، ص:۴۴)

## قیامت کے منکر کا حکم اور ''آواگون'' کے عقیدے کا حکم:

(۵۳) **سوال**: زید کہتا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی جب ظلم بڑھ جاتا ہے تو ظلم کرنے والے ختم ہوجاتے ہیں اور نیک انسان بچ جاتے ہیں (بس یہی قیامت ہے) اور یہ شخص آواگون کو بھی مانتا ہے ایسے آدمی کے پاس آنا جانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احمد صاحب، ہریدوار

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق**: قیامت برحق ہے اس کا منکر کافر ہے ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّاۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ أَدْخِلُوْٓا أٰلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّا لْعَذَابِ ۝﴾[1] اور آواگون کا عقیدہ بھی کفریہ عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے عقیدوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے غلط عقیدے اور کفریہ عقائد رکھنے والے حضرات کو سمجھائیں کہ وہ اس سے باز آجائیں، باز نہ آنے پر ان سے ربط ختم کردیا جائے تاکہ ان کو عبرت ہوجائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۹/۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ إِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ أَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝﴾ (سورة يونس:۴)
﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝﴾ (سورة المؤمن:۱۶)
والحساب والميزان والجنة والنار حق كله وكذا الصراط والحوض وغيرهما من مواقف القيامة. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، ''بحث في أن الله تعالىٰ واحد لا من طريق العدد'': ص:۳۰)
من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الصراط أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد يكفر، ولو أنكر البعث فكذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بيوم القيامة وما فيها: ج۲، ص:۲۸۵)
إذا أنكر آية من القرآن أواستخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع يكفر. (عبد الرحمن بن محمد بن سليمان، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب السير والجهاد: ثم إن ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲، ص:۵۰۷)

## ارتداد کی حالت میں مرنے والے شخص کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟

(۵۴)**سوال**: بندہ ناچیز کے رشتہ داروں میں ایک شخص ایسا ہے جو اسلام سے پھر گیا ہے، عمر دراز ہے، دیہات کا رہنے والا ہے، اپنے بھائی کے گھر رہتا ہے، ان کے نام کھیت زمین مکان وغیرہ ہیں؛ اگر ان کا بھائی اس لیے ان کو کھانا دے کہ وہ اپنی جائیداد اس کے نام کردیں تو یہ کیسا ہے اگر وہ آدمی کافروں کے یہاں مرجاتا ہے تو کیا حکم ہے اور اگر مسلمانوں کے یہاں اس کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، مہتاب پور

**الجواب وباللہ التوفیق**: مذکورہ شخص کو اسلام کی اہمیت بتلائی جائے اور اس کو اگر شک وشبہ ہے تو اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اس نیت سے اس کو کھانا وغیرہ دیا جائے عجیب نہیں کہ وہ پھر سے مسلمان ہوجائے۔

اگر وہ کفر کی حالت میں مرجائے تو پھر اس کا مال ورثہ کے درمیان تقسیم کیا جائے گا اور اگر وہ اسی حالت میں مرے تو کافروں کے ہی حوالہ کیا جائے؛ لیکن پہلے اس کی پوری صورت حال لکھ کر معلوم کرلیا جائے کہ وہ واقعۃً خارج از اسلام ہے یا نہیں؟[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۶/۱/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنہ، قال: قال رسول اللّٰہ -صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من بدل دینه فاقتلوه. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ”باب المرتد عن دينه“: ج۲،ص:۱۸۲،رقم:۲۵۳۵)

ومنها أنه يستحب أن يستتاب ويعرض عليه الإسلام لاحتمال أن يسلم، لكن لا يجب؛ لأن الدعوة قد بلغته فإن أسلم فمرحبا وأهلا بالإسلام، وإن أبى نظر الإمام في ذلك فإن طمع في توبته، أو سأل هو التأجيل أجله ثلاثة أيام وإن لم يطمع في توبته، ولم يسأل هو التأجيل قتله من ساعته. (الكاساني، بدائع الصنائع، ”كتاب السير: فصل في، بيان أحكام المرتدين“: ج۶،ص:۱۱۸)

## قیامت کے روز ساری مخلوق کو کہاں جمع کیا جائے گا؟

(۵۵)**سوال**: قیامت کے روز اللہ پاک ساری مخلوق کو کس میدان میں جمع فرمائیں گے۔ اس میدان کا نام کیا ہے اور وہ میدان کون سے ملک کا ہے۔ جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: دلشاد احمد، کیرانہ

**الجواب وباللہ التوفیق**: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان عرفات میں جمع کیا جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ میدان کون سا ہے اور کہاں ہوگا۔ البتہ بعض علماء نے مسند احمد وغیرہ سے سیدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شام حشر ونشر کی سر زمین ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند
(۱۱/۷/۱۴۱۲ھ)

## کیا ہر آدمی سے قبر میں نکیرین سوال وجواب کرتے ہیں؟

(۵۶)**سوال**: کیا ہر آدمی سے مرنے کے بعد نکیرین قبر میں سوال وجواب کرتے ہیں یا کچھ لوگ اس سے مستثنیٰ بھی ہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن مرنے والے اور شہید وغیرہ کا حساب آخرت میں ہوگا تو قبر میں حساب وکتاب اور آخرت کے حساب وکتاب سے کیا مراد ہے؟

---

(۱) قال أبو ذر -رضي الله عنه-: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأين أنام، هل لي من بيت غيره؟ فجلس إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال له: كيف أنت إذا أخرجوك منه؟ قال إذاً الحق بالشام فإن الشام أرض الجهرة، وأرض المحشر، وأرض الأنبياء. (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، ”حديث أسماء بنت يزيد“: ج۴۵،ص:۵۶۸،رقم:۲۷۵۸۱)

نکرین کا قبر میں سوال و جواب، حساب و کتاب میں داخل ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امیر الدین، نئی مسجد، گورکھپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** حساب و کتاب تو آخرت میں ہوگا قبر میں دو امور ہیں سوال و جواب اور فتنۂ قبر اس کو عذاب قبر بھی کہہ سکتے ہیں، جہاں تک سوال و جواب کی بات ہے اس کے بارے میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ہر ذی نفس سے سوال ہوگا، لیکن یہ قول مرجوح ہے۔ شارح بخاری شریف علامہ قسطلانی اور شارح جامع صغیر علقمہ کی تحقیق یہ ہے کہ کچھ مستثنیات بھی ہیں جن سے سوال نہیں ہوگا؛ علامہ سیوطی نے بھی ان کو بیان کیا ہے جن سے سوال نہیں ہوگا۔

مثلاً: (۱) شہیدوں سے اور جو اسلامی حکومت کی سرحد کی فوجی حفاظت پر مامور ہیں۔ (۲) طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوکر جو مرے۔ (۴) طاعون کا مرض جب پھیل رہا ہو اور وہ دوسری جگہ منتقل نہ ہو۔ اور انہی ایام میں اس کا انتقال ہو جائے۔

(۵) صدیقین سے۔ (۶) جمعہ کے دن یا رات میں جس کا انتقال ہو۔ (۷) اطفال۔ (۸) جو ہر رات میں سورہ ملک پڑھتا ہو اور بعض نے سورہ سجدہ کا اضافہ کیا ہے۔ رمضان میں مرنے والا اور انبیاء علیہم السلام، فتنۂ قبر اور عذاب قبر کے بارے میں وارد ہے۔

''قال علیه الصلوٰة والسلام: ما من مسلم یموت یوم الجمعة أو لیلة الجمعة إلا وقاه اللّٰه فتنة القبر الخ''[۱] مصنف بن عبدالرزاق اور مسند دیلمی میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے ''من مات لیلة الجمعة أو یوم الجمعة دفع اللّٰه عنه عذاب القبر''[۲]

معلوم ہوا کہ جس کا انتقال جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن ہوا ہو اس کو عذاب بھی نہیں ہوگا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۶/۱۰/۱۴۱۲ھ)

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الجنائز: باب ما جاء في من یموت ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## صور کی شکل وصورت کیا ہوگی؟

(۵۷)**سوال**: ہمارے علاقے میں ایک مولانا صاحب آئے تھے، انہوں نے وعظ میں فرمایا کہ قیامت میں صور پھونکا جائے گا تو ہم نے ان سے پوچھا کہ صور کی شکل وصورت کیا ہوگی تو وہ اس کو بتلا نہ سکے، آپ تحریر فرمادیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالوحید صاحب، قطر

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق**: صور نور کا بنا ہوا ایک سینگ ہے، جس میں پھونک ماری جائے گی۔ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت فرمایا ''ما الصور'' صور کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قرن ینفخ فیه'' ایک سینگ ہے کہ جس میں پھونک ماری جائے گی۔ (۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معنی نرسنگھا ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......یوم الجمعة'': ج۱، ص: ۲۰۵، رقم: ۱۰۷۴.

(۲)محمد السخاوي، مقاصد حسنه: ج۱، ص: ۶۷۲، رقم: ۱۱۷۷.

ثم ذكر أن من لا يسأل ثمانية: الشهيد، والمرابط، والمطعون، والميت زمن الطاعون بغيره إذا كان صابرا محتسبا، والصديق، والأطفال، والميت يوم الجمعة أو ليلتها، والقارئ كل ليلة تبارك الملك وبعضهم ضم إليها السجدة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: ثمانية لا يسألون في قبورهم'': ج۳، ص: ۸۱)

(۱)فقد أخرجه الترمذي عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- قال: جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ما الصور؟ قال قرن ينفخ فيه. (أخرجه الترمذي، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## کسی کے جسم میں ولی کی روح کا داخل ہونا:

(۵۸) **سوال**: ہماری بستی میں محمد عبدالوہاب صاحب ہیں، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آدمی کے جسم میں کسی ولی کی روح داخل ہوجاتی ہے، اوران سے بات چیت کرنا اوران کی حاجت کی پیشین گوئی کرنا۔ اس کے متعلق آپ کا سنی عقیدہ کیا ہے؟ ایسے لوگوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

فقط: والسلام
المستفتی: ملا محمد شریف، بارہ بنکی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مرنے کے بعد آدمیوں کی جگہ علیین ہے یا سجین ہے، نیک لوگوں کی روحیں علیین میں رہتی ہیں اور بدکاروں کی روحیں سجین میں رہتی ہیں [1] ان مقررہ جگہوں سے روحوں کی دنیا میں واپسی نہیں ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہید فی سبیل اللہ شہادت کے قیام ومرتبہ کو دیکھنے کے بعد دوبارہ دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے کہ پھر لڑکر اور شہید ہوکر دوبارہ شہادت کا مرتبہ حاصل کروں؛ لیکن شہید کو بھی دنیا میں دوبارہ واپسی کی اجازت نہیں ملتی، یہ جو گاہے بگاہے کچھ لوگوں کے حالات اور واقعات سننے میں آتے ہیں ان کو اگر جسمانی مرض اور بیماری کی کوئی قسم نہ مان لی جائے، تو ان کا حاصل یہ ہے کہ شیطان جس کو انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑنے تک کی قدرت دی گئی ہے وہ بسا اوقات لوگوں کو گمراہ کرنے اور بدعقیدگی میں مبتلا کرنے کے لیے ایسا کرتا ہے کہ کسی میں سرایت کرگیا اور کسی مشہور بزرگ کے حوالے دینے لگا یا کسی پر سوار ہوگیا، اور برے آدمی کا حوالہ دینے لگا، اور پیشین گوئی کرنے لگا، جس سے سادہ لوحوں کو دھوکہ ہوجاتا ہے اور ذہنی خلفشار یا بدعقیدگی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ عبدالوہاب صاحب بھی ایسی ہی کوئی بات سن کر یا کوئی چیز دیکھ کر غلط فہمی میں مبتلاء معلوم ہوتے ہیں، ان کو مذکورہ صورت حال اگر بتلائی جائے تو وہ

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... في سننه، "أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الصور"،: ج۲،ص:۶۹،رقم:۲۴۳۰)

(۲)عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنه- قال: قال أعرابي: يا رسول الله ما الصور؟ قال: قرن ينفخ فيه. (أحمد بن حنبل، في مسنده، عبد الله بن عمرو - رضي الله عنه-: ج۱۱،ص:۵۳،رقم:۶۵۰۷)

"إن شاء اللّٰه" اپنی سوچ کی اصلاح کریں گے۔

ایسا سمجھنے والے کے لئے عقیدہ کی تعبیر صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ عقیدہ تو شرعی بنیاد پر ہوتا ہے، جب کہ اس کے لئے کوئی مذہبی اور شرعی بنیاد ہی نہیں؛ بلکہ یہ تو محض سنی سنائی بات ہے جس کو سن کر یا دیکھ کر متعین کرنا چاہئے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی وقف دارالعلوم دیوبند
(۱۰/۶/۱۴۰۶ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## شب جمعہ مردوں کی روحوں کا اپنے گھر آنا:

(۵۹) **سوال:** بعض حضرات سے سنا ہے کہ شب جمعہ مردوں کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی عطاء الرحمٰن، سہارنپور

**الجواب وباللّٰه التوفيق:** مذکورہ باتیں غلط ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں

---

(۱) ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ج فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ط إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾(سورة الزمر:۴۲)

قال: أما عليون فالسماء السابعة فيها أرواح المؤمنين، وأما سجين فالأرض السابعة السفلىٰ وأرواح الكفار تحت جسد إبليس. (ابن قيم الجوزي، "كتاب الروح، المسألة الخامسة عشرة، فصل: أرواح المؤمنين عند اللّٰه تعالىٰ"، ص:۱۱۹)

عن مسروق قال: سألنا عبد اللّٰه عن أرواح الشهداء؟، ولولا عبد اللّٰه لم يحدثنا أحد، قال: أرواح الشهداء عند اللّٰه يوم القيامة في حواصل طير خضر، لها قناديل معلقة بالعرش، تسرح في الجنة شاء ت، ثم ترجع إلى قناديلها فيشرف عليهم ربهم فيقول: ألكم حاجة؟ تريدون شيئا؟ فيقولون: لا، إلا أن نرجع إلى الدنيا فنقتل مرة أخرى. (عبد اللّٰه بن عبد الرحمن: سنن دارمي، "كتاب الجهاد: باب أرواح الشهداء": ج۱، ص:۱۷۹، رقم:۲۴۵۴)

ہے اور حدیث میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۲۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## عالم برزخ کسے کہتے ہیں؟

(۶۰) **سوال**: حضرات مفتیان کرام: عرض ہے کہ متعدد علماء اور امام صاحب کی تقریروں میں بار بار عالم برزخ کے بارے میں سنتا ہوں، یہ عالم برزخ کیا ہے؟ یہ زمانہ انسان کو کب پیش آئے گا؟ براہ کرم مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، دہلی

**الجواب وباللہ التوفیق**: انسانی زندگی کے تین ادوار ہیں: حیات دنیوی، حیات برزخی اور حیات اخروی، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے، یعنی قیام قیامت تک کا زمانہ عالم برزخ کہلاتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾[2] اوران کے آگے اس دن تک ایک پردہ ہے جس دن وہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے:

---

(۱) ﴿كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ﴾
﴿كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ﴾ (سورة المطففين: ۷اور۱۸)
قال صاحب المظهري: أن مقر أرواح المؤمنين في علين أو في المساء السابعة ونحو ذلك كما مر، ومقر أرواح الكفار في سجين. (قاضي ثناء الله -رحمه الله- التفسير المظهري، "سورة المطففين: آية: ۲٦": ج ۱۰، ص: ۱۹٦)
حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشرف الجواب میں لکھا ہے کہ: مردے کی روح دنیا میں واپس نہیں آتی ہے۔ (اشرف علی تھانویؒ، اشرف الجواب، ص: ۱۵٦)
(۲) سورة المؤمنون: ۲۳.

"قال ابن الکثیر: البرزخ المقابر لا هم في الدنيا ولا هم في الآخرة فهم مقيمون إلى يوم يبعثون"[1]

صاحب روح المعانی نے لکھا ہے: "وذهب بعضهم إلى أن الأجل الأول ما بين الخلق والموت، والثاني ما بين الموت والبعث"[2] عالم برزخ مرنے سے لے کر قیامت تک کا وقفہ ہے؛ اسی کو عالم قبر بھی کہا جاتا ہے، دنیا میں جس طرح کے اعمال ہوں گے اسی طرح عالم برزخ کی زندگی میں سزا اور جزا ہوگی، اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو انسانوں سے مخفی رکھا ہے۔

"قال: محمد بن كعب البرزخ ما بين الدنيا والآخرة ليسوا مع أهل الدنيا يأكلون ويشربون ولا مع أهل الآخرة يجازون بأعمالهم"[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۶/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## قبر میں عذاب وثواب صرف روح کو ہوگا یا روح اور جسم دونوں کو؟

(۶۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

قبر میں ہونے والا عذاب وثواب صرف روح یا صرف جسم کو ہوتا ہے یا دونوں کو؟ اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کیا ہے؟ براہ کرم مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد صدیقی، دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق**: قبر میں عذاب وثواب کے سلسلے میں علماء کی مختلف رائے

---

(۱) ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة المؤمنون: ۱۰۰": ج۳، ص: ۲۳۲.

(۲) علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة الأنعام: ۱-۶": ج۴، ص: ۱۲۷.

(۳) ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة المؤمنون: ۱۰۰": ج۳، ص: ۲۳۲.

ہیں، بعض کے نزدیک عذاب وثواب صرف جسم یا صرف روح کو ہوتا ہے؛ جبکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: قبر کی زندگی میں عذاب یا نعمتیں جسم اور روح دونوں کو ملتی ہیں:

**''محله الروح والبدن جميعا باتفاق أهل السنة، وكذا القول في النعيم''[۱]**

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ علامہ ابن تیمیہؒ سے قبر کی زندگی کے متعلق سوال کیا: تو انھوں نے جواب دیا عذاب اور ثواب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔

**''وقد سئل شيخ الإسلام عن هذه المسألة، قال: العذاب والنعيم على النفس والبدن جميعا باتفاق أهل السنة''[۲]**

**''واختلف فيه أنه بالروح أو بالبدن أو بهما وهو الأصح منهما إلا أنا لا نؤمن بصحته ولا نشتغل بكيفيته''[۳]**

**''فيعذب اللحم متصلاً بالروح والروح متصلا بالجسد''[۴]**

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد حسین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳: ۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

# قبر میں انسانی کیفیت کیسی ہوگی؟

(۶۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین اور مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
سوال یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں لوگ سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، کیا قبر میں بھی اسی طرح سمجھ بوجھ اور عقل وشعور رکھیں گے یا وہاں کوئی اور کیفیت ہوگی؟ کیا اس سلسلے میں قرآن وحدیث میں کوئی نص موجود

(۱)جلال الدين، سيوطی، شرح الصدور، ''فصل في فوائد ما هو عذاب القبر ومتى يرفع'' :ص:۳۵۰.
(۲)ابن قيم، الروح، ''قول السائل هل عذاب القبر على النفس والبدن الخ'' :۵۹.
(۳) أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، ''مبحث في أن عذاب القبر حق وبيان أن الأرواح تعاد للميت'':ص:۱۷۴.
(۴)علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، ''مبحث عذاب القبر'' :ص:۹۸.

ہے؟ اگر ہے، تو برائے کرم مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابرار خان، پالی

**الجواب وباللہ التوفیق:** حدیث کی متعدد کتابوں میں نصوص مذکور ہیں کہ جس طرح انسان دنیا میں سمجھ بوجھ عقل وشعور رکھتا ہے، ایسے ہی عالم برزخ وقبر میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی عقل وشعور لوٹا دے گا: مسند احمد میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے:

**''عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذكر فتاني القبر، فقال عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: وأترد علينا عقولنا يا رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم-، فقال: نعم كهيئتكم اليوم، قال: فبفيه الحجر''.**(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳: ۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا عذاب قبر برحق ہے؟

(۶۳) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! سلام مسنون:
آج جمعہ کی نماز سے قبل ہمارے امام صاحب نے تقریر کے درمیان بیان کیا کہ قبر میں اگر بندہ منکر نکیر کا صحیح جواب نہیں دے گا، تو اس پر ایسے زہریلے سانپ اور بچھو کو مسلط کئے جائیں گے جو اگر دنیا میں پھونک ماردیں، تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے، گویا وہ ایٹم بم سے بھی زیادہ طاقت ور ہے؟ پھر زمین ربڑ کی طرح سکڑ جائے گی وغیرہ وغیرہ پوچھنا ہے کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟ کیا اس سلسلے میں کچھ نصوص موجود ہیں؟ براہ کرم مدلل جواب عطا فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد قمر الاسلام، شریف نگر مرادآباد

(۱) محمد ابن حبان، في صحيح ابن حبان، ''ذكر الأخبار بأن الناس يسألون في قبورهم'': ج ۷، ص: ۳۸۴، رقم: ۳۱۱۵.

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** سوال مذکور میں امام صاحب کی بات بالکل صحیح ہے، عذاب قبر برحق ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

**”ویسلط علیه عقارب وثعابین لو نفخ أحدهم في الدنیا ما أنبتت شیئاً تنهشه وتؤمر الأرض فتضم حتی تختلف أضلاعه“**(۱)

جو شخص قبر میں منکر نکیر کا صحیح جواب نہیں دے گا اس پر ایسے بچھو اور سانپ مسلط کر دئے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی زمین میں پھونک مار دے تو زمین کے تمام نباتات جل کر راکھ ہو جائیں، پھر زمین کو حکم دیا جاتا ہے اور وہ سکڑ جاتی ہے حتی کہ اس کے دونوں پہلو ایک دوسرے میں دھنس جاتے ہیں۔

**”یکفر بإنکار رؤیة اللّٰہ تعالیٰ عز وجل بعد دخول الجنة، وبإنکار عذاب القبر“**(۲)

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے عذاب قبر کا منکر کافر ہے؛ کیونکہ یہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے علاوہ امت مسلمہ کے قطعی عقیدے کی تکذیب کرنا ہے۔

**”عذاب القبر وقد ورد الشرع به، قال اللّٰہ تعالیٰ: النار یعرضون علیه غدوا وعشیا: واشتهر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم والسلف الصالح الاستعاذة من عذاب القبر وهو ممکن فیجب التصدیق به“**(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳:۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)طبراني، المعجم الأوسط: ج۵،ص:......،رقم:۴۶۲۹.

(۲)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب السیر: الباب التاسع في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بیوم القیامة وما فیها“: ج۲،ص:۲۸۵.

(۳)محمد بن محمد الغزالي، إحیاء علوم الدین، ”الفصل الثالث: من کتاب قواعد العقائد، الرکن الرابع في السمعیات وتصدیقه علیه السلام“: ج۱،ص:۱۱۴.

# فصل سادس

# جنات وفرشتوں سے متعلق عقائد کا بیان

## کراماً کاتبین کے بارے میں:

(۶۴) **سوال:** کراما کاتبین فرشتوں سے کیا مراد ہوتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، امریکہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** کراما کاتبین انسانوں کے اعمال لکھنے والے فرشتے ہیں، قرآن میں ہے (تم پر نگہبان فرشتے مقرر ہیں۔ (جو) بہت معزز ہیں، (تمہارے اعمال نامے) لکھنے والے ہیں۔ وہ ان (تمام کاموں) کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو)۔

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''کراماً کاتبین دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک اس (انسان) کے دائیں طرف ہوتا ہے جو نیکیاں تحریر کرتا ہے اور ایک اس کے بائیں طرف ہوتا ہے جو برائیاں لکھتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۷: ۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)قوله تعالىٰ: ﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ يعني وإن عليكم ملائكة حفظة كراماً فلا تقابلو هم بالقبائح، فإنهم يكتبون عليكم جميع أعمالكم. ............

عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكرموا الكرام الكاتبين الذين لا يفارقونكم إلا عند إحدى حالتين الجنابة، والغائط. ورواية آخر: لايفارقونكم إلا عند إحدى ثلاث حالات: الغائط والجنابة، والغسل. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الإنفطار :۱۲": ج۴،ص:۴۱۷)

(۲)عن ابن جريج رحمه الله تعالىٰ، قال: ملكان أحدهما عن يمينه يكتب الحسنات وملك عن يساره يكتب السيئات فالذي عن يمينه يكتب بغير شهادة من صاحبه، والذي عن يساره لا يكتب إلا عن شهادة صاحبه إلخ. (أبو محمد عبد الله الأصبهاني، العظمة: ج۳،ص:۹۹۹،رقم:۵۱۹)

## کیا فرشتے کھاتے ہیں؟

(۶۵)**سوال**: کیا فرشتے کھاتے پیتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، مرزاپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، وہ تمام بشری تقاضوں سے پاک ہوتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۸/۱۴۳۹ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## حضرت جبرئیل کون ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے پیدا کیا؟

(۶۶)**سوال**: حضرت جبرئیل کون ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے پیدا کیا ان میں توالد وتناسل کا کیا طریقہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقبول احمد، کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: حضرت جبرئیل اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں[2] اور

---

(۱)﴿هَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ إِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ط قَالَ سَلٰمٌ ج قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ إِلٰى أَهْلِهِ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُوْنَ ۝﴾(سورة الذٰريات:۲۴-۲۷)

عن ابن عباس ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ قال علمه أسماء ولده إنسانا إنسانا والدواب، فقيل: هذا الحمار، هذ الجمل، هذا الفرس، وقال: أيضاً: هي هذه الأسماء التي يتعارف بها الناس: إنسان ودابة، وسماء، وأرض، وسهل، وبحر، وجمل، وحمار، وأشباه ذلك من الأمم وغيرها. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة البقرة:۳۱": ج۱،ص:۷۰)

(۲)﴿وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝﴾(سورة الصافات:۱۶۴)

﴿ذُوْ مِرَّةٍ ط فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ۝﴾(سورة الصافات:۱۶۴)

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا فرمایا ہے ان میں توالد وتناسل کا وہ طریقہ نہیں ہے جو دنیا میں رائج ہے۔ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۲/۶ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## جن کی شہادت مقبول ہوگی کہ نہیں؟

(۶۷) **سوال**: اگر جن بصورت انسان کسی معاملہ میں شہادت دے تو اس کے مطابق حاکم کو فیصلہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقبول احمد، بنگلہ دیش

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اگر جن بصورت انسان آجائے اور حاکم یا قاضی کو بالکل اس کا علم نہ ہوسکے کہ یہ جن ہے، اور قاضی اس کی شہادت پر فیصلہ کردے، تو قاضی علم نہ ہونے کی وجہ سے معذور ہوگا، ماخوذ نہ ہوگا۔ اور فیصلہ اس کا نافذ ہوگا۔ (۲)

البتہ اگر کسی طرح اس کا جن ہونا محقق ہوجائے، تو پھر اس کی شہادت شرعاً مقبول نہ ہوگی۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۷/۱۴۱۱ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولا يوصفون بذكورة ولا أنوثة إذ لم يرد بذلك نقل ولا دل عليه عقل. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث الملائكة عباد الله تعالى" ص:۱۴۱)

(۲) والطريق فيما يرجع إلى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوى والحجة وهي أما البينة أو الإقرار أو اليمين أو النكول عنه أو القسامة أو علم القاضي إلخ. (ابن عابدين، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## فرشتے انسانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں؟

(۶۸) **سوال**: فرشتے انسانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: منتظر الاسلام، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان پر ہیں اور سب فرشتے اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی نماز کیسی ہوتی ہے؟ تو اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا سلام فرمادیجئے اور بتلا دیجئے کہ آسمان دنیا کے فرشتے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے رہیں گے اور بس ''**سبحان ذي الملك والملكوت**'' پڑھتے رہیں گے اور دوسرے آسمان والے فرشتے رکوع میں رہیں گے اور ''**سبحان ذي العزة والجبروت**'' پڑھتے رہیں گے اور تیسرے آسمان کے فرشتے حالت قیام میں رہیں گے اور کہتے رہیں گے ''**سبحان الحي الذي لايموت**''(۱)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۲۸ھ)

## دوزخ کے منتظم فرشتے:

(۶۹) **سوال**: دوزخ پر منتظم فرشتے کتنے ہیں اور ان کا سردار کون ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی دلشاد احمد، گنگوہ

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب القضاء، مطلب: الحكم الفعلي'': ج۸،ص:۲۳)

(۳) ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ (سورة البقرہ:۲۸۲)

(۱) علاء الدين بن حسام الدين، الهندي، كنز العمال، ''كتاب العظمة: من قسم الأفعال'': ج۱۰،ص:۱۶۵،رقم:۲۹۸۱۹.

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** دوزخ کے لئے انیس فرشتے مقرر ہیں اوران کا سردار مالک ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۵ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا فرشتے کی لمبائی چوڑائی عام انسانوں کی طرح ہے؟

(۷۰)**سوال:** حضرات مفتیان عظام: میں ایک مسجد میں امامت کرتا ہوں ایک شخص میرے پاس آج بعد نماز فجر آکر کے سوال کرتا ہے کہ امام صاحب یہ بتایئے کہ فرشتہ کی لمبائی چوڑائی ہم انسانوں کی طرح ہے یا فرشتے کی قد وقامت انسانوں سے الگ ہے؟ مدلل ومکمل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاکر علی، ممبئی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** انسانوں اورجنوں کی طرح فرشتے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق ہیں، تمام فرشتوں کی لمبائی چوڑائی قد وقامت کے بارے میں تو تفصیلات قرآن وحدیث میں نہیں بتائی گئی ہیں؛ البتہ بعض فرشتوں سے متعلق احادیث میں قد وقامت کی طرف اشارہ ملتا ہے: امام ابوداؤد نے لکھا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اجازت ملی ہے کہ میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کا حال بیان کروں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اس کے کان کی لو سے اس کے مونڈھے تک کا فاصلہ سات سو برس کی مسافت ہے: ”عن جابر بن عبد اللّٰه -رضي اللّٰه عنه- عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: أذن لي أن أحدث عن ملك من ملائكة اللّٰه من حملة العرش أن

(۱) ﴿سَأُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ أَدْرٰئكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝﴾ (المدثر: ۲۶-۳۰)

**ما بين شحمة أذنه إلى عاتقه مسيرة سبع مائة عام''(۱)**

امام بخاری حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ (سورۂ نجم:) کے متعلق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، تو انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی اصل ہیئت اور صورت میں دیکھا، تو ''ست مائة جناح'' ان کے چھ سو بازو تھے''**قال حدثنا ابن مسعود رضي اللّٰه عنه: أنه رأي جبريل له ست مأئة جناح''(۲)**

اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو باریک ریشمی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا آسمان وزمین کی ساری جگہیں ان کے وجود سے بھر گئی تھی۔''**قال: رأى رسول اللّٰه عليه وسلم جبريل في حلة من رفرف قد ملأ ما بين السماء والأرض. قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح''(۳)**

**''وفي مسند الإمام أحمد عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه، قال: (رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جبريل في صورته وله ستمائة جناح، كل جناح منها قد سد الأفق يسقط من جناحه من التهاويل والدرر والياقوت ما اللّٰه به عليم''(۴)**

مذکورہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا ان کے چھ سو پر تے، ہر ایک ایسا، جس نے آسمان کے کنارے پُر کردئے تھے، ان سے زمرد موتی اور مروارید جھڑ رہے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سوال مذکور کی پوری حقیقت کی اطلاع نصوص میں موجود نہیں ہے؛ اس لیے

(۱)أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب السنة، باب في الجهيمة'': ج۲،ص:۶۵، رقم:۴۷۲۷.

(۲)أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم آمين والملائكة في السماء'': ج۱،ص:۴۵۸، رقم:۴۸۵۶.

(۳)أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب التفسير: باب ومن سورة والنجم'': ج۲،ص:۱۶۴، رقم:۳۲۸۳.

(۴)أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، ''باب مسند عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه'': ج۶،ص:۲۹۴، رقم:۳۷۴۸.

اس طرح کی بحث ومباحثہ اور غور فکر میں نہیں پڑنا چاہئے، جہاں تک قرآن وحدیث میں مذکور ہے اسی پر ایمان لانا چاہئے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۵/۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## ابلیس کا جنت میں دوبارہ دخول ہوا کہ نہیں؟

(۷۱) **سوال**: ابلیس کا دخول ثانی جنت میں ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا، تو کس انداز میں ہوا؟ ابلیس نے آدم وحوا کو بہکایا، ''حیاۃ الحیوان'' میں لکھا ہے کہ ابلیس جنت میں جایا کرتا تھا اور بہکایا کرتا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرب قاسمی، غازی پور

**الجواب وباللہ التوفیق**: معتبر کتب تفاسیر میں متعدد اقوال منقول ہیں، ابلیس دوبارہ جنت میں داخل نہیں ہوا؛ بلکہ ابلیس نے باہر ہی رہتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے دل میں وسوسے ڈالے، شیطان اس طرح وسوسے ڈالنے پر قادر ہے، جس کی وجہ سے کھانے کا عمل سرزد ہوا، ایک قول یہ بھی ہے کہ سانپ کے منھ میں بیٹھ کر گیا اور سانپ مور کی ٹانگوں میں لپٹ گیا اس طرح اندر داخل ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ اندر داخل نہیں ہوا، جنت کے کنارے پر آدم وحوا سے اس نے باہر سے بات کی یہی قول قوی معلوم ہوتا ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۶/۳۰ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن إبلیس أراد أن یدخل الجنة لیوسوس آدم وحواء فمنعته الخزنة فأتته الحیة ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## جنات کی عمر، خوراک کیا ہے؟ اور وہ زمین میں کس جگہ رہتے ہیں؟

(۷۲) **سوال:** جنات کی عمر زیادہ سے زیادہ کتنی ہوسکتی ہے؟ اور جنات کی کیا خوراک ہے اور وہ زمین میں کس جگہ رہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: دلشاد احمد، کیرانہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** جنات کی زیادہ سے زیادہ عمر تو اللہ ہی کے علم میں ہے، البتہ اتنا جان لینا کافی ہے کہ جنات کی عمریں بڑی لمبی ہوتی ہیں، جنات پہاڑ اور سمندر میں رہتے ہیں، اگر چہ زمینوں پر جس پر انسان آباد ہیں آجاتے ہیں اس میں بھی ان کے لیے رکاوٹ نہیں ہے۔ اور ان کی خوراک لید اور ہڈی وغیرہ ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۷/۱۴۱۲ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## فرشتوں کی پیدائش کس چیز سے ہوئی ہے؟

(۷۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... وكانت صديقة لإبليس (وكانت من أحسن الدواب لها أربع قوائم كقوائم البعير وكانت من خزان الجنة)، فسألها إبليس أن تدخله في فمها فأدخلته فمرت به على الخزنة وهم لا يعلمون فأدخلته الجنة، ...... وقال الحسن: إنما رأهما على باب الجنة لأنهما كانا يخرجان منها. (أبو محمد حسين بن مسعود البغوي، تفسير البغوي، سورة البقره: ۳۶، ج۱، ص:۱۰۵؛التفسير المظهري :۳۶؛ج۱،ص:۶۶)

دخل الجنة في فم الحية وهي ذات أربع كا لبختية. (أبو عبد الله محمد بن أحمد، تفسير القرطبي، "سورة البقره: ۳۶"؛ ج۱،ص:۲۱۴)

(۱) فسألوني الزاد فزودتهم العظم والبعر فلا يستطيبن أحدكم بعظم ولا بعر. (أبو عبد الله محمد بن أحمد القرطبي، تفسير القرطبي، "سورة الجن: ۳": ج۲۰،ص:۵)

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ فرشتے کس چیز سے پیدا ہوئے؟ کیا انسانوں کی طرح ان کی پیدائش ہے یا الگ؟ قرآن وحدیث سے جواب مکمل ومدلل ارسال فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد دلشاد، حیدآباد

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** جمہور علماء کے مطابق ملائکہ وہ لطیف نورانی اجسام ہیں جنہیں اپنی لطافت ونورانیت کے باعث مختلف شکلیں بدلنے پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔ ’’**فذهب أكثر المسلمين إلى أنها أجسام لطيفة قادرة على التشكل بأشكال مختلفة**‘‘[۱]

فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں، لہٰذا ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے کہ ان کی پیدائش انسانوں کی طرح ہوتی ہے، نیز فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’**خلقت الملائكة من نور وخلق الجان من مارج من نار، وخلق آدم مما وصف لكم**‘‘[۲]

فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، جنات کو آگ کے شعلہ سے اور آدم علیہ السلام کو اس شئی سے پیدا کیا گیا ہے جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیان فرمائی ہے (یعنی خاک سے)۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۴/۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحیح:**

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

امانت علی قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## فرشتوں کی عبادت:

(۴۷) **سوال:** کیا فرشتے بھی عبادت کرتے ہیں جس طرح انسان اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں، بعض لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ فرشتے عبادت نہیں کرتے ہیں اس لیے کہ مکلّف تو

(۱) ناصر الدين عبد الله، تفسير البيضاوي، ’’سورة البقرة: ۳۰‘‘: ج۲،ص:۱۸۲.

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ’’كتاب الزهد والرقائق، باب في أحاديث متفرقة‘‘ : ج۲،ص:۴۱۳،رقم:۲۹۹۶.

صرف انسان اور جنات ہیں فرشتے مکلّف نہیں ہیں ان کی بات کہاں تک درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ابو ہریرہ، سنت کبیر نگر

**الجواب وبالله التوفيق:** یہ بات صحیح نہیں ہے کہ فرشتے اللہ تعالی کی عبادت نہیں کرتے ہیں؛ بلکہ فرشتوں کو تو اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے، فرشتے ہر وقت اللہ تعالی کی عبادت میں لگے رہتے ہیں؛ اللہ تعالی کی بالکل نافرمانی نہیں کرتے ہیں، بلکہ نافرنی فرشتوں کی طبیعت اور خلقت میں ہے ہی نہیں ﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾(۱) فرشتے اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے ہیں جن کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ فرشتے تمام قسم کی عبادت انجام دیتے ہیں، قرآن وحدیث میں ان کی مختلف عبادت کا تذکرہ ہے، مختلف خدمتوں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات وتعلیمات کو نافذ کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور احکامات کی بالکل مخالفت نہیں کرتے ہیں، فرشتوں کی عبادت کا یہ بھی حصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے آگے نہیں بڑھتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے امر پر کوئی اعتراض کرتے ہیں؛ بلکہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا سے کرگزرتے ہیں، ﴿لا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾(۲) فرشتے باتوں میں بھی اللہ تعالیٰ سے سبقت نہیں کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ خاص طور پر فرشتوں کی جن عبادتوں کا تذکرہ ہے، اس میں تسبیح ہے، فرشتے کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں ﴿يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لا يَفْتُرُوْنَ﴾(۳) فرشتے رات دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ نہیں تھکتے۔ اسی طرف فرشتے صف لگا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں؛ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس طرح صف لگاؤ جس طرح صحابہؓ صف لگاتے ہیں صحابہؓ نے پوچھا کہ صحابہؓ کس طرح صف لگاتے ہیں تو آپ نے فرمایا صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور مل مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔(۴) اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر ایک کعبہ بنایا ہے جس کو بیت المعمور کہا جاتا ہے، مشہور

(۱) التحریم: ٦.　(۲) الانبیاء: ۲۷.　(۳) الانبیاء: ۲۰.

(۴) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "باب إقامة الصفوف": ج۲، ص: ۱۲۸، رقم: ۹۹۱.

روایت معراج کے سلسلے میں ہے کہ آپ نے فرمایا پھر مجھے ساتویں آسمان پر بیت المعمور لے جایا گیا یہ وہ جگہ ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ داخل ہوتا ہے اس کو دوبارہ موقع نہیں ملتا ہے اس کے ضمن میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ فرشتے بیت المعمور میں عبادت کرتے ہیں اور طواف کرتے ہیں جس طرح خانہ کعبہ کا مسلمان طواف کرتے ہیں۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## فرشتوں کی تعداد:

(۷۵) **سوال**: فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ کیا فرشتوں کو شمار کیا جاسکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فیروز احمد، بھٹنی، گورکھپور

**الجواب وباللہ التوفیق**: فرشتوں کی تعداد بے شمار ہے لیکن ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالی کے علاوہ کسی کو نہیں ہے ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ط﴾ [2] اور آپ کے پروردگار کی فوج کا کسی کو علم نہیں ہے سوائے آپ کے رب کے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے کیوں کہ وہاں تو چار انگلی کی جگہ نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی نہ کوئی فرشتہ وہاں سجدے میں پڑا ہے [3] بیت المعمور کے متعلق حدیث میں ہے کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے وہاں نماز پڑھتے ہیں اور جو ایک دفعہ نماز پڑھ لیتا ہے پھر اس کی دوبارہ باری نہیں آتی ہے [4] بعض

---

(۱) تفسير ابن كثير، في ضمن آية ، والبيت المعمور'': ج۷،ص:۴۲۹.

(۲) سورة المدثر:۳۱.

(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، ''باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا'': ج۲،ص:۱۸۸،رقم:۲۳۱۲.

(۴) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب بدء الخلق: باب ذكر الملائكة'': ج۱،ص:۴۵۵،رقم:۳۲۰۷.

روایات میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اس کا نامہ اعمال لکھنے کے لئے مقرر ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جہنم کولا یا جائے گا اس کی ستر ہزار لگام ہوں گی اور ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے(۱)۔غور کریں تو فرشتوں کی کثرت کا اندازا نہیں لگا سکتے ہیں، ہر نطفہ پر فرشتہ مقرر ہے، ہر انسان کی نگرانی کے لئے فرشتہ متعین ہے، ہر انسان کے نامہ اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ فرشتوں کی تعداد بہت ہے؛ لیکن ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## فرشتوں پر ایمان کا مطلب:

(۷۶)**سوال**: ایمان لانے کے لیے اللہ تعالی کے ساتھ فرشتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، سوال یہ ہے کہ فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے، یعنی فرشتوں کے تعلق سے ہمیں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ارشاد احمد، جھارکھنڈ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: فرشتوں پر ایمان کا مطلب ہے کہ اس بات کا عقیدہ رکھا جائے کہ فرشتے اللہ تعالی کی مخلوق ہیں، جن کو اللہ تعالی نے نور سے پیدا کیا ہے، وہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث، نہ کھاتے ہیں اور نہ ہی پیتے ہیں، شادی بیاہ نہیں کرتے، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ نہیں چلتا ہے، بشری ضرورتوں سے پاک ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالی کی عبادت واطاعت میں لگے رہتے ہیں، نہ تھکتے ہیں اور نہ ہی اکتاتے ہیں، وہ اللہ تعالی کی ذرہ برابر نافرمانی نہیں کرتے، ان کے اعمال

(۱)أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الجهاد والسير: باب من حدث بمشاهده في الحرب“ :ج۲،ص: ۶۶۱، رقم: ۲۸۲۴.

لکھے نہیں جاتے اس لئے کہ وہ خود لکھتے ہیں، ان کا حساب نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ وہ حساب لیتے ہیں ان کے اعمال تولے نہیں جاتے اس لئے کہ وہ صرف نیکی کرتے ہیں کوئی گناہ نہیں کرتے ہیں۔ بندوں میں اور فرشتوں میں یہی فرق ہے کہ انسان نیکی اور برائی دونوں کرتے ہیں، جبکہ صرف نیکی کرتے ہیں برائی کا ان سے صدور نہیں ہوتا ہے، ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ فرشتوں پر ایمان لانا ایمان کے لئے ضروری ہے اس کے بغیر ایمان معتبر نہیں ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ﴾ (۱)

پیغمبر ایمان لائے اس پر جوان کے پروردگار کی جانب سے ان پر نازل ہوا ہے اور مومنین بھی یہ سب ایمان رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر۔

سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝﴾ (۲)

جو انکار کرے اللہ تعالیٰ کا اور فرشتوں کا اور ان کتابوں کا اور ان کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا تو وہ بہت بڑی گمراہی میں جا گرا۔

اور سورہ بقرہ میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ﴾ (۳)

بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۸۵.　(۲) سورۃ النساء: ۱۳۶.　(۳) سورۃ البقرۃ: ۱۷۷.

## مشہور چار فرشتے اور ان کے کام:

(۷۷) **سوال:** مشہور چار فرشتے کون کون ہیں اور ان کے کیا کام اور ذمہ داریاں ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد علی، بھوپال

**الجواب وباللہ التوفیق:** مشہور چار فرشتے یہ ہیں حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل، ہمیں ان فرشتوں کے تمام کاموں کا تو علم نہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کی صراحت قرآن وحدیث میں کی ہے اس کا مختصر تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

## حضرت جبرئیل:

آپ کو روح القدس اور روح الامین بھی کہا جاتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے متعدد مقامات پر حضرت جبرئیل کی تعریف وتوصیف بیان فرمائی ہے:

﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ ۝﴾(۱)

بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے، قوت والا ہے اور عرش والے کے پاس بڑے مرتبے والا ہے، وہاں وہ سردار اور امانت دار ہے۔

ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نبی اور رسول تک اللہ تعالی کا پیغام پہنچاتے ہیں، یہ بندوں اور رب کے درمیان واسطہ بنتے ہیں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّهُ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝﴾(۲)

اور بے شک یہ قرآن پروردگار کا نازل کیا ہوا ہے، اس کو تمہارے دل پر روح الامین نے صاف عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ۔

واقعہ معراج جس کی تفصیل مشہور ہے اس سفر کا آغاز مسجد حرام سے اور اختتام ملأ اعلی میں

(۱) سورۃ التکویر: ۱۹-۲۱.
(۲) سورۃ الشعراء: ۱۹۲-۱۹۵.

سدرۃ المنتہی پر ہوا تھا اس سفر میں آپ کے رفیق حضرت جبرئیل ہی تھے انہی کی معیت میں سفر کا زیادہ حصہ طے ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو دو مرتبہ اصلی صورت میں دیکھا تھا ایک مرتبہ بعثت کے ابتدائی دور میں اور دوسری مرتبہ معراج کی رات سدرۃ المنتہی کے پاس۔

## حضرت میکائیل:

حضرت میکائیل کے ذمہ بارش اور روزی پہچانے کا کام ہے ان کا شمار بھی مقرب فرشتوں میں ہوتا ہے، ان کے ساتھ بہت سے مددگار فرشتے ہیں جو بارش اور ہواؤں کو اللہ تعالی کے حکم سے مختلف سمتوں میں لے جاتے ہیں علامہ ابن کثیر نے حضرت میکائیل کے متعلق لکھا ہے:

اور میکائیل علیہ السلام بارش اور اگنے والی چیزوں پر مقرر ہیں جن دونوں سے رزق پیدا ہوتا ہے اور حضرت میکائیل کے مددگار ہیں جو اللہ کے حکم سے حضرت میکائیل کی رہنمائی میں کام کرتے ہیں مثلا ہواؤں کا رخ بدلتے ہیں، اسی طرح بادلوں کا بھی رخ بدلتے ہیں اپنے رب کی مرضی کے مطابق اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آسمان سے بارش کا کوئی قطرہ نہیں گرتا ہے مگر اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو زمین میں مقررہ جگہ تک اس کو پہچادیتا ہے۔(۱)

## حضرت اسرافیل:

حضرت اسرافیل کی ذمہ داری صور پھونکنا ہے، یہ ایک بار قیامت کے قریب اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے تو سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے، پھر دوبارہ پھپونکیں گے تو سب لوگ زندہ ہو جائیں گے اور میدان حشر کی طرف دوڑیں گے جہاں ان کے اعمال کا حساب ہوگا۔ قرآن کریم میں نفخ صور (صور پھونکنے) کا تذکرہ ہے البتہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کا نام کہیں نہیں آیا ہے ہاں حدیث میں ان کے نام کی صراحت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت اسرافیل علیہ السلام جب سے صور پھونکنے پر مقرر ہوئے ہیں تب سے تیار ہیں، عرش کے اردگرد اس خوف سے نظر کر رہے ہیں کہ نظر جھپکنے سے پہلے حکم نہ دے دیا جائے اس کی دونوں آنکھیں گویا چمکدار ستارے ہیں(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی فرشتہ کے بارے میں فرماتے تھے میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں جبکہ سینگ والا اپنا صور منہ میں رکھے ہوئے ہیں اور

(۱)ابن کثیر، البدایة والنهایة، "باب ذکر خلق الملائکة": ج۱، ص:۴۶.
(۲)أخرجه الحاکم، فی مستدرکه، ج۳، ص۱۱۴

اپنی پیشانی جھکائے ہوئے ہیں اور منتظر ہیں کہ کب حکم ملے کہ صور پھونک دوں صحابہؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا کہنا چاہئے آپ نے فرمایا یوں کہو ''حسبنا الله و نعم الوكيل على الله توكلنا''[۱]

## حضرت عزرائیل:

موت یعنی روح قبض کرنے کا کام ان کے سپرد ہے، قرآن کریم میں ملک الموت ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾[۲]

ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضہ میں لے لے گا پھر تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف لوٹا دئے جاؤ گے۔

حضرت عزرائیل کے دو فرشتے معاون ہیں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿حَتّٰىٓ إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾[۳]

یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کی جان ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں موت کے ان فرشتوں کو النازعات اور الناشطات کہا گیا ہے۔ النازعات سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روح انتہائی سختی اور عذاب دے کر کھینچتے ہیں اور الناشطات سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اہل ایمان اور متقی حضرات کی روح انتہائی نرمی اور محبت سے کھینچتے ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الزهد، باب ما جاء في شأن الصور''، ج۲،ص:۶۹،رقم:۲۴۳۱)
(۲)سورة السجده:۱۱.　(۳)سورة الأنعام:۶۱.

## کیا جنات اور ابلیس فرشتوں میں سے ہے؟

(۷۸) **سوال**: کیا جنات اور ابلیس فرشتوں میں سے ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: لئیق احمد، بہرائچ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: جنات فرشتے نہیں ہیں؛ اس لئے کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور جنات کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ [1]

اور جنات کو ہم نے آگ سے پیدا کیا ہے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں ہر وقت اطاعت میں لگے رہتے ہیں؛ جبکہ جنات میں فرماں بردار اور نافرمان دونوں ہوتے ہیں جنات کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ط فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ [2]

ہم میں بعض مسلمان ہو گیے ہیں اور ہم میں سے اب بھی کچھ ظالم ہیں، چنانچہ جو اسلام لا چکے ہیں انہوں نے ہدایت ڈھونڈ لی ہے اور رہے وہ لوگ جو ظالم ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔

فرشتے کھاتے پیتے نہیں ہیں؛ جبکہ جنات کھاتے پیتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جنات کا وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا تو آپ نے ان سے فرمایا جس ہڈی پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو اس پر پہلے سے زیادہ گوشت تم پاؤ گے جو تمہاری غذا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنات فرشتے نہیں ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ بیان کیا ہے کہ تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، تو یہاں ابلیس کا استثناء اس لئے نہیں تھا کہ ابلیس فرشتوں میں سے ہے؛ بلکہ اس لیے تھا کہ اس وقت ابلیس فرشتوں کے ساتھ تھا۔ سورہ کہف میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ط﴾ [3]

(۱) سورۃ الحجر: ۲۷.　(۲) سورۃ الجن: ۱۴-۱۵.　(۳) سورۃ الکھف: ۵۰.

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا پس اس نے اپنے پروردگار کے امر سے نافرمانی کی۔

اللہ تعالی نے ابلیس کی نافرمانی کی وجہ اس کا جنات میں سے ہونا بیان کیا ہے، اگر وہ فرشتوں میں سے ہوتا تو اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرتا اس لئے ابلیس اور جنات یہ فرشتوں میں سے نہیں ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## منکر نکیر:

(۷۹) **سوال**: منکر نکیر کیا یہ دو فرشتے ہیں اور ان کا کیا کام ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

**الجواب وباللہ التوفیق**: آدمی کے مرنے کے بعد دو فرشتے اس کی قبر میں آتے ہیں اور چند سوالات کرتے ہیں یہ منکر نکیر ہیں، ان کو منکر نکیر اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہنسنے، مسکرانے سے اور انسانوں پر ترس کھانے سے انکار کر دیا ہے۔ حدیث میں کہ جب کسی بندۂ مؤمن کا انتقال ہوتا ہے اور اس کے رشتہ دار اس کو قبر میں دفن کر کے چلے جاتے ہیں، تو اس کے پاس دو سیاہ نیلی فام فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو بندہ مومن کہے گا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ منکر نکیر اس کی تصدیق کریں گے تم نے صحیح جواب دیا پھر اس کی قبر ہر طرف سے ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور قیامت تک کے لئے ہر طرح کی راحتوں اور روشنیوں سے قبر کو بھر دیا جاتا ہے وہ شخص کہتا ہے مجھے اپنے رشتہ داروں میں جانے دو تا کہ میں اپنی سرگزشت سنا سکوں تو وہ فرشتے کہتے ہیں اس طرح سو جا جس طرح ایک دلہن سو جاتی ہے اس کو اس کے محبوب شوہر کے

علاوہ کوئی بیدار نہیں کرتا ہے اسی طرح تمہیں بھی کوئی بیدار نہیں کرے گا اور اگر کافر یا منافق بندہ ہوتا ہے تو ہر سوال کے جواب میں ہائے ہائے کرتا ہے اور کہتا ہے میں تو اس طرح زندگی گزار رہا تھا جس طرح میں نے لوگوں کو زندگی گزارتے دیکھا مجھے کچھ بھی نہیں معلوم پس قبر اس کے لئے اتنی تنگ ہوجائے گی کہ ایک پسلی دوسری پسلی میں گھس جائے گی۔

**"والمنكر مفعول من أنكر بمعنى نكر إذا لم يعرف أحدا ، النكيرفعيل بمعنى مفعول من نكر بالكسر إذا لم يعرفه أحد كلاهما ضد المعروف، سميا بهما لأن الميت لم يعرفهماو لم ير صورة مثل صورتهما"** (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثاني" :ج۱،ص:۳۲۰،رقم:۱۳۰.

# فصل سابع

# توسل کا بیان

## کیا علماء اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ اوران کے وسیلے سے دعاء مانگنا کیسا ہے؟

(۸۰) **سوال**: علماء کرام وبزرگان دین بھی اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں یا نہیں؛ اوران کی قبروں کی زیارت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اوران کی قبروں کے پاس کھڑے ہوکر دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ کہ اے اللہ میں تیرا گناہ گار ہوں یہ تیرے برگزیدہ بندے ہیں ان کے صدقے میں دعاء قبول فرما اور مجھے اس مصیبت سے نجات دے، اور کیا یہ کہنا درست ہے ''اے فلاں بزرگ میں گناہ گار ہوں آپ اپنے رب سے میرے لئے اس چیز کی دعا کردیجئے'' یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد قمرالدین صاحب، دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کرام کے علاوہ کا قبروں میں زندہ رہنا ثابت نہیں[۱]؛ لہٰذا ان کے وہاں زندہ رہنے کا عقیدہ درست نہیں، ایصال ثواب یا بزرگانِ دین کے وسیلہ سے دعاء جائز ہے؛[۲] لیکن ان سے مانگنا یا یہ درخواست کہ تم ہمارے لئے دعاء مانگو اس کی گنجائش نہیں، وہ تو خود ہی مرے ہوئے ہیں ان کو خطاب سے کوئی فائدہ نہیں۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۰/۷/۱۴۲۳ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي الدرداء، -رضي اللّٰه عنه- قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أكثروا الصلاة عليّ يوم الجمعة، فإنه مشهود تشهده الملائكة، وإنّ أحداً لن يصلي عليّ، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... إلا عرضت عليّ صلاته حتى يفرغ منها، قال: قلت وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبيّ الله حي يرزق. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب الجنائز: باب ذكر وفاته صلى الله عليه وسلم'' :ج۱،ص:۵۲۴،رقم:۱۶۳۷)

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله صلى الله عليه وسلم: الأنبياء أحياء يصلون في قبورهم. (أبو بكر أحمد، مسند البزار مسند أبي حمزه :ج۱۳،ص:۶۲،رقم:۶۳۹۱)

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾(سورة البقرة:۱۵۴)

حياة الأنبياء والشهداء وسائر الأولياء فحياة برزخية لا يعلم حقيقتها إلا الله وليست كالحياة التي كانت لهم في الدنيا. (فتاوىٰ اللجنة الدائمة:ج۱،ص:۱۴۴)

(۲)عن عثمان بن حنيف: أن رجلا ضرير البصر أتي النبي صلى الله عليه و سلم، فقال: أدع الله أن يعافيني، قال: إن شئت دعوت وإن شئت صبرت فهو خير لك، قال: فأدعه قال فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوئه ويدعو بهذا الدعاء: أللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضي لي، اللهم فشفعه في. قال هذا حديث حسن صحيح غريب. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب ما جاء في جامع الدعوات، باب منه'':ج۲،ص:۱۹۸،رقم:۳۵۷۸)

عن أنس بن مالك أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه: كان إذا قحطوا استسقىٰ بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللّٰهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا فتسقينا وأنا نتوسل إليك بعم نبينا فأسقنا، قال: فيسقون. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا'':ج۱،ص:۱۳۷،رقم:۱۰۱۰)

ويستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة. (أحمد بن علي بن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ''قوله باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء'' :ج۲،ص:۴۹۷)

ومن أداب الدعاء تقديم الثناء على الله والتوسل بنبي الله، ليستجاب الدعاء. (الشاه ولي الله الدهلوي، حجة الله البالغة، ''الأمور التي لا بد منها في الصلاة'':ج۲،ص:۴۴)

أن توسل النبي صلى الله عليه وسلم جائز في كل حال قبل خلقه وبعد خلقه في مدة حياته في الدنيا وبعد موته في مدة البرزخ. (السبكي، شفاء السقام:ص:۳۵۸)

(۳)لأن الميت لا يسمع بنفسه. (أبو حنيفة -رحمه الله- شرح الفقه الأكبر، ''مسألة في أن الدعاء للميت ينفع'':ص:۲۲۶)

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط﴾(سورة الحج:۷۳)

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ج لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝﴾(سورة السباء:۲۲)

﴿قُلْ أَفَرَءَ يْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ط قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ط عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝﴾(سورة الزمر:۳۸)أي: لا تستطيع شيئاً من الأمر. (ابن كثير، تفسير ابن كثير :ج۷،ص:۱۰۰)

## بزرگوں کو مختار سمجھ کر ان کو وسیلہ بنانا:

(۸۱) **سوال**: بزرگوں کو مختار سمجھ کر ان سے سوال کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور ان کو وسیلہ بنانا کیسا ہے؟ اور ''المستغاث یا رسول اللہ'' کہنا کیسا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یاروں کے وسیلہ سے دعا مانگنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اعجاز الحسن، سوپول

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: غیر اللہ کو مختار سمجھ کر اس سے سوال کرنا اور بلا واسطہ اس کے لئے استغاثہ واستعانت وغیرہ کے الفاظ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں! توسل شرعاً جائز ہے کہ استغاثہ واستعانت اللہ تعالیٰ سے ہی ہے اور کسی اللہ کے نیک بندے یا کسی نیک عمل کو وسیلہ بنا لیا جائے اگر کسی کو صرف وسیلہ بنایا جائے، تو جائز ہے؛ لیکن پختہ عقیدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کو رزاق وغیرہ مانا جائے، اور اسی کو مددگار مانا جائے۔(۱)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۴/۲۰ھ)

---

(۱) ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾﴾ (سورة السباء:۲۲)
﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط﴾ (سورة الحج:۷۳)
﴿قُلْ أَفَرَءَ يْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ط قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ط عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾﴾ (سورة الزمر:۳۸). أي: لا تستطيع شيئاً من الأمر. (ابن كثير، تفسير ابن كثير :ج۷،ص:۱۰۰)
ومن آداب الدعاء تقديم الثناء على الله والتوسل بنبي الله، ليستجاب الدعاء. (الشاه ولي الله الدهلوي، حجة الله البالغة، ''أبواب الصلاة: الأمور التي لا بد منها في الصلاة'':ج۲،ص:۴۴)
إن الناس قد أكثروا من دعاء غير الله تعالىٰ من الأولياء الأحياء منهم ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر......

## نبی اور غیر نبی کے وسیلے سے دعاء کرنا:

(۸۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان کرام: ہمارے یہاں مسجد میں دعاء کے اخیر میں کہا جاتا ہے کہ ''یا اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کے صدقۂ طفیل اور وسیلہ سے ہماری دعاء کو قبول فرما''، تو وسیلے سے دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، ہردوئی

**الجواب وباللّٰه التوفیق**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعاء مانگنا حدیث اور اجماع سے ثابت ہے: ''**ويستفاد من قصة العباس رضي اللّٰه عنه: استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة**''[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقاء کے لئے دعاء مانگی تھی کہ ''اے اللہ ہم تیرے پیغمبر علیہ السلام کے وسیلہ سے دعاء مانگا کرتے تھے، تو بارش عطا فرماتا تھا اب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعاء مانگتے ہیں ہماری دعاء قبول فرما اور بارش عطاء فرما؛ چنانچہ دعاء کے بعد بارش ہوئی، جیسا کہ امام بخاری نے نقل کیا ہے، ''**عن أنس بن مالك، أن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه، كان إذا قحطوا استسقىٰ بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللّٰهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا صلى اللّٰه عليه وسلم فتسقينا وإنا نتوسل إليك بعم بنبينا فأسقنا، قال: فيسقون**''[2] مذکورہ حدیث پاک سے واضح ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اور غیر نبی جو اللہ کے محبوب ومقبول بندے ہوں ان کے توسل اور وسیلہ سے دعاء مانگنا نہ صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن اور اجابت دعاء میں مؤثر ہے۔ ''**ومن آداب الدعاء تقديم**

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... والأموات وغيرهم، مثل يا سيدي فلان أغثني وليس ذلك من التوسل المباح في شيء ...... وقد عده أناس من العلماء شركا. (علامه آلوسي، روح المعاني: ج۴،ص:۱۸۸)

(۱) ابن حجر، فتح الباري، ''كتاب الاستسقاء: باب سوال الناس الإمام الاستسقاء'': ج۲،ص:۴۹۷.

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا'': ج۱،ص:۱۳۷، رقم:۱۰۱۰.

**الثناء على الله و التوسل بنبي الله، ليستجاب الدعاء ''[۱]**

| **الجواب صحیح:** | فقط: واللہ اعلم بالصواب |
| --- | --- |
| محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی | **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی |
| امانت علی قاسمی | نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند |
| مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند | (۴/۵/۱۴۴۲ھ) |

## وسیلہ کی شرعی حیثیت:

(۸۳) **سوال:** کیا توسل ذات الانبیاء والاربعاء وغیرہ ذلک ثابت ہے؟ نیز کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ادلہ اربعہ شرعیہ سے محکم طریقہ پر مدلل ثبوت دے کر جزاء خیر حاصل فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا رفاقت علی صاحب، بلند شہر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ وسیلہ جائز اور درست ہے، اگر چہ اس میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف کیا ہے جن پر فقہ کا غلبہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ابن قیم بہت سے مسائل میں اہل سنت والجماعۃ کے خلاف چلے گئے ہیں؛ اس لئے ابن قیم اور ان کی نسبت کا اختلاف حجت نہیں ہوگا جمہور علماء جواز کے قائل ہیں پس جمہور کا قول معتبر ہوگا۔ جیسا کہ روح المعانی اور فتح الباری کی عبارت میں اس کی تصریح موجود ہے۔

''ففيه جعل الدعاء وسيلة وهو جائز بل مندوب. ويحسن التوسل والاستغاثه بالنبى صلى الله عليه وسلم إلى ربه ولم يكن أحد من السلف والخلف حتى جاء ابن تيميه فانكر ذلك وعدل الصراط المستقيم وابتدع مالم يقله وصار بين الأنام مثله انتهى. في صحيح البخاري عن أنس -رضي الله عنه- أن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- كان إذا قحطوا استسقىٰ باالعباس فقال اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وأنا نتوسل إليك بعم نبينا فأسقنا الخ، أما الأول: فلقول

(۱) الشاه ولي الله الدهلوي، حجة الله البالغة، ''الأمور التي لا بد منها في الصلوٰة'': ج۲،ص:۴۴.

عمر -رضي اللّٰه عنه- فيه كنا نتوسل بنبيك، وأما الثاني: فلقوله أنا نتوسل بعم نبيك لما قيل: أن هذ التوسل ليس من باب الأقسام بل هو من جنس الاستشفاع وهو أن يطلب من الشخص الدعاء والشفاعة ويطلب من اللّٰه تعالىٰ أن يقبل دعائه وشفاعته ويؤيد ذلك أن العباس -رضي اللّٰه عنه- كان يدعوا وهم يومنون لدعائه حتى سقوا الخ''.

پس جمہور کے قول پر عمل کرتے ہوئے جواز توسل ہی راجح ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۷/۱۴۱۱ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## کسی نبی ورسول وصحابی کو وسیلہ بنانا:

(۸۴) **سوال:** وسیلہ بنانا کسی نبی رسول یا صحابی کو ان کی حیات میں یا بعد وفات کیسا ہے؟ بعض حضرات اس کو بدعت بتاتے ہیں آپ اس کا شرعی حکم بیان فرما کر مشکور فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، میوا یم پی

---

(۱) علامه محمود آلوسي، روح المعاني: ج۶، ص:۱۲۶-۱۲۷.

عن أنس بن مالك أن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: كان إذا قحطوا استسقىٰ بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللّٰهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا فتسقينا وأنا نتوسل إليك بعم نبينا فأسقنا، قال: فيسقون. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا'': ج۱، ص:۱۳۷، رقم:۱۰۱۰)

ومن آداب الدعاء تقديم الثناء على اللّٰه والتوسل بنبي اللّٰه، يستجاب الدعاء. (الشاه ولي اللّٰه الدهلوي، حجة اللّٰه البالغة، ''الأمور التي لا بد منها في الصلاة'': ج۲، ص:۴)

إن التوسل بالنبي صلى اللّٰه عليه وسلم جائز في كل حال قبل خلقه وبعد خلقه في مدة حياته في الدنيا وبعد موته في مدة البرزخ. (السبكي، شفاء السقام: ص:۳۵۸)

**الجواب وبالله التوفيق:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاءؑ وصحابہؓ ودیگر علماء و صلحاء کو (ان کی زندگی میں یا بعد وفات) وسیلہ بنا کر ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز اور باعث قبولیت ہے۔

ایک روایت میں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو اپنے وسیلہ سے دعاء کرنے کی تلقین فرمائی اور کتب حدیث بخاری وغیرہ کی روایات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو استسقاء کے لئے وسیلہ بنانا بھی ثابت ہے؛ لیکن اس سے یہ بات ہرگز لازم نہیں آتی کہ بعد وفات انبیاء یا صلحاء کو وسیلہ بنانا جائز نہیں، احناف وجمہور علماء محدثین کا یہی مسلک ہے۔ معارف القرآن، امداد الفتاویٰ، شرح فقہ اکبر وغیرہ اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مشکلات القرآن میں طبرانی وبیہقی کے حوالہ سے روایات نقل کی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش الٰہی پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھا، تو آپ کے وسیلہ سے دعاء کی، تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت متوجہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ کلمات (ربنا ظلمنا أنفسنا الخ) عطا فرمائے۔ مشکلات القرآن۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۳/۳ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ”عن عثمان بن حنيف، أن رجلا ضرير البصر أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: أدع الله أن يعافيني قال: إن شئت دعوت، وإن شئت صبرت فهو خير لك. قال: فادعه، قال: فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوئه ويدعو بهذا الدعاء: اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة، إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضى لی، اللهم فشفعه في: (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في جامع الدعوات باب منه“: ج۲،ص:۱۹۸)
بينما ثلاثة نفر يتماشون أخذهم المطر فأوؤا إلى غار في الجبل فقال بعضهم لبعض أنظروا أعمالا عملتموها صالحة لله فادعوا لله بها لعله يفرجها عنكم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الحرث والمزارعة، باب إذا زرع بمال قوم بغير إذنهم“: ج۱،ص:۳۱۳)؛ كذا في فتح القدير، ”كتاب الحج“ : ج۳،ص:۱۸۱)

# فصل ثامن

# اسلامی عقائد

## امام ابوحنیفہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما کو بددین کہنا:

(۸۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء اسلام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کوئی شخص سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو گمراہ اور بددین کہے یا کسی صحابی کی توہین کرے، وہ شخص کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سراج الدین، دہلی

**الجواب وباللہ التوفیق**: جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو اور ائمہ دین خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مذکورہ الفاظ سے تعبیر کرتا ہو یا کسی صحابی کی توہین کرتا ہو، تو وہ شخص مبتدع فاسق اور مستحق تعزیر ہے ''عزّر کل مرتکب منکر أو موذي مسلم بغیر حق بقول أو فعل''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۲/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدین، الدر الختار مع رد المحتار، ''کتاب الحدود: باب التعزیر، مطلب: التعزیر قد یکون بدون معصیة'': ج۶،ص:۱۱۳۔

ویخاف علیه الکفر إذا شتم عالماً أو فقیها من غیر سبب. (جماعة من علماء الهند، التفاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۲)

ومن بغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر. (إبراهیم بن محمد، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## موجودہ یہود ونصاریٰ اہل کتاب ہیں کہ نہیں اوران کا ذبیحہ حلال ہے کہ نہیں؟

(۸٦)**سوال**: (۱) وہ یہود و نصاریٰ جو اپنے معاشرے میں یہودی یا نصرانی سمجھے جاتے ہوں اور وہ خود اپنے یہودی یا نصرانی ہونے کا اقرار کرتے ہوں اوران کی جانب سے کبھی کوئی ایسی خبر علی الاعلان ظاہر نہیں ہوئی ہو کہ جس سے ان کا منکر خدا ہونا یا اپنی کتاب تورات وانجیل یا اپنے نبی موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کی نبوت کا منکر ہونا معلوم ہوتا ہو، کیا ان کو اہل کتاب قرار دینے کے لئے یہ مذکورہ امور کافی ہوں گے یا کچھ اور خبریں ان کو اہل کتاب قرار دینے کے لئے ضروری ہوں گی، اگر ہوں گی، تو ان کی وضاحت فرمائی جائے؟

(۲) اگر یہود ونصاریٰ کہلانے والوں میں ایک طبقہ ایسا بھی ہو کہ جو منکر خدا، منکر تورات وانجیل اور منکر نبوت موسیٰ وعیسیٰ علیہا السلام ہیں، تو کیا وہ اہل کتاب شمار کئے جائیں گے؟ اگر نہیں، تو کیا ان کی وجہ سے پوری قوم پر منکر خدا اور رسول ہونے کا حکم لگا کر ان کو اہل کتاب سے خارج کرنا صحیح ہوگا، اگر صحیح نہیں ہوگا، تو ان اہل کتاب کا ذبیحہ حلال قرار دیا جائے گا اور مسلمانوں کے لئے ان کا کھانا جائز ہوگا؟ یا حلت ذبیحہ کی اس کے علاوہ کچھ اور شرائط بھی ہوں گی؟

(۳) اگر بالتحقیق یہ معلوم ہو جائے کہ یہ یہود ونصاریٰ منکر خدا، رسول اور کتاب نہیں ہیں اور اس کی تحقیق کرنا دشوار بھی نہیں ہے اور ذبیحہ کے سلسلے میں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ انہوں نے حلوق پر بطریق شرعی ذبحہ کیا ہے (کیونکہ ان کی شریعت میں بھی ذبح کے احکام وشرائط وہی ہیں کہ جو شریعت اسلام میں ہیں)، لیکن یہ معلوم کرنا ممکن نہ ہو کہ انہوں نے بوقت ذبح اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں، تو کیا ان کا خدا اور رسول اور کتاب کا مقر ہونا اور بطریقِ شرعی حلوق پر ذبح کرنا اس یقین کا قرینۂ قویہ قرار دیا

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ”كتاب السير والجهاد: باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع“: ۲،ص:۵۰۹)

وسب أحد من الصحابة وبغضه لا يكون كفراً، لكن يضل الخ، وذكر في فتح القدير أن الخوارج الذين يستحلون دماء المسلمين وأموالهم ويكفرون الصحابة حكمهم عند جمهور الفقهاء وأهل الحديث حكم البغاة، وذهب بعض أهل الحديث إلى أنهم مرتدون. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب مهم: في حكم سب الشيخين“: ج٦،ص:۳۷۷)

جا سکتا ہے کہ بوقت ذبح انہوں نے اپنی مذہبی تعلیم کے مطابق خدا کا نام بھی ضرور لیا ہوگا اور اس قرینہ کی بنیاد پر ان کے ذبیحہ پر حلت کا حکم لگایا جائے گا یا نہیں؟ جیسا کہ وہ شخص کہ جس کا مسلمان ہونا معروف ہوا اور اس نے ذبح بھی بطریق شرعی حلقوم پر کیا ہو، لیکن بوقت ذبح اللہ کا نام لینا معلوم نہ ہو، تو اس کا مسلمان ہونا اور بطریقِ شرعی ذبح کرنا اس کا قرینہ قویہ قرار دیا جاتا ہے کہ اس نے اللہ کا نام ضرور لیا ہوگا اور اس کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا جاتا ہے۔

جب کہ اللہ کا نام حلت کی شرائط میں شمار کیا جاتا ہے جس کی بظاہر وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اگر احکام دینیہ کا اہل کتاب کے قلب میں کوئی اقدام ہوتا، تو وہ ذبح میں طریقِ شرعی کی بھی رعایت نہ کرتا جو حلت کی لازمی شرائط میں سے ہے یہاں بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر اس قرینہ قویہ کا اعتبار نہ کیا جائے، تو اہل کتاب کے بارے میں تو کیا خود ذبح کرنے والے مسلمان کے بارے میں بھی حتماً یہ معلوم کر لینا کہ اس نے بوقت ذبح خدا کا نام لیا ہے یا نہیں؟ تقریباً ناممکن ہے اگر اہل کتاب کے بارے میں بوقت ذبح خدا کے نام لینے کا قطعی علم ضروری قرار دیا جائے جو بات دشوار؛ بلکہ ناممکن ہے، تو یورپ اور امریکہ میں مرنے والے مسلمانوں کے لئے غیر معمولی مشکلات پیدا ہوجائیں گی کیا اس کو عموم بلوی قرار دے کر اس پر کوئی حکمِ سہولت مرتب ہوسکتا ہے؟

(۴) یورپ کے مسلم معاشرے میں بوقت میل ملاقات اخلاقی طور پر کھانے پینے کی تواضع اور دعوتوں میں اول تو یہ تحقیق ممکن نہیں ہوسکے گی کہ ان سے مسلمان یہ سوال کرے کہ آپ کے یہاں پکا ہوا گوشت حلال بھی ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ پوچھنا باعث نزاع بھی بن سکتا ہے کیونکہ مسلمان سمجھ کر بھی اہل کتاب ذبیحہ حلال سمجھ کر ہی لاتے اور کھاتے ہیں تو کیا وہاں کھانا یا ان کی دعوت قبول کرنا جائز ہوگا، اگر نہیں ہوگا، تو وہاں کے مسلم معاشرے کو محفوظ رکھنے کا طریقہ کیا ہوگا؟

(۵) نیز کیا اس مسئلے میں یہ پہلو بھی قابل التفات ہوسکتا ہے کہ بعض حضرات تابعین نے اہل کتاب کے متروک التسمیہ ذبیحہ کو بلکہ مسیح علیہ السلام کے نام پر ذبح کردہ جانور کو یہ فرما کر حلال قرار دیا ہے کہ یہ عمل ان جہلا کا ہے اور یہ جہلا اہل کتاب بھی عام اہل کتاب میں ہی شامل سمجھے جائیں گے؛ لہٰذا جیسے عام اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے ان کا بھی حلال ہوگا اور ان جہلا کے اکثر عمل سے کہ جو ان کے مذہب کے

خلاف ہے اہل کتاب کا ذبیحہ اوران کی عورتوں سے نکاح کی حلت حرمت میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: معرفت حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی

صدر مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب وباللّٰه التوفيق:** (۱،۲) جولوگ اللہ کے وجود کے قائل اور حضرات موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کو نبی اور تورات وانجیل کو اللہ کی کتاب مانتے ہوں وہ اہل کتاب میں داخل ہیں؛ اگر چہ انہوں نے اپنے دین کو بدل ڈالا ہے، تورات وانجیل میں تحریف کردی ہے، تثلیث وغیرہ جیسے مشرکانہ عقائد اختیار کرتے ہیں، مگر یہ آج نہیں، نزول قرآن کے زمانہ میں بھی ان کا یہی حال تھا، قرآن پاک میں ہے۔ ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾[1] نیز فرمایا: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾[2] نیز ایک آیت میں فرمایا: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ﴾[3] قرآن پاک نے مذکورہ تحریفات کے باوجود ان کو اہل کتاب قرار دیا تو وہ سب اہل کتاب ہی مانے جائیں گے۔

البتہ وہ لوگ جو محض قومی طور پر مسیحی یا عیسائی کہلاتے ہیں، مگر وہ خدا ہی کے وجود کے قائل نہیں تو کسی پیغمبر کے یا رسول کے تو وہ کیا قائل ہوں گے؛ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قبیلۂ بنی تغلب کے نصاریٰ کے ذبیحہ کو یہ کہہ کر حرام قرار دیا تھا کہ یہ لوگ دین نصرانیت میں سوائے شراب نوشی کے اور کسی چیز کو نہیں مانتے، تو ایسے یہودی یا عیسائیوں کو جو صرف نام کے یہودی اور عیسائی ہیں اہل کتاب نہیں کہا جائے گا کہ وہ کتاب نازل کرنے والے کو نہیں مانتے، تو پھر اہل کتاب کیسے ہوسکیں گے اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے افراد کی وجہ سے پوری قوم کو جو کہ اللہ کو مانتے اور انجیل وتورات کو خدا کی کتاب مانتے ہیں، عیسائیت یا یہودیت اور اہل کتاب ہونے سے خارج کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے ان کے ذبائح کو حلال اور ان کی عورتوں سے نکاح کے جواز پر امام تفسیر ابن کثیر نے علمائے امت کا

---

(۱) سورۃ التوبہ:۳۴. (۲) سورۃ التوبہ:۳۱. (۳) سورۃ التوبہ:۳۰.

اجماع نقل کرکے فرمایا ہے: ''لأنهم يعتقدون تحريم الذبح لغير الله ولا يذكرون على ذبائحهم إلا إسم الله وإن اعتقدوا فيه تعالى ماهو منزه عنه تعالىٰ وتقدس ''.[۱]

(۳،۴،۵) قرآن وسنت وکلام فقہاء کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ ذبیحہ کے لئے متعدد شرائط ہیں، ذبح کی دوصورتیں ہیں: اختیاری اوراضطراری، اختیاری کے لئے یہ تین شرطیں ہیں: (۱) ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا (۲) بوقت ذبح اللہ کا نام لینا (۳) شرعی طریقے پر حلقوم اورسانس کی نالی کا کاٹ دینا''وتشترط التسمية حال الذبح أو الرمي لصيد أو الإرسال أو حال وضع الحديد لحمار الوحش،[۲] وأيضاً: وشرط كون الذابح مسلما حلالا أو كتابيا ذميا وحربياً ولا تحل ذبيحة غير كتابي من وثني ومجوسي ومرتد. وأيضا: قال وذكاة الاختيار ذبح بين الحلق واللبة وعروقه الحلقوم كله وسطه أو اعلاه أو أسفله وهو مجرى النفس على الصحيح ''[۳]۔ بہرصورت ذبح کے صحیح ہونے کے لئے سب سے پہلی اور اہم شرط یہ ہے کہ اس پر اللہ کا نام لیا جائے چنانچہ حکم ربانی ہے ﴿وَ لَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ ط﴾[۴] اورسورہ حج میں ہے ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ ط﴾[۵] اوراہل کتاب کے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا گیا ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ز﴾[۶] کہ جولوگ کتاب دئے گئے ہیں ان کا ذبیحہ تم کوحلال ہے اورتمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیتوں میں اس شرط کو بہ تکرار ذکرفرمایا ہے کہ اس جانور کا گوشت کھاسکتے ہو جس کے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اور وہ جانور حرام ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ﴾ إلى آخر الآية﴾[۷] اب ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لینے کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں ایک تو یہ کہ ذبح کے وقت اللہ کا

(۱) ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ''سورة المائدة، الآية: ۵''؛ج۲،ص:۱۹.
(۲) ابن عابدين، حاشيه رد المحتار على الدر المختار، ''باب مسائل شتى'':ج۶،ص:۷۴۹.
(۳) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''باب جناية البهيمة'':ج۶،ص:۲۹۴.
(۴)سورة الإنعام:۱۲۱. (۵)سورة الحج:۳۴.
(۶) سورة المائده:۵. (۷) سورة المائده:۳.

نام لینا بھول گیا، دوسرے یہ کہ قصداً اللہ کا نام نہیں لیا۔ پس اگر ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا۔ ایسی صورت میں ذبیحہ حلال ہے درمختار میں ہے ''**فإن تركها ناسياحل**'' ''**وقال في رد المحتار: ذكر في البدائع أنه لم يجعل ظنه الأجزاء عن الثانية عذراً كالنسيان لأنه من باب الجهل بحكم الشرع وذلك ليس بعذر بخلاف النسيان كمن ظن أن الأكل لا يفطر الصائم**''[1] اور وہ صورت کہ عمداً وقصداً ذبح کے وقت تسمیہ کو ترک کردیا تو اس صورت میں علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ذبیحہ حلال نہیں ہوگا ''**ولا تحل ذبيحة من تعمد ترك التسمية مسلما أو كتابيا لنص القرآن ولانعقاد الاجماع**''[2] نیز امام بخاری نے آیت پاک ﴿وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ؕ وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ج وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾[3] سے ثابت کیا ہے کہ جس جانور کے ذبح پر اللہ کا نام قصداً چھوڑ دیا جائے وہ حرام ہے، بھول کر اگر رہ جائے تو وہ معاف ہے؛ کیونکہ قرآن کریم نے اس کو ''لفسق'' کہا ہے اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہا جاتا اس کے بعد آیت کا آخری جملہ ﴿وإن الشياطين الخ﴾ نقل فرمایا ہے اس جملے کے نقل کرنے کا مقصد حافظ حدیث امام ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں یہ ذکر کیا ہے ''**فكأنه يشير بذلك إلى الزجر عن الاحتجاج لجواز ترك التسميه بتأويل الأية وحملها على غير ظاهرها**''[4] گویا کہ امام بخاری آیت کے اس جملہ سے اس طرف اشارہ کررہے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کو زجر وتنبیہ مقصود ہے جو آیت مذکورہ میں ظاہر کے خلاف تاویل کر کے بسم اللہ کے ترک کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ تابعین اور ائمہ مجتہدین سے لے کر متأخرین فقہاء تک سبھی اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ جان بوجھ کر کوئی شخص ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا چھوڑ دے تو اس کو ذبیحہ نہیں مردار کہا جائے گا۔ امام یوسفؒ نے اس پر اجماع امت نقل کیا ہے کذا فی الہدایۃ۔

اسلاف امت میں سے بعض علماء نے اہل کتاب کے ایسے ذبائح کی اجازت دیدی ہے جس

(۱) ابن عابدين، حاشيه ابن عابدين، ''كتاب الذبائح''：ج۹،ص:۴۳۵.
(۲) ''أيضاً''：ج۶،ص:۲۹۹.　　(۳) سورة الأنعام:۱۲۱.
(۴) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح بخاري، '' كتاب الذبائح والصيد، باب التسمية على الذبيحة''：ج۹،ص:۶۳۱.

پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا یا غیر اللہ کا نام لیا گیا، ان کے نزدیک بھی اصل مذہب اہل کتاب کا یہی ہے کہ یہ چیزیں ان کے مذہب میں بھی ہیں مگر ان حضرات نے غلط کار عوام کو بھی اس حکم میں شامل رکھا جو اصل اہل کتاب کا حکم ہے؛ چنانچہ ابن عربی نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ میں نے استاذ ابوالفتح مقدسی سے سوال کیا کہ موجودہ نصاریٰ جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں مثلاً مسیح یا عزیر کا نام بوقت ذبح لیتے ہیں تو ان کا ذبیحہ کیسے حلال ہوسکتا ہے؟ لیکن جمہور صحابہؓ وتابعین اور ائمہ مجتہدین نے اس پر نظر فرمائی کہ اہل کتاب کے جاہل عوام جو غیر اللہ کے نام یا بغیر کسی نام کے ذبح کرتے ہیں یہ اسلامی حکم کے خلاف ہے؛ اس لئے ان کے عمل کا احکام پر کوئی اثر نہیں ہونا چاہئے، انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ان لوگوں کا ذبیحہ طعام اہل کتاب میں داخل نہیں؛ اس لئے اس کے حلال ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور ان کے غلط عمل کی وجہ سے آیات قرآنی میں نسخ یا تخصیص کا قول اختیار کرنا کسی طرح صحیح نہیں؛ اس لیے تمام ائمہ تفسیر ابن جریر، ابن کثیر، ابن حبان وغیرہ اس پر متفق ہیں کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ انعام کی آیات میں کوئی نسخ واقع نہیں ہوا ہے۔ یہی جمہور صحابہؓ اور تابعین کا مذہب ہے؛ پس وہ مسلمان جس نے حلال جانور کو حلقوم پر بطریق شرعی ذبح کیا ہو، لیکن یہ معلوم ہو کہ اس نے بوقت ذبح اللہ کا نام نہیں لیا تو اگر بھول گیا، تو ذبیحہ اس کا حلال ہے۔ ایسے ہی اہل کتاب کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے بوقت ذبح جان بوجھ کر اللہ کا نام نہیں لیا، تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ ایسے ہی کتابی کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہوگا، لیکن اگر یہی نہیں معلوم کہ اس نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں، تو اس کی تحقیق ضروری ہے۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ ہر مسلمان ذبح کے طریقہ کو جانتا ہے ایسے ہی ہر کتابی ذبح کے طریقہ کو جانتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کا نام لینا چاہئے اس نے بھی لیا ہوگا، ایسے ذبیحہ کے گوشت کی حلت کا ہی حکم ہوگا اور اگر ایسا جاہل ہے کہ اس کو اپنے مسئلہ کا ہی علم نہیں تو لاعلمی کو عذر نہیں قرار دیا جائے گا اور اس کے ذبیحہ کو حلال نہیں کہا جائے گا۔ اگرچہ صاحب بزاریہ نے اس کو بھی عامی کے حکم میں رکھا ہے؛ لیکن شامی میں اس پر اشکال کیا ہے اور بدائع کی جو عبارت پہلے ہم نے نقل کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ عذر معتبر نہیں اور اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۰۷/۲/۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## حضرت خضر نبی تھے یا ولی؟

(۸۷)**سوال**: حضرت خضر پیغمبر ہیں یا اولیاء میں سے ہیں لوگ ان کے بارے میں جو کہتے ہیں کہ حضرت خضر اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے اور بہت سی تقریروں میں بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے یہ صحیح ہے یا غلط؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد بنیامین، مظفر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں، ان کو عمر طویل دی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے آنا بھی روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ ان کی حیات کب تک ہے اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔ (۱)

فقط واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۱/۱۴۱۱ھ)

## صحابی کن حضرات کو کہا جائے گا؟

(۸۸)**سوال**: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جو صحابہؓ شرعاً نابالغ تھے

---

(۱)والصحيح أنه نبي، وجزم به جماعة. وقال الثعلبي: هو نبي على جميع الأقوال معمر محجوب عن الأبصار، وصححه ابن الجوزي، أيضاً في كتابه، لقوله تعالىٰ: حكاية عنه ﴿وما فعلته عن أمري﴾ (سورة الكهف: ۸۲) فدل على أنه نبي أوحى إليه، ولأنه كان أعلم من موسىٰ في علم مخصوص، ويبعد أن يكون ولي أعلم من نبي وإن كان يحتمل أن يكون أوحي إلى نبي في ذلك العصر يأمر الخضر بذلك، ولأنه أقدم على قتل ذلك الغلام، وما ذلك إلا للوحي إليه في ذلك لأن الولي لا يجوز له الإقدام على قتل النفس، بمجرد ما يلقى في خلده، لأنه خاطره ليس بواجب العصمة. (العيني،عمدة القاري، ''كتاب العلم: باب ما ذكر في ذهاب موسىٰ عليه السلام'': ج۲،ص:۸۵)

وأيضاً: النوع الثالث في نبوته: فالجمهور على أنه نبي وهو الصحيح، لأن أشياء في قصته تدل على نبوته. (أيضاً: ''باب طو فان من السبيل'': ج۱۵،ص:۲۹۹،رقم:۲۰۴۳)

کیا ان کو صحابی کہا جائے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: مطلوب حسن، دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جو صحابہؓ نابالغ تھے وہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمرہ میں داخل ہیں ان کو بھی صحابی ہی کہا جائے گا۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۴/۱۴۲۱ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## بانی اسلام کون ہے؟

(۸۹) **سوال:** زید کا کہنا ہے کہ لفظ ''بانی اسلام'' صرف اللہ تعالیٰ کو کہا جا سکتا ہے جب کہ بکر کا دعویٰ کہ بانی اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کہہ سکتے ہیں اور عمر کا کہنا ہے کہ حقیقی ومجازی معنی کے اعتبار سے لفظ بانی اسلام اللہ جل جلالہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونائبین رسول کو بھی کہا جا سکتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا فریقوں میں کس کا قول صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد رونق، سلطان پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** بانی اسلام حضرت آدم علیہ السلام ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تکمیل اسلام ہوئی ہے۔ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ

(۱) من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مؤمنا به ومات على الإيمان، (سيد عميم الإحسان، قواعد الفقه:ص:۳۴٦)

ومن صحب النبي صلى الله عليه وسلم أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب المناقب: باب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۱،ص:۵۱۵،رقم:۳٦۴۹)

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الخ﴾ (الآیہ)[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد واصف غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۱۰/۱۴۰۸ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا کسی عورت کے نبیہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے؟

(۹۰) **سوال**: قصص القرآن جلد چہارم میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے تحریر فرمایا ہے: کہ عورتوں کے نبی ہونے کا ثبوت ملتا ہے جیسے کہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین حضرت مریم، حضرت سارہ، حضرت ام موسیٰ، حضرت آسیہ کو نبی ثابت کرتے ہیں۔ مولانا کی اس تحریر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، سیتاپوری

**الجواب وباللہ التوفیق**: کوئی عورت نبیہ ہوئی ہے یا نہیں اس بارے میں مفسرین ومحدثین کے درمیان اختلاف ہے، بعض حضرات حضرت مریم علیہا السلام کو اور بعض حضرات دوسری بعض عورتوں کی نبوت کے قائل ہیں، لیکن جمہور مفسرین وعلماء کے نزدیک کوئی عورت نبوت یا رسالت سے سرفراز نہیں ہوئی اور یہ ہی قول راجح ہے۔[2] لہٰذا اصح قول کے موافق مذکورہ فی السوال یا اس کے علاوہ کوئی عورت نبیہ نہیں ہوئی ہے ہاں مذکورہ عورتوں کی ولایت میں کوئی شبہ نہیں۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۶/۷/۱۴۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) سورۃ المائدہ: ۳.
(۲) معارف القرآن: ج۶، ص: ۸۲.

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## قرآن کریم پر دوسری کتابوں کو ترجیح دینا:

(۹۱) **سوال:** قرآن کریم میں غور وفکر کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اگر کوئی شخص قرآن کے بجائے دوسری کتاب کو اس پر ترجیح دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

منیر عالم خاں، محلّہ کرشنا پوری، مظفرنگر

**الجواب وباللہ التوفیق:** ہر انسان عقل کی روشنی میں غور وفکر کا مالک ہے، تمام انسانوں پر غور وفکر لازم ہے [۱] اور سبق لینا ضروری ہے، الا یہ کہ وہ مکلّف نہ ہو جیسے مجنون و بچے وغیرہ اگر کوئی بات شبہ کی معلوم ہو تو کسی مقامی عالم سے حل کر لیں، [۲] قرآن پر ترجیح سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں، اگر مراد یہ ہے کہ قرآن کمتر وغیر درست ہے اور دسری کوئی کتاب درست اور اس سے بہتر ہے تو یہ اعتقاد کفر کو پہنچے گا۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۲/۱۷ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(۲) ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(سورة النحل:۴۳)

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ مِّنْ أَهْلِ الْقُرٰى ط أَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ط أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾(سورة يوسف:۱۰۹)

(۱)﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ أُوْحِيَ إِلَيْكَ ج إِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَإِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ج وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ﴾(سورة الزخرف: ۴۳-۴۴)

﴿كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ إِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾(سورة ص:۲۹)

(۲)﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾(سورة القمر:۵۲)

(۳)في خزانة الفقه) لو قيل لم لا تقرأ القرآن فقال: ''بیزار شدم از قرآن''يكفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲،ص:۲۷۹)

## قرآن کی منکرہ مسلمان ہے کہ نہیں؟

(۹۲) **سوال:** میرے شوہر قرآن کی آیات پڑھ کر مجھ کو سمجھا رہے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا: کہ کیا میں قرآن کو مانتی ہوں، مگر اس وقت میں بہت غصہ میں تھی؛ اس لئے میں نے قرآن کو ماننے سے انکار کر دیا، یہ بات میرے شوہر نے تین دفعہ معلوم کی، میں نے تینوں دفعہ قرآن کو ماننے سے انکار کر دیا۔ جب میرا غصہ ٹھنڈا ہوا، تو میرے شوہر نے پھر معلوم کیا، اس وقت میں نے کہا کہ میں قرآن کو مانتی ہوں، میں نے غصہ کی حالت میں زبانی طور پر قرآن کو ماننے سے انکار کیا تھا: مگر میرے دل کا حال تو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ میں دل سے قرآن کو مانتی ہوں، تو کیا میں اسلام میں باقی ہوں یا باہر ہوگئی اور میرا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مسماۃ پروین طلحہ، پنجاب

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت مرتد ہوگئی تھی پھر جب اس نے قرآن کریم کو ماننے کا اقرار کرلیا تو اسلام میں داخل ہوگئی لیکن اس پر تجدید نکاح وتوبہ واستغفار لازم ہے۔[۱] ”**من هزل بلفظ الكفر ارتد و إن لم يعتقده للاستخفاف**“[۲]

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۱/۱۷ھ)

---

(۱) أنكر آية من القرآن أو سخر بآية منه كفر. (بزازية، ”كتاب الفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً“: ج۳، ص:۱۹۱)
إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر“: ج۲، ص:۲۷۹)
(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الجهاد: باب المرتد“: ج۶، ص:۳۵۶.

## تورات اور انجیل کی زبان:

(۹۳) **سوال**: توراۃ اور انجیل کس زبان میں تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی حکیم محمد قاسم، دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: توراۃ اور انجیل کی زبان عبرانی تھی۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## انسان کو اپنی موت کے بعد کیسا محسوس ہوتا ہے؟

(۹۴) **سوال**: انسان کو اپنی موت یعنی دم اخیر کے بعد کیسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کی موت واقع ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید حبیب احمد سوائے، مادھو پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: سکرات موت کا تو مرتے وقت انسان کو علم ہوتا ہے، موت واقع ہو جانے کے بعد کوئی علم اس کو نہیں ہوتا۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۱۶/۱/۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وبالجملة كان لسان اليهود العبراني، والتوراة والإنجيل كلاهما كانا بالعبري، أما التوراة العبرية فتوجد اليوم أيضاً: ولا يوجد أصل الإنجيل العبري. (علامه أنور شاه الكشميري، فيض الباري، ''كتاب بدء الوحي هل التسمية جزء من كل سورة'' :ج۱،ص:۱۰۵)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## کیا اولیاء کی کرامات ہوتی ہیں؟

(۹۵) **سوال**: کیا اولیاءاللہ کی کرامات ہوتی ہیں، ان کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی قاری محمد ارشاد صاحب، کرناٹک

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بیشک کرامات اولیاء حق ہیں؛ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ شرارتِ شیطان بھی حق ہے۔ اور بزرگانِ دین کی کرامت اور شیطان کی شرارت میں امتیاز کرنا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے، اس لئے پوری ہوشیاری اور شرعی روشنی میں جانچ کر دیکھنا چاہئے کہ واقعی اولیاء کی کرامت ہے یا شیطان کی شرارت ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۷/۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ط فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (سورة الإبراهيم:۴)

(۲) قال عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه: دخلت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وهو يوعك، فقلت: يا رسول اللّٰه إنك لتوعك وعكا شديداً، قال: أجل إني أوعك كما يوعك رجلان منكم، فقلت: ذلك بأن لك أجرين، فقال: أجل ذلك كذلك. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب المرضىٰ، باب أشد الناس بلاء الأنبياء -عليهم السلام- ثم الأمثل فالأمثل": ج۲،ص:۸۴۳)

(۱) وكرامات الأولياء حق، والولي هو العارف باللّٰه تعالىٰ وصفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات، وكرامته ظهور أمر خارق من قبله غير مقارن لدعوى النبوة فما لا يكون مقرونا بالإيمان والعمل الصالح يكون استدراجا. (علامه سعد الدين تفتازاني، شرح العقائد النسفية، "مبحث كرامات الأولياء حق": ص:۱۴۴)

الكرامة خارق للعادة إلا أنها غير مقرونة بالتحدي وهو كرامة للولي. (أبو حنيفة رحمه اللّٰه، شرح الفقه الأكبر، "مبحث في أن خوارق العادات للأنبياء -عليهم السلام- والكرامات للأولياء حق": ص:۹۵)

## یا محی الدین وظیفہ پڑھنا:

(۹۶)**سوال**: ہمارے یہاں لوگ رات کو"یا محی الدین" ایک ہزار مرتبہ اس عقیدے کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ عدد مکمل ہونے پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر ہو جاتے ہیں، کیا کسی روح کے سلسلہ میں حاضر ہونے کا عقیدہ شرعاً جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمش الدین، مدراسی

**الجواب وباللہ التوفیق**: کسی کی روح کے حاضرِ مجلس ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے اور مذکورہ وظیفہ پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۲۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا کافروں کے معصوم بچے بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے؟

(۹۷)**سوال**: جب حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے معصوم بچے جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہوں گے اور وہ اپنے والدین کی سفارش بھی کریں گے تو کیا یہ ہی حال کافروں کے معصوم بچوں کے بارے میں ہے کہ وہ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہو سکتے ہیں اور اپنے

(۱)وليست من المسائل التي يضر جهلها أو يسئل عنها في القبر أو في الموقف فحفظ اللسان عن التكلم فيها إلا بخير أولىٰ وأسلم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب النكاح: باب نكاح الكافر، مطلب في الكلام على أبوي النبي صلى الله عليه وسلم وأهل الفترة": ج۴،ص:۳۵۰)
مردے کی روح دنیا میں واپس نہیں آتی (تھانوی، اشرف الجواب: ص:۱۵۶)
ويكفر بقوله أرواح المشائخ حاضرة تعلم. (إبراهيم بن محمد، مجمع الأنهر، "كتاب السير والجهاد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع": ج۲،ص:۵۰۴)

کافر والدین کی سفارش کریں گے یا نہیں؟ اور ان کی سفارش والدین کے حق میں قبول ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبدالوہاب، پہانی

**الجواب وباللہ التوفیق:** مشرکین کے وہ بچے جو قبل از بلوغ دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں ان کے ساتھ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ فرمائیں گے اس بارے میں فقہاء کے تین اقوال ہیں:

(۱) یہ کہ اطفال مشرکین جہنم میں جائیں گے اس لئے کہ بچے والدین کے تابع ہیں۔

(۲) اطفال مشرکین جنت میں جائیں گے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو وہ بھی فطرت اسلام پر پیدا ہوئے ہیں اور قبل از بلوغ دنیا سے رخصت ہوگئے اور کوئی گناہ بھی ان سے سرزد نہیں ہوا امام محمدؒ کا بھی یہی رجحان ہے انہوں نے فرمایا کہ: ''إن اللّٰہ لا یعذب أحداً بلا ذنب. الشامی.

(۳) امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف ایک تیسرا قول منسوب ہے کہ امام صاحب نے اس بارے میں توقف اختیار کیا ہے یعنی کوئی تشریح اس کی نہیں فرمائی لیکن صحیح امام اعظمؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ رب العزت زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کون بچہ جنت میں جائے گا اور کون بچہ دوزخ میں جائے گا (أللّٰہ أعلم بما کانوا عاملین) کہ اللہ رب العزت کو آئندہ کا علم ہے کہ کون بچہ ایسا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو اسلام لے آتا اور کون سا بچہ زندہ رہتا تو اسلام نہ لاتا پس جو بچے اللہ کے علم کے مطابق اگر زندہ رہتے اور اسلام لے آتے وہ جنت میں جائیں گے اور جو بچے اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اگر زندہ رہتے تو کفر پر برقرار رہتے وہ بچے جہنم میں جائیں گے خلاصہ یہ کہ اللہ رب العزت کی مشیت پر موقوف ہے کہ اللہ رب العزت کو آئندہ کا بھی پورا علم ہے اسی کے اعتبار سے جنت اور جہنم کا فیصلہ ہوگا پس کوئی فیصلہ کن بات اس بارے میں نہیں کہی جاسکتی یہ امام اعظمؒ کا مسلک ہے اور یہی ''أقرب إلی الصواب'' معلوم ہوتا ہے چونکہ یہ مسئلہ از قبیل عبادات نہیں ہے اور انسان کا کوئی عمل اس پر موقوف

نہیں؛ اس لئے اس میں امام اعظمؒ کا قول ہی قابل اختیار معلوم ہوتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۲/۹ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## جو عورت بغیر شادی کیے مرجائے وہ جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟

(۹۸) **سوال:** اگر کوئی عورت بغیر شادی کیے مرگئی تو مرنے کے بعد اس کا کیا ہوگا؟ کیا اس کو یہ حق ہوگا کہ جس کو چاہے جنت میں اپنا شوہر منتخب کرلے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، محی الدین پور

**الجواب وباللہ التوفیق:** جنت کے صحیح احوال کا علم اللہ رب العزت کو ہی ہے۔ اس لئے حتمی طور پر کوئی بات نہیں کہی جاسکتی ہے۔ البتہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسی عورت کو اختیار دیا جائے گا اور جس کے ساتھ رہنا چاہے وہ رہ سکتی ہے۔ ﴿ولهم مايشتهون﴾۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸:۵/۲۳ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقد اختلف في سؤال أطفال المشركين وفي دخولهم الجنة أو النار، فتردد فيهم أبو حنيفة وغيره، وقد وردت فيهم أخبار متعارضة فالسبيل تفويض أمرهم إلى الله تعالىٰ وقال محمد بن الحسن: اعلم أن الله لا يعذب أحداً بلا ذنب. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في أطفال المشركين'': ج ۳، ص: ۸۲)

لا يحكم بأن أطفالهم في النار البتة بل فيه خلاف، قيل: يكونون خدام أهل الجنة وقيل: إن كانوا قالوا بلى يوم أخذ العهد عن اعتقاد ففي الجنة وإلا ففي النار إلخ. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلاة: فصل في الصلاة على الميت'': ج ۲، ص: ۱۳۸)

(۲) إني سمعت أبا الدرداء يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر......

## جنت کی حوروں کی تفصیل:

(۹۹) **سوال**: جنت کی حوروں کی تفصیل بیان فرمائیں۔ تبلیغی حضرات کہتے ہیں کہ حوروں کے سینے ابھرے ہوں گے اور ہر ایک کو ستر ستر حوریں ملیں گی۔ کیا یہ صحیح ہے۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، محی الدین پور

**الجواب وباللہ التوفیق**: سوال میں حور کی جو تفصیل ذکر کی گئی ہے وہ درست ہے، جنتی حوروں کے سینے ابھرے ہوئے ہوں گے۔ [1] یہ قرآن میں ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ شہید کو جو انعام دیا جائے گا اس میں ایک یہ ہے کہ ستر حوروں سے اس کی شادی کرائی جائے گی۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۷/۴/۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح**:

محمد احسان قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... يقول: أيما امرأة توفي عنها زجها، فتزوجت بعده فهي لآخر أزواجها، وما كنت لاختارك على أبي الدرداء. (سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الأوسط :ج۳،ص:۲۷۵،رقم:۳۱۳۰)

في الغرائب ولو ماتت قبل أن تتزوج تخبير أيضاً أن نصيب بآدمي زوجت منه وإن لم ترض فالله يخلق من الحور العين فيزوجها منه واختلف الناس في المرأة التي يكون بها زوجان في الدنيا لا بهما تكون في الآخرة قيل تكون لآخر هما وقيل تخير فتتحار أيهما شاء. (مجموعة الفتاوى: ج ۳،ص: ۱۰، بحواله محمودية:ج۳،ص:۲۱۳)

(۱) ﴿وكواعب أترابا﴾ الكواعب: جمع كاعبة، وهي الناهدة، يقال: كعبت الجارية تكعب تكعيبا وكعوبا، ونهدت تنهد نهودا، والمراد أنهم نساء كواعب تكعبت ثديهن وتفلكت، أي: صارت ثديهنّ كالكعب في صدورهن. (محمد بن على، فتح القدير :ج۲،ص:۹۴۰)

(۲)قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: للشهيد عند الله ست خصال: يغفر له في أول دفعة، ويرى مقعده من الجنة، ويجار من عذاب القبر، ويأمن من الفزع الأكبر، ويوضع على رأسه تاج الوقار، الياقوتة منها خير من الدنيا وما فيها، ويزوج اثنتين وسبعين زوجة من الحور العين، ويشفع في سبعين من أقاربه، قال أبو عيسىٰ: هذا حديث صحيح غريب. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب فضائل الجهاد: باب ما جاء أي الناس أفضل، باب منه'':ج۱،ص:۲۹۵،رقم:۱۶۶۳)

## جنت میں حوروں کا مقام:

(۱۰۰) **سوال**: ایک خاتون نے اسلام قبول کر کے ایک شخص سے شادی کر لی اور اسلام سے بہت مانوس ہوگئی اس عورت کو معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد جنت میں مردوں کو ستر ستر حوریں ملیں گی اور وہ ان سے پورا لطف اور پوری لذت اٹھائیں گے اور یہ تمام لذتیں بیوی کی موجودگی میں اٹھائی جائیں گی ان خاتون کا کہنا ہے کہ دنیاوی زندگی میں عورت مرد کی وجہ سے ہر تکلیف اٹھاتی ہے جیسے کہ دردزہ اور بچوں کی پرورش اور مرنے کے بعد اگر جنت میں جگہ مل گئی تو وہاں ستر ستر سوکنیں ہوں گی جس طرح مرد یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی کسی اور مرد کے ساتھ لذت اٹھائے یا کسی اور مرد کے ساتھ اٹھے بیٹھے ہنسی مذاق کرے تو عورت بھی برداشت نہیں کرسکتی کہ اس کا مرد اس کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ رہے اور وہ صرف اس کا ہی خاوند نہ رہ کر اور عورتوں کا خاوند کہلائے۔ ان خاتون کو سمجھانے کے لئے کہا گیا کہ جو آپ کا دنیا میں اصل خاوند ہوگا جنت میں بھی اصل خاوند وہی ہوگا اور حوریں تو خادمہ بن کر رہیں گی جو مقام جنت میں جنتی عورت کا ہوگا وہ مقام حوریں حاصل نہیں کرسکتی تو خاتون نے سوال کیا کہ کیا میرا شوہر جنت میں میرے علاوہ کسی اور پر نظر نہیں رکھے گا میں تو یہ ہی چاہتی ہوں کہ میں جس مرد کی بیوی دنیا میں ہوں اور دنیا میں اس کے ساتھ تمام تکالیف اٹھا رہی ہوں تو جنت میں جا کر میری جگہ کوئی اور نہ لے میرے خاوند کا جسم کسی اور جسم سے نہ ملے کیا اللہ تعالیٰ خواتین کی یہ خواہش پوری کر دیں گے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عقیل الرحمٰن قریشی، سہارنپور

**الجواب وباللہ التوفیق**: جنت میں حوریں ملیں گی ان کی سردار وہ بیوی ہوگی جو دنیا میں رہی نیز وہاں پر خواہشات نفسانی جس طرح دنیا میں ہوتی ہیں اس طرح نہیں ہوں گی، سوکن کے خلاف جو جذبہ ہوتا ہے وہ بھی نہ رہے گا شوہر بیوی ایک ساتھ رہیں گے بس اصولی طور پر یہ بات یاد رکھیں کہ جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی اور جنت کے احوال کو دنیا پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

(۱) عن أم سلمة رضي الله عنها، قلت: يا رسول الله وبما ذاك؟ قال: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

(۱) ﴿وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾[۱] ہم نے ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی سے کر دیا ہیں۔

(۲) ﴿إِنَّ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾[۲] جنتی لوگ آج کے دن اپنے مشغلوں میں ہشاش بشاش ہوں گے۔

(۳) ﴿أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ﴾[۳] تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(۴) ''وقال النبي صلى الله عليه وسلم أدنىٰ أهل الجنة الذي له ثمانون ألف خادم وإثنتان وسبعون زوجة''[۴]

(۵) ''وقال لعائشة فأنت زوجتي في الدنيا والآخرة''.

(۶) ''و ما في الجنة أعزب''.

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۸/۲ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## اسلامی عقائد کو جاہلانہ عقائد سے تعبیر کرنا:

(۱۰۱) **سوال**: ایک شخص وعظ کر رہے تھے جس میں ہندو مسلمان سب شریک تھے انہوں

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... ''بصلاتهن وصيامهن وعبادتهن الله ألبس الله وجوههن النور وأجسادهن الحرير بيض الألوان خضر الثياب صفراء الحلى مجامرهن الدر وأمشاطهن الذهب يقلن: ألا نحن الخالدات فلا نموت أبدا، ألا ونحن الناعمات فلا نبؤس أبدا، ألا ونحن المقيمات فلا نظعن أبدا، ألا ونحن الراضيات فلا نسخط أبدا، طوبى لمن كنا له وكان لنا'' قلت: يا رسول الله المرأة منا تتزوج زوجين والثلاثة والأربعة ثم تموت فتدخل الجنة ويدخلون معها من يكون زوجها؟ قال: ''يا أم سلمة إنها تخير فتختار أحسنهم خلقا فتقول: أي رب إن هذا كان أحسنهم معي خلقا في دار الدنيا فزوجنيه يا أم سلمة ذهب حسن الخلق بخير الدنيا والآخرة. (سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الكبير: ج۲۳، ص:۳۶۷، رقم:۸۷۰)

(۱) سورة الطور:۲۰. (۲) سورة يٰسٓ:۵۵.
(۳) سورة الزخرف:۷۰. (۴) مشكوٰة: ج۲، ص:۴۹۹.

نے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ہندو اور مسلمان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد جاہلانہ سے آپس میں تفریق ڈالتے رہتے ہیں۔

نہ جا جاہل کی باتوں پر اگر تو دھن کا پکا ہے
اسی پتھر کا بت خانہ اسی پتھر کا مکہ ہے

اذان وناقوس میں کوئی فرق نہیں، قرآن اور وید کے حکموں میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ تو ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عطاء الرحمٰن، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: یہ کفر کے کلمات ہیں، ایسا اعتقاد رکھنے والا اور اس کی تعلیم دینے والا مسلمان نہیں ہے کافر ومرتد ہے[1]، مسلمانوں کو اس کی مکاریوں سے احتراز لازم ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۱۱/۱۴۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَأٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (سورة التوبة:۶۵)
وإذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا، فقال ذلك الغير: ''من برسم كارمی كنم نہ بشرع'' يكفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: مايتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲، ص:۲۸۳)
والاستهزاء بأحكام الشرع كفرٌ، كذا في ''المحيط''. (أيضا: ''ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص:۲۹۱)
ومن اعتقد أن الإيمان والكفر واحدٌ فهو كافر، كذا في الذخيرة. (أيضا: ''ومنها: ما يتعلق بالإيمان والإسلام'': ج۲، ص:۲۷۰)
إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد، أو بنحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن كفر. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ''ألفاظ الكفر أنواع'': ج۲، ص:۵۰۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# بابُ البدعَاتُ وَالرّسوم
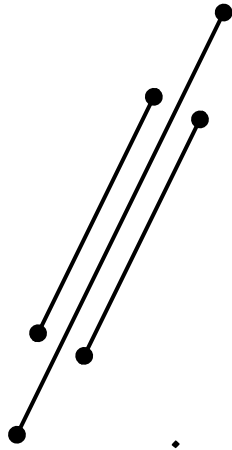
فصل اوّل: مروّجہ فاتحہ خوانی

فصل ثانی: میلاد و مروّجہ صلاۃ وسلام

فصل ثالث: نذر و نیاز سے متعلق رسومات

فصل رابع: مزارات اور قبروں سے متعلق رسومات

فصل خامس: میت اور ایصال ثواب سے متعلق رسومات

فصل سادس: نکاح کی رسومات

فصل سابع: مخصوص ایام کی رسومات

فصل ثامن: اغلاط العوام

فصل تاسع: متفرقات بدعت

# فصل اوّل

# مروّجہ فاتحہ خوانی

## فاتحہ کا مروجہ طریقہ صحیح ہے کہ نہیں؟

(۱)**سوال**: فاتحہ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ کیوں کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ کھانا یا مٹھائی وغیرہ سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد عرفان، دہرادون

**الجواب وباللہ التوفیق**: مروجہ فاتحہ تو وہ ہے جو آپ نے سوال میں تحریر کی ہے، جس کا التزام بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے؛ کیونکہ ایسا مروجہ طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ (۱)

شرعی طریقہ یہ ہے کہ کھانا وغیرہ کچھ بھی سامنے نہ رکھا جائے؛ بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کر دیا جائے اور اگر کھانے کا بھی ثواب پہونچانا ہے، تو الگ سے کھانا کھلا کر یا کسی غریب کو دے کر اس کا ثواب الگ سے میت کو پہونچا دیا جائے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۸/۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الصلاة: باب الدعاء في التشهد“: ج ۳،ص:۲۶،رقم:۹۴۶)

(۲)إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة“: ج۹،ص:۷۷)

والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراء ة القرآن لأجل الأكل يكره. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## مروجہ قرآن خوانی کا حکم کیا ہے؟

(۲) **سوال**: کیا مروجہ قرآن خوانی بدعت ہے، جب کہ علماء بذات خود اس میں شرکت کرتے ہیں اور قرآن خوانی کے لئے طلباء مدارس کو گھروں میں بھیجتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مشتاق احمد، بارہ بنکی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قرآن کریم پڑھ کر مرحومین کو ایصال ثواب کرنا شرعاً جائز اور درست ہے، اس سے مرحومین کو فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے؛ مگر اس پر علماء محدثین وفقہاء کا اتفاق ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت پر اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے۔ جس کی وجہ سے خود قاریوں کو ثواب نہیں ملتا، تو وہ دوسروں کو کیسے ایصال ثواب کریں گے؛ اس لئے یہ بدعت سیئہ بھی ہے اور شرعاً ناجائز بھی، اس طرح مقصد تو فوت ہو ہی گیا اور تلاوت پر اجرت کا گناہ بھی ہوا، ہاں اگر کچھ لوگ صرف اللہ کے لئے قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کر دیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ جائز اور مستحسن ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۶/۱۹ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت“: ج۳، ص:۱۴۸)

فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلوٰة كان أو صوماً أو حجاً أو صدقة أو قراءة للقرآن أو الأذكار أو غير ذلك من أنواع البر ويصل ذلك إلى الميت وينفعه. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الحج: باب الحج عن الغير“: ج۳، ص:۱۰۵؛ وابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الحج: باب الحج عن الغير“: ج۳، ص:۱۳۱)

(۱) فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز: لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظيم ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## کسی میت یا بزرگ کی فاتحہ دلانا:

(۳)**سوال**: کسی میت یا بزرگ کی فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام احمد، لکھیم پور

**الجواب وباللہ التوفیق**: مروجہ فاتحہ رسم وبدعت ہے، جسے ترک کرنا واجب ہے۔(۱) بقدر گنجائش مالی صدقہ کرکے یا غرباء کو کھانا کھلا کر، میت کو ثواب پہونچانا چاہئے جو جائز اور امر مستحسن ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱۲/۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة": ج۹،ص: ۷۷)

فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلوٰة كان أو صوماً أو حجاً أو صدقة أو قراءة للقرآن أو الأذكار أو غير ذلك من أنواع البر ويصل ذلك إلى الميت وينفعه. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير": ج ۳،ص: ۱۰۵؛ ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الحج: باب الحج عن الغير": ج۳،ص:۱۳۱)

إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة": ج۹،ص:۷۷)

والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

(۱) عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

فالحاصل أن ما شاء في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز: لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظيم ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## فاتحہ خوانی کے بعد مٹھائی کی تقسیم:

(۴)**سوال**: فاتحہ خوانی کے بعد مٹھائی کی تقسیم کو لازمی سمجھا جاتا ہے اور مسجد میں نمازیوں کو بھی مٹھائی بھیجی جاتی ہے، اس مٹھائی کا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ناصر حسن، الہ آباد

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مروّجہ فاتحہ بدعت ہے؛ اس لئے اس کی مٹھائی وغیرہ میں شرکت درست نہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۵/۱۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......مکسباً ووسیلة إلی جمع الدنیا. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحریر مهم في عدم جواز الاستئجار علی التلاوة'' :ج۹، ص:۷۷)

(۲)فللإنسان أن یجعل ثواب عمله لغیره عند أهل السنة والجماعة صلوٰة کان أو صوماً أو حجاً صدقة أو قراءة للقرآن أو الأذکار أو غیر ذلك من أنواع البر ویصل ذلك إلی المیت وینفعه. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الحج: باب الحج عن الغیر'' :ج۳،ص:۱۰۵، ابن الهمام، فتح القدیر، ''کتاب الحج: باب الحج عن الغیر'' :ج۳،ص:۱۳۱)

(۱) عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب الأقضیه: باب نقض الأحکام الباطلة'' :ج۲،ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)
فالحاصل أن ما شاء في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا یجوز: لأن فیه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للامر والقراءة لأجل المال، فإذا لم یکن للقاري ثواب لعدم النیة الصحیحة فأین یصل الثواب إلی المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظیم مکسباً ووسیلة إلی جمع الدنیا. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحریر مهم في عدم جواز الاستئجار علی التلاوة'' :ج۹،ص:۷۷)

## اعلان کر کے فاتحہ خوانی اور تعزیت:

(۵)**سوال**: یہاں گجرات کے بعض علاقوں میں جب باہر ملکوں سے موت کی خبر آتی ہے، تو فاتحہ خوانی کے لئے اعلان کرا کر، لوگوں کو جمع کر کے، ایک خاص طریقہ سے امام یا موذن سے فاتحہ پڑھواتے ہیں، جب کسی کو آتا دیکھتے ہیں، تو الفاتحہ زور سے پکارتے ہیں، اس طرح ایصال ثواب کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نذیر احمد، کشمیری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: موت کی خبر پر اعلان کر کے فاتحہ خوانی کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کی رسم اور اس کا التزام خلاف سنت اور مکروہ ہے[۱]، ہاں اہل میت اپنے خاص اعزاء واقرباء کو خبر دے کر دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست کریں اور وہ لوگ کچھ پڑھ کر یا خیرات کر کے ثواب پہونچائیں اور دعائے مغفرت کریں اور دیگر رسوم کی قید کے بغیر اہل میت کے پاس آ کر تعزیت کریں یعنی تسلی دیں، مثلاً: یہ کہیں کہ "أعظم اللّٰه أجرك وأحسن عزائك وغفر لميتك" یہ صورت جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے انتقال پر خط سے تعزیت فرمائی تھی۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة أو منكر. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصلاة: باب الدعاء في التشهد، الفصل الأول": ج۳،ص:۲۶،رقم:۹۴۶)

عن جرير بن عبد اللّٰه قال: كنا نرى الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام من النياحة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب ما جاء في الجنائز: باب ما جاء في النهي عن الاجتماع...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## جنوں پر فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب:

(۶) **سوال**: یہاں پر لوگ چنوں اور کھانوں پر فاتحہ پڑھ کر تقسیم کرتے ہیں اور پھر ان کے کھانے کو ثواب سمجھتے ہیں تو یہ کھانا کن آدمیوں کے لئے جائز ہے یہ صدقہ ہے یا کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شریف احمد، ہریدوار

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: نفس قرأت قرآن کریم کے ذریعہ ایصال ثواب مستحسن ہے[1]؛ لیکن چنوں اور دانوں پر فاتحہ کا التزام بلا شبہ بدعت ہے، ان کا ترک لازم ہے، پڑھے ہوئے چنے اگر نذر و منت کے ہوں، تو مالداروں کو ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۰/۴/۱۴۱۱ھ)

**الجواب صحیح**:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... إلى أهل الميت'': ج۱، ص:۱۱۶)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضيه: باب نقض الأحكام الباطلة'': ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۲) كتب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إلى معاذ بن جبل لما مات ولده سلام اللّٰه عليك فإني أحمد اللّٰه الذي لا إله إلا هو أمل بعد فأعظم اللّٰه لك الأجر وأهلك الصبر ورزقني وإياك الشكر ثم إن أنفسنا وأموالنا وأهلينا وأولادنا من مواهب اللّٰه المستودعة وعواريه المستردة الخ. (الصغوري، نزهة المجالس ومنتخب النفائس، ''فصل في الصبر'': ج۱،ص:۷۴)

(يكره) اتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقرآن للختم أو لقراءة سورة الأنعام الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت'': ج۳،ص:۱۴۸)

(۱) من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز وثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في القرأة للميت وإهداء ثوابها له'': ج۳،ص:۱۵۲)

فالحاصل أن ما شاء في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز: لأن فيه ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## بوقت فاتحہ میت کے ساتھ ماں کا نام لینا:

(۷)**سوال**: ہمارے یہاں لوگ فاتحہ اس طرح کرتے ہیں کہ جب بخشنے کی باری آتی ہے، تو ماں کا نام میت کے ساتھ لیتے ہیں، مثلاً: احمد ابن فاطمہ کو بخشا جائے، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فیروز عالم، دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مروجہ فاتحہ کا التزام بدعت ہے[1]؛ البتہ سورۂ فاتحہ یا کسی اور سورۃ کو پڑھ کر ایصال ثواب کردیا جائے،[2] اس میں مردے کا نام کافی ہے، ماں باپ کا نام لینا ضروری نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے۔ تاہم نام لے بھی لیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۳/۲۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فإذا لم یکن للقاري ثواب لعدم النیة الصحیحة فأین یصل الثواب إلی المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظیم مکسباً ووسیلة إلی جمع الدنیا. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحریر مهم في عدم جواز الاستئجار علی التلاوة'': ج۹، ص:۷۷)

(۲) أشرف علي تهانوي -رحمة اللّٰه علیه-، إمداد الفتاویٰ: ج۵، ص:۳۶۳)

(۱) عن عائشة -رضي اللّٰه عنها- قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب الأقضیة: باب نقض الأحکام الباطلة'' :ج۲، ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)

(یکره) اتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقرآن للختم أو لقراءة سورة الأنعام الخ. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في کراهة الضیافة من أهل المیت'': ج۳، ص:۱۴۸)

(۲) للإنسان أن یجعل ثواب عمله لغیره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غیرها. (أیضاً: مطلب: في القراءة للمیت وإهداء ثوابها له'': ج۳، ص:۱۵۱)

(۳) ﴿إِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (سورة الفاطر:۳۸)

## مسجد میں قرآن خوانی کرنے کا حکم:

(۸)**سوال**: کیا مسجد میں قرآن خوانی کرنا بدعت ہے، نیز جمعہ کے لئے مائک پر اعلان کر کے لوگوں کو بلانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظاہر حسن، گوالیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مروجہ قرآن خوانی خود بدعت ہے[1]، البتہ اگر بلاالتزام واہتمام کچھ حضرات بغیر لالچ طعام وغیرہ کے محض اخلاصِ قلب کے ساتھ قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کردیں تو مضائقہ نہیں[2]، جمعہ کے لئے بلانے کا التزام بھی نہ کرنا چاہئے کہ اذانِ جمعہ اس کے لئے کافی ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۲/۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## فاتحہ کے لئے کونسا وقت بہتر ہے؟

(۹)**سوال**: کس دن فاتحہ کے لئے قبر پر جانا بہتر ہے؟ اور کیا ایک جگہ کھڑے ہو کر سب عزیزوں وامت کے مسلمانوں کو ثواب پہونچایا جا سکتا ہے؛ کیونکہ دیگر عزیزوں کی قبریں بھی یہیں

---

(۱) (یکره) اتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقرآن للختم أو لقراءة سورة الأنعام الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت“: ج۳،ص:۱۴۸)

(۲) للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها. (أيضاً: مطلب: في القراءة للميت وإهداء ثوابها له“: ج۳،ص:۱۵۱)

(۳) لا ينبغي لأحد أن يقول لمن فوقه في العلم والجاه حان وقت الصلاة سوى المؤذن، لأنه استفضال لنفسه، قلت: وهذا خاص بالتثويب للأمير ونحوه على قول أبي يوسف رحمه اللّٰه فأفهم. (أيضاً: ”باب الأذان، مطلب: في أول من بنى المنائر للأذان“: ج۲،ص:۵۶)

ہیں، مگر شناخت نہیں ہوتی کہ کہاں کہاں پر ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید حبیب احمد، سوائے، مادھو پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور پیر کے دن قبرستان جانا افضل ہے اور کسی بھی دن کسی بھی وقت جانا جائز ہے[1] اور شامی میں ان ایام کو افضل لکھا ہے، ایک جگہ کھڑے ہو کر سب کو ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۱۶/۱/۶ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

(۱)إلا أن الأفضل يوم الجمعة والسبت والإثنين والخميس.(ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: مطلب في زيارة القبور“:ج۳،ص:۱۵۰)

(۲)سئل ابن حجر المكي عما لو قرأ لأهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم أو يصل لكل منهم ثواب ذلك كاملاً فأجاب بأنه أفتى جمع بالثاني وهو اللائق.(ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراءة للميت وإهداء ثوابها له“:ج۳،ص:۱۵۳)

# فصل ثانی

# میلا د ومروّجہ صلاۃ وسلام

## مجلس میلا د:

(۱۰) **سوال**: برکت کے لیے مجلس میلا د کی منت کرنا اور میلا د کی منت ماننا کیسا ہے؟ اور اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر سلام اور درود پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ میلا د کے ختم پر مٹھائی تقسیم کرتے ہیں جس میں خواتین بھی ہوتی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان، میرٹھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مجلس میلا د منعقد کرنے کی منت ماننا کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے اور ایسی منت واجب بھی نہیں ہوگی، اور اگر منت مان کر مروجہ طریقہ کے مطابق مجلس میلا د منعقد کی جائے گی، تو اس میں بدعت کا گناہ لازم آئے گا جس سے پرہیز کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے تا کہ اس کی آخرت درست ہوجائے۔ چونکہ عام طور پر مجلس میلا د میں موضوع روایات پڑھی جاتی ہیں اور رسوم کی ادائیگی کی جاتی ہے، اگر یہ چیزیں باعث ثواب یا کم از کم جائز ہوتی تو عاشق رسول صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اس پر عمل کر کے نمونہ پیش کرتے، مگر باوجودیکہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے رگ وریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، کبھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ایسے مروجہ طریقہ پر میلا د نہیں پڑھا، پھر ہم کس شمار میں ہیں؛ اس لئے مروجہ میلا د بدعت ہے۔

البتہ بغیر منت ماننے اور رسم ورواج سے بالاتر ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ولادت

کوصحیح صحیح روایتوں کے ساتھ بیان کریں جس میں قیام اور شیرنی وغیرہ نہ ہو، تو باعث ثواب ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱/۱۴۱۱ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## صلوٰۃ وسلام پڑھنا، انگوٹھے چومنا اور نماز کے بعد مصافحہ کا التزام:

(۱۱)**سوال**: ہمارے یہاں کچھ لوگ اذان ہونے کے بعد ''**الصلوٰة و السلام عليك يا رسول الله**'' کہہ کر پکارتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آنے پر انگوٹھے چومتے ہیں اور آنکھوں پر پھیرتے ہیں۔ نماز کے بعد مصافحہ کو ضروری سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں ان کا یہ عمل کیسا ہے؟ کیا ان کو اہل سنت والجماعت کہا جاسکتا ہے؟ ان کی امامت کیسی ہے؟ ہم نے جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھ لی ہیں ان کا کیا کیا جائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبید اللہ خان، بمبئی

---

(۱) ﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ (سورة الفتح:۹)

المولد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱، ص:۵۶۸)

الاحتمال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر أذكاره صلى الله عليه وسلم. (أشرف علي تهانوي -رحمه الله- إمداد الفتاویٰ: ج۶، ص:۳۲۷)

وأقبح منه النذر بقراءة المولد في المنابر. (أيضاً:)

ومع اشتماله على الغناء واللعب وإيهاب ثواب ذلك إلى حضرة المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام'': ج۳، ص:۴۲۷)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ تمام امور کا رواج اور التزام بدعت ہے، اور شرعاً ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ جو لوگ ان کاموں کے مرتکب ہیں وہ اپنے آپ کو سنی یعنی اہل سنت والجماعت کہتے ہیں؛ حالانکہ وہ بدعتی ہیں، سنی نہیں ہیں؛ کیونکہ اہل سنت وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور اجماع امت پر عمل پیرا ہیں۔ جس امام میں واقعۃً یہ مذکورہ فی السوال تمام امور پائے جاتے ہیں اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اہل سنت کو چاہئے کہ وہ اپنی مساجد میں نماز پڑھیں، اگر نظم نہ ہو، تو نظم کیا جائے، ہاں اگر کبھی اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لی، تو نماز ہوجاتی ہے، ترک جماعت نہ کریں اور جس طرح بھی ہوسکے صحیح نظم کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۱۰/۱۴۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## میلاد اور قیام کرنا کیسا ہے؟

(۱۲) **سوال**: بعض جگہوں پر یہ رسم ہے کہ چند آدمی مل کر میلاد کرتے ہیں یعنی کہ وعظ ونصیحت کی باتیں ہوتی ہیں مگر دوران تقریر قیام کرتے ہیں یعنی مجموعی طور پر کھڑے ہوکر کچھ پڑھتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہ عالم، کٹیہاری

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور" :ج۱،ص: ۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷)

بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين (إلى ما قال) ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۶۸)

تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال لأن الصحابة ماصافحوا بعد أداء الصلاة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره" :ج۹،ص:۵۴۷)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** میلادمروجہ اوراس میں قیام کا کوئی شرعی ثبوت نہیں یہ ایجاد ہی ۶۰۰ ھ کی ہے، اس سے قبل مروجہ میلاد کا وجود بھی نہیں تھا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۵/۲۸ھ)

## اذان کی شہادتین پرانگوٹھا چومنا:

(۱۳)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) زید جو کہ مبتدع ہے اور اذان کے فوراً بعد مصلے پر قرآن لے کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کو سنت سمجھتا ہے (۲) اذان و اقامت میں اشہد ان لا الہ پر اپنے انگوٹھوں کو چومتا ہے یہ عمل کرنا کیسا ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مرزا ایوب بیگ، آندھرا پردیش

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** (۱) زید کا مذکورہ عمل اچھا اور مستحسن ہے اگر وہاں بیٹھ کر تسبیحات یا قرآن پاک پڑھتا ہو؛ لیکن اس کو ضروری اور سنت سمجھنا صحیح نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) ألمولد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ”أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين“: ج۱،ص:۵٦۸)

عن أبي أمامة -رضي الله عنه-، قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم متكأً علىٰ عصاً فقمنا له، فقال: لاتقوموا كما يقوم الأعاجم يعظم بعضها بعضا. (مشكوٰة المصابيح، ”كتاب الآداب: باب القيام الفصل الثاني“،ص:۴۰۳)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور“: ج۱،ص: ۳۷۱،رقم:۲٦۹۷)

(۲) یہ فعل بدعت ہے صحابۂ کرام یا اسلاف واکابر سے ثابت نہیں، البتہ اگر علاجاً ایسا کوئی کرے، تو گنجائش ہے کہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرنے سے آنکھوں کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہٗ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۱۲/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## نماز جمعہ کے بعد مسجد میں بلند آواز سے سلام پڑھنا:

(۱۴)**سوال**: مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد دس یا بیس آدمی مل کر امام صاحب کے ساتھ بلند

---

(۱)يستحب أن يقال عند سماع الأولىٰ من الشهادة، صلى الله عليك، يا رسول الله وعند الثانية منها: قرت عيني بك يا رسول الله، ثم يقول: اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين. ...... و في كتاب الفردوس من قبل ظفري إبهامه عند سماع أشهد أن محمداً رسول الله في الأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة، وتمامه في حواشي البحر للرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوي، وذكر ذلك الجراحي وأطال، ثم قال: ولم يصح في المرفوغ من كل هذ شيء. (وحكي الخطاب في شرح مختصره خليل حكاية أخرىٰ غير ماهنا، وتوسع في ذلك ولا يصح شيء من هذا في المرفوع كما قال المؤلف: بل كله مختلف موضوع. (شمس الدين محمد السخاوي، المقاصد الحسنة: ج۱،ص:۲۰۶، وابن عابدين، الد المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة الجماعة في المسجد‘‘: ج۱،ص:۳۹۸)

من قال حين يسمع المؤذن أشهد أن محمد رسول الله: مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم، ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبداً. (شمس الدين محمد السخاوي، المقاصد الحسنة: ج۱،ص:۲۰۵)

مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عندسماع قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا، ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمد رسول الله قال هذا، وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي، ولا يصح. (شمس الدين، المقاصد الحسنة: ج۱،ص:۲۰۴)

آواز سے سلام پڑھتے ہیں جیسے میلادوالے پڑھا کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم احمد، دہلی

**الجواب وباللہ التوفیق**: یہ کہیں سے ثابت نہیں ہے، یہ طریقہ بدعت ہے جس کا ترک کرنا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۶/۳/۱۴۱۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## مروجہ میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۱۵)**سوال**: مروجہ میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کے

---

(۱)عن ابن مسعود -رضي اللّٰه عنه- أنه أخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. وقال لهم: ما أراكم إلا مبتدعين. (ابن عابدين، الدر المختار، مع رد المحتار، ”كتاب الحظر والإباحة: باب الاسبراء وغيره، فصل في البيع“ :ج۹،ص:۵۷۰)

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾(سورة الأحزاب:۵۶)

عن أبي هريرة -رضي اللّٰه عنه- عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي، ولا تخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الأيام إلا أن يكون في صوم يصومه أحدكم. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الصوم: باب كراهة فراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته“ :ج۱،ص:۳۶۱،رقم:۱۱۴۴)

وكذا في الشامي: هل يكره رفع الصوت بالذكر والدعاء؟ قيل نعم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع“ :ج۹،ص:۵۷۰)

فإذا ندب الشرع مثلا إلى ذكر اللّٰه، فالتزم قوم الاجتماع عليه على لسان واحد وصوت، أو في وقت معلوم مخصوص عن سائر الأوقات — لم يكن في ندب الشرع ما يدل على هذا التخصيص الملتزم، بل فيه ما يدل على خلافه، لأنه التزام الأمور غير اللازمة شرعاً أن تفهم التشريع، وخصوصا مع من يقتدى به في مجامع الناس كالمساجد. (علوي بن عبد اللّٰه السقاف، كتاب الاعتصام، ”الباب الرابع: في مأخذ أهل البدع بالاستدلال، فصل من صور ابتاع الزائغين للمتشابهات، ومنها: تحريف الأدلة عن مواضعها“ :ج۱،ص:۳۲۴)

دور میں میلا دہوتا تھا کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہاشم، منی پوری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مجلس میلا د نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں ہوئی نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم اور نہ ہی تابعینؒ کے دور میں ہوئی، اس کا نہ شریعت اسلامیہ میں کہیں وجود ملتا ہے اور نہ ہی یہ کوئی شرعی ضرورت ہے؛ اس لئے مروجہ مجلس میلا د واجب الترک بدعت ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## قرآن خوانی ومیلا د پر نذرانہ دینا:

(۱۲)**سوال**: اگر کوئی آدمی گھر میں خیر وبرکت کے لئے چند مولوی صاحبان کو بلا کر قرآن خوانی اور میلا د شریف پڑھائے تو یہ شریعت کے اعتبار سے کیسا ہے؟ اور قرآن ومیلا د پڑھنے والے

---

(۱) ﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ (سورة الفتح:۹)

المولد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸)

الاحتمال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر أذكاره صلى الله عليه وسلم. (أشرف علي تهانوي -رحمه الله- إمداد الفتاویٰ: ج۶،ص:۳۲۷)

وأقبح منه النذر بقراءة المولد في المنابر. (أيضاً: )

ومع اشتماله على الغناء واللعب وإيهاب ثواب ذلك إلى حضرة المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام'': ج۳،ص:۴۲۷)

مولویوں کونذرانے کے طور پر کچھ روپیہ دینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابوطاہر، بنگالی

**الجواب وباللہ التوفیق:** اگر خیر و برکت کے لئے قرآن کریم پڑھوا دیا جائے، تو باعث ثواب ہے اور اگر بغیر کسی شرط کے لازم نہ سمجھ کر کوئی ہدیہ قاری کو دیدیا جائے، تو شرعاً کوئی وجہ ممانعت نہیں؛ لیکن تلاوت قرآن کریم پر اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا اگر اجرت کے طور پر کچھ دیا جائے خواہ مشروط ہو یا معروف ہو، تو ناجائز ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۲/۱۴۱۶ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## درودوسلام سے کیا مراد ہے؟

(۱۷) **سوال:** کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجو تو کون سا سلام بھیجیں اور درود کونسا بھیجا جائے اور درود سے کیا مراد ہے اور بعض لوگوں کو ہم نے عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر سلام کھڑے ہوکر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ ''**يا نبي سلام عليك**،

(۱) قال الإمام النووي في الأذكار: اختلف العلماء في وصول ثواب قراءة القرآن، فالمشهور من مذهب الشافعي وجماعة أنه لا يصل، وذهب أحمد بن حنبل وجماعة من العلماء وجماعة من أصحاب الشافعي إلى أنه يصل، فالاختيار أن يقول القاري بعد فراغه: اللهم أوصل ثواب ما قرأته إلى فلان، والله أعلم. (الأذكار للنووي، ''كتاب أذكار المرض والموت وما يتعلق بهما، باب ما ينفع الميت من قول غيره'': ص:۲۵۲)

كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمره ووجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى الحامدية، ''مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة'': ج۲، ص:۳۳۳)

إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ. وقال العيني في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطي آثمان. فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا -وإنا إليه راجعون-أهـ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار عل التلاوة'': ج۹، ص:۷۷)

یا رسول سلام علیك ''یہ ہی پڑھنا چاہئے یا اس میں کچھ تفصیل ہے بیان فرما کر مشکور ہوں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عباس، بجنور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے لئے رحمت کی دعاء کی جائے اس کا کوئی طریقہ متعین نہیں، صلی اللّٰہ علیه وسلم،''یا اللّٰهم صل وسلم علی حبیبك خیر الخلق ''وغیرہ کلمات استعمال کر لئے جائیں۔(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر اور حاضر سمجھ کر سلام بھیجنے کا جو خاص طریقہ رائج ہے، شرعا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر روضہ اقدس پر ہو، تو مخاطب بنا کر سلام بھیجا جا سکتا ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۱/۱۴۱۷ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کھانے پر فاتحہ، درود وسلام پڑھنا:

(۱۸)**سوال:** بدعتی عورت کھانے پر فاتحہ پڑھتی ہے اور سلام و درود پڑھتی ہے، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعزیز، سکروڑوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مروجہ فاتحہ خوانی اور اس کو بعض اوقات لازم سمجھنا، نیز

---

(۱)عن كعب بن عجرة فقال: ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه و سلم؟ فقلت بلى فأهدها لي فقال سألنا رسول الله صلى الله عليه و سلم فقلنا يا رسول الله كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن الله قد علمنا كيف نسلم عليكم؟ قال (قولوا اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد)(أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان في المشي'': ج۱،ص:۴۷۷،رقم:۳۳۷۰)

(۲)وعلى ما ذكرنا يكون الواقف مستقبلا وجهه عليه الصلوة والسلام وبصره فيكون أولىٰ ثم يقول في موقفه: السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا خير خلق الله، السلام عليك يا خيرة الله من جميع خلقه السلام عليك يا حبيب الله الخ. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الحج: خاتمه، المقصد الثاني: زيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۳،ص:۱۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مروجہ سلام پڑھنا جس میں غیر شرعی طریقہ بھی اختیار کیا جاتا ہے ان چیزوں کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں ہے[۱] اگر میت کو ثواب ہی پہونچانا ہے تو نماز پڑھ کر، قرآن پڑھ کر روزہ رکھ کر یا صدقہ وغیرہ دے کر میت کو ثواب پہونچا دیا جائے۔[۲] مزید تفصیل کے لیے اصلاح الرسوم مؤلفہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کریں۔

| **الجواب صحیح:** | فقط: واللہ اعلم بالصواب |
| --- | --- |
| خورشید عالم | **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ |
| مفتی دارالعلوم وقف دیوبند | نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند |

## جلوس محمدی ومدح صحابہؓ کی حیثیت:

(۱۹) **سوال**: شیعوں کے جلوس کی مخالفت کرتے ہوئے اہل سنت کا جلوس محمدیؐ اور مدح صحابہؓ کے لیے جلوس نکالنا جس میں خرافات بھی ہوتی ہیں یہ کیسا ہے؟ جب کہ شیعہ وسنی کا ٹکراؤ ہوجاتا ہے اور بعض مرتبہ پتھراؤ بھی ہوجاتا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رضوان، ہریدوار

**الجواب وباللہ التوفیق**: شیعہ جو کچھ کرتے ہیں وہ کرتے ہی ہیں، لیکن جلوس محمدی

---

(۱) ومنها أي من القصص المختلفة الموضوعة ما يذكرونه من أن النبي يحضر بنفسه في مجالس وعظ مولده عند ذكر مولده وبنوا عليه القيام عند ذكر المولد تعظيما وإكراما. وهذا أيضا من الأباطيل لم يثبت ذلك بدليل ومجرد الاحتمال والإمكان خارج عن حد البيان. (محمد عبد الحي، الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، ''ذكر بعض القصص المشهورة'': ج۱، ص:۴۶)

(۲) الأصل أن كل من أتى بعبادة ما له جعل ثوابها لغيره، صلاة أو صوما أو صدقة أو قراءة أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحج: باب الحج عن الغير'': ج۴، ص:۱۰)
والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو قراءة قرآن أو ذكرا أو طوافا أو حجا أو عمرة أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة. (ابن نجيم، البحرا الرائق، ''كتاب الحج: باب الحج عن الغير'': ج۳، ص:۱۰۵)
الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الحج: باب الحج عن الغير'': ج۳، ص:۱۳۱)

اور مدح صحابہؓ وغیرہ کا ہمارے یہاں بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بدعات وخرافات کی مخالفت اس لیے ہوتی ہے تاکہ وہ ختم ہو اور اگر ایک منکر سے متعدد منکرات پیدا ہو رہے ہوں، تو اس کو دانش مندی نہیں کہہ سکتے ہیں؛ اس لیے باہمی مشورے سے ایسی صورتیں اختیار کی جائیں کہ فتنہ فساد قطعاً نہ ہو، سنجیدہ علماء باہمی مشورے سے کوئی لائحہ عمل علاقے کی نزاکت کو دیکھ کر طے کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۴/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ”یا نبی سلام علیك“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر جان کر پڑھنا:

(۲۰) **سوال**: مروجہ میلاد کے موقعہ پر ”يا نبي سلام عليك“ پڑھا جاتا ہے، بعض لوگ اس عقیدہ سے پڑھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور بعض لوگ اس طرح کے عقیدہ کے بغیر پڑھتے ہیں اور یہ کلمات گانے کے طرز پر پڑھتے ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ابوالحسن، آسام

**الجواب وباللہ التوفیق**: ”يا نبي سلام عليك“ پڑھنے والے اس عقیدہ سے پڑھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لاتے ہیں جہاں پر پڑھا جاتا ہے اور یہ گمان

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور“ :ج۱،ص: ۳۷۱،رقم: ۲۶۹۷)

المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ”أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين“ :ج۱،ص:۵۶۸)

وهو أيضاً: بدعة لم يرد فيه شيء به على أن الناس إنما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى الله عليه وسلم فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص. (أحمد بن محمد، الفتاوى الحديثية :ج۱،ص:۵۸)

شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس گمان کے ساتھ پڑھنا ممنوع ہے۔ اور جس کا یہ گمان نہ ہو اس کو بھی نہیں پڑھنا چاہئے اس لیے کہ اس صورت میں ان سے تشبہ ہے۔ نیز گانے کی صورت بنانا خود مذموم ہے اس لیے اس طرح کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ رہا نفس درود شریف تو شرعی حدود میں رہ کر پڑھنا چاہئے بہت ہی اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۵/۱/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) رجل تزوج بامرأة بغير شهود، فقال الرجل للمرأة: ''خدا را وپیغمبر را گواہ کردیم'' قالوا: يكون كفرا، لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه يعلم الغيب، وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الأحياء فكيف بعد الموت. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء -عليهم السلام-'': ج۲، ص:۲۷۹)

وعلى ما ذكرنا يكون الواقف مستقبلاً وجهه -عليه الصلاة والسلام- وبصره فيكون أولىٰ، ثم يقول في موقفه: السلام عليك يا رسول الله إلخ. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الحج: مسائل منثورة'' :ج۳، ص:۱۶۹)

وعن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى عليّ نائيا أبلغته، رواه البيهقي في شعب الإيمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث'': ج۳، ص:۱۷، رقم:۹۳۴)

ومنها أي من القصص المختلفة الموضوعة ما يذكرونه من أن النبي يحضر بنفسه فی مجالس وعظ مولده عند ذكر مولده وبنوا عليه القيام عند ذكر المولد تعظيما وإكراما. وهذا أيضا من الأباطيل لم يثبت ذلك بدليل ومجرد الاحتمال والإمكان خارج عن حد البيان. (محمد عبد الحي، الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، ''ذكر بعض القصص المشهورة'': ج۱، ص:۴۶)

جرت عادة كثير من المحبين إذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله عليه وسلم إن يقيموا تعظيماً له صلى الله عليه وسلم، وهذا القيام، بدعة لا أصل لها. (محمد بن يوسف، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، 'تنبيهات'': ج۱، ص:۳۴۴)

## درودشریف پڑھتے وقت انگلیوں کا چومنا:

(۲۱) **سوال**: درودشریف پڑھتے وقت، انگلیوں کو چومنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ فضل رب خاں، بلیاوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: درودشریف پڑھتے ہوئے انگلیوں کو چوم کرآنکھوں پر رکھنا بدعت ہے، جس کا ترک کرنا ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۱/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مسجد میں میلاد کرنا:

(۲۲) **سوال**: کیا مسجد کے اندر میلاد شریف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد شاہد حسین صاحب، بریلی

---

(۱)مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عندسماع قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول اللّٰه، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت باللّٰه ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد صلى اللّٰه عليه وسلم نبيا، ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمد رسول اللّٰه قال هذا، وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى اللّٰه عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي، ولا يصح. (شمس الدين، المقاصد الحسنة :ج۱،ص:۶۰۴)

و في كتاب الفردوس من قبل ظفري إبهامه عند سماع أشهد أن محمداً رسول اللّٰه فيالأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة، وتمامه في حواشي البحر للرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوي، وذكر ذلك الجراحي وأطال، ثم قال: ولم يصح في المرفوغ من كل هذا شيء. (وحكي الخطاب في شرح مختصره خليل حكاية أخرىٰ غير ماهنا، وتوسع في ذلك ولا يصح شيء من هذا في المرفوع كما قال المؤلف: بل كله مختلف موضوع. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة الجماعة في المسجد“ :ج۱،ص:۳۹۸)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** رائج پابندیوں کے ساتھ مروجہ میلاد مسجد اور غیر مسجد کہیں بھی درست نہیں ہے،(۱) البتہ مستند اور درست حدیثوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بلا کسی دن کی خصوصیت کے مستحب اور باعث ثواب ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۶/۲۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## صلوٰۃ وسلام میں خطاب کا صیغہ:

(۲۳)**سوال**: صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ یا خلیل اللہ یا ذبیح اللہ۔ اس قسم کے بہت سے الفاظ پڑھتے ہیں، یہ سب الفاظ پڑھنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اسلام الدین، نیپال

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ الفاظ کے ساتھ درود پڑھنا ثابت نہیں ہے اور حرف ندا مخاطب (جو سامنے موجود ہو) کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ اس کے لیے مذکورہ طریقہ کی بجائے صرف درود پڑھیں جو کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کی بہت فضیلت مروی ہے اور بہت زیادہ ثواب

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص: ۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

(۲)ويستحب أن يقال عند سماع الأولىٰ من الشهادة صلى اللّٰه عليه وسلم إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۶۸)

ملتا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۷/۱۴۰۸ھ)

## مجالس میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا:

(۲۴)**سوال**: بعض مقامات پر خصوصاً ربیع الاولیٰ کے ماہ میں مولود شریف کے نام سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا عربی میں نسب نامہ اور بعض کرامات وغیرہ مجالس میں پڑھتے ہیں اور درمیان میں خوب زور زور سے نعت خوانی بھی ہوتی ہے اور آخر میں صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اور سلام پڑھنے کے وقت سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور پڑھنے والا سبھی کو کھڑے ہونے کا حکم دیتا ہے اور جو کھڑا نہیں ہوتا اس کو برا ہی نہیں، بلکہ بے دین سمجھا جاتا ہے۔ از روئے شریعت اس قسم کی مولود اور اعمال کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اس قسم کے مولود کو عبادت اور نیک عمل میں شمار کیا جائے گا کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام نبی قاسمی، کشمیر

---

(۱)عن كعب بن عجرة فقال: ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه و سلم؟ فقلت بلى فأهدها لي فقال سألنا رسول الله صلى الله عليه و سلم فقلنا يا رسول الله كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن الله قد علمنا كيف نسلم عليكم؟ قال (قولوا اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد ). (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء -عليهم السلام-: باب يزفون النسلان في المشي'': ج۱،ص:۴۷۷، رقم:۳۳۷۰)
وعلى ما ذكرنا يكون الواقف مستقبلا وجهه عليه الصلوة والسلام وبصره فيكون أولىٰ ثم يقول في موقفه: السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا خير خلق الله، السلام عليك يا خيرة الله من جميع خلقه، السلام عليك يا حبيب الله الخ. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الحج: خاتمه، المقصد الثاني: زيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۳،ص:۱۶۹)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا پڑھنا اور سننا باعث ثواب؛ بلکہ رحمت وبرکت ہے۔ خواہ حالات صغرسنی کے ہوں، بعثت سے قبل کے ہوں یا بعد کے لیکن مذکورہ طریقہ درست نہیں ہے اگر مذکورہ فی السوال طریقہ باعث ثواب ہوتا تو صحابہ کرامؓ تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ عظامؒ اس کی پابندی کرتے اور کبھی بھی اس کو ترک نہ کرتے، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ مروجہ میلا د ۶۰۰ھ کی ایجاد ہے اور مبتدعین نے اس کو شروع کیا جس میں ضعیف اور موضوع روایات بھی پڑھی جاتی ہیں؛ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے میرے اوپر جھوٹ بولا اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے اس لئے صحابہ کرامؓ بھی روایات میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ دوسرے یہ گا گا کر پڑھتے ہیں نعت خوانی بھی ساز پر ہوتی ہے اور سلام پڑھتے وقت کھڑا ہونا اور کھڑے ہونے کی تاکید کرنا جو کھڑا نہ ہو اسے برا بھلا کہنا امور ممنوعہ ہیں شریعت میں ان کی نہ کوئی نظیر ہے نہ حقیقت؛ اس لیے ایسے طریقہ سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۵/۲۵ھ)

## درگاہ پر میلاد:

(۲۵) **سوال:** درگاہ پر میلاد کی کیا نوعیت ہے؟ فرض، سنت یا واجب یا مباح ہے؟ جو حکم بھی صادر فرمائیں اگر درگاہ پر جلسہ سیرت النبی کرادیں تو اس سے یہ مقصد حاصل ہوجائے گا۔ کیا

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور"، ج۱، ص: ۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷)

المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين" : ج۱، ص: ۵۶۸)

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اس کا رواج تھا؟ اس کی ابتداء کب سے ہوئی؟ جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ایس اے قادر، بمبئی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** نہ فرض ہے نہ سنت نہ واجب نہ ہی مباح۔ یہ بدعت ۶۰۰ ھ میں ایجاد ہوئی اور بدعت کا ترک باعث ثواب ہے۔ جلسہ سیرت النبی کر سکتے ہیں۔[1]

فقط واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)

## سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کو روکنا کیسا ہے؟

(۲۶) **سوال**: کیا کسی بھی مکتبہ فکر کے مسلمانوں کو سیرت النبی جلسہ منعقد کرنے کا حق حاصل ہے، کسی جماعت نے مخالفت کی اور جلسہ نہ ہونے دیا اور جلسہ کو روکنا ثواب بتلایا اور جلسہ کرنے والے کو گمراہ بتلایا۔ ایسے لوگوں پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ساجد نقشبندی، جامع مسجد، دہلی

---

(۱) المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱، ص: ۵۶۸)

الاحتفال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز. (اشرف علي تهانوی رحمه الله، امداد الفتاوی: ج۶، ص: ۳۲۷)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱، ص: ۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور سیرت کا بیان کرنا اور سننا باعث برکت وخیر ہے، دین میں پختگی، عقائد کی درستگی، معاشرہ وسماج کی درستگی کا ذریعہ ہے؛ مگر شرط یہ ہے کہ صحیح مستند حالات بیان کیے جائیں اور ان پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے تو ایسا جلسہ کرنے یا اس مقصد کے لئے کسی اجتماع کو روکنا غلط ہے۔ اس قسم کے اجتماعات یا جلسے جائز ہیں، البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان جلسوں میں کسی کی مخالفت یا تنقید اور دشنام طرازی اور گروہ بندی کا ذریعہ نہ بنایا جائے کہ یہ باعثِ افتراق وانتشار ہوجائے گا، اس صورت میں اس کو سیرت النبی کا نام دینا بھی غلط ہوگا اور وہ ناجائز بھی ہوگا اور اس کو رد کردینا بھی ضروری ہوگا۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۹/۱۲/۵ھ)

(۱) الاحتفال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز. (أشرف علي تهانوي، -عليه الرحمة- إمداد الفتاوى: ج٦،ص:٣٢٧)

ومنها أي من القصص المختلفة الموضوعة ما يذكرونه من أن النبي يحضر بنفسه فى مجالس وعظ مولده عند ذكر مولده وبنوا عليه القيام عند ذكر المولد تعظيما وإكراما. وهذا أيضا من الأباطيل لم يثبت ذلك بدليل ومجرد الاحتمال والإمكان خارج عن حد البيان. (محمد عبد الحي، الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، "ذكر بعض القصص المشهورة": ج١،ص:٤٦)

المولود الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي فى عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل في الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين" :ج١،ص:٥٦٨)

## فصل ثالث

# نذر ونیاز سے متعلق رسومات

### فاتحہ پڑھنا، نیاز کرنا، کونڈے بھرنا:

(۲۷)**سوال**: کھانے پر فاتحہ وغیرہ پڑھنا اور نیاز کرنا اور کونڈے وغیرہ بھرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شریف، کیرانہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مروجہ فاتحہ خوانی، نیاز اور کونڈے وغیرہ بھرنا بدعت ہے اور ناجائز امور ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۱۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

### پیر کے نام پر بچے کے بال نہ کٹوانا:

(۲۸)**سوال**: بعض ایسی جگہوں پر جہاں دینی تعلیم نہیں ہے وہاں پر لوگوں نے یہ دستور بنا رکھا ہے کہ بچوں کے سر کے بال نہیں کاٹتے اور کسی بزرگ کے نام پر بچوں کے سر پر چوٹی رکھتے ہیں اور پھر کچھ مدت کے بعد اس بچہ کو مزار پر لے جا کر خوشیاں مناتے ہیں اور تعلق داروں اور رشتہ داروں

---

(۱) تعیین فاتحہ بر شیرینی از طعام دریں شبہات از احادیث وروایات کتب معتبرہ ثابت نہ شدہ۔ (مأۃ مسائل: ص:۱۰۸)
يكره اتخاذ الدعوة لقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام والإخلاص. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸))

کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں اور مزار پر کھانا پکا کر کھلاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکرام، سہارنپور

**الجواب وباللّٰه التوفیق:** مذکورہ طریقہ غیر اسلامی ہے، اہل سنت والجماعت کے عقیدے اور طریقہ کے خلاف اور بدعت ہے، اسلامی طریقہ تو یہ ہے کہ ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیا جائے یعنی اللہ کے نام پر قربانی بچے کی طرف سے کی جائے اور اس کے بال کٹوا کر اس کے وزن کے مطابق چاندی غرباء پر تقسیم کی جائے اس کے علاوہ مذکورہ فعل مشرکانہ ہے جو بالکل بے اصل ہے طریقۂ سنت کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرنا بدعت اور باعث گناہ ہے ایسی غلط باتوں اور رسموں سے ہر مسلمان پر پرہیز کرنا لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبه:** محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۶/۲۰ھ)

**الجواب صحیح:**

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## نذر پوری ہونے پر یا میت کی طرف سے کھانا کھلانا:

(۲۹) **سوال:** بعض جگہ دستور ہے کہ جب کھانا کھانے والا کھانے کے لیے سامنے آتا ہے تو کھانا کھلانے والا یہ کہتا ہے کہ میں فلاں میت کی طرف سے کھانا کھلا رہا ہوں یا یہ کہتا ہے کہ میرا فلاں کام ہو گیا اس لئے کھانا کھلا رہا ہوں اس لئے کچھ فاتحہ وغیرہ ضروری سمجھ کر ایسا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شاہ عالم، کٹیہاری

(۱) وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض، أو له حاجة ضرورية فيأتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه فهذا النذر باطل بالإجماع. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصوم: باب ما يلزم الوفاء به": ج۲،ص:۲۹۳)

إن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ جملہ امور بدعت میں داخل ہیں اور نذر کا کھانا صرف غرباء کوکھلانا چاہئے اس پر مروجہ فاتحہ وغیرہ بدعت ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۵/۱۴۰۷ھ)

## میلاد کی نذر ماننا اور مجلس میلاد منعقد کرنا:

(۳۰) **سوال**: (۱) کسی نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میلاد شریف کروں گا۔ تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں؟
(۲) میلاد شریف کی مجلس منعقد کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ظفیر الدین

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مروجہ میلاد (جس میں التزام قیام وشیرینی کی تقسیم اور غیر صحیح روایات کا بیان ہوتا ہے) کا پڑھنا نہ تو فرض ہے نہ واجب نہ مسنون ومستحب ہے بلکہ بدعت ہے، اس سے پرہیز ہر مسلمان کے لئے لازم اور ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) يكره اتخاذ الدعوة لقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراء ة سورة الأنعام والإخلاص. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت'': ج۳،ص:۱۴۸)

كذا في مأة مسائل: ص:۱۰۸.؛ كذا في فتاوى رشيديه: ص:۹۳.

(۲) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء الله -رحمه الله- تفسير مظهري، ''سورة آل عمران: ٦٤'': ج۲،ص:٦٨)

آنچہ برقبور اولیاء عمارت ہائے رفیع بنامی کنند وچراغاں روشن کنند واز یں قبیل ہرچہ می کنند حرام است یا مکروہ۔
**ترجمہ**: وہ جو کچھ اولیاء کرام کی قبروں پر کیا جاتا ہے کہ اونچی اونچی عمارتیں بناتے ہیں اور چراغ روشن کرتے ہیں اور اس قسم کی جو چیز بھی کرتے ہیں حرام ہے، یا مکروہ۔ (قاضی ثناء اللہ، مالا بدمنہ: ص:۸۷)

البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اگر صحیح روایات پڑھی جائیں اور کوئی قیام وغیرہ کی رسمیں نہ کی جائیں اور اس خاص وقت کی تعیین دائمی طور پر نہ کی جائے تو میلاد باعث ثواب ہے۔ (۱)

پس میلاد کی نذر ماننے سے میلاد کرانا ضروری نہیں ہے اگر مروجہ طریقہ پر میلاد کرائی جائے گی، تو نیکی برباد اور گناہ لازم آئے گا، اس رقم کو جو میلاد پر خرچ کرنے کا ارادہ ہو غرباء ومساکین اور ضرورت مندوں پر خرچ کردے کہ اس کا ثواب اس کو مل جائے گا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱/۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## اولیاء کرام کے نام پر پالتو جانور کا کھانا حلال ہے کہ نہیں؟

(۳۱) **سوال**: کچھ لوگ اولیاء کرام کے نام پر جانور پالتے ہیں جیسے غوث اعظم کا بکرا یا مرغا ہے، ایسے جانوروں کا کھانا حلال ہے یا حرام ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد نعیم قاسمی، جموں کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: کسی پیر یا بزرگ کے نام پر جانور پالنے کا مقصد ہوتا ہے

---

(۱) الاحتفال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر أذكاره صلى الله عليه وسلم. (امداد الفتاوی: ج۶، ص:۳۲۷)

(۲) المولد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱، ص:۵۶۸)

وأقبح منه النذر بقراءة المولد في المقابر. (أيضاً:)

ومع اشتماله على الغناء واللعب وإيهاب ثواب ذلك إلى حضرة المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳، ص:۴۲۷)

کہ اس کو اسی کے نام پر ذبح کیا جائے گا تو اگر اس کو پیر یا بزرگ ہی کے نام پر ذبح کیا جائے تو ﴿ما أهل به لغير الله﴾ کے نام پر ذبح کیا ہوا ہے اور اگر پیر یا بزرگ کا نام دینے سے مقصد یہ ہو کہ فلاں کو اس کا ثواب پہونچے، لیکن ذبح اللہ ہی کے نام پر ہو تو اس کا کھانا درست ہے اور ذبح جائز ہے، البتہ یہ طریقہ کہ فلاں کے نام کا جانور ہے پہلی صورت کی نشاندہی کرتا ہے؛ اس لئے اس طریقہ کو اختیار کرنا درست نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## کسی امام یا بزرگ کے نام سے نذر و نیاز کرنے کا حکم:

(۳۲) **سوال**: کسی بزرگ یا ولی اللہ کے نام سے نذر ونیاز کرنے کا کیا حکم ہے؟ کیا شریعت اسلامیہ میں ایسا کرنا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: الطاف، کھنڈوا، ایم پی

**الجواب وبالله التوفيق**: شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے مروجہ نذر

---

(۱) لعن الله من ذبح لغيره الله. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الأضاحي، باب تحريم الذبح“ : ج۲، ص:۱۶۱، رقم:۱۹۷۸)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ”أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين“ : ج۱، ص:۵۶۸)

قال العلماء: لو أن مسلما ذابح ذبيحة ............ وقصد بذبحها التقرب إلى غير الله صار مرتداً فذبيحته مرتد. (امام طبري، جامع البيان: ج۲، ص:۱۲۰)

وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض، أو له حاجة ضرورية فيأتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه ...... إلى...... فهذا النذر باطل بالإجماع. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصوم: قبيل باب الاعتكاف“: ج۲، ص:۲۹۸)

و نیاز کرنا بدعت ہے اور یہ ناجائز امور میں سے ہے اس طرح کے کام سے بچنا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۹/۱ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## بانجھ عورت کا دیوی کو مرغ بھینٹ کرنا:

(۳۳)**سوال**: ایک عامل بانجھ عورت سے بچہ ہونے کے لئے دیویوں کی بھینٹ میں مرغ چڑھواتا ہے یہ کیسا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ماسٹر نسیم اختر، دہلی

**الجواب وباللہ التوفیق**: مذکورہ صورت حرام و گناہ کبیرہ ہے اس کو چھوڑنے کے بعد توبہ واستغفار لازم ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۱۲ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱،ص:۵۶۸)

وهو أيضاً: بدعة لم يرد فيه شيء به على أن الناس إنما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى الله عليه وسلم فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص. (أحمد بن محمد، الفتاوى الحديثية: ج۱،ص:۵۸)

وأعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الد المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## منت مانی کہ میرا کام ہوگیا تو میں میلاد کروں گا:

(۳۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
زید نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا، تو میں میلاد کروں گا اور ہمارے یہاں میلاد کا طریقہ ہے کہ ایک مجلس منعقد کی جاتی ہے اور تلاوت ونعت خوانی کے بعد مولوی صاحب اپنی باتیں بتاتے ہیں پھر اس کے بعد مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں تو ایسی منت ماننا اور یہ مروّجہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالسلام صاحب، کلکتہ

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق**: صورت مسئولہ میں میلاد کی منت درست نہیں؛ اس لئے اس منت کا پورا کرنا زید پر ضروری نہیں بلکہ اگر زید نے مروجہ طریقہ پر میلاد کرایا تو مرتکب بدعت ہوگا۔ اس سے پرہیز اولیٰ ہے؛ البتہ علماء وصلحاء سے وعظ کہلوانا اور نعت پڑھوانا اس میں اجر وثواب ہے اس میں بھی مٹھائی وغیرہ کا رواجی انتظام نہ کیا جائے تاکہ جو حضرات اس میں شریک ہوں وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے شریک ہوں مٹھائی یا کسی قسم کے کھانے کا لالچ نہ ہو اس سے ثواب ختم ہوجائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۳/۶ھ)

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... لإنسان غائب أو مريض، أو له حاجة ضرورية فيأتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه ...... إلی...... فهذا النذر باطل بالإجماع. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصوم: قبيل باب الاعتكاف“: ج۲،ص:۲۹۸)

(۲) ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ لا وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ (سورة المائده:۱۰۳)

عن عائشة قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، ”كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول“: ج۱،ص:۲۷)

(۱) لا يلزم النذر إلا إذا كان طاعة وليس بواجب وكان من جنسه واجب ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر......

## مزاروں پر بکرا ذبح کرنا:

(۳۵)**سوال**: ہمارے امام صاحب کہتے ہیں کہ مزاروں پر جانا منع ہے اگر کسی نے یہ کہا کہ میں مزار پر جا کر بکرے کی نیاز کروں گا اور بکرا ''**بسم اللّٰه، اللّٰه أكبر**'' کہہ کر ذبح کروں گا۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ یہ جانور بھی حرام ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مردہ ولی ہو یا بزرگ کوئی بھی وہ مردہ ہی ہے زندہ نہیں ہے امام صاحب درست کہتے ہے یا نہیں؟ شرعی مسئلہ کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شفیق احمد، ہرپالی

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: مزارات پر جانا، اور آیات قرآنی پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا، اور دعائے مغفرت کرنا، بلا شبہ جائز ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنت البقیع میں تشریف لے جاتے، اور ایصال ثواب، دعاء مغفرت فرماتے تھے؛ البتہ مزارات پر جا کر خلاف شریعت امور کرنا اور رونا، یا صاحب مزار سے امداد طلب کرنا جائز نہیں ہے، مگر توسل کی اجازت ہے، اور حضرت ابوبکر وعمر اور دوسرے اکابر صحابہؓ سے بھی ثابت ہے کہ انہوں نے دعاء میں وسیلہ اختیار کیا جہاں تک نیاز کی بات ہے تو اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے بلا شبہ یہ بدعت ہے، اور اگر مزار ہی پر جا کر ایصال ثواب کی نیت سے بکرا ذبح کر کے کھانا وغیرہ بنا کر فقراء کو تقسیم کر دیا جائے تو مباح ہے، ممنوع نہیں لیکن مزار ہی پر جا کر ایسا کرنے کو اگر ضروری سمجھا جائے گا تو بدعت میں شمار ہوگا، جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے وہ اللہ ہی کے نام ذبح کرتا ہے، اور ایصال ثواب کے لئے ذبح کرتا ہے؛ اس لئے اس بکرے کے گوشت کو کھانا بھی جائز ہے مگر صرف غرباء کا حق ہے، جو صاحب نصاب ہو ان کے لئے اس کا کھانا مناسب نہیں، اور اگر نذر مانی گئی ہو تو اس صورت میں صاحب نصاب کو کھانا بھی

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......على التعيين فلا يصح النذر بالمعاصي ولا بالواجبات إلخ. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ''كتاب الصوم: الفن الثاني'': ج۲،ص:۱۷)

واعلم أنهم صرحوا بأن شرط لزوم النذر ثلاثة كون المنذور ليس بمعصية وكونه من جنسه واجب إلخ. (ابن نجيم البحر الرائق، ''كتاب الصوم: فصل ومن نذر صوم يوم النحر'': ج۲،ص:۵۱۴)

جائز نہیں ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبه**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۴/۱۴۱۰ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## عورتوں کا قبرستان جانا اور کچھ چڑھاوا چڑھانا:

(۳۶)**سوال**: عورتوں کا قبرستان یا کسی ولی کے مزار پر جانا اور وہاں جا کر کوئی کھانے وغیرہ کی چیزیں چڑھانا اور یا کوئی غلاف چادر وغیرہ چڑھانا اور وہاں جا کر چراغ وغیرہ جلانا اور چڑھی ہوئی چیز کا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری عبدالشکور، سہارنپور

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: عورتوں کے قبرستان میں جانے کی ابتداءً ممانعت کی گئی تھی بعد میں اجازت دیدی گئی جس کی تصریح حدیث بخاری شریف میں موجود ہے؛ اس لئے عورتوں

(۱)واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام‘‘: ج۳،ص:۴۲۷)

عن عائشة -رضي اللّٰه عنها- قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كلما كان ليلتها من رسول اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم يخرج من آخر الليل إلى البقيع فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين إلخ. ( أخرجه مسلم، في صحيحه، ’’كتاب الجنائز: فصل في التسليم عن أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم‘‘ :ج۱،ص:۳۱۳)

إن الاراقة لم تعقل قربة بنفسها وإنما عرفت قربة بالشرع والشرع ورد بها في مكان مخصوص، أو زمان مخصوص فيتبع مورد الشرع فيتقيد كونها قربة بالمكان الذي ورد الشرع بكونها قربة فيه. (الكاساني، بدائع الصنائع،’’كتاب الحج‘‘:ج۲،ص:۴۳۵)

کا قبرستان میں جانا تو جائز ہے،(۱) لیکن وہاں جا کر نوحہ وگریہ وزاری بالکل منع اور ناجائز ہے، قبرستان میں جانے کی اجازت بھی اس صورت میں ہے کہ کوئی خطرہ نہ ہو اور محرم ساتھ ہو۔ اور غلاف یا چادر کا چڑھانا جائز نہیں ہے (۲) رات کو فاتحہ پڑھنے کے لئے آنے والوں کی سہولت کے پیش نظر روشنی کے لئے چراغ بھی جلایا جاسکتا ہے کسی اور وجہ سے نہیں جو چیز قبر پر چڑھائی گئی ہو اس کا کھانا بھی درست نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

(۲۶/۶/۱۴۰۸ھ)

---

(۱)(قوله وقيل تحرم على النساء إلخ )قال الرملي أما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ما جرت به عادتهن فلا تجوز لهن الزيارة، وعليه حمل الحديث (لعن الله زائرات القبور)، وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا بأس إذا كن عجائز ويكره إذا كن شواب كحضور الجماعة في المساجد. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الجنائز: فصل: السلطان أحق بصلاته" :ج۲،ص:۳۴۲)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: فصل في الذهاب إلى زيارة القبور" :ج۱،ص:۳۱۴)

عن أبي هريرة رضي الله عنه،: أن رسول الله صلى الله عليه و سلم لعن زوارات القبور [ص: ٣٦٣]) وفي الباب عن ابن عباس، وحسان بن ثابت: (هذا حديث حسن صحيح ) وقد رأى بعض أهل العلم أن هذا كان قبل أن يرخص النبي صلى الله عليه و سلم في زيارة القبور، فلما رخص دخل في رخصته الرجال والنساء، وقال بعضهم إنما كرهت زيارة القبور للنساء لقلة صبرهن وكثرة جزعهن. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الجنائز: باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء" :ج۱،ص:۲۰۳،رقم:۱۰۵۶)

(۲) وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة، وفي رواية: وشر الأمور مجدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده :ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

تكره الستور على القبور. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "فصل في اللبس" :ج۶،ص:۳۶۳)

وقولهم أولى بالاتباع حيث أصبح مثل تلك المسامحات والتعلات مثار اللبدع المنكرة والقبر السائرة، فترى العامة يلقون الزهور على القبور. (معارف السنن، "باب التشديد من البول" :ج۱،ص:۲۶۵)

عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور، والمتخذين عليها المساجد والسروج. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الجنائز: باب زيارة النساء القبور" : ج۲،ص:۲۱۸،رقم:۳۲۳۶)

## پیپل کے درخت پر مٹھائی اور مرغہ کا چڑھاوا:

(۳۷)**سوال**: ہمارے قصبہ میں ایک قدیم پیپل کا درخت ہے، لوگوں کا کہنا ہے کہ اس جگہ پر ایک پیر صاحب (اللہ کا ایک ولی) کی قبر ہے۔ اس درخت کے پاس کچھ لوگ منت کی شیرنی اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں ایسے ہی زندہ یا پکے ہوئے مرغے کا چڑھاوا بھی چڑھاتے ہیں۔ از روئے شریعت ایسا کرنے کا والا گناہگار ہوگا یا نہیں؟ مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

فقط والسلام
المستفتی: اہلیان بستی پالی

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: بشرطِ صحت سوال صورت مسئولہ میں مزاروں پر یا درخت وغیرہ پر غیر اللہ کے نام پر مٹھائیاں، شیرنی یا مرغہ وغیرہ چڑھانا سخت گناہ ہے، غیر اللہ کے نام پر مذکورہ فعل کا ارتکاب حرام اور نا جائز ہے اس طرح کے چڑھاوے سے غیر اللہ سے مدد اور نصرت مانگنا ہوا جو بالاجماع باطل ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے اور طریقے کے خلاف بھی ہے؛ اس لئے ایسی غلط باتوں سے پرہیز کرنا اور بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

”واعلم ان النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام“[۱]. ”ومنه أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر“[۲] ”لا يجوزما يفعله الجهال بقبور الأولياء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها“[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحيح**:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدر الختار مع رد المحتار، ”كتاب الصوم: مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام“: ج۲،ص:۴۳۹. (۲) ”أيضاً“:
(۳) ثناء الله پاني پتي رحمه الله، تفسير مظهري، ”سورة آل عمران: ۶۴“: ج۲،ص:۶۸.

## بچہ کی پیدائش پر مسجد میں لانا اور مسجد کے طاق بھرنا:

(۳۸)**سوال**: کسی گھر میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو نہلا دھلا کر مسجد میں لاتے ہیں اور گل گلے وغیرہ لا کر مسجد کی طاق بھرتے ہیں مسجد کے مؤذن فاتحہ کر دیتے ہیں اور وہ حضرات اس کو خود کھاتے ہیں، مسجد کے حضرات بھی کھاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

کسی کی شادی سے دو دن پہلے یا ایک دن قبل گل گلے پکتے ہیں اور عورتیں گاتی بجاتی ہیں اور فجر کی نماز سے پہلے مسجد کے طاق بھرتے ہیں اور یہ نمازیوں کو تقسیم ہوتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد احمد، کانپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ فی السوال رسوم کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے؛ اس لئے یہ رسمیں بدعت ہوکر واجب الترک ہیں، ایسے گلگلوں کا کھانا ان کو تقسیم کرنا وغیرہ غیر شرعی رسم میں شرکت کرنا ہے اور ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ﴾ میں داخل ہوکر یہ بھی درست نہیں۔ ایسی رسوم میں شرکت نہ کی جائے اور ائمہ ومؤذنین وغیرہ نمازیوں کو چاہئے کہ ایسی رسوم کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۵/۱۴۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة، وفي رواية: وشر الأمور مجدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

وقولهم أولى بالاتباع حيث أصبح مثل تلك المسامحات والتعلات مثار اللبدع المنكرة والقبر السائرة، فترى العامة يلقون الزهور على القبور. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد من البول": ج۱،ص:۲۶۵)

أنكر الخطابي ومن تبعه وضع الجريد اليابس وكذلك ما يفعله أكثر الناس من وضع ما فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحو هما على القبور ليس بشيء. (أبو محمد بن محمود بن أحمد، العيني، عمدة القاري، "باب ما جاء في غسل البول": ج۳،ص:۱۲۱)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## منت اور چڑھاوا:

(۳۹)**سوال**: منت ماننا اور چڑھاوے چڑھانا کیسا ہے؟ منت کا صندل کیا ہوتا ہے؟ زائرین اگر منت کا صندل کریں تو کیا یہ جائز ہے؟ اس کا ثبوت کیا ہے اور شریعت میں کیا درجہ ہے؟

فقط: والسلام
ایس اے قادر، بمبئی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: نذر اور منت جو شرعی طریقہ پر ہو جائز و درست ہے۔ صندل کی منت غیر شرعی اور ناجائز ہے اور مزاروں پر چڑھاوے چڑھانا بھی جائز نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......وأخرجه الشموع إلى رأس القبور في الليالي الأول بدعة كذا في السراجية: ج۵، ص:۳۳۱)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱، ص:۵۶۸)

بفعل النساء من نذر الزيت لسيدي عبد القادر يوقد في المنارة جهة المشرق فهو باطلٌ، واقبح منه النذر بقراءة المولد في المنابر ومع اشتماله على الغناء واللعب وإيهاب ثواب. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب الاعتكاف'': ج۲، ص:۴۴۰)

(۱) ومنها أن يكون قربة فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول للّٰه عز شأنه علي أن أشرب الخمر أو أقتل فلانا أو أضربه أو أشتمه ونحو ذلك لقوله عليه الصلاة والسلام لا نذر في معصية اللّٰه تعالىٰ وقوله من نذر أن يعصي اللّٰه تعالىٰ فلا يعصه ولأن حكم النذر وجوب المنذور به ووجوب فعل المعصية محال وكذا النذر بالمباحات من الأكل والشرب والجماع ونحو ذلك لعدم وصف القربة لاستوائهما فعلاً وتركاً. (الكاساني، بدائع الصنائع، ''فصل وأما شرائط الركن فأنواع'': ج۵، ص:۸۲)

ويكره إتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة: وروى الإمام أحمد وابن ماجه بإسناد صحيح عن جرير بن عبد اللّٰه قال: ''كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة''. اهـ. وفي البزازية: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم، واتخاذ الدعوة لقرائة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقرائة سورة الأنعام أو الإخلاص. (ابن عابدين، الدر المختار ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

# نذر ونیاز کرنا، بچہ کی پیدائش پر چھٹی کرنا، شادی سے ایک دن قبل دعوت کرنا، سال گرہ منانا:

(۴۰) **سوال**: مکان دکان بنانے پر نیاز کرنا، بچہ ہونے پر چھٹی کرنا اور برادری کو شادی سے ایک دن پہلے کھانا کھلانا کیسا ہے؟ ویسے بھی سال گرہ منانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا محمد عابد، امام مسجد بلاور، ضلع بجنور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: نیاز کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ کسی بزرگ یا میت کے نام پر کھانا وغیرہ پکا کر کھلایا جائے اس سے اس کا تقرب مقصود ہو تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کھانا وغیرہ صرف اللہ کے نام پر پکایا جائے اور غرباء کو کھلایا جائے اور اس کا ثواب کسی میت یا مردہ کو بخش دیں یہ جائز ہے۔ پہلی صورت میں وہ کھانا حرام اور دوسری صورت میں جائز ہے۔ اگر کھانا نذر کا ہو تو صرف غرباء کے لئے جائز ہوگا۔ [1] چھٹی کی دعوت کو لازم سمجھنا اور اس میں طرح طرح کی رسمیں بالکل درست نہیں، البتہ بچہ کی خوشی پر کسی بھی روز دعوت مسنون ہے؛ اس لئے عقیقہ کرنا جائز ہے۔ شادی کے پہلے دن حسب موقع وحسبِ ضرورت دعوت کرنا درست ہے جب کہ کوئی غیر شرعی امر نہ ہوتا ہو، البتہ شادی کے بعد کی دعوت ولیمہ مسنون ہے۔ سالگرہ پر کیک وغیرہ کاٹنا

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة، من أهل الميت'': ج۳،ص:۱۴۸)

ومنها الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته أو بعده وبإعطاء دراهم لمن يتلو القرآن لروحه أو يسبح أو يهلل له وكلها بدع منكرات باطلة، والمأخوذ منها حرام للآخذ، وهو عاص بالتلاوة والذكر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة: باب إجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة'': ج۹،ص:۷۸)

(۱) واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام ما لم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام. (ابن عابدين، الد المختارمع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام'': ج۳،ص:۴۲۷)

غیر قوموں کے طریقہ کو اختیار کرنا ہے جو جائز نہیں ؛ البتہ اگر پیدائش کے دن یا کسی بھی دن اللہ تعالیٰ کی نعمت پر اس کا شکر ادا کیا جائے اور احباب و غرباء کی دعوت بھی ہو، تو کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اس کو مروجہ سالگرہ کا رنگ نہ دیا جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۴/۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مزار کا چڑھاوا کیا مدرسہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

(۴۱) **سوال**: مزار پر چڑھائے گئے روپئے پیسے اور مٹھائیاں، مدارس کے اخراجات اور طلبہ کے لیے استعمال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی سجاد حسین، منڈھالہ، بجنور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مزار پر جو کچھ چڑھایا گیا خواہ وہ از قبیلِ رقوم ہو یا مٹھائی وغیرہ ہوں وہ سب غیر اللہ کے نام پر ہے، جو قرآن کریم کی آیت ﴿**وما أهل لغير الله به**﴾ میں داخل ہے (۲)؛ اس لئے وہ مال حرام ہے اور جب مال حرام ہوا تو اس کو اپنی یا مدرسہ کی ضروریات میں صرف کرنا نیز مدرسہ کے بچوں پر صرف کرنا بھی ناجائز و حرام ہی ہے۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۲/۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

(۲) ﴿وَ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (سورة البقرة:۱۷۳)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کی کیا حیثیت ہے؟

(۴۲) **سوال:** امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کی کیا حیثیت ہے اور اس کی نیاز کرنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: الطاف حسین، گجرات

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ایصال ثواب اور صدقہ کرنے کے لئے، وقت، تاریخ اور طریقہ اپنی طرف سے متعین کرنا بدعت ہے اس لئے یہ طریقہ بھی بدعت و ناجائز ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۹:۱۴۲۱ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(۳) ﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (سورة البقرة:۱۸۸)

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام ما لم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام. (ابن عابدين، الد المختارمع رد المحتار، ”كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام“: ج۳،ص:۴۲۷)

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور“: ج۱،ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ”أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين“: ج۱،ص:۵۶۸)

وهو أيضاً: بدعة لم يرد فيه شيء به على أن الناس إنما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى اللّٰه عليه وسلم فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص. (أحمد بن محمد، الفتاوى الحديثية: ج۱،ص:۵۸)

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختارمع رد المحتار، ”كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام“: ج۳،ص:۴۲۷)

## قبر پر چادر چڑھانے کی منت ماننا:

(۴۳) **سوال**: آج کل کاروباری اعتبار سے بہت پریشان ہوں گھر میں بیماریاں ہیں، ان پریشانیوں کی وجہ سے میں نے منت مانی کہ اگر یہ پریشانیاں دور ہو جائیں تو فلاں بزرگ کی قبر پر چادر چڑھاؤں گا کیا ایسی منت ماننا اور اس کو پورا کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد عادل، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اگر ایسے کام کی منت مانی جائے جو بذات خود معصیت ہو تو وہ منت منعقد ولازم نہیں ہوتی اور مذکورہ فی السوال منت (چادر چڑھانا وغیرہ) بذات خود معصیت ہے؛ اس لئے یہ منت منعقد ولازم نہیں ہوگی، بلکہ ایسا کرنا بدعت وباعث گناہ ہوگا اور یہ سمجھنا کہ اس منت کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے کوئی پریشانی آرہی ہے غلط ہے۔ گناہوں کے کام چھوڑ کر نیک کام کرنے کی پابندی کی جائے تو ان شاء اللہ پریشانیاں دور ہوں گی کوئی خاص پریشانی ہو تو کسی قریبی بزرگ سے مل کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲:۵/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الد المختارمع الرد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام'': ج۳،ص:۴۲۷)

لا يلزم النذر إلا إذا كان طاعة وليس بواجب وكان من جنسه واجب على التعيين فلا يصح النذر بالمعاصي ولا بالواجبات إلخ. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر: ج۱،ص:۱۴۴)

واعلم أنهم صرحوا بأن شرط لزوم النذر ثلاثة كون المنذور ليس بمعصية كونه من جنسه واجب. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصوم: فصل في النذر'': ج۲،ص:۵۱۴)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## کاروبار میں ترقی کے لئے نذر ونیاز کرنا:

(۴۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام، علمائے عظام: کاروبار میں ترقی کے لئے نذر ونیاز کرنا چادر چڑھانا مٹھائیاں وشیرینی تقسیم کرنا از روئے شریعت کیسا ہے؟ اس سے کاروبار میں ترقی ہوگی یا نہیں؟ ایسا کرنے کی وجہ سے احقر گنہگار تو نہیں ہورہا ہے؟ مفصل جواب تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد علاؤالدین، بھتورا، مدھوبنی (بہار)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ طریقہ غیر اسلامی ہے، شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے ''من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر وخفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود''[1] اور یہ فعل اہل سنت والجماعت کے عقیدے وطریقہ کے خلاف بھی ہے اور ہر وہ فعل جو خلاف شرع ہو وہ ناجائز ہے ''قال الكشميري -رحمه اللّٰه- : ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء''[2] ''واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثرا العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالاجماع باطل وحرام''[3] الغرض نذر ونیاز کرنا، قبروں پر چادر چڑھانا مٹھائیاں اور شیرنی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے، یہ فعل غیر اللہ سے مدد اور

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......ومنها أن يكون قربة فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول للّٰه عز شأنه علي أن أشرب الخمر أو أقتل فلانا أو أضربه أو أشتمه ونحو ذلك لقوله عليه الصلاة والسلام: لا نذر في معصية اللّٰه تعالىٰ وقوله: من نذر أن يعصي اللّٰه تعالىٰ فلا يعصه ولأن حكم النذر وجوب المنذور به ووجوب فعل المعصية محال وكذا النذر بالمباحات من الأكل والشرب والجماع ونحو ذلك لعدم وصف القربة لاستوائهما فعلاً وتركاً. (الكاساني، بدائع الصنائع، ''فصل وأما شرائط الركن فأنواع'': ج۵،ص:۸۲)

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳۶، رقم:۱۴۰.

(۲) علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸.

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب فى النذر الذي يقع للأموات من أكثرا العوام'': ج۳،ص:۴۲۷.

نصرت مانگنا ہوا؛ جو بالا جماع باطل ہے، اور کاروبار میں ترقی کے لئے مذکورہ رقم آپ غرباء پر تقسیم کردیں کاروبار میں ترقی اور ثواب بھی حاصل ہوگا ’’إن شاء اللّٰہ‘‘ ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۶/۲۴ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## انبیاء اولیا کی قبروں پر نذر و نیاز پیش کرنا:

(۴۵) **سوال:** انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ یا کسی مرد صالح کے قبر پر حاضری دینا، منت ماننا، نذر و نیاز پیش کرنا، طواف کرنا، چومنا، ان سے براہِ راست حاجت چاہنا، عرس وغیرہ کرنا، اور عرس وغیرہ میں شرکت کرنا، اور ان سے کچھ مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسین مظاہری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** قبروں کی زیارت وایصال ثواب جائز ہے، فقہاء نے اس کو مستحب بھی کہا ہے، شامی میں ہے ’’وبزيارة القبور أي لابأس؛ بل ندب‘‘ بلکہ فقہاء لکھتے ہیں کہ ہر ہفتہ جانا مناسب ہے اور جمعہ کے دن، اور بعض روایات کے اعتبار سے جمعرات اور جمعہ کا دن افضل ہے، بعض نے پیر اور ہفتہ کا دن ’’أي يوم السبت والإثنين‘‘ بھی شامل کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے۔ غرض ایصال ثواب کے لئے قبور پر جانا اور کھڑے ہوکر زیارت کرنا اور دعا کرنا ثابت ہے۔ ’’كذا في الشامي: والسنة زيارتها قائماً أو الدعا وعقدها قائماً كما كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الخروج إلى البقيع‘‘. (۲)

---

(۱) سورة التوبة:۶۰.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار، مطلب في زيارة القبور: ج۲،ص:۲۴۲.

لیکن وہاں جاکر نذرونیاز مروجہ جائز نہیں، نیز طواف کرنا قطعاً ناجائز وحرام ہے، اوران سے حاجت چاہنا ہی قطعاً ناجائز، بلکہ یہ فعل کفر ہے اورعرس کے بارے میں حرمت کی تصریح ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

’’من المنكرات الكثيره كإيقاد الشموع والقناديل التي توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء وبالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقراءة القرآن وغير ذلك. مما هو مشاهد في هذه الأزمان وماكان كذلك فهو شك في حرمته‘‘[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۶/۹/۱۴۱۰ھ)

(۱) ابن عابدين، الدر المختار، مطلب في الثواب على المصيبة: ج۲،ص:۲۴۱.
واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلي ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب فى النذر الذي يقع للأموات من أكثرا العوام“ :ج۳،ص:۴۲۷)
قوله: (باطل وحرام) لوجوه منها: أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق ومنها: أن المنذور له ميت والميت لا يملك ومنها: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون اللّٰه تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر. (’’أيضاً“)

# فصل رابع

# مزارات اور قبروں سے متعلق رسومات

## مزار پر حاضر ہونا:

(۴۶)**سوال**: حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کی غرض سے حاضری ہوئی تو میں نے خدا سے دعاء کی کہ میرے بیٹے کا داخلہ فلاں جگہ ہوجائے اور خیال پیدا ہوا کہ اگر داخلہ ہوگیا، تو مزار پر دوبارہ شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضری دوں گا۔ یہ عمل کیسا ہے؟ شرعی اعتبار سے غلط ہے یا درست ہے اور ایسی صورت میں حاضری ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: بدرالاسلام، کیرانہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ صورت میں نہ کوئی نذر ہوئی اور نہ ہی وہاں جانا ضروری ہے۔ بلکہ ایسا کرنا گناہ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۸/۳۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)إن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام": ج۳،ص:۴۲۷)

فهذا النذر باطل بالاجماع. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصوم: فصل في العوارض": ج۲،ص:۲۹۸)

منها: أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز؛ لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق ...... يا اللّٰه إني نذرت لك إن شفيت مريضي أورددت غائبي أو قضيت حاجتي أن أطعم الفقراء الذين بباب السيدة نفيسة الخ. (أيضاً:)

## پیر کا اپنے شجرہ نسب کو اپنے مرید کی قبر میں رکھوا دینا کیسا ہے؟

(۴۷)**سوال**: ایک صاحب کسی پیر سے مرید ہوئے، اس پیر نے ان کو اپنا شجرہ دیا اور کہا کہ جب تمہارا انتقال ہو تو اپنے لوگوں سے کہہ کر اپنی قبر میں سر ہانے رکھوا دینا اور اگر بھول جائیں تو کسی دوسرے کی قبر میں رکھوا دیں اور اس سے یہ کہہ دیں کہ فلاں کو پہونچا دیں اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جابر حسین، بیگو سرائے

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ صورت کی شرعاً کوئی اصل و اہمیت نہیں ہے؛ اس لئے اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۱/۲۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت اور فاتحہ کے لئے عرس میں جانا:

(۴۸)**سوال**: اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت اور فاتحہ کے لیے عرس کو جانا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ خاں، سیتاپور

(۱) ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (سورة بني إسرائيل:١٥)
عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج٢،ص:٧٧،رقم:١٧١٨)
ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج١،ص:٥٦٨)

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق:** اولیاء اللہ اور اپنے بزرگوں احباب واقارب کی قبروں پر جانا اور فاتحہ پڑھنا اور پڑھ کر صاحب قبر کو ثواب پہونچانا بلاشبہ جائز ہے[۱] لیکن عوام میں مروجہ فاتحہ وعرس کا طریقہ جس میں بدعت اور ناجائز امور بھی ہوتے ہیں اس کی نیت سے جانا درست نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۳۰/۲/۱۴۰۷ھ)

## بوقت تدفین بیری کی ٹہنی لگانا:

(۴۹) **سوال:** بعض مقامات پر جو رواج ہے کہ کسی کے انتقال کے بعد اس کی قبر پر جس وقت کہ لاش کو قبر میں رکھتے ہیں اس وقت ایک بیری کی ٹہنی بشکل مسواک جانب قبلہ لگاتے ہیں اس عقیدہ سے کہ مردہ اس کے سہارے اٹھ کر بیٹھتا ہے یا جب مسواک کی ضرورت پڑتی ہے تو مسواک کرتا ہے اور ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ جب تک وہ ٹہنی خشک نہ ہوگی عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی اور اس کو لگانا ضروری قرار دیتے ہیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: شمیم اختر، دیناجپوری

---

(۱) عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فإنها تزهد في الدنیا وتذکر الآخرة. (مرقاة المفاتیح، شرح مشکوٰة المصابیح، ''کتاب الجنائز: باب زیارة القبور'': ج۴، ص:۲۲۰، رقم:۱۷۶۹)

وأما الأولیاء فإنهم متفاوتون في القرب من اللّٰه تعالیٰ، ونفع الزائرین بحسب معارفهم وأسرارهم، قال ابن حجر في فتاویه: ولا تترك لما یحصل عندها من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلك. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زیارة القبور'': ج۳، ص:۱۵۰)

(۲) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب الأقضیة: باب نقض الأحکام'': ج۲، ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق:** بیری کی لکڑی کا قبر کے اندر رکھنا ثابت نہیں اس کو ضروری سمجھنا بدعت ہے نیز یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ مردہ اس کے سہارے سے اٹھ کر بیٹھتا ہے یا یہ کہ مسواک کرتا ہے یہ من گھڑت باتیں ہیں،(۱) البتہ تدفین سے فارغ ہونے کے بعد قبر پر تھوڑی دیر میت کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے جو ثابت ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۴/۱۴۰۷ھ)

## عرس کے موقعہ پر فاتحہ خوانی کے بعد شیرینی یا کھانا تقسیم کرنا:

(۵۰)**سوال**: کسی بزرگ یا ولی کی تاریخ انتقال پر ہر سال اس بزرگ کے مزار پر جمع ہونا اور اس دن کو بزرگ کا یوم عرس کہنا اور قرآن خوانی یا فاتحہ وغیرہ کے بعد شیرنی یا کھانا تقسیم کرنا اور مزار کے قریب چراغ جلانا اور قبر پر چادر چڑھانا شرعاً درست ہے یا نہیں اور وہ شیرینی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ خاں، سیتاپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مسلمانوں کے لئے وہی عمل باعث خیر وبرکت اور باعث نجات ہوگا جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ یا ان صحابۂ کرامؓ سے ثابت ہو جنہوں نے قرآن اور حدیث اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اسوہ بنایا اور عمل کیا اور اسی کے مطابق

---

(۱)عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، ”كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة“: ج ۲،ص: ۷۷، رقم: ۱۷۱۸؛مشکوٰة المصابيح، ”كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول“،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)
من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. (”أيضاً“)

(۲)عن عثمان رضي الله عنه كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال: استغفروا لأخيكم ثم سلوا له بالتثبيت فإنه الآن يسأل، رواه أبو داود. (مشكوة المصابيح، ”كتاب الإيمان: باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول“: ج۱،ص:۲٦رقم:۱۳۳)

اسلاف واکابر نے عمل کیا۔ (۱)

جن امور کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کسی ایک طریقہ کو ان حضرات نے اختیار نہیں کیا یہ سب بہت بعد کی ایجادات ہیں اور ان پر عمل بلاشبہ بدعت ہے (۲) اور بدعت کو ضلالت سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے ترک ضروری ہے۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۷/۲/۳۰ھ)

## عرس کی شرعی حیثیت:

(۵۱) **سوال**: عرس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کس طرح منانا چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عطاء اللہ، سکروڑوی

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق**: عرس ایک بدعت واضحہ ہے جس کو سلطان اربل نے ۶۰۰ھ میں ایجاد کیا، اور اس میں بعد میں جو شرعی قباحتیں داخل کر لی گئیں مثلاً گانا بجانا، عورتوں مردوں

---

(۱) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء الله، پاني پتي، تفسير مظهري، "سورة آل عمران:۶۴": ج۲،ص:۶۸)

(۲) أنكر الخطابي ومن تبعه وضع الجريد اليابس، وكذلك ما يفعله أكثر الناس من وضع ما فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوهما على القبور ليس بشيء. (العيني، عمدة القاري، "باب ما جاء في غسل البول": ج۳،ص:۱۲۱)

ومن المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التي توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقراءة القرآن، وغير ذلك. (ابن عابدين، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۹)

(۳) وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "باب اجتناب البدع والجدل": ج۱،ص:۱۸؛ مشكوة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۷)

کا اختلاط اور دیگر خرابیاں ان کی وجہ سے اس کو ناجائز ہی کہا جائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۹/۵/۲۳ھ)

## بکرے کی رقم کا مزار پر چڑھانا:

(۵۲)**سوال**: زید نے خاص قسم کا ایک بکرا پالا تھا جب وہ مزار پر چڑھانے کی غرض سے لے جا رہا تھا تو عمر نے اس سے وہ بکرا خرید لیا اور عمر نے کہا کہ یہ قیمت لے جا کر مزار پر چڑھا دے کیا عمر کے لئے یہ بکرا خریدنا اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور قیمت مزار پر چڑھانا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد نعیم قاسمی، کشمیر

**الجواب وباللہ التوفیق**: اگر عمر نے بکرا خرید کر اللہ کے نام پر ذبح کیا تو اس کا کھانا

(۱) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء الله، پاني پتي، تفسير مظهري، "سورة آل عمران:٦٤": ج٢،ص:٦٨)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج). (العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، "باب زيارة القبور": ج١٢،ص:٢٧٥)

ويكره عند القبر ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس إلا زيارته والدعاء عنده قائما، كذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الحادي والعشرون: في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن": ج١،ص:٢٢٨)

ولا يمسح القبر ولا يقبله ولا يمسه فإن ذلك من عادة النصارى كذا في شرح الشرعة. (أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب أحكام الجنائز، فصل في زيارة القبور": ج١،ص:٦٢١)

والمستحب في زيارة القبور أن يقف مستدبر القبلة مستقبلا وجه الميت وأن يسلم ولا يمسح القبر ولا يقبله ولا يمسه فإن ذلك من عادة النصارى كذا في شرح الشرعة. (أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب أحكام الجنائز، فصل في زيارة القبور": ج١،ص:٦٢١)

بلا شبہ درست ہے،(۱) لیکن یہ کہنا کہ یہ رقم وہاں چڑھا دینا جائز نہیں، فروخت کرنے والا اس رقم کا مالک ہے جو چاہے کرے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## بزرگ کے مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا:

(۵۴)**سوال**: کسی بزرگ کے مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف الحسن، گنج مرادآباد

**الجواب وباللہ التوفیق**: مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا مباح ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ یا تو مزار کی طرف منہ کر کے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے، یا قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھے۔ فاتحہ سے مراد یہ ہے کہ ایصال ثواب کی غرض سے کچھ قرآن پاک پڑھ کر اس کا ثواب بخش

(۱)وأعلم أن المدار على القصد عند إبتداء الذبح فلا يلزم أنه لو قدم للضيف غيرها أن لا تحل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الذبائح'': ج۹، ص:۴۴۹)

(ذبح لقدوم الأمير) ونحوه كواحد من العظماء (يحرم) لأنه أهل به لغير الله (ولو) وصلية (ذكر اسم الله تعالى). (''أيضاً'')

(ولو) ذبح (للضيف) (لا) يحرم لأنه سنة الخليل وإكرام الضيف إكرام الله تعالىٰ. والفارق أنه إن قدّمها ليأكل منها كان الذبح لله والمنفعة للضيف أو للوليمة أو للربح، وإن لم يقدّمها ليأكل منها بل يدفعها لغيره كان لتعظيم غير الله فتحرم. (''أيضاً'')

(۲)والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون للمخلوق، أيضاً: فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء تقربا إليهم فحرام بإجماع المسلمين. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصوم: باب الاعتكاف'': ج۲، ص:۳۲۱)

عن ثابت عن أنس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عَقْر في الإسلام. قلت كان أهل الجاهلية يعقرون الإبل على قبر الرجل الجواد يقولون نجازيه على فعله لأنه كان يعقرها في حياته فيطعمها الأضياف فنحن نعقرها عند قبره لتأكلها السباع والطير فيكون مطعما بعد مماته كما كان مطعما في حياته. (أبو سليمان، معالم السنن، ''ومن باب كراهية الذبح عند الميت'': ج۱، ص:۳۱۵)

دے۔ اور میت کے لئے دعاء مغفرت کرے، صاحب قبر سے مرادیں مانگنا یا حاجتیں طلب کرنا جائز نہیں۔ [(۱)]

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۸ھ)

## مزار کو پختہ کرنا اور اس پر قوالی وعرس کا حکم:

(۵۴) **سوال**: ایک قدیم مزار جو کہ شاہ ولایت کے نام سے مشہور ہے کسی زمانہ میں یہاں پر قوالیاں ہوتی تھیں۔ پھر یہ خستہ حالت میں ہوگیا، قوالی وعرس وغیرہ کے پروگرام بند ہوگئے اور یہاں پر اس کے بڑے احاطہ میں دینی مدرسہ قاسم ہوگیا یہ جائیداد وقف ہے، اب کچھ عرصہ سے اس محلّہ کے چند مسلمان لوگوں نے اس کی مرمت کی، قبر کو سیمنٹ کر کے پانی اکٹھا کرنے کی جگہ بنائی جو کہ خستہ حالت میں پہلے بھی تھی اس قبر کے پانی کو تبرک کے طور پر استعمال کرتے ہیں اس میں مسلم وغیر مسلم لوگوں سے عوامی چندہ لیا گیا اور اب ایسا لگتا ہے کہ قوالی وعرس کا پروگرام پھر دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ آپ سے التماس ہے کہ شرعی حکم فرمائیں کہ اس میں کیا صحیح کیا گیا اور کیا غلط کیا گیا مزار بنانا، ٹوٹ جانے پر پختہ کرانا، قوالی کرانا، عرس کرانا شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟ شرعی روشنی میں دلائل کے ساتھ اس کا جواب عنایت فرمایا جائے تا کہ دوسروں کو سمجھایا جا سکے۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ شمش الحق، مظفر نگر

---

(۱) وإذا أراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة كذا في خزانة الفتاوى. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب السادس عشر في زيارة القبور'': ج۵،ص:۴۰۴)
وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه، رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، ''كتاب الدعوات: قوله باب الدعاء مستقبل القبلة'': ج۱۱،ص:۱۶۵، رقم:۶۳۴۳)

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق:** قبر کو پختہ بنانا یا قبر بنا کر اس کو پختہ کر دینا یا قبر کے اوپر گنبد بنانا یعنی مزار کی تمام شکلیں شریعت اسلامی میں ناجائز وممنوع ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''**عن جابر رضي اللّٰه عنه، قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ**''[۱] ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی قبر اونچی ہو (قبر پر عمارت بنی ہو خواہ کسی بھی طرح کی ہو) اس کو برابر کردیا جائے۔ ''**أن لا تدع قبراً مشرفا إلاسويته ولا تمثالا إلا طمسته. قال ابن الهمام: الحديث محمول على ماكانوا يعقلونه في تعليته القبور بالبناء**''[۲] پس مزار بنانا قطعاً جائز نہیں، پھر ایک ناجائز چیز اگر ختم ہو جائے، تو اس کو دوبارہ زندہ کرنا بدرجہ اولی ناجائز اور سخت گناہ ہے۔

نیز مزار پر قوالی کرنا یا کرانا یا عرس ومیلہ لگانا شرعاً بالکل ناجائز ہے۔ علامہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ''**لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها و اتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرساً**''[۳] اس سے مزاروں پر تمام خرافات کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے نیز علامہ ابن عابدینؒ اپنے مشہور فتاویٰ شامی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قبور پر چراغ روشن کرنا وغیرہ سب ناجائز ہیں۔[۴]

نیز مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کی اصل نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ملتی ہے نہ صحابہ حضراتؓ کے دور میں ملتی ہے اور نہ ہی ان چیزوں میں کوئی دینی فائدہ ہے، بلکہ عظیم نقصان

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الجنائز: باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة'': ج۱، ص:۲۰۳، رقم: ۱۰۵۲.

(۲) هامش الترمذی

(۳) محمد ثناء اللّٰه، پاني پتي، التفسير المظهري، ''سورة آل عمران: ۶۴'': ج۲، ص: ۶۸.

(۴) من المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التى توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقرائة القرآن، وغير ذلك. (ابن عابدين، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت'': ج۳، ص:۱۴۹)

ہے؛ اس لئے مزار بنانا، قوالیاں کرنا اور عرس منانا(۱) وغیرہ بدعت سیئہ ہے جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے اس کو ختم کرنا لازم اور ضروری ہے(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''**إیاکم ومحدثات الأمور فإنها ضلالة**''(۳) نیز مزار پر پانی جمع کرنا، اس کو تبرک سمجھنا اور اس سے تبرک حاصل کرنا یہ سب بدعت سیئہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے اور شرعاً حرام ہے اس طرح کی بدعات کو مٹانا لازم ہے۔(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۴/۱۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## قبروں پر کتبے لگانا:

(۵۵) **سوال**: عوام کی دلی خواہش ہے کہ قبروں کے نشانات جلد ہی مٹ جائیں اکثر قبریں کسمپرسی کی حالت میں پڑی رہتی ہیں۔ دوسری طرف کتبہ لگانے کو منع کیا جاتا ہے مگر دیوبند میں اکثر علماء کی قبروں پر کتبے لگے ہوئے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد ارشد اعزازی، دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق**: بلاضرورت قبروں پر کتبے لگانا ممنوع ہے۔ البتہ اگر قبر کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو یا کوئی ایسا عالم ہو جسے لوگ تلاش کریں، تو مباح ہے۔(۴) عالمگیری میں ہے کہ

---

(۱) محمد ثناء اللّٰہ پاني پتي، التفسير المظهري، ''سورة آل عمران :۶۴'': ج۲،ص:۶۸.

(۲) وينقل إلى ضرائح الأولياء تقرباً إليهم فحرام بإجماع المسلمين. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصوم: باب الاعتكاف''، ج۲،ص:۳۲۱)

(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب العلم، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدع'' :ج۲،ص:۹۶،رقم:۲۶۷۶)

(۴) و إن احتيج إلى الكتابة حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا بأس، فأما الكتابة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

علماء کی قبروں پر کتبے لگانا شرعاً جائز ہے۔ تاہم ضرورت سے زیادہ لکھنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۸/۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## پختہ قبر کو ہموار کرنا:

(۵۶)**سوال**: زید کی دکان کے صحن میں ایک کچی قبر تھی لوگوں نے اس کو پختہ کرا دیا ہے ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے آئندہ اس پر چراغ بھی جلے گا اور بہت سی بدعات بھی ہوں گی تو کیا زید پر اس قبر کو ہموار کر دینا واجب ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رضاء اللہ، دربھنگہ

**الجواب وباللہ التوفیق**: زید اس قبر کو ہموار یعنی برابر کرا سکتا ہے اس کے لیے ایسا کرنا درست ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۲/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......بغير عذر فلا. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي، "فصل في حملها ودفنها" :ص:۶۱۲)

(۱) أنه يكره كتابة شيء عليه من القرآن أو الشعر أو إطراء مدح له ونحو ذلك. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۴)

(۲) عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر، وأن يقعد عليه، وأن يبنى عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الجنائز: باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه": ج۱،ص:۳۱۲، رقم:۹۷۰)

ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالأرض كما جاز زرعه والبناء عليه إذا بلي وصار تراباً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت": ج۳،ص:۱۴۵)

## قبروں ومزاروں پر چڑھاوے کا حکم کیا ہے؟

(۵۷)**سوال**: قبروں ومزاروں پر چڑھاوا چڑھانا کیسا ہے اور اس چڑھاوے کا مالک کون ہے اور اس کا مصرف کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشرف، کشمیری

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: قبروں ومزاروں پر چڑھاوا ناجائز ہے[1] غیر اللہ کے نام پر جو چڑھاوا چڑھایا گیا ہے وہ مال حرام ہے جس کے مالک چڑھاوا چڑھانے والے ہی ہوتے ہیں اور مال حرام کا حکم یہ ہے کہ جن کا مال ہو انہیں کو واپس کرنا ضروری ہے اگر واپسی دشوار ہو تو غرباء پر بلانیت کے تصدق کر دیا جائے، مذکورہ صورت میں بھی رقم کا بلانیت ثواب تصدق واجب ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## مزارات پر چڑھاوے کی رقم کا مصرف کیا ہے؟

(۵۸)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں: نذرانے وغیرہ جو کہ مزاروں پر چڑھائے جاتے ہیں اور خاصی ایک رقم اکٹھی ہو جاتی ہے اس رقم کا مصرف کیا ہے؟ کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ مسجد میں لگا دیں، بلکہ دیگر بعض حضرات جہاد میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں زید کہتا ہے کہ ''**ماأهل به لغير اللّٰه**'' میں داخل ہو کر یہ حرام ہے۔ ہاں معطیان توبہ کرلیں اور

---

(۱) ﴿وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (سورة البقرة:۱۷۳)

ولا بأس بزيارة القبور ولو للنساء وقيل تحرم عليهن والأصح أن الرخصة ثابتة لهن بحر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور'': ج۳،ص:۱۵۰)

(۲) وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع'': ج۹،ص:۵۵۳)

اجازت دیدیں تو درست ہے، بکر کہتا ہے یہ ناممکن ہے؛ اس لیے کہ دینے والے مختلف مقامات کے ہیں اوران میں یہ بھی ہے کہ صحیح العقیدہ لوگ بھی نہیں۔ دوسرے یہ کہ معطیان نے متولی مزار کو مالک بنایا ہے بہرحال اس رقم کو جائز اور مناسب طریقہ پر خرچ کرنے کی شکل بیان فرمائیے۔

فقط: والسلام
المستفتی: اصغر حسین، دیوبند

**الجواب وبالله التوفيق:** مزارات پر جو چیزیں شیرنی وغیرہ چڑھائی جاتی ہیں وہ غیر اللہ کے نام پر ہونے کی وجہ سے حرام وناجائز ہوں گی[۱] بہتر یہ ہے کہ ان چیزوں کو مالکوں کو واپس کردیا جائے؛ لیکن اگر مالکوں کا پتہ نہ چل سکے تو ان چیزوں کو بدرجہ مجبوری غیر مسلموں کو فروخت کردی جائے اور اس کی قیمت کسی غریب کو بلا نیت ثواب دیدیں یا یہی سامان غریبوں کو دیدیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱۱/۱۵ھ)

**الجواب صحيح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## قبر میں کنکریاں رکھنا:

(۵۹) **سوال:** ہمارے علاقہ میں دستور ہے کہ جس قدر قرآن شریف میت کے لئے دفن سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اس قدر کنکریاں قبر میں رکھتے ہیں تاکہ منکر نکیر کو میت بتلا سکے کہ دیکھو مجھے

---

(۱) ﴿وَ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (سورة البقرة:۱۷۳)
إن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء العظام تقرباً إليهم فهو بالاجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام" : ج۳،ص:۴۲۷)
(۲) وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاسبراء وغيره، فصل في البيع" : ج۹،ص:۵۵۳)

اس قدر قرآن بخشے گئے ہیں یہ شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابرار سیفی، رائے پوراسٹیٹ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** کنکریوں کے رکھنے کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے یہ بدعت اور جہالت کی باتیں ہیں اس سے کچھ نفع نہیں ہے۔(۱)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۱/۹ھ)

## تدفین کے بعد ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعاء مغفرت کرنا:

(۶۰) **سوال:** بعض علاقہ میں میت کو دفن کرنے کے بعد ستر قدم پیچھے ہٹ کر میت کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں یہ کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالغفور، ہریدوار

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** یہ بدعت اور مذموم و ناجائز ہے؛ البتہ دفن کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر انفرادی طور پر میت کے لئے منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دینے میں ثابت قدمی اور مغفرت کے لئے دعاء کرنی چاہئے۔(۲)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الأقضية: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## پیر کی طرف سے دئے ہوئے تصدیق نامہ وغیرہ کو قبر میں رکھنا:

(۶۱) **سوال**: ایک آدمی ہے وہ کسی پیر سے مرید ہے پیر صاحب اپنے مرید کو مرید ہونے کی وجہ سے تصدیق نامہ دیتے ہیں (کاغذ پتر دیتے ہیں) جب یہ مرید مرجاتا ہے تو ان کے گھر کے لوگ پیر صاحب کے دیئے ہوئے کاغذ، پگڑی اور کتاب وغیرہ ان کی قبر میں رکھتے ہیں اور لوٹا وغیرہ بھی رکھتے ہیں یہ سب قبر میں رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مختار احمد، بھوجپوری

**الجواب وبالله التوفيق**: ''قال في رد المحتار: قال في الحلية: ويكره أن يوضع تحت الميت في القبر مضربة أو مخدة أو حصير أونحو ذلك. ولذا عبر بلا يجوز''[۱] مذکورہ بالا عبارت سے یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ قبر میں میت کے ساتھ کسی چیز کا رکھنا ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔ان رسومات سے بچنا ہر مسلمان کے لئے لازم اور ضروری ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۳/۲۹ھ)

**الجواب صحيح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... باب نقض الأحكام'': ج۱،ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)

يكره إلقاء الحصير في القبر. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ''فصل في حملها ودفنها'': ج۱،ص:۲۲۶)

(۲) عن عثمان رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال: استغفروا لأخيكم ثم سلوا له بالتثبيت فإنه الآن يسأل. رواه أبو داود. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول'': ۲۶، رقم:۱۳۳)

وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به إلى قبره وليقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الجنائز: باب البكاء على الميت'': ج۱،ص:۱۴۹، رقم:۱۷۱۷)

ويستحب ...... بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت'': ج۳،ص:۱۴۳)

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة:　　......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## بزرگ کے مزار پر چادر وغیرہ چڑھانا:

(۶۲) **سوال**: کسی بزرگ کے مزار پر چادر یا دیگر چیزیں چڑھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: رحیم الدین متعلم مدرسہ ہذا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے نام پر دینا، کسی مزار یا کسی خاص مقام پر یا کسی خاص شخصیت کے نام پر نذر و نیاز کرنا، یا مرغ و بکرے وغیرہ چڑھانا یہ سب حرام ہے خواہ اس جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ ہی کیوں نہ پڑھ لی جائے؛ اس لیے کہ اس میں اللہ سے بڑھ کر دوسروں (مخلوق) کی تعظیم لازم آتی ہے شامی میں ہے ''**ذبح لقدوم الأمیر و نحوہ کواحد من العظماء یحرم لأنہ أھل بہ لغیر اللّٰہ تعالیٰ**''[۱] قبر پر چادر وغیرہ چڑھانے کی حرمت بھی نص قطعی سے ثابت ہے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ ''**إن اللّٰہ لم یأمرنا أن نکسو الحجارۃ والطین**''[۲] نیز غیر اللہ سے مرادیں مانگنا بھی حرام ہے اور اگر کوئی غیر اللہ کو قادر مطلق سمجھ کر اس سے مانگے تو وہ کافر ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۹/۲۶ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن المیت'': ج۳،ص:۱۳۹۱.

(۲) وکرہ أن یکون تحت رأس المیت في القبر مخدة ونحوھا، ھکذا ذکرہ ''المرغیناني'' وکرہ ابن عباس رضي اللّٰہ عنہ أن یلقی تحت المیت شيء في قبرہ. (العیني، البنایة شرح الھدایة، ''کتاب الجنائز: کیفیة الدفن'': ج۳،ص:۲۹۵)

قال الترمذي: وقد روي ابن عباس أنہ کرہ أن یلقی تحت المیت في القبر شيء وإلی ھذا ذھب بعض أھل علم، قال الباني: صحیح. (أخرجہ الترمذي، في سننہ، ''أبواب الجنائز: الثوب الواحد یلقی تحت المیت في القبر'': ج۱،ص:۲۰۳،رقم:۱۰۴۸)

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الذبائح'': ج۹،ص:۴۴۹.

ولو ذبح لأجل قدوم الأمیر أو قدوم واحد من العظماء وذکر إسم اللّٰہ یحرم أکلہ لأنہ ذبحھا لأجلہ تعظیما لہ. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''ما یقولہ عند الذبح'': ج۸،ص:۱۹۲)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## چڑھاوے کی رقم کا مسجد یا مدرسہ میں لگانا:

(۶۳)**سوال**: چڑھاوے کی رقم کو مسجد یا مدرسہ میں لگانے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: رحیم الدین متعلم مدرسہ ہذا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: جب چڑھاوے وغیرہ کا سارا مال بالیقین حرام ہے، تو اس کو خود کھانا یا اپنی ذات پر یا مدرسہ یا مسجد میں استعمال کرنا بھی ناجائز وحرام ہی ہے؛ بلکہ اسے صدقہ کردے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۹/۲۶ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(۲) أخرجه المسلم، في صحيحه، ”كتاب اللباس: باب تحريم تصوير صورة الحيوان“: ج۲،ص:۲۰۰،رقم:۲۱۰۷.

(۳)﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَايَضُرُّكَ ج فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾(سورة يونس:۱۰۶) ﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ﴾ (سورة يونس:۱۰۸)

وأعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه اللّٰه لك. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الزهد“: ج۲،ص:۲۸،رقم:۲۵۱۶)

(۱) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه طيب لا يقبل إلا الطيب. (مشكوة شريف،”كتاب البيوع: باب الكسب وطلب الحلال“:ج۱،ص:۲۴۱)

وحرام مطلقاً على الورثة) أي سواء علموا أربابه أولا، فإن علموا أربابه ردوه عليهم، ولا تصدقوا به كما قدمناه آنفاً من الزيلعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره“: ج۹،ص:۵۵۴)

(وقوله: لو بماله الحلال) قال تاج الشريعة: أما لو انفق في ذلك ما لا خبيثاً ومالا سببه الخبيث والطيّب فيكره لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيّب، فيكره تلويث بيته بمالا يقبله. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلوٰة: باب ما يفسد الصلاة وما لا يكره فيها، مطلب كلمة لا بأس دليل أن على أن المستحب غيره“: ج۲،ص:۴۳۱)

## عرس میں شرکت اور مزار کے غسل کے پانی کو متبرک سمجھنا:

(۶۴) **سوال:** عرس وغیرہ میں شریک ہونا، اور مزار کے غسل کے پانی کو پینا، اور تبرک کے طور پر استعمال کرنا، قوالی کرنا، فاتحہ کرنا، اور مزارات کی چادر کو تبرک سمجھ کر چومنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حامد علی خاں، دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق:** صورت مسئولہ میں جن چیزوں کا ذکر ہے ان کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے؛ بلکہ یہ سب چیزیں بدعت اور باعث شرک ہیں اس لیے شریعت نے ایسی چیزوں کی قطعاً اجازت نہیں دی ہے۔ مزارات پر عرس و دیگر تقریبات عرس میں شریک ہونا شرعاً جائز نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۵/۱۴۱۷ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## تدفین کے وقت قبر اور مردہ پر کیوڑہ چھڑکنا:

(۶۵) **سوال:** تدفین کے وقت کیوڑہ گلاب مردے پر چھڑکنا یا قبر پر ڈالنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد، سیتامڑھی

---

(۱) ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، ”البدع الحولية“: ج۲۲،ص:۱۹۳)

وقد فصل صاحب الهداية فيها أن المغني للناس إنما لا يقبل شهادته لا يجمعهم على كبيرة والقرطبي على أن هذا الغناء وضرب القضيب والرقص حرام بالإجماع عند مالك وأبي حنيفة وأحمد رضي اللّٰه تعالیٰ عنهم في مواضع من كتابه إلخ. (جماعة من علماء الهند، فتاویٰ بزازيه على هامش الهندية، ”كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً: باب في المتفرقات“: ج٦،ص:۳۴۹)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مردے کے اوپر گھر میں ڈالنا تو شرعاً درست ہے [۱] لیکن قبر پر یا قبر میں مردے پر ڈالنا اسراف محض ہونے کی وجہ سے شرعاً نادرست اور بدعت ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۶/۱۶ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## بوقت تدفین اذان وتکبیر کہنا:

(۶۶)**سوال:** بعض لوگ قبرستان میں میت کو دفن کرتے وقت اذان اور تکبیر بلند آواز سے پڑھتے ہیں اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگتے ہیں اس بارے میں تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمیم احمد، بجنور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** قبر پر اذان اور تکبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں اگر یہ کام کرنا اچھا ہوتا تو حضرات صحابہؓ ضرور اس کام کو انجام دیتے پس ایسا کرنا بدعت اور گمراہی ہے اور دین کے اندر زیادتی ہے ہر مسلمان کو ایسی بدعات سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ [۳] البتہ قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا ثابت ہے، لیکن قبر سامنے نہ ہو اور

---

(۱) قال ويكفيه من الطيب ما عمل له وهو البيت فنحن متبعون لا مبتدعون فحيث وقفنا سلفنا ووقفنا إلخ.
(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوٰة: فصل في حملها ودفنها'' :ص:۶۰۸)
كذا في تاليفات رشيديه مع فتاویٰ رشيديه :ص:۲۴۰)

(۲) وذكر ابن الحاج في المدخل أنه ينبغي أن يجتنب ما أحدثه بعضهم من أنهم يأتون بماء الورد فيجعلونه على الميت في قبره فإن ذلك لم يرد عن السلف رضي الله عنهم فهو بدعة. (أيضاً:)

(۳) لا يسن الأذان عند إدخال الميت في قبره كما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر في فتاويه بأنه بدعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت'': ج۳،ص:۱۴۱)

قبلہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھائے تا کہ صاحبِ قبر سے مانگنے کا شبہ نہ ہو۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱/۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## قبرستان میں عورتوں کی قبروں پر پھول چڑھانا:

(۶۷)**سوال**: قبرستان جا کر عورتوں کی قبروں پر پھول چڑھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقیوم، لکھیم پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قطعاً جائز نہیں ہے،[۲] اس طریقہ کو چھوڑ کر توبہ واستغفار لازم ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۸/۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإذا أراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الكراهية: الباب السادس عشر في زيارة القبور‘‘: ج۵،ص:۴۰۴)

كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال استغفروا لأخيكم واسألو الله له التثبيت فإنه ألأن يسئل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت‘‘: ج۳،ص:۱۴۳)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، ’’كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام‘‘: ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ’’أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين‘‘: ج۱،ص:۵۶۸)

(۳) ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾(سورة النساء:۱۱۰)

## مزارات کا طواف اوران کو بوسہ دینے والے کا حکم:

(٦٨) **سوال**: اولیاء کرام کے مزارات کا طواف اوران کی قبر کو بوسہ دینے والا شرعی حکم کے مطابق کیسا ہے؟ ایک مولانا صاحب ان کاموں کو ثواب بتلاتے ہیں۔ خیال رہے کہ ہمارے علاقہ میں اکثریت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ماننے والوں کی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ طفیل احمد صاحب، پونہ

**الجواب وباللہ التوفیق**: اس کا جواب مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہ دیا ہے کہ بلا شبہ غیر کعبہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو یہ ادب ہے پھر تقبیل کیونکر مقصود ہے؛ لہٰذا مذکورہ تمام امور بدعت سیئہ ہیں، جن کو ترک کردینا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۱/۱۴۱۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## عرس میں امام صاحب کی شرکت:

(٦٩) **سوال**: شہر پربھنی میں ایک درگاہ کا زبردست عرس ہوتا ہے جس میں لاکھوں مرد مسلم، غیر مسلم شریک ہوتے ہیں، تو سامان کی خرید وفروخت اور میلہ دیکھنے کے لئے شرعاً جاسکتے ہیں یانہیں؟

ایک مسجد کے لوگ بڑی دھوم دھام سے نکلتے ہیں اس میں ڈھول تماشا ناچ وغیرہ سب کچھ ہوتا

---

(۱) احکام شریعت: ج۳، ص:۳، ۴. بہار شریعت: ج۴، ص:۱۵۷.

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور“: ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

ہے اس میں بعد نماز ظہر ہزاروں لوگ سلام پڑھتے ہیں اگربتی عود اکثر جلاتے ہیں اس کام میں امام صاحب برابر شریک رہتے ہیں؛ حالانکہ مولانا عالم ہیں جب مولانا سے کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں دل سے برا مانتا ہوں نفرت کرتا ہوں؛ لیکن لوگوں کے اصرار پر مجبوراً شریک ہو جاتا ہوں اگر امامت اس مسجد سے چھوڑ دوں تو پھر کوئی دوسرا بدعتی امام مسجد پر قبضہ کرلے گا۔ تو امام صاحب کا یہ کہنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شیخ حسین صاحب، پربھنی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مروّجہ عرس اور مذکورہ سوال کا حکم تو عدم جواز ہی کا ہے اور اس کی اتباع نہیں کرنی چاہئے، منکرات پر عمل کرنا باعث گناہ ہے اور بعض صورتوں میں وہ منکرات میں شمار ہوتا ہے۔[1] ایسے مجامع کی رونق کے لیے شرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

امام صاحب اگر دل سے برا جانتے ہیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور وہ شرکت کے لیے مجبور ہیں تو ان کے پیچھے پڑھی گئی نماز بلا شبہ ادا ہوگئی امامت کو صورت مسئول عنہا میں ناجائز کہنا درست نہ ہوگا؛ لیکن ان کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ اصلاح کی سعی کرتے رہیں مناسب وقت میں لوگوں کو سمجھاتے رہیں اور منکرات پر عمل کرنے کی دنیاء وآخرت میں ہونے والی خرابیوں سے آگاہ کرتے رہیں اور ایسا طریقہ اختیار کرنا جو کہ باعث فتنہ وفساد بن جائے اور نفرت کا اضافہ ہوجائے کہ اصل حکم سے ہی اعراض کرنے لگیں (جیسا کہ ہوتا ہے کہ نمازی آپ کی حق بات کو نہیں مانتے) تو اس طریقہ سے اسلام کا راستہ محدود ہو جاتا ہے اس لئے اس سے احتراز ہی کرنا ہوگا۔ نیز امام صاحب کے

---

(۱) ومن المنکرات الکثیرة کإیقاد الشموع والقنادیل التي توجد في الأفراح، وکدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة علی الذکر وقراءة القرآن، وغیر ذلك. (ابن عابدین، ''کتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في کراهة الضیافة من أهل المیت'': ج۳،ص:۱۴۹)

وأعلم إن النذر الذي یقع للأموات من أکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیهم فهو بالإجماع باطل. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصوم: باب ما یفسد الصوم ومالا یفسده، مطلب في النذر الذي یقع للأموات من أکثر العوام من شمع'': ج۳،ص:۴۲۷)

عقائد اگر اسلام کے خلاف اور کفریہ ہوں تو ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور جن کے اعمال فسقیہ ہوں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اور عقائد کا تعلق اگر چہ دل سے ہوتا ہے، لیکن ظاہری اعمال سے ہی باطن پر حکم لگایا جاتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۳/۱۴۱۱ھ)

## قبر پر اگر بتی جلانا یا پھول چڑھانا:

(۷۰) **سوال**: قبروں پر اگر بتی جلانا درست ہے یا نہیں؟ نئے زمانے میں آگ کو مکروہ سمجھتے ہوئے پھولوں کے ہار ڈالتے ہیں، تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اظہار، سمستی پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قبروں پر اگر بتی جلانا یا پھول ڈالنا سنت سے ثابت نہیں ہے، اس لیے بدعت کہا جائے گا جو قابل ترک ہے، دفن کرنے کے بعد قبر پر انفرادی یا اجتماعی طور پر کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز اور درست ہے؛ البتہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مناسب نہیں ہے کہ

(۱) ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى‌ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(سورة المائده:۲)

(وفاسق وأعمىٰ) ونحوه الأعشي، نهر، (إلا أن يكون) أي غير الفاسق (أعلم القوم) فهو أولى (ومبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة، وكل من كان من قبلتنا (لا يكفر بها) حتى الخوارج الذين يستحلون دمائنا وأموالنا وسب الرسول، وينكرون صفاته تعالى وجواز رؤيته لكونه عن تأويل وشبهة بدليل قبول شهادتهم، إلا الخطابية ومنا من كفرهم (وإن) أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة (كفر بها) كقوله: إن الله تعالىٰ جسم كالأجسام وإنكاره صحبة الصديق (فلا يصح الاقتداء به أصلا. قال ابن عابدين: (قوله وهي اعتقاد إلخ) عزاه هذا التعريف في هامش الخزائن إلى الحافظ ابن حجر في شرح النخبة، ولا يخفى أن الاعتقاد يشمل ما كان معه عمل أو لا، فإن من تدين بعمل لا بد أن يعتقده. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: مطلب البدعة خمسة أقسام'': ج۲،ص: ۲۹۸-۳۰۰)

اس میں اشتباہ ضرور ہے۔
اور اگر ہاتھ اٹھا کر دعاء ہی کرنی ہو تو قبلہ کی طرف منھ کر کے دعا کی جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۱/۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## کسی بزرگ کی قیام گاہ کو بابرکت سمجھنا:

(۷۱) **سوال**: سید محمد شاہ علی ہمدانی کی خانقاہ شریف ایک زیارت گاہ ہے (وہ یہاں دفن نہیں ہیں صرف قیام فرمایا تھا) اس جگہ کو بابرکت تصور کر کے یہاں مرد وعورت منت مانگتے ہیں، نذر ونیاز کرتے ہیں اور اس سے متصل مسجد شریف ہے جس میں نماز جمعہ پڑھنا زیادہ ثواب سمجھتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محی الدین، کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: کسی بزرگ کے محض قیام پر وہاں ان کا مزار بنا لینا سخت

---

(۱) فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء تقربا إليهم فحرام بإجماع المسلمين. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصوم: باب الاعتكاف'' : ج۲،ص:۳۲۱)
ويستحب ........... بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت'' : ج۳،ص:۱۴۳)
فقد يثبت أنه عليه الصلاة والسلام قرأ أول سورة البقرة عند رأس ميت وآخرها عند رجليه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور'' :ج۳،ص:۱۵۱)
وإذا أراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة كذا في خزانة الفتاوى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب السادس عشر في زيارة القبور'' : ج۵،ص:۴۰۴)
وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه، رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، ''كتاب الدعوات: قوله باب الدعاء مستقبل القبلة'' : ج۱۱،ص:۱۶۵، رقم:۶۳۴۳)

گناہ ہے[۱] اور پھر وہاں پر چڑھاوے، نذر و نیاز وغیرہ بھی سخت گناہ ہیں[۲] البتہ اس جگہ پر جو مسجد ہے اس میں نماز پڑھنا درست ہے، لیکن وہ عام مسجد کی طرح ہے اس میں نماز پڑھنے پر کسی مخصوص ثواب کا استحقاق نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ صرف تین مساجد کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے ان کے علاوہ کسی بھی مسجد کی کوئی مخصوص فضیلت نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۶/۱۴۰۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## قبروں پر پھول چڑھانا:

(۷۲)**سوال**: قبروں پر پھول چڑھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، مرزاپور

**الجواب وباللہ التوفیق**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور خیر القرون سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر یا حضرت خدیجہ، حضرت زینب دختر رسول کی قبروں پر یا حضرات صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر یا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبروں پر پھول چڑھائے ہوں ان میں تو عشق و محبت حقیقی اور جبلّی تھی، وہ ثواب اور خیر کے

---

(۱) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

قال الكمال: لا يدفن صغير ولا كبير في البيت الذي مات فيه فإن ذلك خاص بالأنبياء عليه السلام بل يدفن في مقابر المسلمين. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح "كتاب الصلوة: فصل في حملها ودفنها": ص:۶۱۲)

(۲) بعض لوگ کتاب اللہ کو نظر انداز کر کے صرف علماء و مشائخ ہی کو قبلۂ مقصود بنا لیتے ہیں اور ان کے متبع شریعت ہونے کی تحقیق نہیں کرتے ہیں یہ اصلی مرض یہود و نصاریٰ کا ہے۔ (مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، ج:۱،ص:۳۳۸)

کاموں میں سبقت بھی کرنے والے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے قبروں پر پھول نہیں چڑھائے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر کھجور کی دو ٹہنیاں گاڑ دی تھیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پھول ڈالے جاسکتے ہیں، اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ امت کو بھی قبر پر کھجور کی ٹہنی ہی گاڑنی چاہئے جو حدیث سے ثابت ہے، دوسری بات یہ ہے کہ جن کی قبروں پر کھجور کی ٹہنیاں گاڑی گئی اس میں ان دونوں میتوں کو عذاب ہو رہا تھا، حدیث کے الفاظ ہیں: ''**إني مررت بقبرين يعذبان فأحببت بشفاعتي أن يرفه ذاك عنهما مادام الغصنان رطبين**''[(۱)] کہ میں دو قبروں کے پاس سے گزرا ان دونوں میتوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنی شفاعت کے ذریعہ یہ پسند کیا کہ جب تک ٹہنیاں تر رہیں ان دونوں سے عذاب کی کمی ہو۔

اس صحیح روایت سے بصراحت معلوم ہوا کہ عذاب ہلکے ہونے کا اصل سبب آپ کی شفاعت تھی، ٹہنیاں تو صرف ایک علامت کے طور پر تھیں۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ عذاب کے ہلکے ہونے کا اصل سبب ٹہنیوں کا سبز ہونا تھا، اور یہی چیز پھولوں میں بھی پائی جاتی ہے، تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوسکتا ہے کہ جن کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہو، جیسے گنہگار اور فاسق وفاجر لوگوں کی قبروں پر سبز شاخیں کھجور کی گاڑی جائیں، اولیاء اللہ کی قبروں کے ساتھ یہ معاملہ (نعوذ باللہ) رکھنے والوں کا کیا یہ عقیدہ ہوسکتا ہے؟ ہم تو اہل اللہ کو جنتی سمجھتے ہیں جو جنت کی ہواؤں اور خوشبوؤں سے معطر ہیں۔[(۲)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۵/۱۴۰۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الزهد والرقاق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر'' :ج۲، ص:۴۱۹، رقم:۳۰۱۳.

(۲) إعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو باطل وحرامٌ. (أحمد بن محمد، حاشية طحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصوم: باب ما يلزم الوفاء به'':ج۱،ص:۶۹۳)

قبر پر پھول چڑھانا نادرست ہے۔ (فتاوی رشیدیہ:ص:۲۶۸)

## تدفین کے بعد چالیس قدم ہٹ کر اذان دینا بدعت ہے:

(۷۳) **سوال:** دفن میت کے بعد چالیس قدم دور ہوکر اذان دینا کیسا ہے؟ اگر اذان دیدی گئی تو اذان سے عذاب میں تخفیف ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی تسلیم الدین، ہزاری باغ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** دفن میت کے بعد اذان دینے کا ثبوت نہیں ہے، یہ عمل بدعت ہے؛ لہٰذا تخفیف عذاب کا سوال ہی نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۶/۵ھ)

## چالیس روز تک قبر کا پہرہ دینا:

(۷۴) **سوال:** پڑوس میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا تھا، ایک دو نے کہا کہ قبر کا پہرہ ۴۰/دن تک دو اور کہا کہ ۴۰/دن تک حضرت علامہ انور شاہؒ کی قبر کا بھی پہرہ دیا گیا تھا، یہ واقعہ درست ہے یا نہیں؟ اور قبر کا پہرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: دلشاد احمد، کیرانہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** چالیس روز یا اس سے کم وبیش قبر کا پہرہ دینا، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

---

(۱) لا يسن الأذان عند إدخال الميت في قبره لما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر في فتاواه بأنه بدعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت'': ج ۳،ص:۱۴۱؛ كذا في البحر الرائق: ج۲،ص:۲۳۵)

البتہ اگر کسی جگہ درندوں وغیرہ سے خوف ہو کہ لاش کو نقصان پہونچائیں گے، تو اس وقت اگر اس قسم کی حفاظت کر دی جائے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے؛ [۱] لیکن ہر ایک کے لئے اس کا التزام بدعت ہو جائے گا۔ [۲]

علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات کہ ۴۰؍دن تک ان کی قبر کا پہرہ دیا گیا بالکل غلط اور فرضی کہانی ہے، ان کی تدفین کے وقت میں موجود تھا، اور بعد کے واقعات سے بھی واقف ہوں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۳/۳/۲۳ھ)

## قبروں پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

(۷۵)**سوال**: (۱) ایک شخص قبروں پر نذر و نیاز کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تو ایصال ثواب کرتے ہیں؟

(۲) قبروں پر سجدہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تو سجدہ تعظیمی کرتے ہیں؟

(۳) قبروں پر دعاء کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہم تو وسیلہ بناتے ہیں تو کیا ایسا شخص مشرک ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ادریس، مظفر نگر

**الجواب وباللہ التوفیق**: پہلا اور تیسرا عمل تو وہم ہے، اور دوسرا عمل یقینی طور پر

---

(۱) أما إذا أريد به دفع أذى السباع أو شيء آخر لا يكره. (أحمد بن محمد، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "فصل في حملها ودفنها": ج۱، ص:۲۲٦)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحة، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج ۲، ص: ۷۷، رقم: ۱۷۱۸)

بدعت وضلالت ہے،(۱) ایسے اعمال سے پرہیز کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ ''کل بدعة ضلالة و کل ضلالة في النار''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱۰/۲۵ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## بزرگ کی یاد میں طاق بنانا اور چراغ جلانا:

(۷۶)**سوال**: ایک بزرگ ہمارے پاس رہتے تھے ان کا انتقال ہوگیا، وہ جس جگہ دفن ہوئے ہم نے ان کی یادگار میں ایک دیوار میں ایک طاق بنوایا ہے، اس کی زیارت بھی کرتے ہیں، اس میں چراغ بھی جلاتے ہیں، یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ جواب تحریر فرما کر مشکور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: شاہنواز، مظفر نگر

**الجواب وباللہ التوفیق**: بزرگوں سے محبت، دین کی علامت ہے، دینی تقاضا یہ ہے کہ اللہ والوں سے محبت کی جائے، اللہ والوں سے محبت، نیکی اس لیے ہے کہ ان سے تعلق اللہ کی وجہ سے ہے؛ لیکن وہ قابل محبت اور محبوب اس لیے بنتے ہیں کہ اللہ کو مانتے تھے اور اللہ کی مانتے تھے؛ اس لیے اللہ والوں سے سچی محبت یہی ہے کہ ان کے طریقے پر چلا جائے ان کی تعلیمات اور

(۱) عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو كنت آمر أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة'': ج۱،ص:۲۱۹،رقم:۳۲۵۵)

(۲) إن الناس قد أكثروا من دعاء غير الله تعالىٰ من الأولياء الأحياء منهم والأموات وغيرهم مثل يا سيدى فلان أغثني وليس ذلك من التوسل المباح. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة المائدة: ۲۷ إلى ۳۷'': ج ۲، ص: ۱۲۸)

ارشادات پر عمل کیا جائے[۱] یہ طاق وغیرہ بنوانا بطور یادگار جائز نہیں ہے آئندہ لوگ بدعتیں کرنے لگیں گے؛ بلکہ اپنے دل کے طاق میں ان کے طریقوں کو سجایا جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۲/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## درگاہ پر صندل نکالنا:

(۷۷) **سوال**: اللہ کے فضل و کرم سے خادم ایک درگاہ کا سجادہ نشین ہے اور چاہتا ہے کہ جو ذمہ داری مجھ پر ہے اسے بحسن و خوبی شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ پر انجام دوں تاکہ آخرت کی پکڑ سے محفوظ رہوں، لہٰذا کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق:

بزرگانِ دین کے صندل کا کیا حکم ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صندل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا صندل تابعین نے، تابعین کا صندل الیٰ آخرہ ان کے مقتداؤں نے نکالا تھا؟ سب سے پہلے کس کا صندل نکالا گیا، کس نے نکالا اور کب نکالا؟ اگر صندل کا نکالنا درست ہے تو شرعی اعتبار سے فرض، واجب، سنت، نفل، مستحب، مباح کیا ہے؟ اگر کوئی نہ نکالے تو اس پر کیا حکم ہوتا ہے؟ قرآن و حدیث میں صندل کا کیا طریقہ بیان کیا گیا ہے؟ کس طرح نکالیں؟ ''بینوا و توجروا''

فقط: والسلام
ایس اے قادری
بائیکلہ برج، بمبئی-۸

**الجواب وباللہ التوفیق**: آپ کا جذبہ اور فکر قابل ستائش اور صد تعریف ہے۔

(۱) ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهُ﴾ (سورة الزمر: ۱۷)
(۲) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱ص:۲۷، رقم:۱۴۰)

اتباع شریعت کا عزم کاش جملہ سجادہ نشینوں کے قلوب میں جاں گزیں ہو جائے اور یہ خانقاہیں سابق کی طرح اصلاح اور اشاعت دین اور معاشرہ میں سدھار کی خدمات انجام دیں۔

مندرجہ ذیل صندل کا شریعت میں کوئی وجود نہیں ہے، نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیا اور نہ تابعین وتبع تابعین نے، نہ اسلاف عظام وبزرگان دین نے ایسا کیا، یہ بدعت ہے اور بدعت کو ضلالت وگمراہی کہا گیا ہے۔[۱] جمعہ کے خطبہ میں خطیب بھی یہی بتلاتا ہے۔ سرہند شریف میں بھی درگاہ ہے، وہاں سالانہ عرس کے موقع پر قرآن خوانی، نعت گوئی اور وعظ کے سواء اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہزاروں افراد اس موقع پر جمع ہوتے ہیں اور ان کا وظیفہ بھی ہوتا ہے، نہ صندل، نہ قوالی، نہ گانا بجانا، یہ سب کے لئے ایک نمونہ ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## مزاروں پر متعدد غیر شرعی اعمال:

(۷۸)**سوال**: مزارات کا طواف کرنا اور عورتوں کا مزاروں پر جانا کیا حکم رکھتا ہے؟ اسی طرح مزاروں کے سجدے اور الٹے پیر واپس ہونا شریعت کی رو سے کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ایس اے قادر، بمبئی

**الجواب وباللہ التوفیق**: عورتوں کے مزارات پر جانے کی، ان کی نوحہ وگریہ کرنے کی وجہ سے پہلے ممانعت تھی، بعد میں اجازت دیدی گئی تھی۔ بخاری شریف میں حدیث موجود ہے،

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي الله عنهم هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، ”سورة الأحقاف: ۱۰-۱۴“: ج۷، ص:۲۵۶)

لیکن محرم کے ساتھ ہو، بے پردگی نہ ہو، مردوں سے اختلاط نہ ہو، ان شرائط کی پابندی ضروری ہے۔(۱)
مزارات کا طواف قطعا ناجائز ہے اسی طرح سجدہ کرنا قطعاً جائز نہیں ہے کہ اس سے تو اندیشہ کفر ہے اور الٹے پاؤں واپس لوٹنا بھی بے اصل و بیجا احترام ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## جائے تدفین کے بارے میں وصیت پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟

(۷۹) **سوال**: مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ مجھ کو فلاں شہر میں دفن کیا جائے، تو اس

---

(۱) (قوله وقيل تحرم على النساء إلخ) قال الرملي أما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ما جرت به عادتهن فلا تجوز لهن الزيارة، وعليه حمل الحديث، لعن الله زائرات القبور، وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا بأس إذا كن عجائز ويكره إذا كن شواب كحضور الجماعة في المساجد. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الجنائز: فصل السلطان أحق بصلاته، الصلاة على الميت في المسجد": ج۲،ص:۳۴۲)
وقيل تحرم على النساء والأصح أن الرخصة ثابتة. (أيضاً:)
عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-، قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم بامرأة تبكي عند قبر، فقال: اتقى الله واصبري، قالت: إليك عني فإنك لم تصب بمصيبتي ولم تعرفه، فقيل: لها إنه النبي صلى الله عليه وسلم فأتت باب النبي صلى الله عليه وسلم فلم تجد عنده بوّابين، فقالت: لم أعرفك، فقال: إنما الصبر عند الصدمة الأولى. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الجنائز: باب زيارة القبور": ج۱،ص:۱۷۱،رقم:۱۲۸۳)
أما على الأصح من مذهبنا وهو قول الكرخي وغيره من أن الرخصة في زيارة القبور ثابتة للرجال والنساء جميعا فلا إشكال. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "حرم المدينة ومكة": ج۲،ص:۶۲۹)
وفي السراج وأما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب كما جرت به عادتهن فلا تجوز لهن الزيارة، وعليه يحمل الحديث الصحيح "لعن الله زائرات القبور" وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين من غير ما يخالف الشرع "فلا بأس به إذا كن عجائز" وكره ذلك للشابات كحضورهن في المساجد للجماعات اهـ. "العيني في شرح البخاري". (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح: ج۱،ص:۶۲۰)
(۲) ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج ۱، ص: ۵۶۸)

پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد میاں، بلی ماران، دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ضروری نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۹/۱/۱۴۲۰ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## تدفین کے بعد دیر تک قبر کے پاس بیٹھنا:

(۸۰) **سوال**: لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد قبر کے پاس کافی دیر تک بیٹھے رہتے ہیں کہ میت کو ایک دم اکیلے نہ چھوڑا جائے تو یہ عقیدہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد میاں، بلی ماران، دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** یہ عقیدہ درست نہیں ہے؛ البتہ تدفین کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر قرآن کریم پڑھنا اور دعاء کرنا ثابت ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۹/۱/۱۴۲۰ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والفتوی علی بطلان الوصیة بغسله والصلاة علیه ...... وکذا تبطل لو أوصي بأن یکفن في ثوب کذا أو یدفن في موضع کذا کما عزاہ إلی المحیط. (ابن عابدین، الدر المختار مع در المختار، ''کتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن المیت''، ج۳،ص:۱۴۴)

(۲) عن عثمان بن عفان قال: کان النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم، إذا فرغ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## قبروں پر بیٹھنا اور نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۸۱) **سوال**: قبروں پر بیٹھنا یا نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعمت اللہ، ناگپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قبر پر بیٹھنا بے ادبی ہے اور قبر پر نماز مکروہ ہے بشرطیکہ قبر سطح زمین سے ابھری ہوئی ہو اگر سطح زمین کے برابر ہے، تو اس پر نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۷/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... من دفن الميت وقف عليه، فقال: (استغفروا لأخيكم، وسلوا له بالتثبيت فإنه الآن يسأل). (أخرجه أبوداؤد، في سننه، ''كتاب الجنائز: باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف'': ج۲،ص:۴۵۹،رقم:۳۲۲۱)

عن عبد الله بن عمر قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إذا مات أحد كم فلا تحبسوه، واسرعوا به إلى قبره وليقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة). رواه البيهقي في شعب الإيمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الجنائز : باب دفن الميت، الفصل الثالث'' :ج۴،ص:۱۷۲،رقم:۱۷۱۷)

ويستحب .......... وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاءٍ وقراءةٍ بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت'' :ج۳،ص:۱۴۳)

(۱) ويكره أن يبنى على القبر أو يقعد أو ينام عليه أو يوطأ عليه أو تقضى حاجة الإنسان من بول أو غائط أو يعلم بعلامة من كتابة ونحوه. كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلوة: الفصل السادس في القبر والدفن'':ج۱،ص:۲۲۷)

ويكره أن يبنى على القبر مسجد أو غيره، كذا في السراج الوهاج. (''أيضاً:'':ج۱،ص:۲۲۸)

ولو بلى الميت وصار تراباً جاز، دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه كذا في التبيين. (''أيضاً:'')

## زمین بوسی، قدم بوسی، قبر چومنا، پیشانی رکھنا کیسا ہے؟

(۸۲)**سوال**: زمین بوسی وقدم بوسی یا قبر پر پیشانی رکھنا اور قبر کو چومنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

نعمت اللہ ابن حاجی قمر الزماں صاحب، ناگپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قبر کو بوسہ دینا، زمین بوسی، قدم بوسی یہ چیزیں اکرام مسلم میں غلو ہونے کی وجہ سے بدعت وگمراہی ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۸/۷/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## جنازہ کا طواف کرنا، قبر کی مٹی اٹھا کر دینا:

(۸۳)**سوال**: ہمارے یہاں تدفین کے وقت امام صاحب ہر ایک کو مٹی اٹھا کر دیتے ہیں اس کے بغیر کوئی شخص قبر پر مٹی نہیں ڈال سکتا، نیز ہر ایک تدفین سے قبل جنازہ کا طواف کرتا ہے، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالوہاب، سہارنپور

(۱) ویکرہ عند القبر ما لم یعهد من السنة، والمعهود منها، لیس إلا زیارته والدعاء عنده قائماً، کذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلوة: الفصل السادس في القبر والدفن والنقل من مکان إلی آخر'': ج۱ص:۲۲۸)

ویکره النوم عند القبر وقضاء الحاجة، وکل ما لم یعهد من السنة، والمعهود منها لیس إلا زیارتها، والدعاء عندها قائماً کما کان یفعل صلی اللّٰه علیه وسلم في الخروج إلی البقیع. (ابن الهمام، فتح القدیر، ''کتاب الصلوة: فصل في الدفن'': ج۲ص:۱۵۰)

من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد. (مشکوٰة المصابیح، ''کتاب الإیمان: باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱ص:۲۷، رقم:۱۴۰)

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق**: جنازہ کا طواف کرنا کھلی ہوئی بدعت ہے،(۱) نیز مٹی ہر شخص کو اپنے طور پر اٹھانی چاہئے(۲) امام صاحب کا یہ فعل کہ جب تک وہ مٹی اٹھا کر نہ دیں تو کوئی شخص خود اٹھا کر نہیں ڈال سکتا التزام مالا یلزم کے قبیل سے ہے اور بدعت ہے۔ ان تمام بدعات سے پرہیز مسلمان پر ضروری ہے۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۹/۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## قبرستان یا کسی مزار کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا:

(۸۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کسی قبرستان یا کوئی خاص مزار کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر یا صابر کلیریؒ کے مزار پر اس نیت سے جانا کہ وہاں جا کر فاتحہ پڑھوں گا یا صرف زیارت کروں گا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مع دلیل وضاحت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید اسلم، لکھیم پور، متعلّم مدرسہ ہٰذا

---

(۱) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء الله، پاني پتي، تفسير مظهري، "سورة آل عمران:٦٤": ج٢،ص:٦٨)

(۲) ويستحب لمن شهد دفن الميت أن يحثو في قبره ثلاث حثيات من التراب بيديه جميعاً. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلوة: الفصل السادس في القبر والدفن والنقل إلخ": ج١،ص:٢٢٧)

(۳) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي الله عنهم هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الأحقاف:١٠-١٤": ج٧،ص:٢٥٦)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس کے لئے سفر کرنے میں شرعی قباحت نہیں ہے۔[۱]
البتہ بزرگان دین کے جن مزارات پر اہل بدعت کا تسلط ہے اور وہاں بدعات وخرافات انجام دی جاتی ہوں وہاں زیارت کے لئے نہ جانا چاہئے، بلکہ اپنے مقام پر رہ کر ہی ایصال ثواب پر اکتفا کرنا چاہئے۔[۲]

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## زیارتِ قبور اور عورتوں کا قبرستان جانے کا حکم:

(۸۵) **سوال:** قبروں کی زیارت اور قبرستان جانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا عورتوں کو جانے کی اجازت ہے؟ شریعت کیا کہتی ہے؟ بعض علماء مثلاً ابن حزم نے تو واجب کہا ہے کہ زندگی میں ایک بار جانا واجب ہے، امام شعبیؒ نے منع فرمایا ہے۔ مدلل مفصل جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ماہ عالم، کانپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** عینی ج۴ص۷۶، فتح الملہم ص۸۱۱ وبذل المجہود ج۲ص۲۱۴ میں ہے کہ ابن حزم نے زیارت القبور کو زندگی میں ایک مرتبہ واجب کہا ہے؛ کیونکہ حضرت بریرہ

---

(۱) ذهب بعض العلماء إلى الاستدلال به على المنع من الرحلة لزيارة المشاهد وقبور العلماء والصالحين، وما تبين في أن الأمر كذلك، بل الزيارة مأمور بها لخبر: (كنت نهيتكم عن زيارة القبور ألا فزوروها). والحديث إنما ورد نهيا عن الشد لغير الثلاثة من المساجد لتماثلها، بل لا بلد إلا وفيها مسجد، فلا معنى للرحلة إلى مسجد آخر، وأما المشاهد فلا تساوي بل بركة زيارتها على قدر درجاتهم عند اللّٰه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب المساجد ومواضع الصلوٰة'': ج۲،ص:۵۸۹،رقم:۶۹۳)
عن أبي هريرة، قال: زار النبي صلى اللّٰه عليه و سلم قبر أمه فبكى وأبكى من حوله فقال استأذنت ربي في أن أستغفر لها فلم يؤذن لي واستأذنته في أن أزور قبرها فأذن لي فزوروا القبور فإنها تذكر الموت. (أخرجه المسلم، في صحيحه، ''كتاب الجنائز: فصل جواز زيارة قبور المشركين ومنه الاستغفار لهم'': ج۱،ص:۳۱۴،رقم:۹۷۶)
(۲) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي اللّٰه عنهم هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، ''سورة الأحقاف:۱۰-۱۴'': ج۷،ص:۲۵۶)

رضی اللہ عنہا کی روایت میں صیغہ امر ہے جو وجوب کے لئے ہے۔

’’قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: نھیتکم عن زیارۃ القبور ألافزوروھا‘‘[۱]

محی السنہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدربہ رحمۃ اللہ علیہ اور مازنی رحمۃ اللہ علیہ نے مردوں کے لیے زیارت قبور کے لیے جواز پر تمام اہل علم اور ائمہ دین کا اتفاق نقل کیا ہے لیکن امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین، امام نخعی اور امام شیبہ رحمہم اللہ سے مردوں کے لئے زیارت قبور کی کراہت نقل کی ہے۔ ان کی دلیل بھی مسلم کی روایت ہے جس میں ’’نھیتکم‘‘ فرما کر منع کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جن محدثین اور اہل علم کے یہاں مردوں کے لئے زیارت قبور کی اجازت ہے ان کے پاس دلیل میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ مثلاً اوپر والی حدیث ہی ہے کہ ابتدائے اسلام میں منع فرمایا گیا، پھر اجازت دیدی گئی ہے۔ ایسے ہی مسلم میں روایت ہے ’’قال کان النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعلمھم إذا خرجوا إلی المقابر السلام علی الدیار‘‘[۲] اور ابن ماجہ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ’’عن عائشۃ -رضي اللّٰہ عنھا- أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رخص في زیارۃ القبور‘‘[۳] اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے جواز ثابت ہے۔

ابن حزم نے جو واجب کہہ دیا تو وہ صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ حکم نہی ممانعت کے بعد واجب کو ثابت نہیں کرسکتا صرف اباحت اور جواز ہی ثابت ہوسکتا ہے۔ امام نخعیؒ اور شعبیؒ نے جو مکروہ فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو وہ تمام حدیثیں نہیں پہونچی جن سے ممانعت کے بعد جواز ثابت ہوتا ہے جیسا کہ علامہ عینی اور صاحب فتح الباری اور صاحب بذل نے فرمایا ہے۔ علامہ عینی کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ بت پرستی چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے اور وہ قبروں کا غیر ضروری احترام کرتے تھے؛ اس لیے ابتدائے اسلام میں زیارت قبور سے منع فرمایا گیا ہے جب اسلام کی محبت راسخ ہوگئی اور بت پرستی سے نفرت ہوگئی تو وہ حکم منسوخ ہوگیا۔[۴]

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ’’كتاب الجنائز: فصل في جواز زيارة قبور المشركين‘‘ :ج۱،ص:۳۱۴،رقم:۹۷۷)

(۲) قد سبق تخريجه.

(۳) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ’’أبواب الجنائز: باب ما جاء في زيارة القبور‘‘:ج۱،ص:۱۱۲،رقم:۱۵۷۰.

(۴) إن زيارة القبور إنما كان في أول الإسلام عند قربهم بعبادة الأوثان واتخاذ القبور مساجد، فلما استحكم الإسلام وقوى في قلوب الناس وآمنت عبادة القبور والصلوٰة إليها نسخ النهي عن زيارتها الخ. (العيني، عمدة القاري، ’’باب قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم‘‘:ج۸،ص:۷۰)

حاصل یہ ہے کہ گاہے بگاہے عبرت اور موت کو یاد کرنے کے لئے قبرستان جانا جائز ہے، عورتوں کی زیارت قبور سے متعلق اہل علم میں اختلاف ہے: بعض اہل علم کے یہاں عورت کا قبرستان جانا مکروہ ہے۔ان کی دلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ آپ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے ''**لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم زوارات القبور**''(۱) لیکن اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ اگر فتنہ دین ودنیا نہ ہو تو عورتوں کو اجازت ہے۔مسلم میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''**کیف أقول یا رسول اللّٰہ إذا زرت القبور؟ قال علیه السلام: قولي السلام علی أهل الدیار من المؤمنین والمسلمین**''(۲) ایسے ہی مسند حاکم میں روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔(۳)

امام قرطبی نے کہا ہے کہ جن روایات میں ممانعت آئی ہے وہاں صیغہ مبالغہ کا ہے ''زوارات القبور'' یعنی جو بکثرت زیارت کرتی ہوں تو کثرت سے عورتوں کا جانا ممنوع ومکروہ ہے ورنہ اجازت ہے۔یا عورتوں میں جزع وفزع کا معاملہ زیادہ ہے صبر کم ہے 'حقوق زوجیت بھی متاثر ہوتے ہیں(۴) اگر دینی اور دنیاوی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو،تو شرعی حدود میں رہ کر زیارت قبور کی جاسکتی ہے؛لیکن فی زمانہ عورتیں قبرستان میں جاکر بدعت کرتی ہیں،اور ایسی خرافات اور واہیات حرکتیں کرتی ہیں جن سے دین کو نقصان پہونچتا ہے، بے پردگی اور بے آبروئی کے اندیشے اپنی جگہ الگ ہیں؛اس لئے انتظام اور احتیاط کی بات یہ ہی ہے کہ عورتوں کو قبرستان نہ جانے دیا جائے۔(۵)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه**: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۲/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''أبواب الجنائز، باب ما جاء في النهي عن زیارة النساء القبور'': ج۱ص:۱۱۳،رقم:۱۵۷۴.
(۲) أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب الجنائز: فصل في جواز زیارة قبور المشرکین'': ج۱ص:۳۱۴،رقم:۹۷۴.
(۳) أن الرخصة ثابتة للرجال والنساء لأن السیدة فاطمة رضي اللّٰه عنها ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## شب برأت میں قبرستان جانا اور ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا:

(۸۶)**سوال**: شب برات میں قبرستان جا کر ایصال ثواب کرنا اور ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا یا بعد دفن ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: انور حسین، ۲۴ر پرگنہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس وقت میں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا مکروہ ہے اس سے احتراز لازم ہے، اگر ہاتھ اٹھائے جائیں تو اس انداز پر کھڑے ہوں کہ قبر سامنے نہ پڑے اور کسی طرح کا تشبہ غیروں کے ساتھ نہ ہو۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۴/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... كانت تزور قبر حمزة كل جمعة وكانت عائشة رضي الله عنها تزور قبر أخيها عبد الرحمٰن بمكة كذا ذكره البدر العيني في شرح البخاري. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في زيارة القبور'': ج۱،ص:۶۲۰)

(۴) الزيارة لقلة صبرهن وجرعهن. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''باب زيارة القبور'': ج۲،ص:۴۰۴)

(۵) وأما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك التجديد الحزن والبكاء والندب كما جرت به عادتهن لا تجوز لهن الزيارة. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في زيارة القبور'': ج۱:۶۲۰)

(۱) وإذا أراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة كذا في خزانة الفتاوی. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب السادس عشر في زيارة القبور'': ج۵،ص:۴۰۴)

وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه، رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، ''كتاب الدعوات: قوله باب الدعاء مستقبل القبلة'': ج۱۱،ص:۱۶۵، رقم:۶۳۴۳)

## کچی قبروں کو پختہ کرنا کیسا ہے؟

(۸۷)**سوال**: ہمارے گاؤں میں ایک صاحب نے اپنے والدین کی قبروں کو پختہ کر دیا ہے، حالانکہ اس قبرستان میں اور بھی نیک اور صالح حضرات مدفون ہیں، لیکن ان کی قبریں ویسے ہی کچی ہیں جب کہ یہ حضرات اپنے والدین کی قبروں کو پکی کروا رہے ہیں ایسا کرنا شریعت مطہرہ کے رو سے کیسا ہے؟ از راہ کرم مکمل و مفصل جواب تحریر فرما کر اہلیان بستی پر کرم فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد انور اقبال، بھتورا، مدھوبنی (بہار)

**الجواب وبا الله التوفيق**: پرانی یا نئی کوئی بھی قبر ہو اس کو پختہ کرنا اور مزار کی شکلیں بنانا شریعت اسلامیہ میں ناجائز اور ممنوع ہے، امام ترمذی نے رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے: ''**قال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ**''[۱] اس کی اصل نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے دور میں ملتی ہے اس سے اگلی نسل میں بدعات وخرافات ظاہر ہونے کا قوی اندیشہ ہے؛ اس لئے اس طرح کی بدعت سے بچنا لازم ہے۔ ''**ولم يكن من هديه صلى الله عليه وسلم تعلية القبور ولا بناؤها بآجر ولا بحجر ولبن ولا تشييدها، ولا تطيينها ولا بناء القباب عليها فكل هذا بدعة مكروهة مخالفة لهديه صلى الله عليه وسلم الخ**''[۲] اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہود ونصاری پر لعنت فرمائی ہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنالیا، ''**لعن الله اليهود اتخدوا قبور أنبيائهم مساجد**''[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبه**: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۴/۶/۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحيح**:

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها'': ج ۱، ص: ۲۰۳، رقم: ۱۰۵۲۔

...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر ......

## تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا:

(۸۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں: مُردے کے دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر اذان دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جمشید پور میں بعض حضرات اس مسئلے میں الجھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اذان دینا جائز ہے۔ اگر یہ جائز ہے تو مدلل جواب دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: جعفر خان، جمشید پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اصولِ شریعت کی کتابوں میں جن مقامات اور صورتوں میں اذان کی اجازت دی گئی ہے، ان میں قبر پر اذان کے متعلق نہ جواز منقول ہے اور نہ استحباب منقول ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ وتابعین عظامؒ نے کبھی قبر پر اذان نہیں دی، اگر اس عمل (قبر پر اذان) میں ذرا سی بھی کوئی نیکی یا بھلائی ہوتی، تو وہ حضرات ضرور بالضرور اس عمل کو انجام دیتے، پس یہ عمل اور اس کا التزام بدعت ہی کہلائے گا،[1] اور اس کا ترک کرنا ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہو جائے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف کوئی راستہ اختیار کرنا کھلی ہوئی بدعت اور گمراہی ہے۔[2]

بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ:

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۶/۲۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(۲) ابن قیم، زاد المعاد، ''فصل في تعلية القبور'': ج۱، ص:۵۵۰.

(۳) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلاة:، باب هل ينبش قبور مشركي الجاهلية'': ج۱، ص:۶۱.

(۱) لا يسن الأذان عند إدخال الميت في قبره كما هو المعتاد الأن وقد صرح ابن حجر في فتاويه بأنه بدعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرے یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟

(۸۹)**سوال**: قبر پر کلام پاک پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے یہ فریاد کرنا کہ یہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے میرے فلاں عزیز کو بخش دے، مقصد ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا ہے یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید حبیب احمد، سوائے مادھو پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بغیر ہاتھ اٹھائے دعا کرے اور قبر کی طرف پشت کر کے اور اگر قبلہ کی طرف منھ کر کے دعا کرے کہ قبر سامنے نہ ہو، تو ہاتھ اٹھا کر دعاء کر سکتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۱۶/۱/۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## مزار پر سجدہ کرنا:

(۹۰)**سوال**: میرے شوہر نے مزار پر سجدہ کیا ہے، تو میرا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، ہردوئی

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت'': ج۳،ص:۱۴۱)

(۲)عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام'' : ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، ''البدع الحولية'': ج۲۲،ص:۱۹۳)

(۱) وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه، رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، ''كتاب الدعوات: قوله باب الدعاء مستقبل القبلة'' : ج۱۱،ص:۱۶۵،رقم:۶۳۴۳)

ويكره النوم عند القبر وقضاء الحاجة وكل ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس إلا زيارتها والدعاء عندها قائماً كما كان يفعل صلى الله عليه وسلم في الخروج إلى البقيع. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلوة: فصل في الدفن'': ج۲،ص:۱۵۰)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مزار پر سجدہ تعظیمی بھی جائز نہیں ہے، یہ سخت گناہ ہے، تاہم آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا ہے، اس لئے نکاح باقی ہے۔(۱)

| **الجواب صحیح:** | فقط: واللہ اعلم بالصواب |
|---|---|
| محمد احسان قاسمی، | **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی |
| محمد عمران گنگوہی | نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند |
| مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند | (۲۶/۲: ۱۴۴۰ھ) |

## وارث علی شاہ کے تعلق سے بدعات:

(۹۱) **سوال:** حضرت وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں، لوگ ان کے مزار کی تصویر کو گھر میں رکھتے ہیں اور اس پر غلاف ڈالے رہتے ہیں، اس پر پھول مالا لٹکاتے ہیں، بہت عقیدت سے ان کی تصویر کو سلام کرتے ہیں، میت کے پاس بجائے اللہ کے یا وارث یا وارث کا ورد کرتے ہیں، نماز پڑھتے وقت سر پر ہمیشہ پیلا کپڑا باندھتے ہیں، نماز کے بعد پانی پر دم کر کے بچوں کو پلاتے ہیں، جائے نماز کے داھنی طرف دیوار پر حضرت وارث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر کو غلاف سے ڈھکا رکھتے ہیں اور دوکان کی چابی مصلی پر رکھتے ہیں تا کہ تجارت میں برکت ہو، یہ لوگ اپنے کو وارثی کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ طریقے درست ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عین الحق، دربھنگہ

---

(۱) ﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙوَّ لَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾ (سورة نوح:۲۳)

عن الحسن قال: بلغني أن رجلا قال: يا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم نسلّم عليك كما يسلّم بعضنا على بعض أفلا نسجد لك؟ قال: لا، ولكن أكرموا نبيكم وأعرفوا الحق لأهله فإنه لا ينبغي أن يسجد لأحد من دون اللّٰه. (جلال الدين السيوطي، الدر المنثور، ''سورة آل عمران:۷۹'':ج۱،ص:۵۸۲)

من سجد للسلطان علي وجه التحية أو قبَّلَ الأرض بين يديه لا يكفر، ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة هو المختار، قال الفقيه أبو جعفر رحمه اللّٰه تعالىٰ: وإن سجد للسطان بنية العباد أو لم تحضره النية فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك'' :ج۵،ص:۴۲۵)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** جو حالات آپ نے لکھے ہیں اور جو افعال وہ کرتے ہیں وہ کفریہ ہیں ایسا کرنا قطعاً اور کسی اعتبار سے بھی جائز نہیں ہے۔ ان کو سمجھایا جائے اور عقائد کی کتابیں ان کو دکھلائی جائیں، اگر وہ باز نہ آئیں اور توبہ واستغفار کر کے اپنے عقائد کو درست نہ کریں، تو ان سے اجتناب ضروری ہوگا۔ اپنے عقائد اور کردار کی حفاظت کے لئے ایسے لوگوں سے ترک تعلق شرعی حکم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۱/۱۲ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)أسماء رجال صالحين من قوم نوح، فلما هلكوا وحي الشيطان إلي قومهم أن انصبوا إلي مجالسهم التي كانوا يجلسون أنصاباً وسمّوها بأسمائهم، ففعلوا، فلم تعبد، حتى إذا هلك أولئك وتنسخ العلم عبدت. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب السير: سورة نوح، باب وداً ولا سواعاً ولا يغوث": ج ۲،ص:۷۳۲،رقم:۴۹۲۰)

وأعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام.

قوله: (باطل وحرام) لوجوه منها: أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق. ومنها: أن المنذور له ميت والميت لا يملك. ومنه: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر. (ابن عابدين،الدر المختارمع رد المحتار، "كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر": ج۳،ص:۴۲۷)

# فصل خامس

# میت اور ایصال ثواب سے متعلق رسومات

## قرآن پڑھنے والوں کو اجرت دینا اور کھانا کھلانا:

(۹۲)**سوال**: کسی کو دو چار روپئے دے کر قرآن پڑھوا کر بخشوانا اور دعوت کھانے والوں کا فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ خاں، سیتاپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: جب روپیہ دے کر یا عوض میں کھانا کھلا کر قرآن پاک پڑھوایا گیا۔ تو پڑھنے والے کو ثواب نہیں ملا جب وہ ہی ثواب سے خالی رہا تو میت کو کس چیز کا ثواب پہنچائے گا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۲/۳۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ. وقال العيني: في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطي آثمان. فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز؛ لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولولا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة إلى جمع الدنيا ''إنا لله وإنا إليه راجعون''. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة'': ج۹،ص:۷۷)

## گیارویں وغیرہ پر دعوت کرنا:

(۹۳) **سوال**: گیارھویں وغیرہ مواقع پر لوگ بزرگوں کے لئے کھانا پکا کر کھلاتے ہیں، اس کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد فاروق، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ایک صورت تو یہ ہے کہ کھانا کھلایا جائے اور ثواب کی نیت کسی پیر و بزرگ کے لئے کر لی جائے، اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں؛ لیکن مذکورہ صورت میں ۱۱ر تاریخ متعین کرنا، اس کے لیے رقم جمع کرنا، غرباء وفقراء کے بجائے ملنے جلنے والوں کو کھلانا، پیر اور مزار کا نام رکھنا اور متعین کرنا، یہ تمام اس بات کی علامات ہیں کہ اللہ کے نام کے بجائے پیر ہی کے نام پر سب کیا اور کھلایا جارہا ہے، اس لیے اس میں حصہ لینا یا وہ کھانا کھانا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۰/۴/۱۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ (سورة التوبة:٦٠)

الوصية المطلقة لا تحل للغني لأنها صدقة، وهي على الغني حرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الوصايا: باب الوصية بالحدمة والسكنىٰ والثمرة، فصل في وصايا الذمي“ :ج١٠،ص:٤٠٦)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور“: ج١،ص:٣٧١،رقم:٢٦٩٧)

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام“ :ج٣،ص:٤٢٧)

من تعبد لله تعالى بشيء من هذه العبادات الواقعة في غير أزمانها فقد تعبد ببدعة حقيقية لا إضافية فلا جهة لها إلى المشروع بل غلبت عليها جهة الابتداع فلا ثواب فيها. (أبو اسحاق الشاطبي، الاعتصام:ج٢،ص:٢٦)

وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده، ”مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه“: ج٢،ص:٥٩٢،رقم:٨٦٧)

## چالیسواں کا شرعی حکم:

(۹۴) **سوال**: ہمارے یہاں دستور ہے کہ اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو سوا مہینے کے بعد عام دعوت کرتے ہیں، تو شرعی نقطہ نظر سے یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلم، کرناٹکی

**الجواب وباللہ التوفیق**: سوا مہینے پر دعوت وغیرہ کو امر شرعی سمجھنا تو بالکل بدعت اور گناہ ہے۔ اتفاقاً اگر دعوت وغیرہ ہو اور اس کو حکم شرعی اور لازم نہ سمجھا جائے؛ نیز خلاف شرع کسی چیز کا ارتکاب نہ ہو تو جائز ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۷/۱۴۲۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## انتقال کے بعد ایصال ثواب کے لئے نفل اور تسبیح پڑھنے کی تاکید:

(۹۵) **سوال**: اگر کسی کے گھر میں انتقال ہو جاتا ہے تو تبلیغی جماعت والے حاضرین کو ایک ایک تسبیح پڑھنے کے لیے دے کر اور دو رکعت نفل نماز پڑھوا کر میت کے لیے دعاء مغفرت کرتے

---

(۱) ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من أهل المیت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدیر، "کتاب الصلاة: فصل في الدفن": ج۲،ص:۱۵۱)

ویکره اتخاذ الطعام في الیوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلی القبر في المواسم. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في کراهة الضیافة من أهل المیت": ج۳،ص:۱۴۸)

وشر الأمور محدثاتها، وکل بدعة ضلالة. وفي روایة: وشر الأمور محدثاتها، وکل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده، "مسند جابر بن عبد اللّٰه": ج۲،ص:۵۹۲،رقم:۸۶۷)

عن معمر عن لیث عن سعید بن جبیر قال ثلاث من عمل الجاهلیة النیاحة، والطعام علی المیت. (أخرجه عبد الرزاق الصنعاني، في مصنفه: ج۳،ص:۵۵۰،رقم:۶۶۶۴)

ہیں اور حاضرین کا رجسٹر میں اندراج کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مشیر احمد، بارہ بنکی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** گاہے گاہے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مقصد ایصال ثواب ہے، مگر اس کا التزام کرنا بدعت ہو جائے گا، اسی طرح ناموں کا رجسٹر میں اندراج کرنا یہ بیجا رسم اور لغو ہے اور دو رکعت نفل پڑھنے کے لئے کہنا یہ بھی رسم بنائی گئی ہے، کوئی شخص اپنی خوشی سے جس طرح چاہے عمل کر کے ایصال ثواب کر سکتا ہے، کچھ لوگ بیشتر مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں؛ لہٰذا ان کو چاہئے کہ علماء و مفتیان کرام سے مسائل معلوم کر کے عمل کیا کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۴/۱۰ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## موت کے تیسرے دن ایصال ثواب کے لئے مجلس منعقد کرنا:

(۹۶) **سوال:** ہمارے یہاں دستور ہے کہ موت کے تیسرے یا چوتھے روز گل بخشی کے نام سے صاحب خانہ مجلس منعقد کرتے ہیں جس میں قرآن خوانی کر کے میت کے لئے ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایک یا دو وقت کے کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے، جسے پڑوسی رشتہ دار اور قرآن شریف پڑھنے والے ملا غریب ہوں یا مالدار سب مل کر کھاتے ہیں اور یہ رسم پورا کرنا وسعت

---

(۱) مردہ کو ثواب کھانے کا اور کلمہ، تہلیل اور قرآن کا پہونچانا ہر روز بغیر کسی تاریخ کے درست ہے مگر یہ قیود تاریخ معین کر کے کہ پیش و پیش نہ کریں اور اس کو ضروری جانیں تو بدعت ہے اور ناجائز ہے، جس امر کو شریعت نے مطلق فرمایا ہے اپنی عقل سے اس میں قید لگانا حرام ہے۔ (تالیفات رشیدیہ، ''کتاب البدعات'': ص:۱۵۲)

من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب الدعاء في التشهد'': ج ۳،ص:۲۶، رقم:۹۴۶)

ہو یا نہ ہو ہر ایک کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ برائے کرم واضح کریں کہ یہ رسم کیا ہے اور اس کا کھانا صاحب نصاب کے لئے کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: معرفت دفتر اہتمام دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن پاک پڑھ کر میت کو ثواب بخشنے کے لئے شرعی طریقہ پر کوئی دن یا وقت مقرر نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ انتقال کے بعد ہی ایصال ثواب کا اہتمام کرلیں تا کہ میت سے سوال وجواب ہونے سے پہلے پہلے میت کے لئے ذخیرہ مغفرت ہوجائے، اس میں کسی خاص دن کو رواج بنا کر مقرر کر لینا خلاف شریعت اور بدعت کہلائے گا؛ بلکہ میت کے لیے کسی دن بھی ایصال ثواب کر دیا جائے۔[1] جو کھانا پڑھنے والوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے لئے بنایا جاتا ہے اور اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے، خواہ کسی میں وسعت نہ ہو، یہ بھی رسم ورواج ہو کر بدعت بن جائے گا، یہ بھی قابل ترک ہے۔[2] البتہ اگر کوئی شخص اپنے پیسے سے میت کے ایصال ثواب کے لئے کھانا بنادے تو اس کے مستحق غریب آدمی ہیں، مالداروں کے لئے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ ایسے ہی میت کے گھر والے کا مہمانوں کے لئے کھانا بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۸/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة ...... ويصل ذلك إلى الميت وينفعه. (حاشية الطحطاوي على ،مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في حملها ودفنها"،ص۶۲۱)

(۲)ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن" :ج۲،ص:۱۵۱)

(۳)﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ (سورة التوبة:۶۰)

## جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے قرآنی آیات، درود شریف، نعت پڑھنا:

(۹۷)**سوال**: ہمارے گاؤں میں یہ طریقہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ قرآن پاک کی آیات و درود شریف اور نعت بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: صابر حسین، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: یہ طریقہ سلف صالحین وصحابہؓ وتابعین سے ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا بدعت ومکروہ ہے [۱] اور تصریحات قواعد فقہ سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، لہٰذا اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی خود بخود آہستہ آہستہ پڑھتا چلا جائے اور ایصال ثواب مقصود ہو تو درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱۲/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## میت پر پھول کی چادر ڈالنا:

(۹۸)**سوال**: ہمارے علاقے میں میت کے جنازے پر پھول کی چادر ثواب سمجھ کر ڈالتے ہیں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر وسیم الحق، منگلور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس کی کوئی اصل نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

---

(۱) ومن هذا المعنى سميت البدعة بدعة فاستخراجها للسلوك عليها هو الابتداع وهيئتها هي البدعة، وقد يسمى العلم المعمول على ذلك الوجه بدعة، فمن هذا المعنى سمي العمل الذي لا دليل عليه في الشرع بدعة. (أبو إسحاق الشاطبي، الاعتصام: ج۱ص:۲۳)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

نہ آپ کے اصحابؓ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین کے قول وعمل سے اس کی تائید ملتی ہے۔ اگر یہ صورت میت کے لئے مفید ہوتی، تو یہ حضرات اس سے دریغ نہ کرتے۔ لہٰذا جنازہ پر پھول کی چادر ثواب سمجھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۷/۱۴۱۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## دسویں میں مرحوم کی شوق کی چیزیں بنوانا:

(۹۹) **سوال**: میت کو زندگی میں جس جس چیز کا شوق تھا، دسویں میں وہی پکاتے کھلاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف احمد، ہریدوار

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: میت کے ایصال ثواب کے لیے قرآن پاک یا کلمہ طیبہ پڑھنا اور ایسا کھانا پکا کر غرباء اور مستحقین کو دینا اور یا کوئی نفلی کام میت کو ثواب پہونچانے کے لئے کرنا بہت اچھا ہے، مگر ان سب کاموں کے لیے رسمی طور سے جو لوگوں نے ایام اور اوقات کی تعیین اپنی طرف سے کر رکھی ہے کہ ان ایام اور اوقات میں لوگ اس رسم اور تعیین کی وجہ سے خود بخود ہی میت

---

(۱) حضرت شاہ اسحاق دهلوي، مسائل أربعین :ص:۴۵.

وفي حق النساء بالحرير والإبريسم والمعصفر والمزعفر ويكره للرجال ذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلوٰة: الباب الحادي والعشرون: في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين'': ج۱،ص:۲۲۲)

وعن عمران بن حصين أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قال: لا أركب الأرجوان ولا ألبس المعصفر ولا ألبس القميص المكفف بالحرير، وقال: ألا وطيب الرجال ريح لا لون له وطيب النساء لون لا ريح له. رواه أبو داود. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب اللباس: الفصل الثاني'': ج۲،ص:۳۷۵،رقم:۴۳۵۴)

كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سيئة أمرا ووجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاویٰ الحامدية، ''مسائل وفوائد شتیٰ من الحظر والإباحة'': ج۲،ص:۳۳۳)

کے گھر پر جمع ہو جاتے ہیں پس ایسا کرنا بدعت ہے، بلکہ حدود شریعت میں رہ کر ایصال ثواب کا کام کہ جب بھی اتفاق ہو اور میسر آجائے کر دینا چاہئے۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب بھی جب موقع ہو کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ پڑھنے والے طعام یا شیرینی کے لالچ میں نہ آئیں، پڑھنے والے بھی اخلاص کے ساتھ پڑھیں اور میت سے تعلق رکھنے والا خود ہی پڑھ کر ایصال ثواب کردے تو یہ سب سے بہتر اور افضل ہے۔ کھانا پکانے میں اور غرباء کو کھلانے میں رسم اور وقت کی تعیین رسمی طور پر نہ ہو اور کھانا میت کے مال سے نہ ہو؛ بلکہ اپنے طور پر ہو تو درست ہے اور میت کے مال سے اگر پکایا جائے، تو سبھی وارثوں کی اجازت حاصل کرلی جائے اور کوئی وارث مانع نہ ہو تب درست ہے اور میت کی پسند کا کھانا پکانا کہ زیادہ ثواب ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے بے بنیاد بات ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۳/۱۴۱۱ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## جنازے کے آگے چلتے ہوئے جہراً کلمہ پڑھنا:

(۱۰۰) **سوال**: بعض جگہوں پر یہ طریقہ رائج ہے کہ جنازہ کے آگے کچھ حضرات بلند آواز سے کلمہ طیبہ کی ضرب لگا کر چلتے ہیں اور کچھ جنازے کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ صاحب

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: میت کو آگے رکھا جائے اور لوگ اس کے پیچھے چلیں یہی مسنون ہے۔[۲] میت کے ساتھ کلمہ طیبہ کی زور سے ضرب لگانا بدعت ہے؛ بلکہ آہستہ پڑھنا

(۱) فكم من مباح يصير بالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصوص مكروهاً. (مجموعه رسائل اللكنوي. (سباحة الفكر في الجهر بالذكر: ج۳،ص:۳۴)

مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست۔ (تالیفات رشیدیہ "کتاب البدعات"، ص:۱۴۲)

(۲) وندب المشي خلفها لأنها متبوعة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في حمل الميت"، ج۳،ص:۱۳۶)

چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۳/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## عورت کے انتقال پر میکے والوں کی طرف سے کفن کو لازم سمجھنا:

(۱۰۱) **سوال**: کسی عورت کا انتقال ہو جاتا ہے اس کے کفن کا انتظام اس کے والد یا اس کے بھائی کی جانب سے ہوتا ہے، اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی سسرال کی جانب سے کفن کا چرچا بھی نہیں ہوتا ہے، اس کے برادر وغیرہ ہی کے بھروسے پر چھوڑے رکھتے ہیں اور نہ لانے کی صورت میں ملامت کا اندیشہ بھی ہے؛ بلکہ یقینی ہے آیا یہ طریقہ درست ہے؟ اگر محض ثواب کی نیت سے ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلمان، متعلّم دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق**: مذکورہ فی السوال رسم وطریقہ بالکل غلط ہے، اولاً تو اصولی بات یہ ہے، جس کے ذمہ نان ونفقہ واجب ہوتا ہے اسی پر مرنے کے بعد کفن کا دینا بھی واجب ہوتا ہے۔

فتویٰ اس پر ہے کہ شوہر مالدار ہو یا غریب عورت نے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو، کفن زوج ہی پر واجب ہوتا ہے۔ یہی مسلک ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابی یوسفؒ کا، اور فتویٰ اسی پر ہے۔[2]

معلوم ہوا کہ شوہر کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ کفن دے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ کفن نہیں

---

(۱) علی متبعی الجنازة الصمت ویکره لهم رفع الصوت بالذکر وقراء ة القرآن. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب الحادی والعشرون: في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة'': ج۱،ص:۲۲۳)

(۲) الذي اختاره في البحر لزومه علیه موسراء، أو لا لها مال، أو لا لأنه ککسوتها وهي واجبة علیه مطلقاً. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في کفن الزوجة علی الزوج'': ج۳،ص:۱۰۱)

دے گا، تو گنہگار ہوگا؛ البتہ اگر اس کے پاس رقم نہ ہو، تو اسی کے اقارب سے لیا جائے اور اگر مرحومہ کے والد یا بھائی یا رشتہ دار اپنی مرضی سے دینا چاہیں تو ممانعت نہیں ہے؛ لیکن ان کو مجبور نہیں کیا جا سکتا اور لعنت ملامت تو اول درجے کی جہالت ہی ہے اور ناجائز بھی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید (۱۴۱۲/۱۱/۱۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## کسی کے مرنے پر رسم کے تحت کھانے میں شرکت:

(۱۰۲) **سوال**: خالد کا انتقال ہوگیا، ان کے بیٹوں نے چالیسواں تیجہ وغیرہ تو نہیں کیا، لیکن عوام نے شرمندہ کیا تو اب اس وجہ سے انہوں نے ایک وقت اور ایک دن متعین کیا کہ فلاں تاریخ میں ہم گاؤں کو روٹی دیں گے۔ اس میں تمام مہمان مسلم و غیر مسلم قرب و جوار کے اکٹھا ہو رہے ہیں، کھانا کھائیں گے اور برکت کے لیے قرآن شریف بھی پڑھا جائے گا؛ بلکہ عین کھانے کے وقت کے لیے کہا گیا کہ مدرسہ کے طلباء و مدرسین، امام وغیرہ قرآن شریف پڑھیں گے، پہلے دعا کریں گے اس کے بعد کھانا شروع کیا جائے گا، اب فرمائیے کہ مدرسہ والوں کو اس دعوت میں جانا اور کھانا کھانا کیسا ہے اور یہ جائز ہے یا ناجائز ہے، نیز کھانا کھلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد یاسین، نونا بڑی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ صورت میں جو ایسے مواقع پر کھانا پکا کر کھلایا جاتا ہے، یہ سب رسم و رواج کے پیش نظر ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر سوال سے ظاہر ہے کہ شرمندگی دور کرنے اور ناک رکھنے کے لئے ایسا کیا جا رہا ہے؛ حالانکہ اسلام اس قسم کے رسم و رواج کو مٹانے کے لئے آیا تھا، تاکہ مسلمانوں کی اصلاح ہو جائے؛ پس ایسے رسم و رواج اور بدعات میں شرکت کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے، اور اگر یہ کھانا میت کے ترکہ سے ہے تو کھانا پکانا ہی ناجائز ہوگا، اور اس کا کھانا

(۱) فعلی المسلمین أي العالمین به وهو فرض کفایة. (ابن عابدین، الدر المختار، ج۳، ص۲۰۱)
لو کفن الزوجة غیر زوجها بلا إذنه، ولا إذن القاضي فهو متبرع. (''أیضاً:'' ج۲، ص:۲۰۵)

بھی جائز نہیں ہوگا اس میں شرکت سے پرہیز ضروری ہے البتہ قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کر دینے میں کوئی حرج نہیں درست اور جائز ہے۔ خواہ مدرسہ میں ہو یا گھر پر ہو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۵/۱ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## میت کے گھر والوں پر گوشت کھانے کا حکم:

(۱۰۳) **سوال**: راجستھان کی بعض قوموں میں ایک روایت ہے کہ جب کسی گھر میں موت ہوتی ہے تو اس میت کے گھر والوں کے لیے گوشت کا کھانا اور اس کا پکانا قطعاً حرام قرار دیا جاتا ہے، ان کے یہاں ایک ٹائم روح کی فاتحہ کے نام سے مقرر ہوتا ہے، اس مقررہ وقت پر بھائی برادری کے لوگ اکٹھا ہو کر سوگ کے نام سے کچھ رقم جمع کرتے ہیں، اور اس سے کھانا دال وغیرہ پکایا جاتا ہے، اور گوشت علیحدہ پکایا جاتا ہے اور اس پکے ہوئے گوشت کو دال میں ملا دیتے ہیں اور سب مل کر اس کو کھاتے ہیں،

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن": ج۲،ص:۱۵۱)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

عن قيس بن أبي حازم، عن جرير بن عبد الله البجلي، قال: كنا نرى الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام من النياحة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء في النهي عن الاجتماع": ج۱،ص:۵۱۴، رقم:۱۶۱۲)

ويقرء من القرآن ما تيسر له من الفاتحة وأول البقرة إلى المفلحون، وآية الكرسي وآمن الرسول، وسورة يٰس، وتبارك الملك، وسورة التكاثر، والإخلاص إثنى عشر مرة أو إحدى عشر أو سبعاً أو ثلاثا، ثم يقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلى فلان أو إليهم. (ابن عابدين، الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنائز، مطلب في زيارة القبور": ج۳،ص:۱۵۱)

اور میت کے گھر والوں کو کھلاتے ہیں، اس دن سے پھر گوشت حلال ہو جاتا ہے دریافت طلب بات یہ ہے کہ روح کی فاتحہ کے بارے میں دین متین میں کیا حقیقت ہے؟ اور گوشت جو کہ حلال تھا اس کو اپنے اوپر حرام قرار دینا کیسا ہے؟ کچھ لوگ جو اس کو منع کرتے ہیں تو قوم اس کو برادری سے باہر کر دیتی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: حاجی عبداللہ صاحب

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مردے کو ایصال ثواب کرنے کی شرعاً اجازت ہے؛ لیکن کوئی وقت مقرر کرنا، یا کھانے کی قسم مقرر کرنے کی شرعی اجازت نہیں ہے، جس کام کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کی کوئی شرعی اصل نہیں ہے، یہ غلط اور بے اصل ہے، اس رواج کو توڑنا ضروری اور باعث ثواب ہے، مردے کو کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کیا جائے، کسی مستحق کو کتابیں کپڑے وغیرہ دیدیئے جائیں، کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیا جائے؛ ان سب کا ثواب مرحوم کو پہونچا دیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد واصف

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۴/۳ھ)

**الجواب صحیح**:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فإن من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة. كذا في البدائع، وبهذا علم أنه لا فرق بين أن يكون المجعول له ميتاً أو حيًا. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الحج: باب الحج عن الغير'' :ج۳،ص:۱۰۶)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلاة: فصل في الدفن'' :ج۲،ص:۱۵۱)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت'': ج۳،ص:۱۴۸)

ويقرء من القرآن ما تيسر له من الفاتحة وأول البقرة إلى المفلحون، وآية الكرسي وآمن الرسول، وسورة يٰس، وتبارك الملك، وسورة التكاثر، والإخلاص إثنى عشر مرة أو إحدى عشر أو سبعاً أو ثلاثا، ثم يقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلى فلان أو إليهم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنائز، مطلب في زيارة القبور'': ج۳،ص:۱۵۱)

## ایصال ثواب کے لئے چالیس دن تک مسجد میں کھانا پہونچانا:

(۱۰۴)**سوال**: میت کے ایصال ثواب کے لئے چالیس دن تک کھانا مسجد میں پہونچاتے ہیں امام صاحب اور مؤذن کے لیے اس کا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
مولانا محمد عابد، بجنور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اگر صرف ثواب مقصود ہو تو درست ہے؛ لیکن چالیس روز کی قید درست نہیں ہے۔[۱] جب بھی موقع ہو اور دل چاہے کھانا دیتا رہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۴/۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## قرآن خوانی کا حکم:

(۱۰۵)**سوال**: قرآن خوانی کرا کر کھانے وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے، یہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: منصور احمد، نوگاؤں

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قرآن خوانی کے بعد کھانے کو ضروری سمجھنا اور التزام کرنا بدعت ہے۔ جیسا کہ آج کے زمانے میں رائج ہے کہ کھانا عرف میں اجرت کی طرح ہے، پس ایسا

---

(۱)ومنها التزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة. (أبو إسحاق الشاطبي، كتاب الاعتصام: ج۱، ص:۲٦)

(۲)وذلك بأن يقيد إطلاقها بالرأي أو يطلق تقييدها وبالجملة فتخرج عن حدها الذي حد لها. (أيضاً: ج۲، ص:۳۰۹)

کرنا درست نہیں ہے [۱]، اس سے قرآن خوانی کا ثواب نہیں ملتا، کہ سبھی پڑھنے والے حضرات کھانے کے لالچ میں پڑھتے ہیں، جس سے خود ان کو ثواب نہیں ملے گا تو وہ دوسروں کو کیا ثواب بخشیں گیں [۲]، اس مروجہ قرآن خوانی سے تو بہتر یہ ہے کہ خود ہی الحمد شریف یا سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کردے یا صرف غریبوں کو کھانا ہی کھلا دے اور ایصال ثواب کردے؛ البتہ اگر عرف میں کھانا اجرت نہ ہو تو پھر بغیر التزام وہ صورت بھی درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۱/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## میت کے مرنے کے بعد ایصال ثواب کرنا:

(۱۰۶) **سوال**: میت کے مرنے کے بعد تیسرے دن چنے پڑھے جاتے ہیں تو اس کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا اعلان کرنا مائک پر کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظاہر حسن، گوالیر

**الجواب وباللہ التوفیق**: میت کا تیجہ، دسواں وغیرہ کرنا التزام مالایلتزم کے قبیل سے ہو کر بدعت ہے، اس کو ترک کرنا چاہئے، ورنہ تو اس کا مرتکب گناہگار ہوگا اور اس میں چنے کا

---

(۱) فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت" :ج۳،ص:۱۴۸)

(۲) إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب في استئجار على المعاصي" :ج۹،ص:۷۷)

ومنها التزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة. (أبو إسحاق الشاطبي، كتاب الاعتصام:ج۱،ص:۲۶)

پڑھنا بھی رسم ورواج ہے کہ پھر ان کو تقسیم کیا جاتا ہے، غم کے موقع پر ایسا عمل درست نہیں ہے [۱]؛ بلکہ بلا التزام واہتمام و بلا لالچ طعام وغیرہ خلوص دل سے اگر جمع ہو کر کچھ لوگ کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کر دیں جس میں دن کی تعیین مروجہ طریقہ پر نہ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۲/۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## سوگ منانے کا طریقہ کیا ہے؟

(۱۰۷) **سوال**: سوگ منانے کا طریقہ کیا ہے؟ میت کے گھر والوں کو کس طرح سوگ منانا چاہئے کیا عام لوگوں کے سوگ میں اور گھر والوں کے سوگ میں کوئی فرق ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید عبد السلام، راجستھان

**الجواب وباللہ التوفیق**: کسی کے انتقال پر سوگ منانے کا مطلب یہ ہے کہ اظہار افسوس وغم کا کیا جائے اور تعزیت کرنے والوں کے لیے گھر پر بیٹھا جائے، میت بچہ ہو یا بڑا، عورت ہو یا مرد بس تین دن تک اجازت ہے، اس سے زیادہ سوگ کرنے کی اجازت نہیں، اس سوگ میں بھی رونا، پیٹنا، شور مچانا وغیرہ نہ ہونا چاہئے؛ البتہ شوہر کے انتقال پر بیوی چار ماہ دس دن (ایام عدت) تک سوگ مناتی ہے جو اس کے لیے ضروری ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۹/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ومن البدع الإضافية التي تقرب من الحقيقة أن يكون أصل العبادة مشروعا ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## بوقت تدفین دودھ بخشوانا، مہر معاف کرانا:

(۱۰۸)**سوال**: مرنے والا جب مرتا ہے تو جب اس کو غسل دے کر کفنا دیتے ہیں تو اس کی والدہ اور زوجہ میں سے جو زندہ ہوتی ہیں ان کو بلایا جاتا ہے، بیوی سے کہا جاتا ہے کہ تم اس کے کان میں کہہ دو کہ میں نے مہر جو میرا حق ہوتا تھا معاف کر دیا، خواہ اس نے زندگی میں معاف کئے ہوں یا نہ کئے ہوں اور والدہ سے کہا جاتا ہے کہ تم اس کے دودھ کو جو تم نے اس کو پلایا تھا معاف کر دو تو کیا یہ جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سعید احمد، امام مسجد گوپال مالا والی، بجنور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مہروں کی معافی کا تعلق دل اور زبان سے ہے، میت کے کان میں کہنا کوئی ضروری نہیں، محض رسم ورواج بنا رکھا ہے، اگر مہر اداء یا معاف نہیں کیا گیا تو اس صورت میں مہر شوہر کے ذمہ واجب الاداء ہے، اور شوہر کے ترکہ میں سے پہلے بیوی کو مہر اور دیگر قرض کی ادائیگی ہوگی اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی اور دودھ معاف کرنے کی بھی رسم ہے، اس کی کوئی اصل شریعت اسلامیہ میں نہیں ہے اور نہ ہی اس کی معافی ہی شرعاً ضروری ہے؛ بلکہ ایسا کرنا جس سے کہ عورت پر ایک قسم کا دباؤ ہو، جائز ہی نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۱/۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... إلا أنه تخرج عن أصل شرعيتها بغير دليل توهما أنها باقية على أصلها تحت مقتضي الدليل، وذلك بأن يقيد إطلاقها بالرأي، أو يطلق تقييدها وبالجملة فتخرج عن حدها الذي حد لها، ومن ذلك قراءة القرآن بهيئة الاجتماع، وهذا كله إن فرضنا أصل العبادة مشروعاً، فإن كان أصلها غير مشروع فهي بدعة حقيقية مركبة. (أبو إسحاق الشاطبي، كتاب الاعتصام: ج۲، ص:۳۰۹)

(۲)وأحسن ذلك: تعزية رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده بأجل مسمیٰ، حديث أسامة بن زيد. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلوة: الباب الحادى والعشرون، في الجنائز، الفصل الخامس: في الصلاة على الميت'': ج۱، ص:۲۲۸) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## میت کے گھر کھانا کھانا جائز ہے کہ نہیں؟

(۱۰۹)**سوال**: مرنے کے بعد مردے کے پیچھے جو کھانا فی سبیل اللہ کھلاتے ہیں، از روئے شرع کھانا کیسا ہے؟ جب کہ جو کھانا مردے کے پیچھے کھلاتے ہیں اس پر فاتحہ نہیں لگائی جاتی ہو اور نہ وقت مقررہ، مثلاً چالیسواں، فاتحہ خوانی کرنا جائز تصور کیا جاتا ہو، عوام نے فاتحہ خوانی اور تیجہ، چالیسواں ترک کردیا ہے اور ناجائز سمجھا جاتا ہے اور فی سبیل اللہ جو مردے کے پیچھے کھانا کھلایا جاتا ہے بیسویں، تیسویں وغیرہ کھلاتے ہیں۔ غرض فی سبیل اللہ کھانا کھلانے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے تو آیا یہ جائز ہے یا نہیں اور اس کا اصل طریقہ کیا ہے تا کہ جہالت دور ہو۔

فقط: والسلام

المستفتی: سید عبدالسلام، راجستھان

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: قرونِ اولیٰ میں بھی میت کے ایصال ثواب کے لیے کھانا وغیرہ کھلایا جاتا تھا، مگر تیجہ، نواں، چالیسواں وغیرہ کی عرفی تعیین سے ہٹ کر کیف ما اتفق جب بھی انتظام ہوجاتا ہو ایصال ثواب کے لیے کھانا کھلایا جاتا تھا جس کے کھانے والے غرباء، فقراء، مساکین ہوتے تھے۔

چنانچہ میت کے ایصال ثواب کے لیے کوئی شخص بلا تعیین عرفی فقراء ومساکین کو کھانا کھلا

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... والجلوس للمصيبة ثلاثة أيام رخصة، وتركه أحسن كذا في معراج الدراية، وأما النوح العالي فلا يجوز، والبكاء مع رقة القلب لا بأس به. (''أيضاً'')

(۱)﴿وَأٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾(سورة النساء:۴)

وتجب ...... عند وطء أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحد هما أو تزوج ثانياً في العدة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب النكاح: باب المهر'': ج۴،ص:۲۳۳)

وإذا تأكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك، وإن كانت الفرقة من قبلها لأن البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء. (''أيضاً:'')

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك إلا بالإبراء من صاحب الحق، كذا في البدائع. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب النكاح: الباب السابع في المهر، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۳۷۰)

سکتا ہے[۱] (جو لوگوں نے اپنی طرف سے مقرر کرلیا ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے) شرط یہ ہے کہ میت کے تمام وارثین خوشی سے اس کی اجازت دیں اور کوئی وارث نابالغ بھی نہ ہو اگر نابالغ ہے تو میت کے ترکہ سے اس کا حصہ نکال کر بالغ ورثاء اپنی طرف سے کر سکتے ہیں کیوں کہ میت کے ترکہ میں وارثوں کا حق ہو جاتا ہے اور اگر میت نے اپنے لیے کھانا کھلانے کی وصیت زندگی میں کی تھی تو پھر ترکہ کے ایک ثلث یا اس سے کم میں بطور وصیت کھانا مستحقین کو کھلایا جا سکتا ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

| الجواب صحیح: | فقط: واللہ اعلم بالصواب |
| --- | --- |
| سید احمد علی سعید | **کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ |
| مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند | نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند |
| | (۱۴۰۹/۹/۱۵ھ) |

## کیا غسل کے بعد احوال برزخ شروع ہو جاتے ہیں؟

(۱۱۰) **سوال**: کیا غسل کے بعد احوال برزخ شروع ہو جاتے ہیں اور اگر ایسا ہے تو یہ چیز کیا میت کے چہرہ دیکھنے سے مانع ہے اور نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد میت کا چہرہ دیکھا جا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: کلیم سعادت، دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، أن رجلا أتى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: إن أمي افتلتت نفسها ولم توص وإني أظنها لو تكلمت لتصدقت فلها أجر إن تصدقت عنها ولي أجر؟ قال: نعم. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''أبواب الوصايا: باب من مات ولم يوص'': ج۲،ص:۱۹۵،رقم:۲۷۱۶)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رجلا قال للنبي صلى الله عليه وسلم: إن أبي مات وترك مالا، ولم يوص، فهل يكفر عنه؟ قال: نعم. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الوصية: باب وصول الصدقات إلى الميت'': ج۲،ص:۴۱،رقم:۱۶۳۰)

(۲) ولو أوصى الميت بأن يتصدق عنه بكذا وكذا من ماله ولم يعين الفقير لا ينفرد به أحد الوصيتين عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ، وعند أبي يوسف رحمه الله تعالى ينفرد، وإن عين الفقير ينفرد به أحدهما عند الكل. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الوصايا: الباب التاسع: في الوصي وما يملكه'': ج۶،ص:۱۶۰)

**الجواب وبالله التوفيق:** اس کا ثبوت نہیں کہ غسل کے بعد ہی احوال برزخ شروع ہوجاتے ہیں، بہرحال چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**كتبه:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۷/۱۴۰۹ھ)

## کیا مردہ پہچانتا ہے کہ اس کی قبر پر کون آیا ہے؟

(۱۱۱)**سوال:** جب قبرستان ایصال ثواب کے لیے جاتے ہیں تو سلام کے وقت میں مردے کو معلوم ہوتا ہے کہ کون آیا ہے اس کی قبر پر اور کیا مردہ اس کو پہچانتا ہے کہ یہ فلاں رشتہ دار ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید حبیب احمد سوائے، مادھو پور

**الجواب وبالله التوفيق:** قبر پر پہونچنے پر معلوم ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ

---

(۱)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل عثمان بن مظعون وهو ميت حتى رأيت الدموع تسيل. (أخرجه أبوداود، في سننه، ”كتاب الجنائز: باب في تقبيل الميت“ :ج۲، ص:۴۵۱،رقم:۳۱۶۳)

جابر بن عبد الله، قال: لما قتل أبي جعلت أبكي، وأكشف الثوب عن وجهه، فجعل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ينهوني والنبي صلى الله عليه وسلم لم ينه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب المغازي: باب من قتل من المسلمين يوم أحد“: ج۲،ص:۵۸۴،رقم:۴۰۸۰)

عن الزهري، قال: أخبرني أبو سلمة أن عائشة رضي الله عنها، زوج النبي صلى الله عليه وسلم أخبرته، قالت: أقبل أبو بكر رضي الله عنه على فرسه من مسكنه بالسنح حتى نزل، فدخل المسجد، فلم يكلم الناس حتى دخل على عائشة رضي الله عنها، فتيمم النبي صلى الله عليه وسلم وهو مسجي ببرد حبرة، فكشف عن وجهه، ثم أكب عليه، فقبله، ثم بكي. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الجنائز: باب الدخول على الميت بعد الموت“: ج۲،ص:۱۱۷،رقم:۱۲۴۱)

کون رشتہ دار ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۱/۱۴۱۶ھ)

## قبر پر پہنچ کر وقفہ کے بعد قرآن کریم پڑھیں یا بغیر وقفہ کے؟

(۱۱۲)**سوال**: قبر پر پہونچ کر کچھ وقفہ لے کر کلام الٰہی پڑھا جائے یا وقفہ نہ لے کر پہونچتے ہی پڑھا جائے اور کیا قبر پر پہونچ کر سلام کرنا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید حبیب احمد سوائے، مادھو پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قبر پر پہونچتے ہی فوراً پڑھنا شروع کردیں یا وقفہ سے پڑھیں دونوں صورتیں جائز اور درست ہیں اور سلام کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ ''**السلام علیکم**

---

(۱)اعلم أن مسئلة سماع الموتى وعدمه من المسائل التى وقع الخلاف فيها بين الصحابة رضي اللّٰه تعالىٰ عنهم فهذا عبد اللّٰه بن عمر رضي للّٰه تعالىٰ عنهما يثبت سماع الموتىٰ وهذه أم المؤمنين عائشة رضي اللّٰه عنها تنفيه وإلى كل مالت طائفة من علماء الصحابة والتابعين. (أشرف علي تهانوي، أحكام القرآن: ج۱،ص:۱۶۳)

وقال ابن القيم رحمه اللّٰه: الأحاديث والأثار تدل على أن الزائر متى جاء علم به المزور سمع سلامه، وأنس به ورد عليه، وهذا عام في الشهداء، وغيرهم. وأنه لا توقيت في ذلك قال: وأصح من أثر الضحاك الدال على التوقيت. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ''كتاب الصلوٰة: فصل في زيارة القبور'':ص:۶۲۰)

قوله وقال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام. (''أيضاً:''ص:۶۲۱)

یا أهل القبور''۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیو بند
(۶/۱/۱۴۱۶ھ)

## مالداروں کے لیے ایصال ثواب کے لیے تیار کیا گیا کھانا کھانا:

(۱۱۳)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے یہاں میت کے ایصال ثواب کے لیے اجتماعی ختم شریف، تلاوت کلام اور ذکر واذکار پڑھا جاتا ہے جس کے لیے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے، خاص طور سے اہل خانہ اور کچھ احباب کو جو اکثر مال دار ہوتے ہیں اور ان کے لیے الگ سے اہتمام کیا جاتا ہے اور عام لوگوں کو نہیں بلایا جاتا ہے تو کیا ایسی صورت میں صاحب زکوۃ کے لیے وہ کھانا کھانا جائز ہے اور اگر کھلانے والا صدقہ خیرات کی نیت سے کھلاتا ہے تو مالداروں کو کھلانا اور غرباء کو نظر انداز کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد غفران، دیو بند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اگر گھر کے لوگ جمع ہوں اور ساتھ میں کوئی فرد یا چند افراد بھی جمع ہو کر تلاوت وغیرہ کریں اور یہ لوگ میت کے لیے ایصال ثواب کریں اور کسی کی طرح

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ''کتاب الجنائز: باب زیارۃ القبور، الفصل الثاني: ج۱، ص:۱۵۴، رقم:۱۷۶۵۔

قوله ويقرأ يٰس لما ورد: من دخل المقابر فقرأ سورة يٰس خفف اللّٰه عنهم يومئذ وكان له بعدد من فيها حسنات. بحر وفي شرح اللباب ويقرأ من القرآن ما تيسر له من الفاتحة وأول البقرة إلى المفلحون إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار، مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنائز، مطلب في زيارة القبور'': ج۳، ص:۱۵۱)

عن أنس رضي اللّٰه عنه، أنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من دخل المقابر فقرأ سورة يٰس يعني أهدى ثوابها للأموات خفف اللّٰه عنهم يومئذ العذاب ورفعه. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة: فصل في زيارة القبور'': ج۱، ص:۶۲۱)

اجرت وغیرہ کی کوئی بات نہ ہو تو درست ہے اور جو کھانا ان کے لیے تیار کیا گیا ہے اس کا کھانا درست ہے[1] اور مالدار لوگ اجرت کے طور پر پڑھنے کے لیے نہیں آئے ہیں اور نہ ہی وہ کھانا صدقہ وخیرات کا ہے؛ بلکہ لوگ جمع ہیں تو کھانا بھی تیار کرلیا گیا ہے۔ ہاں اگر اکثر غرباء ہوتے تو شبہ ہوتا کہ کھانا صدقہ کے طور پر ہے یا پڑھنے والے اجرت کے طور پر پڑھ رہے ہیں۔ تاہم اس میں ثواب کی نیت معلوم نہیں ہوتی؛ بلکہ دکھاوا معلوم ہوتا ہے اس سے پرہیز ہی کرنا بہتر ہے۔[2] ہاں اگر بطور اجرت ہے، جیسا کہ عام طور پر ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کے موقع پر ہوتا ہے تو مالداروں کے لیے کھانا ناجائز ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۵/۵/۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)یکره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى المقبرة في المواسم واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص. قال البرهان الحلبي: ولا يخلو عن نظر لأنه لا دليل على الكراهة إلا حديث جرير المتقدم. (الطحطاوي على مراقي الفلاح،''كتاب الصلوٰة: فصل في حملها ودفنها:ص:۶۱۷)

(۲)والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قرائة القرآن لأجل الأكل يكره. وفيها من كتاب الاستحسان: وإن اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا. وأطال في ذلك في المعراج. وقال: وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها، لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت'':ج۳،ص:۱۴۸)

قال تاج الشريعة في شرح الهداية: إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارء. وقال العيني: في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطى آثمان. فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز؛ لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولولا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة إلى جمع الدنيا ''إنا لله وإنا إليه راجعون''. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، مطلب في الاستئجار على المعاصي'' :ج۹،ص:۷۷).

باب البدعات والرسوم

## ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن اور تسبیحات کی مجلس کا حکم:

(۱۱۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے علاقہ میں میت کے دفنانے کے دوسرے یا تیسرے دن گاؤں کے مدرسہ کے بچوں کو بلا کر باضابطہ قرآن خوانی کرائی جاتی ہے، اس میں آس پڑوس، رشتہ دار اور محلّہ کے لوگ بھی شرکت کرتے ہیں اس میں شیرنی تقسیم ہوتی ہے یا کھانے کی دعوت ہوتی ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اجتماعی مجلس قرآن خوانی کے لئے قائم کرنا درست ہے؟ اور قرآن خوانی کے بعد کھانے کی دعوت میں شریک ہونا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ مکمل و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: ایس، ایم، رضی حیدر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: میت کے لئے ایصال ثواب کرنا بلا تعیینِ ایام شریعت مطہرہ میں جائز ہے اور مقصود بھی ہے؛ لیکن اس کے لئے ہر شخص اپنے اپنے مقام پر تلاوت کرسکتا ہے اور تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے اجتماعی طور پر مجلس لگانے کی ضرورت نہیں ہے، علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اجتماعی طور پر قرآن کی تلاوت کو بدعت کہا ہے:

**”ومن البدع الإضافية التي تقرب من الحقيقة أن يكون الأصل العبادة مشروعا إلا أنها تخرج عن أصل شرعيتها بغير دليل توهما أنها باقية على أصلها تحت مقتضى الدليل وذلك بأن يقيد إطلاقها بالرأي أو يطلق تقييدها وبالجملة فتخرج عن حدها الذي حد لها“**[۱]

مزید امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں: **”ومن ذلك قراءة القرآن بهيئة الاجتماع“**[۲] یہ سب رسم رواج کے طور پر کیا جاتا ہے جو کہ غیر مشروع ہے؛ اس لیے ایسے رسم ورواج

(۱) أبو إسحاق، الشاطبي، ”كتاب الاعتصام، البدع“: ج۱ص: ۱۱۵۔
(۲) ”أيضاً“: ج۱ص: ۱۱۸۔

اور بدعات میں شرکت کرنے سے آس پڑوس اور محلّہ وغیرہ کے سب ہی لوگوں کو پرہیز کرنا چاہیے۔

''وهذا كله إن فرضنا أصل العبادة مشروعا فإن كان أصلها غير مشروع فهي بدعة حقيقية مركبة''[1] ''فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره''[2]

آج کل ایصالِ ثواب کے لئے خود ساختہ طور پر رسمیں گھڑھ لی گئی ہیں شریعت کی نظر میں یہ بے اصل اور اکابر اسلاف سے یہ ثابت نہیں ہے ''من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد''[3] ایسے ہی قرآن خوانی ایصالِ ثواب کے لئے ہو، تو اس کی اجرت ممنوع ہے اور قرآن خوانی کے بعد کھانا کھلانا شیرنی وغیرہ تقسیم کرنا اجرت میں شمار ہوگا؛ اس لئے ایصال وثواب کے لئے اس طرح مجلس قائم کرنا دعوت کرنا بدعت اور ناجائز ہے، اس سے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ ہی میت کو جیسا کہ علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے:

''إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري''[4] ''فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز''[5]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲:۶/۲۴ھ)

**الجواب صحیح**:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أبو إسحاق، الشاطبي، ''كتاب الاعتصام، البدع'': ج۱ص:۱۲۲.

(۲) ابن عابدين،الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة، من أهل الميت'': ج۳ص:۱۴۸.

(۳)أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷.

(۴)أبو إسحاق الشاطبي، ''كتاب الاعتصام، ''البدع'': ج۱ص:۱۱۵.

(۵) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، مطلب في الاستئجار على المعاصي'': ج۹ص:۷۷.

## تیجہ یا چالیسواں کے موقعہ پر قرآن خوانی:

(۱۱۵)**سوال**: مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے تیجہ یا چالیسواں میں قرآن خوانی کرنا اور اعزہ واقرباء کو جمع کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام نبی، کشمیری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قرآن خوانی وایصال ثواب بلاشبہ درست ہے اور اس کے لیے کوئی دن مقرر کر لینے میں بھی حرج نہیں تا کہ اعزاء واقرباء ایصال ثواب میں شریک ہوجائیں، لیکن کسی دن کی اس طرح تعیین درست نہیں ہے کہ تیسرا ہی دن ہونا ضروری ہے یا چالیسواں ہی ہونا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۳/۲۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن جرير بن عبد الله البجليّ قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنيعة الطعام بعد دفنه من النياحة. (أخرجه أحمد، مسنده، مسند عبد الله بن عمرو رضي الله عنه: ج۱،ص:۵۰۵،رقم:۶۹۰۵)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الصلاة: فصل في الدفن“: ج۲،ص:۱۵۱)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت“: ج۳،ص:۱۴۸)

ومنها الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته أو بعده وبإعطاء دراهم لمن يتلو القرآن لروحه أو يسبح أو يهلل له وكلها بدع منكرات باطلة، والمأخوذ منها حرام للآخذ، وهو عاص بالتلاوة والذكر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، مطلب في الاستئجار على المعاصي“: ج۹،ص:۷۸)

## افطار کے موقعہ پر ضروری سمجھ کر اجتماعی دعاء کرنا کیسا ہے؟

(۱۱۶)**سوال**: افطار کے موقعہ پر ضروری سمجھ کر اجتماعی دعاء کرنا اور ایصال ثواب کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر موسیٰ پٹیل، بھروچ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: افطار کے وقت اس طرح اجتماعی دعاء وایصال ثواب کا ثبوت کہیں دیکھا نہیں[۱] اگر اتفاق سے اس طرح دعاء کی گئی تو کوئی حرج نہیں، لیکن اس کو سنت سمجھ کر اس کا التزام نہ کیا جائے۔[۲]

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۱۰/۲۳ھ)

## دن مقرر کر کے مسجد میں درود شریف کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

(۱۱۷)**سوال**: مساجد میں دن مقرر کر کے درود شریف کا اہتمام کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر موسیٰ پٹیل، بھروچ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: دن مقرر کر کے مسجد میں درود شریف پڑھنے کا التزام کرنا

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۲)من أحدث حدثا أو آوي محدثا فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس أجمعين لا يقبل اللّٰه منه صرفاً ولا عدلاً. (فتاویٰ عزیزی فارسي، رساله بيع كنيزان :ص:۵۷؛بحواله كفايت المفتي:ج۲ص:۲۹۷)

درست نہیں ہے (۱) اتفاقاً ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے۔

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۱۰/۲۳ھ)

## کیا تیجہ، دسواں، بیسواں جنتی ہونے کا ضامن ہے؟

(۱۱۸) **سوال:** اگر کوئی مسلمان مرجائے تو اس کے وارث تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں کرتے ہیں تو یہ عمل اس کے جنتی ہونے کا ضامن ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عین الحق، آسام

**الجواب وباللہ التوفیق:** صورت مسئولہ میں مذکورہ تمام رواج اور رسمیں (دسواں بیسواں منانا اس میں گوشت وغیرہ کا اہتمام) شرعاً ناجائز ہیں ان کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے نیز میت کے اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں میت کے جنتی یا دوزخی ہونے کا مدار اس کے اعمال اور عقیدے پر ہے ان برائیوں اور ناجائز امور میں حصہ نہ لیا جائے اور اس میں لوگوں کے برا بھلا کہنے اور طعن و تشنیع کی پروانہ کی جائے۔ (۲)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۸/۱۴ھ)

---

(۱) عن ابن مسعود رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه أنه أخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم جهراً وقال ما أراكم إلا مبتدعين. (ابن عابدين الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره“: ج۹،ص:۵۷۰) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## تیجہ و دسواں پر دعوت کا اہتمام:

(۱۱۹) **سوال**: تیجہ، دسواں رسم وغیرہ اور اس میں دعوت کا اہتمام کرنا اور عورتوں کے ساتھ شرکت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحمٰن، پنجاب

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: کسی کے انتقال پر تیجہ، دسواں ورسم اور اس کے بعد دعوت وغیرہ کا اہتمام، اس کے لئے مرد وعورتوں کا اجتماع، یہ سب بدعت وگمراہی ہے۔ جس سے بچنا لازم اور ضروری ہے جو حضرات اسے جلسہ تعزیت کہتے ہیں وہ سوچیں کہ کیا جلسہ تعزیت کے لیے وخاص تاریخ اور خاص وقت کی تعیین کو لازم سمجھنا اور اس کا التزام کہیں سے ثابت ہے، اگر بغیر کسی التزام دن و وقت جلسہ تعزیت ہو، تو اس کو کون منع کرتا ہے، لیکن غیر لازم کو لازم سمجھنا اور ان کو دین وشریعت کا کام سمجھ کر کرنا ان سب پر اصرار اس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۱۱/۲۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۲) يكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳ص:۱۴۸)

كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروه. (سباحة الفكر لعبد الحي: ص:۷۲)

(۱) عن جرير بن عبد الله البجليِّ قال: (كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنيعة الطعام بعد دفنه من النياحة. (أخرجه أحمد، مسنده، "مسند عبد الله بن عمرو رضي الله عنه": ج۱ص:۵۰۵،رقم:۶۹۰۵)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: فصل في الدفن": ج۲ص:۱۵۱)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## چالیسواں کے نام پر دعوت میں شرکت:

(۱۲۰)**سوال**: چالیسواں کے نام پر عام دعوت ہوتی ہے اگر کسی بڑے و با اثر شخص کی جانب سے ہو، تو اس میں شرکت کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو اس طرح کی دعوت میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: گلفام احمد، سہارنپور

**الجواب وباللہ التوفیق**: چالیسواں وغیرہ جائز نہیں ہے اسی طرح کسی غیر ضروری دعوت کو ضروری سمجھنا بھی درست نہیں ایسی دعوتوں میں شرکت سے احتراز کیا جائے، خواہ کسی قابل احترام شخص کی طرف سے کیوں نہ ہو[1] یہ خلاف شرع اور بدعت ہے، البتہ اگر ایصال ثواب کی نیت سے دعوت ہو، تو غرباء کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۶/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......ویکره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت": ج۳،ص:۱۴۸)

ومنها الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته أو بعده وبإعطاء دراهم لمن يتلو القرآن لروحه أو يسبح أو يهلل له وكلها بدع منكرات باطلة، والمأخوذ منها حرام للآخذ، وهو عاص بالتلاوة والذكر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، مطلب في الاستئجار على المعاصي" :ج۹،ص:۷۸)

(۱)إن البدعة المذمومة هو الحدث في الدين من أن لا يكون في عهد الصحابة والتابعين ولا دل عليه دليل شرعي. (شرح المقاصد: ج۲،ص:۲۷۱)

(۲) ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾(سورة التوبه:۶۰)

# فصل سادس

# نکاح کی رسومات

## شادی کی رسومات:

(۱۲۱) **سوال**: (۱) شادی کے موقع پر دلہا کو نوٹوں کا یا پھولوں کا ہار ڈالنا کیسا ہے؟

(۲) شادی، ولیمہ وغیرہ میں دعوت کھا کر کچھ ہدیہ وغیرہ دینا لینا کیسا ہے؟

(۳) بارات میں بندوق یا گولے وغیرہ چھوڑنا کیسا ہے؟

(۴) باجہ یا دیگر چیزیں بارات میں لیجانا کیسا ہے؟

(۵) بارات لے جا کر دلہن کے گھر کھانا کھانا کیسا ہے؟ (۱۵۲۷)

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ، دیناجپوری

**الجواب وبا اللہ التوفیق**: (۱) نوٹوں کا ہار گلے میں ڈالنا غیروں کا طریقہ ہے، اس کو اختیار کرنا درست نہیں ہے اور مسرت وخوشی کے موقعہ پر پھولوں کا ہار ڈالنے میں مضائقہ نہیں؛ بشرطیکہ کسی غیر قوم کا شعار نہ ہو اور اس کو ضروری بھی نہ سمجھا جائے۔[1]

(۲) اگر اس کو لازم نہ سمجھا جائے تو درست ہے؛ بلکہ دینے والے ہدیہ کے طور پر دیدیا کریں تو اس میں ثواب بھی ہے؛ لیکن آج کل یہ ایک رسم بن چکی ہے اور خوشی سے نہیں دیا جاتا؛ بلکہ بعد میں اس کو اپنی شادی میں وصول کرنا مقصود ہوتا ہے اور نہ دینے پر ناگواری ہوتی ہے؛ اس لئے بچنا

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللہ عنه، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبو داود، في سننه، "کتاب الباس: باب في لبس الشهرة": ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)
مسلم را تشبہ بکفار حرام است۔ (ثناء اللہ پانی پتی، مالا بد منہ: ص:۱۳۳)

ضروری ہے۔[۱]

(۳) بغرض اعلان نکاح دف بجانا درست ہے[۲] باجہ وغیرہ درست نہیں ہے، یہ فضول خرچی واسراف ہے، شادی میں سادگی مطلوب ہے۔[۳]

(۴) قطعاً جائز نہیں ہے۔

(۵) کھانا کھانا جائز ہے؛ مگر استطاعت سے زیادہ لڑکی والوں پر بوجھ نہ رکھا جائے۔[۴]

مذکورہ امور اگر ثواب سمجھ کر کیے جاتے ہیں تو بدعت ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۲ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی میں بغرض ایصال ثواب قرآن پڑھنا:

(۱۲۲) **سوال**: ہمارے یہاں شادی بیاہ میں یہ طریقہ ہوگیا ہے کہ اپنے بزرگوں کی میت کے

---

(۱) ﴿وَمَآ أٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (سورة الروم:۳۹)
عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب البيوع: الفصل الثاني: باب الغصب والعارية'': ج۱، ص:۲۵۵، رقم:۲۹۴۶)

(۲) أعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدفوف. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب النكاح، باب ما جاء في إعلان النكاح'': ج۲، ص:۳۹۰، رقم:۱۰۸۹)

(۳) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة، رواه البيهقي في شعب الإيمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب النكاح: الفصل الثالث'': ج۶، ص:۲۵۰، رقم:۳۰۹۷)

(۴) لڑکی والے بغیر التزام کے اپنی مرضی سے کھانا دیدیں تو مباح ہے نہ دیں تو کوئی الزام نہیں ہے۔ (کفایۃ المفتی: ج ۷، ص: ۴۷۱، فاروقیہ) جولوگ لڑکی والے کے مکان پر مہمان آتے ہیں اور ان کا مقصود شادی میں شرکت کرنا ہے اور ان کو بلایا بھی گیا ہے، تو آخر وہ کھانا کہاں جا کر کھائیں گے، اپنے مہمان کو کھلانا تو شریعت کا حکم ہے۔ (فتاوی محمودیہ: ج ۱۲، ص:۱۴۲)

ایصال ثواب کے لئے قرآن پڑھا جاتا ہے، جس میں عزیز دوست سبھی شریک ہوتے ہیں، مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، شربت پلایا جاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نوشاد عالم، پورنوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس تقریب میں اگر رسم ورواج کا دخل نہ ہو اور ایصال ثواب کے لیے دعوت دے کر لوگوں کو جمع نہ کیا گیا ہو، بس لوگ جمع ہیں، مٹھائی شربت وغیرہ شادی کی وجہ سے ہے تو ایصال ثواب کے لیے تلاوت میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ اگر بطور رسم دعوت دے کر قرآن خوانی کے لیے جمع کیا گیا تو درست نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۷/۲۸ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## رخصتی کے وقت اذان دینا:

(۱۲۳) **سوال:** رخصتی کے وقت اذان دینا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمد عظیم، الٰہ آباد

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اذان اصل میں نماز وجماعت کا وقت ہوجانے کی اطلاع کے لیے ہے، فقہاء نے آگ لگ جانے یا غموں اور پریشانیوں کے دور کرنے کے لیے، اس کی اگر چہ

---

(۱) ویکرہ للقوم أن یقرؤوا القرآن جملة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الکراهیة: الباب الرابع في الصلوٰة والتسبیح وقراءة'': ج۵،ص:۳۶۶)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما لیس فیه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور'': ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

اجازت دی ہے[۱]؛ لیکن رخصتی کے وقت کی کوئی نظیر نہیں، قطعاً غیر مشروع اور ناجائز ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۱۱/۱۴۰۹ھ)

## دولہا، دولہن کو بٹنا ملنا، اور مجمع عام میں دولہا سے کپڑے بدلوانا:

(۱۲۴)**سوال**: ہمارے اطراف میں شادی کے اندر دولہا، دولہن کو بٹنا ملتے ہیں؛ نیز محلّہ واطراف کی عورتیں محرم یا غیر محرم سبھی اس میں ملوث ہوتی ہیں، اس طرح دولہا، دولہن کو بٹنا ملنا کیسا ہے؟

نکاح خوانی کے وقت مجمع عام میں دولہا سے کپڑے بدلواتے ہیں، یہ نکاح سے پہلے ہوتا ہے۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد شمیم صاحب

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: یہ رسمیں ہیں ان سے پرہیز کرنا لازم ہے، کہ بسا اوقات ایسی رسموں میں بے پردگی اور سخت گناہ ہوجاتا ہے۔[۳] البتہ اگر دلہن خود سے یا اس کی کوئی بڑی اس کو بٹنا لگادیں کہ رنگ نکھر جائے اور دولہا کو پسند آجائے، تو اس میں مضائقہ نہیں[۴] نہ اس کام کے

(۱)رأيت في كتب الشافعية أنه قد يسن الأذان لغير الصلاة، كما في أذان المولود، والمهموم، والمصروع، والغضبان، ومن ساء خلقه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الآذان'': ج۲، ص:۸۲)

(۲)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

(۳)﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾(سورة النور:۳۱)

(۴) قيل يا رسول الله أي النساء خير قال: التي تسره إذا نظر وتطيعه إذا أمر ولا تخالفه فيما يكره في نفسها وما له. (أخرجه أحمد، في مسنده، ''مسند أبي هريرة -رضي الله عنه-: ج۱۵، ص:۳۶، رقم:۹۵۸۷) (شاملہ: ج۳۱، ص:۴۱۱، رقم:۹۶۵۸)

لیے عورتوں کو، محلّہ والوں کو، رشتہ داروں کو، اکٹھا کیا جائے، نہ کوئی شیرینی وغیرہ تقسیم کی جائے کہ اس میں نام وری بھی ہے اور رسم ورواج بھی، جس کی وجہ سے ایسا کرنا گناہ ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱/۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی کے موقعہ پر روپیہ دینا:

(۱۲۵) **سوال**: لڑکی کی شادی میں لوگ دعوت کھانے میں روپیہ پیسہ دیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: اختر حسین، سہارنپور

**الجواب وباللہ التوفیق**: بلا رسم ورواج کے خاموشی کے ساتھ اگر کسی موقع پر اس قسم کا ہدیہ بوقت شادی لڑکے یا لڑکی کو دیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے، جب کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ''تهادوا تحابوا''[۲] کہ ہدیہ دے کر محبت اور تعلقات بڑھاؤ؛ لیکن اگر ہدیہ کے طور پر نہیں؛ بلکہ بدلہ کے طور پر دیا، جیسا کہ آج کل شادی میں رواج بن چکا ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱/۱۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: المتباريان لا يجابان ولا يؤكل طعامهما. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب النكاح: باب الوليمة'': ج۵،ص:۲۱۱۰، رقم:۳۲۲۶)

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، '' في الأدب المفرد'': ص:۵۹۴.

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵، رقم:۲۹۴۶)

(۳) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحدود: باب التعزير'': ج۶،ص:۱۰۶)

## دلہا کے گلے میں سہرا، گجرا، مالا ڈالنے کی رسم:

(۱۲۶)**سوال**: دولہا کو تیار کرتے وقت اس کے گلے میں سہرا، گجرا اور مالا ڈالی جاتی ہے اور دولہا کو روپیہ دیا جاتا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یوسف احسن، گجرات

**الجواب وباللہ التوفیق**: سہرے اور گجرے اور مالا یہ سبھی ہندوانہ اور کافرانہ رسمیں ہیں، جو بدعت اور باعث گناہ ہیں، ان سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا لازم ہے اور اس موقع پر جو ہدیہ دولہا کو دیا جاتا ہے وہ ان رسموں میں شامل ہے، شریعت کی نظر میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۳/۱۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی سے قبل ابٹن لگانا:

(۱۲۷)**سوال**: شادی سے ایک روز یا دو روز پہلے ہلدی یا بٹنا لڑکا یا لڑکی کو لگانا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو کس کتاب سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہاشم، دربھنگہ

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الباس: باب في لبس الشهرة": ج۲، ص:۵۵۹، رقم:۴۰۳۱)

عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير؛ و قال الطيبي: هذا عام في الخلق والخلق والشعار. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب اللباس": ج۱۳، ص:۹۶، رقم:۴۳۴۷)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق والفجار فهو منهم أي في الإثم. (خليل أحمد سهارنفوري، بذل المجهود: ج۵، ص:۴۱)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** دولہا یا دولہن کو غیر محرم اگر ابٹن لگائیں تو جائز نہیں ہے؛ تاہم اگر دولہن کو اس کی محرم عورتیں، ماں، خالہ، پھوپھی، بہنیں ابٹن لگائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۵/۱۴۱۲ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی میں گیت گانا:

(۱۲۸) **سوال:** شادی میں گیت گانا کیسا ہے، اگر جائز ہے، تو کس کتاب سے ثابت ہے، اگر جائز نہیں ہے، تو لوگ کیوں کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہاشم، دربھنگہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** عام طور پر شادی کے موقعہ پر فلمی اور بے ہودہ گیت گائے جاتے ہیں، جو کہ ناجائز ہیں اور اگر خوشی کے اشعار ہوں، نامحرموں کا مجمع نہ ہو، آواز نامحرموں تک نہ جائے، تو جائز ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۵/۱۴۱۲ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: کل شيء یلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۸، ص:۵۷۳، رقم:۱۷۳۳۸)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنه، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، ''کتاب الباس: باب في لبس الشهرة''، ج۲، ص:۵۵۹، رقم:۴۰۳۱)

والإسلام قد حرم علی المرأة أن تکشف شیئاً من عورتها أمام الأجانب خشیة الفتنة. (محمد علي الصابوني، روائع البیان: ج۲، ص:۱۷۳)

(۲) وقال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: کل شيء یلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## شادی سے ایک یوم قبل میلاد کرنا:

(۱۲۹)**سوال**: لڑکے یا لڑکی کے گھر شادی سے ایک دو دن پہلے میلاد شریف ضرور کراتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرساوی

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: مروجہ میلاد بدعت ہے، کہ اس میں بے بنیاد روایات پڑھی جاتی ہیں ایسی میلادوں سے پرہیز ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

**الجواب صحيح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۸،ص:۵۷۳،رقم:۱۷۳۳۸)

"لقوله عليه الصلاة والسلام: كل لهو المسلم حرام". والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع": ج۹،ص:۵٦۰)

السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز القصد إليه والجلوس عليه وهو والغناء والمزامير سواء. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب السابع عشر في الغناء واللهو": ج۵،ص:۴۰٦)

وأما الغناء بذكر الفواحش والمنكرات من القول، فهو المحظور من الغناء. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح: ج۳،ص:۱۰٦۵،رقم:۱۴۳۲)

وأما الغناء المعتاد عن المشتهرين به الذي يحرك الساكن ويهيج الكامن الذي فيه وصف محاسن الصبيان والنساء ووصف الخمر ونحوها من الأمور المحرمة فلا يختلف في تحريمه. (العيني، عمدةالقاري: ج٦،ص:۲۷۱)

(۱) وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده، مسند جابر بن عبد الله -رضي الله عنه-: ج۲۲،ص:۲۳۷،رقم:۱۴۳۳۴)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب السنة: باب لزوم السنة": ج۲،ص:٦۳۵،رقم:۴٦۰۷)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## شادی پر گھر میں رنگ وروغن کرانا، تصاویر لگانا:

(۱۳۰)**سوال**: شادی کے موقع پر گھر میں رنگ، روغن کرنا اور تصاویر سے سجانا، کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرسہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: شادی کے موقعہ پر گھر میں صفائی کرنا جائز ہے[1]؛ البتہ فوٹو وغیرمہذب تصاویر باعث گناہ ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## نکاح کے وقت پانچوں کلمے پڑھانا:

(۱۳۱)**سوال**: نکاح کے وقت پانچوں کلموں کا پڑھانا، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرسہ

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول“: ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، ”البدع الحولية“: ج۲۲،ص:۱۹۳)

(۱)النظافة من الإيمان. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الاستئذان والأدب، باب ما جاء فى النظافة“: ج۲،ص:۱۰۷،رقم:۲۷۹۹)

(۲)وظاهر الكلام النووي في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فصنعته حرام بكل حال. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”فروع لا بأس بتكليم المصلي وإجابته برأسه“: ج۱،ص:۶۴۷)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** خیر القرون میں نکاح کے وقت کلمہ پڑھوانا ثابت نہیں ہے، کلمہ تو ہر وقت پڑھنے کی چیز ہے، نکاح خواں کو چاہیے کہ لڑکے سے قبول کروائے، ایسے طریقہ پر کہ قریب بیٹھنے والے سن لیں تا کہ بوقت ضرورت نکاح کے لیے ان کی شہادت معتبر ہو سکے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## دولہن کی مانگ میں دولہا کا سندور بھرنا:

(۱۳۲) **سوال:** شادی کے موقع پر دولہا کو گھر میں لے جا کر پوچھتے ہیں، کہ بتا تیری بیوی کون سی ہے؟ پھر دولہن کی مانگ میں سندور دولہا سے ضروری بھرواتے ہیں۔ یہ شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرسہ

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق:** یہ غیر مسلموں کی رسمیں ہیں، بدعت اور گناہ ہیں، ان سے پرہیز لازم ہے۔ (۲) اور ایسے مواقع پر اکثر عورتیں غیر محرم کے سامنے آجاتی ہیں، جن کے دیکھنے کا

(۱) حدثنا محمد بن بشار ............ عن رجل من بني سليم قال خطبت إلى النبي صلى الله عليه وسلم: إمامة بنت عبد المطلب فانكحوني من غير أن يتشهد. (خليل أحمد سهارنپور، بذل المجهود، كتاب النكاح، باب: في خطبة النكاح: ج۳،ص:۲۴۶)

فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروهاً. (مجموعه رسائل اللكهنوي سباحة الكفر في الجهر بالذكر: ج۳،ص:۳۴؛ امداديه: ج۱،ص:۴۹۸)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب السنة: باب لزوم السنة'': ج۲،ص:۶۳۵، رقم:۴۶۰۷)

(۲) في شرح الكرخي النظر إلى وجه الأجنبية الحرة ليس بحرام ولكنه يكره كغير حاجة وظاهره الكراهة ولو بلا شهوة قوله: (وإلا فحرام) أي إن كان عن شهوة حرم قوله (وأما في زماننا فمنع من الشابة) لا لإنه عورة بل لخوف الفتنة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، مطلب في ستر العورة'': ج۹،ص:۵۳۲) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

گناہ علیحدہ ہے، ایسی رسموں سے ہر مسلمان پر پرہیز ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## دولہا کی سلامی، سرمہ، تیل لگانا کیسا ہے؟

(۱۳۳)**سوال**: لڑکے کو منہ دکھائی کے لیے گھر میں بلانا، سالی وغیرہ کا سرمہ، تیل لگانا، پان کھلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرساوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس میں رسوم کی پابندی[2] مزید براں غیر محرموں سے بے پردگی ہوتی ہے پس ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......ولا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة وهذا إذا كانت شابة تشتهي فإن كانت لا تشتهي لا بأس بمصافحتها ومس يدها كذا في الذخيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب الكراهية: الباب الثاني: فيما يحل للرجل النظر إليه'': ج۵،ص:۳۸۱)

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الباس: باب في لبس الشهرة'': ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب السنة: باب لزوم السنة'': ج۲،ص:۶۳۵،رقم:۴۶۰۷)

(۳) وفي كتاب الخنثیٰ من الأصل إن نظر المرأة من الرجل الأجنبي بمنزلة نظر الرجل إلى محارمه لأنه النظر إلى خلاف الجنس أغلظ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الحظر والإباحة: فصل في النظر والمس'': ج۹،ص:۵۳۳)

النظر إلى وجه الأجنبية إذا لم يكن عن شهوة ليس بحرام لكنه مكروه، كذا في السراجية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب الكراهية: الباب الثاني: فيما يحل للرجل النظر إليه'': ج۵،ص:۳۷۹)

## شادی کے موقعہ پر بے پردگی اور فحش گوئی:

(۱۳۴)**سوال:** شادی کے موقعہ پر گھر میں بہت سے اجتماع ہوتے ہیں، جن میں بے پردگی اور فحش گوئی کے ساتھ نمازیں فوت ہوجاتی ہیں، کیا ایسا اجتماع جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمر فاروق، سہرساوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** صورت مسئولہ عنہا میں شادیوں کے موقعہ پر عورتوں کا اس قسم کا اجتماع نیک اعمال نماز وغیرہ سے روکنے والا اور بے پردگی وفحش گوئی (جوحرام ہے) تک پہونچا دینے والا ہے؛ اس لیے عورتوں کا مجمع حرام اور ناجائز ہوگا، جن سے ہر مسلمان عورت کے لئے پرہیز لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی پر پٹاخے اور آتش بازی:

(۱۳۵)**سوال:** بارات والوں کی طرف سے پٹاخے، آتش بازی چھوڑی جاتی ہے، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمر فاورق، سہرسہ

---

(۱) في شرح الكرخي النظر إلى وجه الأجنبية الحرة ليس بحرام ولكنه يكره كغير حاجة وظاهره الكراهة ولو بلا شهوة قوله: (وإلا فحرام) أي إن كان عن شهوة حرام قوله (وأما في زماننا فمنع من الشابة) لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: فصل في النظر والمس'': ج۹،ص:۵۳۲)

ولا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة وهذا إذا كانت شابة تشتهي فإن كانت لا تشتهي لا بأس بمصافحتها ومس يدها كذا في الذخيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الثاني: فيما يحل للرجل النظر إليه، وأما النظر إلى الأجنبيات'': ج۵،ص:۳۸۱)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** آتش بازی اور پٹاخے چھوڑنا اور نام ونمود کے لیے اپنی کمائی برباد کرنا، حرام کاموں میں لگانا، مال برباد اور گناہ لازم کا مصداق ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی کمائی جائز کاموں میں خرچ کریں، البتہ نکاح کے اعلان کے لئے شرعی حدود میں گنجائش ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## سماجی بندھن کی وجہ سے دولہا دولہن کا ملاقات نہ کرنا:

(۱۳۶) **سوال**: پہلی شب میں دلہا، دلہن سے ملاقات نہیں کرسکتا یہ سماجی بندھن ہے۔ یہ شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طالب دارالعلوم دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** نکاح کے بعد یہ بندھن درست نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۶/۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ (سورة الفرقان:٦٧)
﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْآ إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (سورة الإسراء:٢٧)
عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)
(۲) ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا﴾ (سورة المائده:٨٧)
عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لم نر للمتحابين مثل النكاح. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب النكاح، باب ما جاء في فضل النكاح": ج۲،ص:۲۶۸، ۱۸۴۷)

## جہیز کی رونمائی کرنا:

(۱۳۷)**سوال**: شادی بیاہ میں لوگ سامان، جہیز کی رونمائی کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طالب، متعلّم دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: اس رونمائی سے معاشرے پر غلط اثر پڑتا ہے؛ اس لئے اس کی نمائش درست نہیں ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**كتبه**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۶/۹ھ)

**الجواب صحيح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## سمدھی ملن کی رسم کا حکم کیا ہے؟

(۱۳۸)**سوال**: شادی کے موقعہ پر ہماری برادری وعلاقہ میں سمدھی ملن کی رسم ہوتی ہے اور اس میں لڑکے کے والد کی طرف سے لڑکی کے والد سے مطالبہ ہوتا ہے، اس موقعہ پر بڑی بڑی رقمیں دی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے غریب بچیوں کی شادی میں مشکلات پیش آتی ہیں، شریعت میں اس طرح کی رسموں کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسیب اللہ، متعلم جامعہ ہٰذا

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: سمدھی ملن کی رسم اور اس میں مطالبات سے معاشرہ پر انتہائی غلط اثر پڑتا ہے، شادیوں میں دشواری پیدا ہوتی ہے؛ نیز غیر لازم امور کو لازم سمجھا جاتا ہے؛

(۱)وعن جندب رضي الله عنه قال: قال رسول الله عليه وسلم: من سمع الندبة ومن يرائی يرائي الله به، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح،''باب الرياء والسمعة، الفصل الأول'': ج۲،ص:۴۵۴)
قال نبينا صلى الله عليه وسلم: لا يقبل الله عزوجل عملا فيه مثقال ذرة من رياء (اتحاف السادة المتقين، ''كتاب ذم الجاه والرياء'': ج۱۱،ص:۷۴)

اس لیے اس طرح کی رسم کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں، شادی بغیر کسی رسم کے سادہ طریقہ پر کی جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۷/۱۴۲۱ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## تلک کی رسم کا حکم؟

(۱۳۹)**سوال**: ہمارے علاقہ میں شادی سے پہلے تلک کی رسم ہوتی ہے، جس میں دولہا ولڑکے والوں کی طرف سے مطالبات ہوتے ہیں اور بڑی بڑی رقمیں لی جاتی ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسیب اللہ متعلم دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق**: سوال میں تلک کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی مشرکانہ ذہنیت کارفرما ہے۔ اگر ایسا ہے، تو اس کی قطعاً اجازت اور گنجائش نہیں ہے، ویسے دلہا کو بغیر کسی دکھلاوے کے کچھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، شرط یہ ہے، اس کو رسم کی شکل نہ دی جائے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۷/۱۴۲۱ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولو أخذ أهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب النكاح: الباب السابع: في المهر، الفصل السادس عشر: في جهاز البيت'': ج۱، ص:۳۹۳)

قال تعالی: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (سورة البقرة:۱۸۸)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب البيوع: الفصل الثاني: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱، ص:۲۵۵، رقم:۲۹۴۶)

(۲) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## شادی کے لیے کسی دن اور تاریخ کا خاص کرنا:

(۱۴۰)**سوال**: تقریبات کے لیے تاریخ ودن متعین کرنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: نثار احمد صدیقی، دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: تقریبات کے لیے دن وتاریخ متعین کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر کسی دن یا تاریخ کو دیگر تاریخ کے مقابلہ میں باعث ثواب سمجھا جائے اور اس کا التزام کیا جائے جب کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، تو یہ بدعت ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۲/۱/۱۰ھ)

**الجواب صحیح**:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحدود: باب التعزير'': ج۶،ص:۱۰۶)

أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة. (ابن نجيم، البحر الرائق: ج۳،ص:۲۰۰)

ومن السحت: ما يأخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''فرع يكره إعطاء مسائل المسجد إلا إذا لم'': ج۶،ص:۴۲۴)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوة المصابيح،''كتاب البيوع: الفصل الثاني: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

عن ابن أبي طالب رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلث يا علي ألا تؤخر هن: الصلوٰة إذا آنت، الجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت كفوءاً. (أخرجه الحاكم، في مستدركه: ج۲،ص:۱۷۶،رقم:۲۶۸۶)

## لڑکی والوں کے یہاں کھانے کا حکم:

(۱۴۱)**سوال**: لڑکی والوں کے یہاں دعوت کا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان قاسمی، بستی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس کھانے میں شرکت میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب لازم نہ آئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۶/۲۳ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## سلامی کی رسم میں ملنے والی رقم وتحائف کا حکم:

(۱۴۲)**سوال**: شادی سے قبل اور شادی کے بعد بہت سی رسوم ادا کی جاتی ہیں: ایک رسم تو یہ ادا کی جاتی ہے کہ دولہا شادی کے بعد سلام کرنے کے لیے اپنی سسرال جاتا ہے، دولہا کے سسرال والے دولہا کو سلام کرتے وقت روپے دیتے ہیں، کیا دولہا کو یہ روپے لینا درست ہے، جب کہ اس

(۱)وقال أنس رضي اللّٰه عنه: إذا دخلت على مسلم لا يتهم، فكل من طعامه واشرب من شرابه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”باب من انتظر حتى تدفن“: ج۱ص:۸۲،رقم:۵۴۶۰)

عن أبي الزبير، عن جابر رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا دعي أحدكم إلى طعام، فليجب، فإن شاء طعم، وإن شاء ترك. (أخرجه مسلم: في صحيحه، ”كتاب النكاح: باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة“: ج۱ص:۴۶۲،رقم:۱۴۳۰)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، قال: الضيافة ثلاثة أيام فما سوى ذلك فهو صدقة. (أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الأطعمة: باب ما جاء في الضيافة“: ج۲ص:۵۲۶،رقم:۳۷۴۹)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الحدود باب التعزير“: ج۶ص:۱۰۶)

موقع پر روپے دینے کا رواج عام ہوگیا ہے، ہر وہ پیسہ جو رسماً لیا دیا جاتا ہے، کیا اس کا لینا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صدیق، پرتاپ گڈھ

**الجواب وباللہ التوفیق:** دولہا کا نکاح کے بعد سلامی کے لیے عورتوں میں جانا ایک رسم اور بدعت ہے، نیز غیر محرم عورتوں سے اختلاط ہوتا ہے، جو جائز نہیں؛ تاہم مذکورہ رسم ورواج کے تحت اگر پیسہ لیا گیا تو کوئی حرمت نہیں آئے گی۔ اس لیے اس کا استعمال جائز اور درست ہوگا، اگر ایسے موقع پر ہدیہ یا تحفہ کی نیت سے کچھ دیں تو گناہ نہ ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۱۰/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## مہر کی ادائیگی سے پہلے صحبت کرنے کو برا سمجھنا:

(۱۴۳) **سوال**: ہمارے یہاں انصار برادران میں یہ رسم ورواج ہے کہ مہر ادا کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے کو معیوب اور ناجائز خیال کرتے ہیں اور کسی کے اندر اتنی وسعت مہر ادا کرنے کی نہ ہو، تو وہ اپنی بیوی سے صحبت سے پہلے مہر کو معاف کروا لیتے ہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ بغیر مہر ادا کیے صحبت کرنا درست ہے یا نہیں اور اس طریقہ سے معاف کروانا کیسا ہے؟ معاف ہوجاتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رفیع

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني''،:ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب السنة: باب لزوم السنة''،:ج۲،ص:۶۳۵،رقم:۴۶۰۷)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** یہ رواج بالکل غیر شرعی اور خلاف شرع ہے کہ مہر ادا کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے، اس رواج کا ختم کرنا اور عوام کو صحیح مسئلہ بتانا ضروری ہے، مہر کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ (۱) مہر معجّل اور دوسرا مہر مؤجل کہلاتا ہے، مہر مؤجل کی ادائے گی عرفاً طلاق کے بعد یا شوہر کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ سے ہوتی ہے بہتر ہے کہ صحبت سے پہلے مہر ادا کرے اور مہر معجّل کا حکم یہ ہے کہ جب عورت مطالبہ کرے اور شوہر ادا نہ کرے تو بیوی شوہر سے کہہ سکتی ہے کہ جب تک آپ مہر ادا نہیں کریں گے ہمبستر نہیں ہونے دوں گی (وطی نہیں کرنے دوں گی) (۲) اور پہلی رات میں بیوی سے مہر معاف کرانا شوہر کی زیادتی، ظلم اور بزدلی ہے، اگر بیوی دباؤ میں مہر معاف کر دیتی ہے؛ اگر وہ دباؤ میں زبان سے کہہ دے کہ میں نے مہر معاف کر دیا، تو مہر معاف نہیں ہوگا، ہاں! اگر بخوشی معاف کر دے، تو معاف ہو جاتا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند
(۳۰/۱۰/۱۴۱۴ھ)

## بارات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۱۴۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

---

(۱) ﴿وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا۝﴾ (سورة النساء:۴)

(۲) (التمس ولو خاتما من حديد) يجب حملها على أنه المعجل، وذلك لأن العادة عندهم تعجيل بعض المهر قبل الدخول حتى ذهب بعض العلماء إلى أنه لا يدخل بها حتى يقدم شيئا لها تمسكا بمنعه صلى الله عليه وسلم عليا أن يدخل بفاطمة رضي الله عنها حتى يعطيها شيئا فقال: يا رسول الله ليس لي شيء فقال: أعطها درعك فأعطاها درعه. رواه أبو داود والنسائي، ومعلوم أن الصداق كان أربعمائة درهم وهي فضة، لكن المختار الجواز قبله لما روت عائشة رضي الله تعالى عنها قالت أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم، أن أدخل إمرأة على زوجها قبل أن يعطيها شيئا رواه أبو داود فيحمل المنع المذكور على الندب. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب النكاح: باب المهر'': ج۴، ص:۲۳۱)

کیا بارات کی موجودہ رسم کا قرآن وسنت سے کوئی ثبوت ملتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: میر احسن معرفت دفتر اہتمام دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق:** بارات وغیرہ کی موجودہ رسمیں غیر شرعی ہیں۔ تاہم کچھ لوگوں کو نکاح کے موقع پر بھیجنا ثابت ہے، جن کی تعداد لڑکی والوں کی اجازت پر موقوف ہے، موجودہ طریقے پر ہجوم ثابت نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۴/۱۱/۱۶ھ)

**الجواب صحیح:**

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## جہیز اور نقد رقم کی فرمائش کرنا:

(۱۴۵) **سوال:** کیا لڑکی والوں سے جہیز کے نام پر سامان کی فرمائش کرنا اور نقد رقم مانگنا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق:** حدیث شریف میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال زبردستی، بغیر رضامندی کے لینا حرام ہے؛ لہٰذا اگر لڑکی والوں سے بغیر رضامندی کے دباؤ بنا کر جہیز کا سامان

---

(۱) في حديث أنس رضي الله عنه خطبها علی بعد أن خطبها أبو بكر رضي الله عنه ثم عمر رضي الله عنه ...... قال أنس رضي الله عنه ثم دعاني عليه الصلوٰة والسلام بعد أيام فقال أدع لي أبا بكر وعمر وعثمان وعبد الرحمن بن عوف وعدة من الأنصار جماعة بينهم له فلما اجتمعوا وأخذوا مجالسهم الخ. (شرح الزقاني مع المواهب اللدنية، "ذكر تزويج علی بفاطمة رضي الله عنهما": ج۲،ص:۳-۲)

یا نقد روپیہ لیا جائے تو وہ ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیو بندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند
(۱۴۱۴/۱۱/۱۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیو بند

## نکاح سے قبل بابا کے مزار پر چادر چڑھانا:

(۱۴۶) **سوال**: زید کی شادی ہو رہی ہے، ہندہ کے ماں باپ کہتے ہیں کہ بابا کے مزار پر بغیر چادر چڑھائے نکاح نہیں کریں گے، پہلے چادر بعد میں نکاح، اگر ایسا کیا تو زید کے ولیمہ میں کھانا کھانا کیسا ہے؟ جب کہ چادر چڑھانا بدعت ہے اور ولیمہ کی دعوت قبول کرنا سنت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فاروق قاسمی، سیتاپوری

**الجواب وباللہ التوفیق**: قبر پر چادر چڑھانا بدعت، گناہ اور ناجائز ہے، (۲) ہندہ کے ماں باپ کا اس پر اصرار درست نہیں، شریعت وسنت کے پابند شخص کی بیٹی سے نکاح کرنا بہتر ہے؛ تاہم اگر ہندہ سے نکاح کر لیا اور ولیمہ میں ناجائز امور کا ارتکاب نہ ہو، تو دعوت ولیمہ میں شرکت درست ہے۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیو بند
(۱۴۴۱/۱۱/۱۶ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، ندوی
مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

---

(۱) ﴿وَلَا تَأْكُلُوْٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (سورة البقرہ:۱۸۸)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال إمرئ إلا بطیب نفس منه. (مشکوٰۃ المصابیح، ''کتاب البیوع: باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني'': ج۱، ص:۲۵۵، رقم:۲۹۴۶)

(۲) وبالجملة هذه بدعة شرقیة منكرة. (علامہ أنور شاہ الکشمیري، معارف السنن: ج۱، ص:۲۶۵)

(۳) عن عائشة رضي اللّٰہ عنها، قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما لیس فیه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور'': ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

## شادی کے موقعہ پر بستی والوں کا مسجد میں رقم نہ دینے تک کھانا نہ کھانا:

(۱۴۷)**سوال**: شادی میں عام طور سے بارات جانے سے قبل یا لڑکی کے یہاں بارات آنے کے بعد جو اہل شادی اپنی اپنی بستی کو کھانا کھلاتے ہیں، بستی والوں نے یہ قانون بنایا ہے کہ ہم کھانا نہیں کھائیں گے؛ بلکہ اگر لڑکے کی شادی ہو، تو اہل شادی کھانا کھلانے کے عوض میں مسجد کو ۱۰۰۰/ایک ہزار روپے دیدیں اور لڑکی والے چھ سو روپے دیں، تو کیا از روئے شرع یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد غلام اکبر، دربھنگہ

**الجواب وباللہ التوفیق**: بارات اور دیگر مہمانوں کو کھانا کھلانا لڑکی والے کے لئے جائز ہے۔ ضروری اور فرض نہیں؛ اس لیے اگر بارات اور مہمانوں کو کھانا نہ کھلایا جائے اور اس کی رقم مسجد میں خوشی اور رضامندی سے دیدی جائے تو جائز ہے۔ قانون بنا کر اس طرح جبر کرنا خلاف شرع ہے اور یہ قانون اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ لڑکی والے یا لڑکے والے رقم دینے پر مجبور ہیں؛ اس لیے یہ جبر جائز نہیں اور ایسا قانون بنانا بھی جائز نہیں[۱] اور لڑکے کے لیے ولیمہ مسنون ہے، چندہ دینے سے ولیمہ کی سنت اداء نہیں ہوگی[۲]۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱/۳۰ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني''، ج۱، ص: ۲۵۵، رقم: ۲۹۴۶)

(۲) إن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأى على عبد الرحمن بن عوف أثر صفرة، فقال: ما هذا قال: إني تزوجت إمرأة على وزن نواة من ذهب قال بارك اللّٰه لك أو لم ولو بشاة. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب النكاح: باب الوليمة، الفصل الأول''، ج۱، ص: ۲۷۸، رقم: ۳۲۱۰)

## شادی کے موقع پر مختلف رسوم کو لازمی سمجھنا:

(۱۴۸) **سوال:** جو رسوم ہمارے یہاں شادی کے موقع پر ادا کی جاتی ہیں لڑکی والا گاؤں کے ذمہ داروں کو مشورہ کے لیے بلاتا ہے، پورے گاؤں کے لوگوں کو ایک وقت کا کھانا دینا پڑتا ہے اور لڑکی یا لڑکے کے والدین سے ہزار ڈیڑھ ہزار کی رقم لے کر مسجد میں دیتے ہیں، کیا اس کا لینا اور مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد داؤد، سہرساوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** صورت مسئولہ میں ایک بڑی تعداد کا کھانا بھی اپنے ذمہ ڈالنا جب کہ برداشت سے باہر ہو، شرعاً درست نہیں ہے۔[۱] ان رسوم کو شرعی اور لازمی درجہ دیدینا تو قطعاً جائز نہیں ہے؛ نیز اگر چندہ کو لازم قرار دیا جائے کہ بہر صورت دینا ہی پڑے گا، تو شرعاً درست نہیں ہے اور اگر اپنی مرضی سے کوئی دیدے تو شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ نیز ترغیب دلانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور جو رقم مسجد میں آئے اس کا استعمال مسجد میں شرعاً درست ہے؛ نیز اگر حسب وسعت مشورہ دہندگان کو کھانا وغیرہ دیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۵/۱۵ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه علیه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه. (مشکوٰۃ المصابیح، "کتاب البیوع: باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني": ج ۱، ص: ۲۵۵، رقم: ۲۹۴۶)

(۲) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما لیس فیه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحیحه، "کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور": ج ۱، ص: ۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## شادی کے موقعہ پر زیارت گاہ جانے کو ضروری سمجھنا:

(۱۴۹) **سوال**: کشمیر کے ہر گاؤں میں کسی نہ کسی بزرگ کی زیارت گاہ ہے۔ دولہا جب شادی کے لیے جاتا ہے، تو وہاں جانا، فاتحہ پڑھنا، سلام کرنا، ضروری سمجھا جاتا ہے، اسی طرح جب دلہن کو رخصت کرنے جاتا ہے، جب حاضری کو ضروری سمجھا جاتا ہے، اگر نہ جائے تو فتنہ فساد کا ڈر ہے، یہ کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محی الدین، کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: شادی کے مواقع پر زیارت گاہوں اور قبرستان پر جانا اور اس کو ضروری سمجھنا التزام مالا یلزم کے قبیل سے ہے، جو بدعت اور گمراہی ہے۔ ایسے رسم ورواج قابل ترک ہیں، تاکہ بدعت وضلالت کے گناہ سے انسان بچ سکے۔ اور ایسی بدعات ورسم ورواج میں پڑ کر، نمازوں کو کھو بیٹھنا سخت ترین گناہ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبند غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۶/۱۴۰۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا دعي أحدكم إلى طعام، فليجب، فإن شاء طعم، وإن شاء ترك. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب النكاح: باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة": ج۱،ص:۴۶۲،رقم:۱۴۳۰)

عن نافع، قال: سمعت عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أجيبوا هذه الدعوة إذا دعيتم لها، قال: وكان عبد الله بن عمر يأتي الدعوة في العرس، وغير العرس، ويأتيها وهو صائم. ("أيضاً:")

عن أبي شريح الكعبي: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه جائزته يومه وليلته الضيافة ثلاثة أيام وما بعد ذلك فهو صدقة ولا يحل له أن يثوي عنده حتى يحرجه. (أخرجه أبو داود، في سننه، "باب ما جاء في الضيافة": ج۱،ص:۲،رقم:۳۷۴۸)

(۱) وبالجملة هذه بدعة شرقية منكرة. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن: ج۱،ص:۲۶۵)

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## شادی میں باجہ ورسومات کا حکم:

(۱۵۰) **سوال**: ایک شخص بیع نامہ تحریر کرنے کا کام کرتا ہے، جس میں جھوٹے، سچے بیع نامے تحریر کرتا ہے، ان کی لڑکی کی شادی ہے، جس میں سہرا، باجہ اور دیگر رسومات بھی ہوں گی، اس میں مجھ کو شرکت کرنا کیسا ہے؟ جب کہ ان کا اصرار ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد شاہد حسین صاحب، مظفرنگر

**الجواب وباللہ التوفیق**: جن تقریبات میں گانے باجے ہوں، وہاں جانا گناہ ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾[۱] کہ معلوم ہوجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو اور فقہاء لکھتے ہیں ''إن الملاهي كلها حرام''[۲] اور لکھتے ہیں ''ولو علم قبل الحضور لا يحضر'' یعنی اگر لہولعب اور گانے بجانے کی اطلاع پہلے ہوجائے، تو ایسی دعوت میں نہ جائے۔ اگر جائے گا، تو گنہگار ہوگا۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۶/۱۴۰۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(أخرجه أحمد، في مسنده، ''حديث عقبة بن عامر الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۱۲۸، ص:۵۷۳، رقم:۱۷۳۳۷)

وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده، مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه: ج۲۲، ص:۲۳۷، رقم:۱۴۳۳۴)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب السنة: باب لزوم السنة'': ج۲، ص:۶۳۵، رقم:۴۶۰۷)

(۱) سورة الأنعام:۶۸.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة'': ج۹، ص:۳۲.

(۳) ''لقوله عليه الصلاة والسلام، كل لهو المسلم حرام''. والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار. (ابن عابدين، الدر المختار ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## نکاح کے بعد چالے سے قبل صحبت کو حرام سمجھنا:

(۱۵۱)**سوال**: گوجروں میں شادی کے وقت جو رسمیں ہیں وہ بہت ہی پریشان کن اور گناہ کی ہیں، مگر برادری کے چودھری ان کو جاری رکھے ہوئے ہیں، مثلاً: شادی کے بعد اگر چالا نہ ہوتو لڑکی ۱۵؍دن تک شوہر کے گھر رہ کر اپنے گھر واپس آجائے گی، پھر چھ ماہ، ایک سال یا دو سال، پانچ سال بعد چالا ہوگا تب وہ جہیز وغیرہ لے کر آئے گی۔ اگر شوہر کے گھر پندرہ دن میں بعد نکاح شوہر نے صحبت کی تو اس کو حرام سمجھتے ہیں اور بچہ جو اس سے پیدا ہوگا اس کو بھی حرام کا کہتے ہیں۔

اسی طرح لڑکی ایک سال شوہر کے گھر رہ کر ایک سال اپنے گھر میں رہتی ہے، پندرہ سال کے بعد پھر مستقل طور پر رہتی ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ پنجاب

**الجواب وباللہ التوفیق**: مذکورہ سوال میں جن رسوم کا تذکرہ ہے، وہ بلاشبہ غیر اصولی رسوم ہیں، اس قسم کی رسوم پر عمل کرنا بسا اوقات گناہ کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے، پس مذکورہ صورت میں جو رسم ذکر کی گئی ہے کہ اگر بغیر چالے کے لڑکی شوہر کے گھر جا کر پندرہ دن رہے اور وہاں شوہر اس سے صحبت کرے تو اس صحبت کو بھی حرام سمجھا جاتا ہے اور بچہ کو بھی برادری کے لوگ حرام سمجھتے ہیں؛ حالاں کہ وہ شریعت اسلامیہ کی رو سے حلال ہے۔ (۱) پس برادری کے لوگوں کو ایسی رسم جاری کرنا بھی گناہ اور صحبت اور بچے دونوں کو حرام سمجھنا بھی گناہ در گناہ ہے اور برادری کے چودھری جو ان رسوم کو

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع'': ج۹،ص:۵۶۰)

السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام، لا يجوز القصد إليه والجلوس عليه وهو والغناء والمزامير سواء. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب السابع في الغناء واللهو'': ج۵،ص:۴۰۶)

(۱) ﴿يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (سورة المائده:۸۷)

بتلاتے ہیں، وہ بھی سخت گناہگار ہیں۔ نکاح کے بعد لڑکی کو روکنا، رسوم کی پابندی کرنا اور شوہر کا بیوی سے جدا رہنا، یہ سب رسوم گناہ کا باعث ہیں؛ بلکہ مذکورہ رسوم پر عمل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس رسم کو ختم کرنا باعث ثواب ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبند غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۲/۱۳ھ)

## شادی کے موقعہ نیوتہ کی رسم:

(۱۵۲) **سوال:** جب کسی کے یہاں شادی ہوتی ہے تو اس موقعہ پر نیوتہ دیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون کشمیری، متعلّم مدرسہ ہذا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ہندوستان میں بہت کثرت سے وہ برادریاں اور خاندان ہیں، جن کے اجداد اور بزرگوں نے سیکڑوں سال قبل عارفین باللہ اور صوفیائے کرام کی تعلیمات، اخلاق، رواداری اور بزرگی سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا ان بزرگوں نے ان کو ذکر واشغال (جو صوفیائے کرام کا معمول تھا) اور فرائض وواجبات، سنن ونوافل تو ان کو بتلائے اور عمل بھی کرایا؛ لیکن ان میں جو برادری اور خاندانی رسم ورواج تھے ان کے بارے میں ان کو ہدایت نہیں دی جاسکی،

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما لیس فیه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور'': ج۱،ص:۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷)

ما أحدث مما یخالف الکتاب أو السنة أو الأثر أو الإجماع فهو ضلالة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتیح، ''کتاب الإیمان: باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۱۶)

چوں کہ برادری اور خاندان کی غیر مسلموں سے قربت اور قرابت تو تھی ہی؛ اس لیے وہ مشرکانہ رسمیں ان میں باقی رہیں اور سماجی اصلاح کی طرف علماء نے بھی خصوصی توجہ نہیں دی، جس کا اثر یہ ہے کہ وہ رسمیں اب بھی مسلم خاندانوں میں چلی آرہی ہیں اور بعض علماء کی غلط روش سے بدعات میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ باہر سے جو مسلمان آئے اور مستقل باشندے اور ملکی ہوگئے، اختلاط کی وجہ سے وہ خاندان بھی ان رسموں اور بدعات سے نہ بچ سکے اور عام ابتلاء ہوگیا۔

نکاح وشادی کرنی نئی چیز یا نئی ایجاد نہیں، فقہائے اسلام نے اس کو عبادت میں شمار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا فرض ہے، بعض صورتوں میں واجب یا سنت اور بعض صورتوں میں مکروہ بھی ہے اور حرام بھی، نکاح اور تقریبات شادی کے موقع پر جو طریقہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین یا علماء وصوفیاء اور مقتداؤں نے اپنایا اور اختیار کیا ہو وہ اسلامی طریقہ ہی نہیں؛ بلکہ ایک ضابطہ ہے، جس پر مسلمانوں کو عمل کرنا ضروری ہے، نیوتہ کی رسم اسلامی رسم نہیں، یہ برادریوں کی رسم ہے، ایک نے اگر دیا ہے، تو دوسرے کو بھی دینا پڑتا ہے، یہ گویا ایک ہلکے قسم کا قرض ہوتا ہے، نیت امداد کی ہو، تو اس کو مباح کہہ سکتے ہیں؛[۱] لیکن اس رسم کو تو ضروری قرار دیا گیا ہے، اس لئے بدعت بن جاتا ہے، بدعت سے بچنا اور بچانا ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱/۱۲/۱۴۱۲ھ)

(۱) ليس لنا عبادة شرعت من عهد آدم إلى الآن ثم تستمر في الجنة إلا النكاح والإيمان. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب النكاح": ج۴، ص:۵۷)

وفي الفتاوى الخيرية: سئل فيما يرسله الشخص إلى غيره في الأعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به أم لا؟ أجاب: إن كان العرف بأنهم يدفعونه على وجه البدل يلزم الوفاء به مثليا فبمثله، وإن كان قيميا فبقيمته، وإن كان العرف خلاف ذلك بأن كانوا يدفعونه على وجه الهبة ولا ينظرون في ذلك إلى إعطاء البدل فحكمه حكم الهبة في سائر أحكامه فلا رجوع فيه بعد الهلاك أو الاستهلاك، والأصل فيه أن المعروف عرفا كالمشروط شرطاً، قلت: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## شادی سے ایک یوم قبل ماموں کا پیسے ڈالنا:

(۱۵۳)**سوال**: شادی سے ایک روز پہلے جس لڑکی یا لڑکے کی شادی ہوتی ہے اس کے ماموں آتے ہیں اور پیسے وغیرہ ڈالتے ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، متعلّم جامعہ ہذا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس طریقہ یا رسم کو بند کرا دینا ضروری ہے۔ پیسے کا لین دین خوش دلی سے ہونا چاہیے، جو ہدیہ زبردستی ہو وہ ہدیہ نہیں ہے اور زبردستی کرنے والے کے لیے وہ پیسہ حلال بھی نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۱۲/۱۴۱۲ھ)

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......والعرف في بلادنا مشترك، نعم في بعض القریٰ یعدونه قرضا حتی أنهم في کل ولیمة یحضرون الکاتب یکتب لهم ما یهدی، فإذا جعل المهدي ولیمة یراجع المهدی الدفتر فیهدی الأول إلی الثاني مثل ما أهدی إلیه. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الهبة'': ج۵،ص:۹۶، درر الحکام في شرح مجلة الأحکام: ج۲،ص:۴۸۱)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه علیه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال إمرئ إلا بطیب نفس منه. (مشکوٰۃ المصابیح،''کتاب البیوع: باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۱)﴿لَا تَأْكُلُوْٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾(سورة النساء:۲۹)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه علیه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه. (مشکوٰۃ المصابیح''کتاب البیوع: باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

## بوقت نکاح جوڑا اور مخصوص زیور پہننے کے بعد نکاح کی اجازت دینا:

(۱۵۴)**سوال**: ہمارے علاقے میں ایک عام رواج ہے کہ نکاح کے موقع پر جب تک ایک لڑکی دولہا کی جانب سے لے جایا ہوا جوڑا اور مخصوص زیور اور انگوٹھی نہیں پہن لیتی اس وقت تک نکاح کی اجازت نہیں دیتی، حالاں کہ مذکورہ زیور ساری زندگی عورت نہیں پہنتی صرف نکاح کے موقع پر اس کو پہن کر اجازت دیتی ہے، اور اگر لڑکا یہ زیور نہ لے گیا، تو بعض جگہ پر جھگڑا ہو جاتا ہے، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ واقعی رسم ہے یا کوئی حقیقت ہے؟ اگر رسم ہے یا اس سے عوام کا عقیدہ خراب ہوتا ہے، تو اس کو ختم کرنا چاہئے، زید جو فاضل دارالعلوم دیوبند ہے، کہتا ہے کہ آپ پہلے نکاح کیجئے اور پھر کپڑے، زیور وغیرہ دلہن کے گھر پہنچایئے تاکہ عوام کا عقیدہ بھی درست رہے، اور نکاح سے پہلے ہی غیر محرم کے کپڑے پہننا یہ بھی معیوب ہے۔ کیا زید کی بات صحیح ہے؟ تفصیل سے واضح فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرشید قاسمی، بجنور

**الجواب وباللہ التوفیق**: یہ رسم ورواج خلاف شریعت ہے، اس کی کوئی اصل حضور صلی اللہ علیہ سلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں نہیں ملتی، چوں کہ لوگ ہندوستانی قوم کے ہیں اور بعد میں ایمان لائے، ان کے اندر کفریہ رسمیں موجود ہیں، جن کو ترک کرنا ضروری ہے، ایسی ہی رسوم کی پابندیوں نے ہمارے سماج کو بگاڑ دیا ہے، اس لئے زید کا قول درست ہے، اس پر عمل کرنا چاہئے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱،ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا اور نہ ہی کوئی بادشاہ اس مقصد سے ہندوستان آیا اور جن کی سالہا سال حکومت رہی، انہوں نے بھی اس طرف توجہ نہیں دی؛ بلکہ بزرگوں اورصوفیوں کے ذریعہ یہاں اسلام پھیلا، ان حضرات نے اسلام لانے والوں کوفرائض، واجبات، سنن واذکار واشغال کی تعلیم تو دی؛ لیکن ان قوموں میں جو غیراسلامی برادری کی رسمیں تھیں وہ بھی ان میں جاری رہیں، سماج کی اصلاح کی سعی کی طرف سے غفلت رہی، یہی وجہ ہے کہ اب بھی برادری اور خاندانی غیرشرعی رسمیں بعض قوموں اور برادریوں میں رائج ہیں۔ مذکورۃ السوال رسوم بھی انہی میں سے ہیں۔ جن کا بند کرنا اور سماج کی اصلاح ضروری ہے اور ایسا کرنا باعث اجروثواب بھی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعد

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۳/۱۲/۲۵ھ)

## شادی کی تاریخ طے ہونے پر دولہا کی طرف سے سامان کا بھیجنا:

(۱۵۵) **سوال**: ہمارے یہاں ایک رواج یہ ہے کہ شادی کی تاریخ طے ہو جانے کے بعد دولہا کی طرف سے کچھ کپڑے، کچھ سنگار کا سامان ہونے والی دلہن کے یہاں بھیجا جاتا ہے جس کو عوام پاکا اوڑھنا کہتے ہیں، پہلے صرف اوڑھنا جاتا تھا اب ترقی کرتے کرتے دلہن کا پورا لباس اور زیور اور سنگھار کا مکمل سامان شادی سے پہلے ہی ہونے والی دلہن کے یہاں بھیجا جاتا ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ یہ پاکا اوڑھنا لڑکے کی طرف سے ہونے والی دلہن کو بھیجنا درست ہے؟ کیا اس کی کوئی نظیر شریعت میں ملتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، بجنور

**الجواب وباللہ التوفیق**: اوڑھنا اور لباس جوڑا وغیرہ کی یہ رسم ہندوانی رسم ہے،

(۱) فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص بغیر مخصص مکروھا. (سیاحۃ الفکر: ج۳، ص:۳۴)

جو قابل ترک ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبند غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۲۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی سے ایک یوم قبل دعوت:

(۱۵۶) **سوال**: ہمارے یہاں شادی سے ایک روز قبل گاؤں والوں کو دعوت کھلاتے ہیں، جس کو عرف میں منڈھا کہتے ہیں، اس کی کہاں تک گنجائش ہے اور کہاں تک جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون کشمیری، متعلّم مدرسہ ہٰذا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: یہ ایک غیر شرعی رسم ہے اور لڑکے یا لڑکی والوں پر بلاوجہ کا خرچ اور مصارف کا ڈالنا ہے۔ بعض مقروض بھی ہو جاتے ہیں اور برادری، خاندان کے طعنہ زنی سے بچنے کے لئے پریشانیاں اٹھاتے ہیں۔ شریعت میں اس کی نظیر نہیں، ضرورت ہے کہ اصلاح کی جائے اور اس طریقے کو بند کرایا جائے۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص بغير مخصص مكروها. (سياحة الفكر: ج۳،ص:۳۴)

(۲) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحدود: باب التعزير": ج۶،ص:۱۰۶) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## بھابھی کا دولہا کی آنکھوں میں سرمہ لگا کر پیسہ لینا:

(۱۵۷)**سوال**: جس روز شادی ہوتی ہے، اس روز بھابھی لڑکے کی آنکھوں میں سرمہ لگاتی ہے اور اس کے بعد پیسہ لیتی ہے، یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ندیم کشمیر

**الجواب وباللہ التوفیق**: بالکل ہی ناجائز اور گناہ کا عمل ہے، اس بے حیائی کی رسم کو بند کیا جانا چاہیے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا، إنه لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (أخرجه أحمد، في مسنده، ''حديث عم أبي حرة الرقاشي'': ج۳۴،ص:۲۹۹،رقم:۲۰۶۹۵)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۱)عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب الباس: باب في لبس الشهرة'': ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱)

والإسلام قد حرم على المرأة أن تكشف شيئاً من عورتها أمام الأجانب خشية الفتنة. (محمد علي الصابوني، روائع البيان: ج۲،ص:۱۷۳)

## دولہن کو نائی سے ہلدی لگوانا:

(۱۵۸) **سوال:** ایک رسم یہ ہے کہ شادی سے سات آٹھ روز پہلے لڑکی کو نائی ہلدی وغیرہ لگاتا ہے جس کو لوگ بان کے نام سے جانتے ہیں تو یہ خود بھی لگا سکتے ہیں یا خود کی گنجائش نہیں ہے کیا شکل ہوسکتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون: کشمیری، متعلّم مدرسہ ہٰذا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ناجائز ہے، کوئی گنجائش نہیں، اس رسم کو بھی بند کرانے والے عنداللہ اجروثواب کے مستحق ہوں گے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۱۲/۱۴۱۲ھ)

## سلامی اور جوتا چرائی کی رسم:

(۱۵۹) **سوال:** شادی کے موقع پر جب لڑکا سسرال پہنچ جاتا ہے تو اور لڑکے کو گھر پر بلا کر اس کو لڑکیاں پیسے دیتی ہیں اور اس کے جوتے اٹھا کر، عوض میں پیسے لیتی ہیں، جس کو عرف میں سلامی

(۱) وقال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: کل شيء یلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. (أخرجه أحمد، في مسنده، ''حدیث عقبة بن عامر الجهیني، رضي اللّٰہ عنه'': ج ۲۸،ص: ۵۷۳، رقم: ۱۷۳۳۷)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبوداود، في سننه، ''کتاب اللباس: باب في لبس الشهرة'': ج ۲،ص: ۵۵۹، رقم: ۴۰۳۱)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ تعالیٰ عنهما، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من تشبه بقومٍ أي من شبه نفسه بالکفار مثلاً في اللباس وغیره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخیر قال الطیبي: هذا عام في الخلق والخلق والشعار. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتیح، ''کتاب الباس: الفصل الأول'': ج ۵،ص: ۹۶، رقم: ۴۳۴۷)

کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا پھر کتنی گنجائش ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون: کشمیری، متعلّم مدرسہ ہذا

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اگر کسی درجہ میں مباح بھی مان لیا جائے، تو التزام اور زبردستی کی اجازت تو نہیں ہوسکتی۔ (۱)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۱ھ)

## شادی کے موقع سے اجتماعی دعاء:

(۱۶۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے علاقہ میں لڑکے والے رشتہ طے کرنے کے لیے لڑکی کے گھر آتے ہیں اور رشتہ طے ہو جانے کے بعد اجتماعی طور پر یعنی جو لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں سب دعا کرتے ہیں بعض لوگ یہ سمجھ کر کہ یہ لازم وبدعت نہ ہو جائے چھوڑ دیتے ہیں تو اس کیا اس طرح دعا کرنا بدعت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مفتی محمد قاسم گودھرا گجرات

---

(۱) ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام. (ابن عابدين، الدر المختار، ”كتاب الحظر والإباحة“: ج۹، ص:۳۴۸)

عن عبد اللّٰه بن السائب يزيد عن ابيه، عن جده أنه سمع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يقول: ((لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعباً، ولا باذّاً)) وقال سليمان: ((لا لعباً ولا بدًّا)) ومن أخذ عصا أخيه فليردها. (أخرجه أبو داود، في سننه: ج۲، ص:۴۲۲، رقم:۵۰۰۳)

وقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۸، ص: ۵۷۳، رقم:۱۷۳۳۸)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الحدود: باب التعزير“: ج۶، ص:۱۰۶)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، باب شروط الصلاة“: ج۲، ص:۷۹)

**الجواب وبا للّٰہ التوفیق:** نفس دعا ثابت ہے، ''الدعا مخ العبادة'' نیز دعا کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے، کسی بھی وقت دعا کر سکتے ہیں، دعا کرنا پسندیدہ عمل ہے قرآن کریم میں ہے ﴿أدعوني استجب لکم﴾ [۱] تاہم کسی وقت کو دعا کے لیے اس طرح خاص کر دینا درست نہیں ہے کہ اس وقت دعا کو مباح ہی نہیں، بلکہ لازم وضروری سمجھا جائے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو برا سمجھا جائے ایسا کرنا بدعت ہے حدیث ہے ''من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد'' [۲] مذکورہ صورت میں چوں کہ دعا کو اس وقت میں لازم نہیں سمجھا جا رہا ہے؛ بلکہ ایک مباح اور پسندیدہ امر کے طور پر دعا کر لیتے ہیں، اس لیے کبھی کبھی بعض لوگ دعا نہیں بھی کرتے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے؛ اس لیے یہ امر بدعت نہیں ہے۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۱۰/۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی کے موقعہ پر میلاد کرانا:

(۱۶۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
کیا شادی کے موقع پر میلاد کرانا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** شادی کے موقع پر کوئی جلسہ وغیرہ کرنا جس میں آپ صلی

---

(۱) (سورة غافر: ۶۰)
(۲) (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱، ص: ۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷)
(۳) عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدعاء هو العبادة، ثم قرأ: ﴿وقال ربكم ادعوني استجب لكم﴾ (غافر: ۶۰) رواه أحمد، والترمذي، وأبو داؤد، والنسائي وابن ماجه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الدعوات: الفصل الثاني'': ج۵، ص: ۵۰۲، رقم: ۲۲۳۰)

اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ بیان کر کے لوگوں کو شریعت کے مطابق شادی کرنے کی ترغیب دی جائے اور غلط رسم ورواج سے لوگوں کو روکا جائے، تو درست ہے۔[۱] لیکن مروجہ میلا د درست نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۱۳: ۱۴۴۰ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## ماہ محرم میں شادی کو برا سمجھنا:

(۱۶۲) **سوال**: ماہ محرم میں شادی ونکاح کا کیا حکم ہے، عام لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجبار، دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق**: ماہ محرم میں بھی شادی ونکاح وغیرہ سارے کام کرنا جائز ہیں، اس کو برا سمجھنا یا بدفال سمجھنا بالکل غلط ہے؛ ایسا عقیدہ خلاف شریعت اور واجب الترک ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۷/۱۴۱۹ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه اللّٰه تعالیٰ كذا في الوجيز. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة''، ج۵،ص:۳۷۱)

(۲) وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعةٍ ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثةٍ بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص:۲۴۱، رقم:۱۴۹۸۳)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة'': ج۱،ص:۳۳۶)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وإظهار الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من مولدٍ وقد احتوى على بدعٍ ومحرماتٍ. (أبو عبد اللّٰه محمد بن محمد، المدخل: ج۲،ص:۲)

(۳) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## نکاح میں مہر فاطمی کو برا سمجھنا:

(۱۶۳)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے یہاں چند ماہ قبل نکاح ہوا تھا، اس میں مہر فاطمی دونوں طرف سے متعین کر دیا گیا اور کچھ لوگ برا کہہ رہے ہیں، کہ برادری کا مہر رکھنا چاہئے تھا، ایسے لوگ گنہگار ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، دہرادون

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مہر فاطمی مقرر کرنا مستحب؛ بلکہ مسنون اور باعث خیر وبرکت ہے،[1] جن لوگوں نے مہر فاطمی مقرر کیا ہو، ان کا بائکاٹ یہ کہہ کر کرنا کہ ہمارے مقرر کردہ ضابطوں کے خلاف ہے اور برادری کے خلاف کیا ہے، یہ بہت ہی غلط ہے، ایسا کرنے والے ظالم اور سخت گنہگار ہیں ان کو اپنا ضابطہ ہی ایسا مقرر کرنا چاہئے تھا، جو کہ شریعت کے مطابق ہو اور شریعت میں اس کی نظیر موجود ہو ایسا عرف ورواج جو شرعی اصولوں سے ٹکراتا ہو قابل رد اور قابل ترک ہے۔ البتہ اگر اتنی وسعت نہ ہو تو مہر اس سے کم حسب حیثیت مقرر کر لیا جائے؛ لیکن برادرانہ طور پر عرف نہ بنایا جائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۰/۲۳ھ)

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... لا عدوي ولا هامة ولانوء ولا صفر. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب السلام: باب لا عدوي ولا طهري لا هامة": ج۲،ص:۲۳۱)

اللهم لا طير إلا طيرك ولا خير إلا خيرك ولا رب لنا غيرك. (مصنف ابن أبي شيبه،"باب من رخص في الطيرة": ج۵،ص:۳۱۲،رقم:۲۶۴۱۱)

(۱) يستحب كون الصداق خمسمائة درهم. (النووي، شرح المسلم،"كتاب النكاح: باب الصداق، وجواز كونه تعليم قرآن": ج۱،ص:۴۵۷)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

## مہر معاف کرانا:

(۱۶۴)**سوال**: اگر میاں بیوی رضامندی سے مہر کم کرنا چاہیں تو کیا کر سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون، کشمیری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مہر عورت کا حق ہے جو کہ شوہر پر واجب ہوتا ہے۔ شوہر کو تو کم کرنے کا یا معاف کرنے کا حق ہی نہیں اس پر تو ادائے گی واجب ہوتی ہے جس کے لئے اصول و ضابطہ مقرر ہے، عورت اگر بغیر کسی دباؤ اور جبر کے کچھ کم کر دے تو اس کو اختیار ہوتا ہے وہ کم کر سکتی ہے لیکن اگر جبراً کم کرایا جائے تو کم نہیں ہوگا۔ ایسے ہی ایک ناجائز طریقہ یہ بھی ہے کہ بعض نااہل اور بے غیرت آدمی پہلی رات کو بیوی سے مہر معاف کراتے ہیں یا کم کراتے ہیں۔ تو عورت اپنے مستقبل کو پیش نظر رکھتے ہوئے دباؤ محسوس کرتی ہے اور مہر معاف کرتی ہے یا کم کرتی ہے تو اس طرح بھی مہر قطعاً معاف نہیں ہوتا نہ ہی کم ہوتا ہے بلکہ شوہر پر مکمل کی ادائے گی واجب رہتی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۱ھ)

## دولہا کے گلے میں پھولوں ونوٹوں کے ہار ڈالنا:

(۱۶۵)**سوال**: شادی کے موقع پر دولہا کے گلے میں پھولوں کے اور نوٹوں کے گجرے اور ہار ڈالے جاتے ہیں کیا یہ درست ہے نیز اگر صرف دولہا کی پہچان کے لیے ایک بار چمیلی کے پھولوں کا ہار

---

(۱)والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك إلا بالإبراء من صاحب الحق كذا في البدائع. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه،"الباب السابع: في المهر، الفصل الثاني: فيما يتأكد به المهر والمتعة": ج ۱،ص: ۳۷۰)

بنا کر ڈالدیں تو یہ درست ہے نیز کسی تقریب کے موقع پر پھولوں کا ہار گلے میں ڈالنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرشید قاسمی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** شادی کے موقع پر یا اسی طرح دیگر کسی تقریب کے موقع پر پھولوں کا ہار ڈالنے کی گنجائش ہے کہ اس سے خوشی کا اظہار مقصود ہوتا ہے؛ نیز یہ کسی قوم کا تہذیبی شعار نہیں ہے ہاں اس میں اسراف فضول خرچی اور ریاونمود سے پرہیز کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کو لازم وضروری سمجھنا غلط ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی کی تاریخ کے لیے لال خط کا رواج:

(۱۶۶) **سوال:** ہمارے پانچی ضلع باغپت میں شادی کی تاریخ کے تعلق سے لال خط کی رسم کا رواج ہے ایک ریڈی میڈ خط کارڈ کی شکل میں بازار سے خرید کر امام صاحب سے لکھوایا جاتا ہے اور امام صاحب سے ہی پڑھوایا جاتا ہے اب امام صاحب نے اس کو کرنے سے منع کر دیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زبیر، املیاباغ

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقومٍ فهو منهم. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب اللباس: باب ما جاء في لبس الشهرة'': ج۲،ص:۵۵۹)
قال القاري: أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم، أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ (بذل المجهود، ''كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة'': ج۵،ص:۴۱)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** امام صاحب کا لال خط کو رسم قرار دینا اور اس میں شرکت نہ کرنا بالکل درست ہے، لال خط محض ایک رسم ہے جس کو ترک کر دینا لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶/۳/۱۴ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## منڈھا کرنا، بارات لے کر جانا، اور کھڑے ہو کر کھانا کھلانے کا شرعی حکم:

(۱۶۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) منڈھا کرنا کیسا ہے؟ (۲) بارات لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) کھڑے ہو کر کھانا کھلانا جائز ہے یا ناجائز؟ (۴) ایسا ولیمہ کرنا جس کے اندر غرباء ومساکین کو دعوت نہ دی گئی ہو وہ جائز ہے یا ناجائز؟ نیز یہ بتلائیں کہ اول الذکر تین چیزیں اگر ناجائز ہیں تو کیا یہ فی نفسہ ناجائز یا خرافات ورسومات کی بناء پر؟ (۵) نیز ہمارے یہاں ایک شخص منڈھا کرنے، بارات کرنے، اور کھڑے ہو کر کھانا کھلانے کو جائز کہتا ہے اور اس ولیمہ کو ناجائز کہتا ہے جس میں غرباء ومساکین کو دعوت نہ دی گئی ان تمام مسائل کا شرعی حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سہیل، مظفرنگری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** منڈھا کرنا درحقیقت ایک ہندوانہ رسم ہے جس میں شادی سے ایک دن پہلے لڑکے والوں اور لڑکی والوں کی طرف سے نائی جوڑا اور مہندی لے کر ایک دوسرے کی طرف بھیجا جاتا ہے اور اس کی آمد کے اہتمام میں دعوت ہوتی ہے اگر اس طرح کی چیزیں

---

(۱) سرخ خط کا التزام درست نہیں، تاریخ کی اطلاع ضروری ہے۔ (کتاب المفتی، "باب البدعات والرسومات": ج۲،ص:۱۱۹)
فکم من مباح یصیر بالإلتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروهاً. (مجموعه رسائل اللکنوي، سباحة الفکر في الجهر بالذکر: ج۳،ص:۳۴)

اور رسمیں شامل ہوں تو یہ ناجائز ہے[۱] اور اگر ان رسوم ورواج کے طور پر نہ ہو؛ بلکہ شادی سے پہلے ہی مہمان آجاتے ہیں؛ اس لیے کہ مزید کچھ قریبی رشتہ داروں کی دعوت کردی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۲) بارات کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، یہ بھی زمانہ قدیم کی رسم ہے جب راستے پرخطر ہوا کرتے تھے اس وقت کی ضرورت تھی جس میں خاندان اور محلّہ کے ایک ایک آدمی شریک ہوتے تھے، اب ایسا کچھ نہیں ہے، بارات کا ثبوت احادیث سے نہیں ہے بس چندلوگ جائیں اور رخصتی لے کر آجائیں، اتنے زیادہ لوگوں کا جانا جس کی وجہ سے لڑکی والوں پر بوجھ پڑ جائے درست نہیں ہے (۳) کھڑے ہوکر کھانا کھلانا اور کھانا مہذب تہذیب کی بدتہذیبی ہے جس میں کھانے کا احترام مفقود ہو جاتا ہے اور انسان اور حیوان کی تمیزختم ہو جاتی ہے کیوں کہ کھڑے ہوکر اور چل پھر کر کھانا درحقیقت جانوروں کا طریقہ ہے؛ اس لیے کھڑے ہوکر کھانا کھلانا اور کھانا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے، بیٹھنے کا اہتمام کرنا چاہیے (۴) ولیمہ مسنون ہے جس میں کوئی تعداد مسنون نہیں ہے اس لیے جس قدر افراد کی دعوت کی جائے ولیمہ ادا ہو جائے گا اس میں غرباء ومساکین کی دعوت ضروری نہیں ہے ہاں ایسے موقع پر غرباء مساکین کو بھی شریک کرنا باعث خیر ہے؛ لیکن ان کی دعوت نہ کرنے کی وجہ سے ولیمہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے لیکن اگر وہ غرباء رشتہ دار ہوں تو محض ان کی غریبی کی وجہ سے ان کو نظرانداز کردینا ناپسندیدہ عمل ہے۔ (۵) ماقبل کے جواب سے وضاحت ہوگئی ہے۔

**”أن جاء عبد الرحمن عليه أثر صفرة، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تزوجت؟، قال: نعم، قال: ومن؟، قال: امرأة من الأنصار، قال: كم سقت؟، قال: زنة نواة من ذهب –أو نواة من ذهب–، فقال له النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: أولم ولو بشاة[۲] عن عبد اللّٰه بن عمرو، أن رسول اللّٰه –صلى اللّٰه عليه وسلم – قال: من كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فليكرم ضيفه،[۳] عن أنس، أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم نهى**

(۱) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الحدود: باب التعزير“: ج۶،ص:۱۰۶)

(۲) وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعةٍ ضلالة.وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثةٍ بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب النكاح: باب الوليمة ولو بشاة“: ج۱،ص:۷۷،رقم:۵۱۶۸.

(۳) أخرجه أحمد، في مسنده، ”الجزء الحادي عشر، مسند عبد اللّٰه“: ج۱۱،ص:۱۹۱،رقم:۶۶۲۱.

**أن يشرب الرجل قائما فقيل: الأكل؟ قال: ذاك أشر: هذا حديث صحيح.**[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱:۲/۲۰ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## ولیمہ کے نام پر مسجد کمیٹی کا پیسہ مانگنا:

(۱۶۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: بندہ کے گاؤں میں کسی شخص کی شادی ہوئی تو مسجد کے صدر وسکریٹری اور ممبران حضرات کہتے ہیں کہ اگر ولیمہ کا کھانا نہیں کھلاؤ گے، تو اس کے عوض میں پیسے دینے پڑیں گے، گاؤں کے کچھ لوگ اس پر متفق ہیں، بعض لوگ غیر متفق ہیں۔ اب اگر کوئی شخص پیسہ نہیں دیتا ہے، تو اس سے زبردستی کر کے پیسہ لیا جاتا ہے، تو کیا یہ پیسہ زبردستی لینا اور مسجد کے مصرف میں لانا اور خرچ کرنا جائز ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نوشاد عالم، جھارکھنڈ

**الجواب وباللہ التوفیق**: سوال میں مذکور بات اگر بالکل صحیح ہے تو مسجد کے متولی اور صدر کا یہ عمل قطعا درست نہیں ہے، اس لیے کہ ولیمہ کرنا یا نہ کرنا یہ شادی کرنے والے کا اپنا عمل ہے، ولیمہ نہ کرنے پر بطور سزا کے زبردستی پیسہ وصول کرنا ناجائز ہے کسی کو بھی حق نہیں پہونچتا ہے کہ ولیمہ نہ کرنے والے سے پیسے کا مطالبہ کرے وہ بھی مسجد جیسی مقدس جگہ کے لیے جہاں صرف حلال اور پاک پیسہ استعمال ہونا چاہیے؛ اس لیے صدر وسکریٹری کا یہ عمل غیر شرعی اور غیر اخلاقی ہے۔

**''اسمعوا مني تعيشوا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، إنه لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه،**[2] **إن هذا المال خضرة حلوة، فمن أخذه**

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الأشربة، باب ما جاء في النهي عن الشرب قائماً'': ج۲،ص:۱۰، رقم:۱۸۷۹.
(۲) أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، ''حديث عم أبي حرة الرقاشي'': ج۳۴،ص:۲۹۹، رقم:۲۰۶۹۵.

بطیب نفس بورك له فیه، ومن أخذه بإشراف نفس لم یبارك له فیه، وكان كالذي یأكل ولا یشبع، والید العلیا خیر من الید السفلي السنن الكبری للنسائي،الید العلیا خیر من الید السفلي[۱] عن أبي هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله طیب لا یقبل إلا الطیب، وإن الله أمر المؤمنین بما أمر به المرسلین قال: ﴿یَا أَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِیمٌ﴾ (المؤمنون:۵۱)[۲]

| الجواب صحیح: | فقط: واللہ اعلم بالصواب |
|---|---|
| محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی | **کتبہ**: امانت علی قاسمی |
| محمد عمران گنگوہی | مفتی دارالعلوم وقف دیوبند |
| مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند | (۵/۱۹:۱۴۴۱ھ) |

## گھوڑے پر بارات لے کر جانا اور دلہن کو ڈولی میں لانا:

(۱۶۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) دولہا کا گھوڑے پر بیٹھ کر بارات میں جانا، اسی طرح دلہن کو ڈولی میں بٹھا کر لانا کیسا ہے؟ (۲) نکاح میں دولہا کو گاؤں والے پیسہ دیتے ہیں اس نیت سے کہ جب ہمارے گھر میں کسی کی شادی ہوگی تو اتنا ہی پیسہ یا اس سے زیادہ ہمارے لڑکے کو دیا جائے گا اور لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم کھانا کھانے کا پیسہ دیتے ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: شمشاد حسین کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: (۱) اسلام میں بارات کی کوئی اصل نہیں ہے،[۳] اس وقت

---

(۱)أخرجه النسائي، في سننه، "مسألة الرجل في أمر لا بد له منه": ج۱،ص:۱۵۸،رقم:۲۶۰۲.
(۲)أخرجه البیهقي، في سننه: ج۴،ص:۳۳۵،رقم:۶۳۹.
(۳)ولم یكن له أصل من الشریعة الغراء. (أنور شاه الكشمیري، العرف الشذي، "أبواب العیدین، باب ما جاء في التكبیر في العیدین": ج۱،ص:۵۶۸)

شادی میں مختلف قسم کی رسوم اور اسراف داخل ہو گئے ہیں ان ہی میں سے ایک گھوڑے پر بارات جانا ہے، گھوڑا ابھی ایک عام سواری ہے؛ لیکن شادی کے موقعہ پر اس کا استعمال یا تو رسم کے طور پر یا فخر ومباہات کے طور پر ہوتا ہے، اس لیے بارات کے لیے گھوڑے کی سواری مناسب نہیں ہے[۱] ہاں اگر کسی جگہ اس کا رواج نہ ہو اور نہ ہی یہ اسراف اور فخر ومباہات کے طور پر ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

(۲) شادی کے موقعہ پر دعوت میں شریک لوگوں کا پیسہ، کپڑا یا دوسرے تحفے دینا یہ نیوتہ کی ایک رسم ہے جس میں بہت سے مفاسد ہیں،[۲] اس لیے یہ رسم قابل ترک ہے،[۳] (اصلاح الرسوم) ہاں اگر اتفاقی طور پر کسی کی شادی میں جائے اور ہدیہ وغیرہ دے کر آئے جب کہ واپس لینے کی نیت نہ ہو تو یہ نہ صرف درست ہے، بلکہ مستحب اور پسندیدہ عمل ہے؛ اس لیے کہ حدیث میں ہدیہ دینے کی ترغیب دی گئی ہے جس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۳/۱۴۴۱ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطلٌ. (أخرجه أحمد، في مسنده، "حديث عقبة بن عامر -رضي الله عنه-": ج۲۸،ص:۵۷۳،رقم:۱۷۳۳۸)

(۲)عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني": ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا إنه لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. الحديث (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، "حديث عم أبي حرة الرقاشي": ج۵،ص:۷۳،رقم:۹۷۱؛ مشكوة شريف، "كتاب البيوع: باب الغضب والعارية، الفصل الثاني": ج۱،ص:۲۵۴)

(۳)لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحدود: باب التعزير": ج۶،ص:۱۰۶)

(۴)قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تهادوا فإن الهدية تذهب وغر الصدر. (أخرجه أحمد، في مسنده، "مسند أبي هريرة رضي الله عنه-": ج۱۵،ص:۱۴۱،رقم:۹۲۵۰)

## عدت پوری ہونے پر کھانے کی دعوت:

(۱۷۰) **سوال**: عدت پوری ہونے پر کھانے کی دعوت ہوتی ہے تو یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اراکین کمیٹی جامع مسجد رضا پور غازی آباد

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: عدت پوری ہونے پر اس طرح کی رسمیں غیروں سے مسلمانوں میں آئی ہیں جو کہ غیر شرعی ہیں ان سے بچنا ضروری ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ماموں کا بھات دینا:

(۱۷۱) **سوال**: شادی کے موقعہ پر نانیہال سے ماموں خالہ وغیرہ کی طرف سے جو مجموعی سامان دیا جاتا ہے اس کو بھات کہا جاتا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عابد، میرٹھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بھات میں اگر غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہو اور ماموں کی طرف سے شادی کے موقع پر تعاون ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس کا التزام بھی درست نہیں ہے کہ اگر ماموں یہ تعاون نہ کر سکے، تو اسے مطعون و متہم کیا جائے۔ یہ ایک رسم ہے جس کا ترک کرنا

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة": ج۲، ص:۵۵۹، رقم:۴۰۳۱)

قال القاري: أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء والأبرار فهو منهم، أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ. (بذل المجهود، "كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة": ج۵، ص:۴۱)

لازم ہے۔(۱)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## شادی کے موقعہ پر ختم قرآن کرنا:

(۱۷۲)**سوال:** ہمارے علاقے میں یہ طریقہ ہے کہ شادی کے موقعہ پر ختم قرآن کیا جاتا ہے اور اپنی اموات کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے، جس میں دوستوں وعزیزوں کو خاص طور پر دعوت دی جاتی ہے۔ یہ شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شفیع الرحمٰن، غازی آباد

**الجواب وباللہ التوفیق:** اس تقریب میں رسم ورواج کو بڑا دخل ہے، ایصال ثواب کے لیے دعوت دے کر لوگوں کو جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے، یہ تداعی غیر مقصود کے لیے ہے خود پڑھ کر بخش سکتے ہیں یہ طریقہ نام ونمود سے دور اور اموات کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔(۲)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۳۰ھ)

---

(۱)عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب البيوع: باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۲۵۵،رقم:۲۹۴۶)

(۲)إن ختم القرآن جهراً بالجماعة ويسمي بالفارسية ''سیپارہ خواندن مکروہ''. (تالیفات رشیدیہ:ص:۱۴۳)
وعن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يوشك أن يأتي على الناس زمان لا يبقى من الإسلام إلا اسمه، ولا يبقى من القرآن إلا رسمه. مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدىٰ، علمائهم أشر من تحت أديم السماء، مَن عندهم يمدح الفتنة. (شعب الإيمان للبيهقي، ''فصل قال وينبغي لطالب العلم أن يكون تعلمه'': ج۲،ص:۳۱۱)

# فصل سابع

# مخصوص ایام کی رسومات

## یوم عاشورہ میں کوئی خاص نماز ہے یا نہیں؟

(۱۷۳) **سوال**: کیا شریعت نے یوم عاشورہ کی کوئی نماز باجماعت پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اگر دیا ہے تو کتنی رکعت کا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم احمد، دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ہماری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گزری جس میں کسی خاص نماز کے پڑھنے کا حکم دیا ہو صرف روزہ مشروع ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۳/۱۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## یوم عاشورہ میں علی الاعلان نوافل کا اہتمام:

(۱۷۴) **سوال**: ہمارے یہاں علاقہ مہاراشٹر کے بعض مقامات میں یہ دستور ہے کہ عاشورہ کے دن باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے کہ عاشورہ کی نماز جامع مسجد میں آٹھ بجے ہوگی سب لوگ

(۱) ومن البدع التي أحدثوها في هذا الشهر الكريم إن أول ليلة جمعة منه يصلون في تلك الليلة في الجوامع والمساجد وصلوٰة الرغائب إلخ. (أبو عبد الله الشهير بابن الحجاج، المدخل، "من البدع المحدثة في الجمعة الأولىٰ من رجب": ج۱،ص:۲۹۳)

يستحب صوم يوم عاشوراء ويستحب أن يصوم قبله يوماً وبعده يوماً. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصوم: باب صوم التطوع، الفصل الأول": ج۴،ص:۴۶۹۸،رقم:۲۰۴۱)

جامع مسجد وغیرہ میں پہونچ کر نفل نماز الگ الگ پڑھتے ہیں اس میں دو رکعت نفل آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایصال ثواب کے لیے اور دو دو رکعت چاروں خلفاء کے ایصال ثواب کے لئے پڑھتے ہیں اس کا کوئی ثبوت اور جواز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فخر الدین، ہریانہ

**الجواب وباللہ التوفیق:** دسویں محرم (عاشوراء) کے دن اعلان کے ساتھ مسجد میں نوافل پڑھنے کا اہتمام والتزام (جس طرح سوال میں مذکور ہے) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور فرمان سے یا حضرات صحابہؓ یا تابعین وتبع تابعین وائمہ دینؒ سے ثابت نہیں ہے؛ اس لیے یہ طریقہ ممنوع اور بدعت ہوگا اور قابل ترک ہوگا کہ یہ سب کچھ خلاف سنت اور ناجائز ہے۔[۱] سنت صرف روزہ رکھنا ہے[۲] باقی سب کچھ بے اصل ہے۔ باقی رہی نفل نماز ان مذکورہ حضرات کے ایصال ثواب کے لئے وہ کبھی بھی اور کسی وقت بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۸/۳۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## دسویں محرم کو چندہ کر کے نیاز کرنا:

(۱۷۵) **سوال**: یہاں پر دسویں محرم کو چندہ کر کے برائے شہداء اسلام کھانا پکا کر غریبوں کو تقسیم کرتے ہیں جس کو نیاز کہتے ہیں پھر اس کو سبھی چندہ دینے والے اور غرباء بھی کھاتے ہیں اس

(۱) ومن البدع التي أحدثو ها في هذا الشهر الكريم إن أول ليلة جمعة منه يصلون في تلك الليلة في الجوامع والمساجد وصلوٰة الرغائب ويجتمعون في بعض جوامع الأمصار إلخ. (أبو عبد الله الشهير بابن الحجاج، المدخل،''المواسم التي ينبونها إلى شرع وليست منها'': ج۱،ص:۲۹۳)

(۲) يستحب صوم يوم عاشوراء ويستحب أن يصوم قبله يوماً وبعده يوماً. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصوم: باب صوم التطوع، الفصل الأول'': ج۴،ص:۴۶۹،رقم:۲۰۴۱)

طرح شہداء کو ثواب پہونچتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اسراراحمد، مظفرنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** انسان اپنے عمل میں مختار ہے اس کو حق حاصل ہے کہ اگر چاہے تو اپنے عمل کا ثواب صاحب ایمان بزرگوں کی ارواحِ مبارکہ کو پہونچائے مگر اس کے لیے دن اور وقت اور مہینہ مقرر کرنے کو ضروری سمجھنا بدعت ہے اور ہر وہ چیز جس پر صاحب شریعت کی طرف سے ترغیب یا وقت مقرر نہ ہو بیکار فعل ہے اور مخالف سنت ہے اور سنت کے مخالف کرنا ناجائز ہے اس لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ [۱] اس میں میت کا صریح نقصان ہے اور مخالف سنت امور میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبه**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۶/۱۳ھ)

## تعزیہ نکالنے والوں کا حکم:

(۱۷۶) **سوال**: تعزیہ نکالنا یا اس میں تعاون کرنا کیسا ہے اور کیا اس کا مرتکب اسلام سے خارج ہے، نیز ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، اعظم گڑھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** تعزیہ بدعت ہے اور اس پر تعاون وغیرہ بھی جائز نہیں

---

(۱) ومنها التزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين. (الشاطبي، الاعتصام، ”فصل في تعريف البدع“: ج۱، ص:۲۶)

وقال الإمام اللكنوي: ”مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست“. (مجموعة الفتاویٰ: ج۱، ص:۱۹۵)

(۲) مجموعه فتاویٰ عزيزي: ج۱، ص:۹۸، ۹۹.

لیکن اس کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے[۱] خارج از اسلام نہیں ہے؛ اس لئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۹/۵/۲۱ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

## محرم میں تعزیہ بنانا، ڈھول بجانا، لوگوں کا مالی تعاون کرنا:

(۱۷۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

محرم کی پہلی تاریخ سے دس تاریخ تک ڈھول بجانا، سرخ کپڑے کا جھنڈا بنانا، تعزیہ بنانا، مرد وعورت کا اختلاط اس موقعہ پر لوگوں کا مالی مدد کرنا شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، محی الدین پور

**الجواب وباللہ التوفیق**: محرم الحرام میں یکم تاریخ سے عاشورہ تک دھوم دھام سے ڈھول بجانا اور سرخ کپڑے کا جھنڈا بنانا یالاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ کھلاڑیوں کے جذبات کو اکسانا، تعزیہ بنانا اور اس میں امداد کرنا، عورتوں کا مردوں سے اختلاط جس سے فتنہ کا قوی اندیشہ ہو یہ رسومات غیر شرعی اور بدعت ہیں[۳] اور جو لوگ ان رسومات میں مدد اور امداد کرتے ہیں وہ گنہگار ہیں ﴿وَلَا

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۲) وشرطها إسلام الميت وطهارته إلخ وقال: من قتل نفسه عمداً يصلي عليه عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وهو الأصح. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس: في الصلاة على الميت'': ج۱،ص:۲۲۴)

(۳) ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[1]

اور مقامی علماء کے لئے یہ ضروری ہے کہ عوام کو ان بدعات ورسومات وغیر شرعی امور سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۵/۱/۱۹ھ)

## محرم کے چاند میں دلہن کو چھپانا کیسا ہے؟

(۱۷۸) **سوال**: محرم کے چاند میں دلہن کو چھپانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر حسن، مظفر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: محرم الحرام کے چاند میں نئی دلہن کو چھپانا بالکل غلط عقیدہ

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......إن البدعة المذمومة هو الحدث فى الدين من أن لا يكون في عهد الصحابة والتابعين ولا دل عليه دليل شرعي. (علامه سعد الدين تفتازاني،شرح المقاصد، "في علم الكلام": ج ۲، ص:۲۷۱)

وفي البحر: الأمانة على المعاصي والحث عليها كبيرة. (عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، "كتاب الشهادات": ج ۳، ص:۲۷۷)

مع قطع النظر عما يحصل عند ذلك غالبا من المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التى توجد فى الأفراح، وكذا الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقرائة القرآن، وغير ذلك مما هو مشاهد فى هذه الأزمان، وما كان كذلك فلا شك فى حرمته وبطلان الوصية به. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل البيت": ج ۳، ص:۱۴۹)

(۱) سورة المائدة:۲.

ایسا ہے، کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱/۱۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## محرم میں کھچڑا اور مالیدہ بنانا کیسا ہے؟

(۱۷۹) **سوال**: محرم میں کھچڑا و مالیدہ بنایا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد صدیقی، پرتاپ گڈھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ رسم مالیدہ وغیرہ کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے؛ اس لیے اس کو ثواب کی نیت سے کرنا بدعت ہے جو واجب الترک ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱/۱۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقومٍ فهو منهم.
(أخرجه أبوداود، في سننه، ”كتاب اللباس: باب في لبس الشهرة“: ج۲، ص:۵۵۹، رقم:۴۰۳۱)
قوله ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية أي يكون له الحق عند شخص فيطلبه من غيره ممن لا يكون له فيه مشاركة كوالده أو ولده أو قريبه وقيل المراد من يريد بقاء سيرة الجاهلية أو إشاعتها أو تنفيذها. (ابن حجر، فتح الباري، ”قوله باب العفو في الخطأ بعد الموت“: ج۱۲، ص:۲۲۱، رقم:۶۸۸۲)
﴿قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ط قَالَ طٰئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ﴾ (سورة النمل:۴۷)
﴿فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ج وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ط أَ لَآ إِنَّمَا طٰئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورة الأعراف:۱۳۱)
(۲) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (سورة المائده:۳)
وقد عاكس الرافضة والشيعة يوم عاشوراء النواصب من أهل الشام فكانوا ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## صرف عاشوراء کا روزہ رکھنا:

(۱۸۰) **سوال**: موجودہ زمانے میں صرف عاشورہ کا روزہ رکھنا کافی ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا ہے کہ مولانا تھانویؒ صرف عاشورہ کے روزہ کو کافی وغیر مکروہ قرار دیتے تھے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا محمد یوسف، مظفرنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ماہ محرم میں دسویں تاریخ میں یوم عاشوراء کے روزے کا سنت ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور قول سے ثابت ہے، نویں تاریخ کے روزے کا بھی ثبوت ہے، آج کل یہودی عاشوراء کا روزہ نہیں رکھتے، پرانے یہودی عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے؛ اس لیے فرمایا گیا کہ ایک دن پہلے یا بعد کا بھی روزہ رکھو تا کہ ان کی مشابہت نہ ہو؛ لہٰذا عاشوراء میں دسویں کے ساتھ نویں یا گیارھویں کا روزہ بھی رکھا جائے جب کہ اس پر اکابر امت کا عمل چلا آ رہا ہے؛ لیکن اگر صرف دس محرم کا روزہ رکھا، تو بھی درست ہے اس لیے کہ اب عمداً یہود سے مشابہت نہیں ہوتی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۶ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......إلى يوم عاشوراء يطبخون الحبوب ويغتسلون ويتطيبون ويلبسون أفخر ثيابهم ويتخذون ذلك اليوم عيدا يصنعون فيه أنواع الأطعمة ويظهرون السرور والفرح يريدون بذلك عناد الروافض ومعاكستهم. (أبو الفداء إسماعيل، البداية والنهاية، ”فصل وكان مقتل الحسين -رضي الله عنه-“: ج۸، ص:۲۰۳)

ويظهر الناس الحزن والبكاء وكثير منهم لا يشرب الماء ليلتئذ موافقة للحسين لأنه قتل عطشانا ثم تخرج النساء حاسرات عن وجوههن ينحن ويلطمن وجوههن وصدورهن حافيات في الأسواق إلى غير ذلك من البدع الشنيعة والأهواء الفظيعة. (”أيضاً“: ص:۲۰۲)

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بصوم عاشوراء يوم عاشر واختلفوا أهل العلم في يوم عاشوراء، فقال بعضهم: يوم التاسع، فقال بعضهم: يوم العاشر. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الصوم: باب ما جاء في عاشوراء: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## محرم کے جلوس اور کربلا وغیرہ کا حکم:

(۱۸۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین محرم کے مندرجہ ذیل رسم ورواج کے بارے میں: ہمارے علاقے میں محرم کے مہینے میں مسلمانوں کے اندر ایک طریقہ رائج ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ محرم کی پہلی تاریخ سے لے کر دسویں تاریخ تک مسلمان مذہبی شعار سمجھ کر روزانہ (ناچ گانے کے وہ سارے آلات) مثلاً ڈھول، میوزک، اور پیانو وغیرہ بجاتے ہیں اور جلوس کی شکل میں گھر گھر جا کر لاٹھی اور دیگر اشیاء کے ذریعہ کرتب دکھاتے ہیں جب کہ میوزک اور پیانو بجانے والے ہندو ہوتے ہیں اور ہندوانہ دھن بجاتے ہیں اور اس نظارے کے دیکھنے والوں میں مردوں کے علاوہ عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کی اکثریت ہوتی ہے۔ جلوس میں شامل افراد کبھی برضاء ورغبت اور کبھی بزور طاقت ہر گھر سے چندہ وصول کرتے ہیں اور ان پیسوں کے ذریعہ اجتماعی شادی کے لیے ٹینٹ، پلیٹ اور ٹیبل کرسی وغیرہ خریدتے ہیں، اور لوگ ان چیزوں کو اپنی شادی بیاہ میں استعمال کرتے ہیں اسی طرح ان پیسوں کو سود کے ساتھ لوگوں کو قرض دیتے ہیں، اسی طرح ان پیسوں سے عیدگاہ اور قبرستان کے لیے زمین خریدی جاتی ہے۔

دسویں محرم کو ایک مخصوص جگہ جا کر جس کو کربلا کہا جاتا ہے پورے علاقے کے گاؤں سے لوگ جلوس کی شکل میں ڈھول، میوزک اور پیانو کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور کرتب دکھاتے ہیں کیا مذکورہ بالا رسم ورواج قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ناظر حسین، ہردوئی

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... أي يوم هو؟": ج۱، ص:۱۵۸، رقم:۷۵۵)

عن ابن عباس رضي الله عنه، أنه قال: صوموا التاسع والعاشر وخالفوا اليهود. ("أيضاً:")

قال الكشميري: حاصل الشريعة أن الأفضل صوم عاشوراء وصوم يوم قبله وبعده، ثم الأدون منه صوم عاشوراء مع صوم يوم قبله أو بعده، ثم الأدون صوم يوم عاشوراء فقط .والثلاثة عبادات عظمى، وأما ما في الدر المختار من كراهة صوم عاشوراء منفرداً تنزيهاً فلا بد من التأويل فيه أى أنها عبادة مفضولة من القسمين الباقيين، ولا يحكم بكراهة فإنه عليه الصلاة والسلام صام مدة عمره صوم عاشوراء منفرداً وتمنى أن لو بقى إلى المستقبل صام يوماً معه. (علامه، أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "باب ما جاء في الحث على صوم يوم عاشوراء": ج۲، ص:۱۷۴)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** سوال میں جو باتیں آپ نے ذکر کی ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، افسوس ہے کہ ناجائز اور حرام کاموں کو مذہبی شعار سمجھ کر انجام دیا جا رہا ہے، یہ سب بدعات اور خرافات ہیں مسلمانوں کو ان کاموں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے، ڈھول، میوزک اور پیانو شریعت میں حرام ہے اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے اور جس طرح یہ چیزیں بجانا حرام ہے اسی طرح اس کا سننا بھی حرام ہے، زور وطاقت سے چندہ وصول کرنا حرام ہے اگر چہ ان پیسوں کو کسی بھی خیر کے کام میں لگایا جائے، دسویں محرم کو کربلا جانا یہ روافض کے کام ہیں مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے ’’عن عائشة -رضي اللّٰه عنها- قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد[۱] و كره كل لهو و استماعه كالرقص، و السخرية، و التصفيق، وضرب الأوتار من الطنبور، و البربط، و الرباب، و القانون، و المزمار، و الصنج، و البوق فإنها كلها مكروهة لأنها زى الكفار، واستماع ضرب الدف، والمزمار، وغير ذلك حرام، [۲]قال ابن مسعود صوت اللهو، والغنا ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات قلت وفي البزازية استماع صوت الملاهى كضرب قصب ونحوه حرام‘‘[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۵:۱۴۴۰ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

## اسلام میں کوئی دن، تاریخ، مہینہ منحوس ہے کہ نہیں؟

(۱۸۲) **سوال:** اسلام میں کوئی دن مہینہ تاریخ منحوس ہے یا نہیں جیسا کہ لوگ شادی بیاہ

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور‘‘ :ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷.
(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الحظر والإباحة: فصل في البيع‘‘ :ج۹،ص:۲۶۵.
(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع الدر المحتار، ’’كتاب الحظر والإباحة‘‘ :ج۹،ص:۲۰۵)

کرتے ہیں تو بعض مہینوں کو منحوس مانتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، سہرساوی

**الجواب وباللہ التوفیق:** اسلام میں کسی دن، تاریخ میں نحوست نہیں ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا بھی گناہ ہے؛ البتہ بعض ایام کی فضیلت ضروری ہے جیسے پیر، بدھ، جمعرات، جمعہ کا دن اور ایسے ہی مہینہ کی طاق تاریخیں کہ اللہ تعالیٰ خود طاق ہیں اور طاق رات کو پسند فرماتے ہیں۔ پس نکاح شادی وغیرہ کے لیے تمام ایام درست ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۲/۱۸ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## عاشوراء کا کھانا:

(۱۸۳) **سوال:** دسویں محرم کو ہی عاشورہ کے دن کھانا پکانا دعوت کرنا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی ثواب پہونچانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شریف احمد، ہریدوار

**الجواب وباللہ التوفیق:** یوم عاشورہ کی نیت سے کھانا پکانا اور دعوت کرنا اور فقراء کو

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الطب: باب لا هامة": ج۲ص:۸۵۷،رقم:۵۷۰۷)
عن إبن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألشوم في المرأة والدار والفرس. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب النكاح: الفصل الأول": ج۲ص:۲٦۷،رقم:۳۰۸۷)
لأن الأيام كلها لله تعالىٰ لا تنفع ولا تضر بذاتها. (علامه آلوسي، روح المعاني:ج۱۵ص:۱۳۱)

بھی کھلانا مستحب اور باعث ثواب ہے[۱] لیکن محرم کی نیت سے کرنا بدعت وممنوع ہے۔[۲]

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۳/۱۲ھ)

## صفر کے مہینے میں نحوست سمجھنا:

(۱۸۴) **سوال:** بعض عورتوں کا خیال ہے کہ صفر کا مہینہ اور خصوصاً شروع کے تیرہ دن منحوس اور نامبارک ہیں، ان دنوں میں عقد نکاح اور خطبہ اور سفر تک نہ کرنا چاہئے ورنہ نقصان ہوگا یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منیر الزماں، دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق:** مذکورہ خیالات اور عقائد اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں، زمانۂ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو منحوس کہتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خیالات کی سخت الفاظ میں تردید فرمائی ہے، صحیح بات یہ ہے کہ وقت، دن، ماہ، تاریخ کوئی منحوس نہیں ہے، بندوں کے اعمال وافعال پر نحوست منحصر ہے، جس وقت کو بندہ نیک کام میں لگادے وہ مبارک ہے، اور جس وقت کو بندہ گناہ میں صرف کردے، وہ اس کے لیے منحوس ہے۔ اوقات حقیقت میں منحوس نہیں ہوتے، بلکہ مدار اعمال پر ہے۔[۳]

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۲۸ھ)

---

(۱) والمتابعة كما تكون في الفعل تكون في الترك أيضاً، فمن واظب على فعل لم يفعله الشارع فهو مبتدع. (ملا علي قارى، مرقاة المفاتيح، "مقدمه"، ج۱،ص:۹۳) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## ہر سال ۹ ربیع الاول کو جلسہ کرنا:

(۱۸۵) **سوال**: میں خورشیدہ بیگم تبلیغ کرتی ہوں ۹ ربیع الاول کو بہت بڑا جلسہ کرتی ہوں، چندہ بالکل نہیں کرتی، فضائل اعمال اور حدیث وقرآن کی باتیں بتلاتی ہوں کیا یہ بدعت ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: خورشیدہ بیگم، دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اگر اس اجلاس کو اسی متعینہ تاریخ میں لازم سمجھ کر نہ کیا جائے تو یہ بدعت نہیں ہوگا اور بدعت کی تعریف اس پر صادق نہ آئے گی، اس میں اتنا تغیر کر لینا سنت شریعت کے موافق ہوگا کہ اسی ۹ ربیع الاول کو لازم نہ سمجھا جائے، گاہے گاہے اس تاریخ کے علاوہ دوسری تاریخوں میں اجلاس کرلیا جائے کہ کسی سال میں ۸ کو کسی میں ۷ کو وغیرہ۔[۱] لیکن اس کو لازم سمجھ کر عمل کرنا بدعت اور واجب الترک ہے۔ انتظامی طور پر کوئی تاریخ مقرر کئے رکھنا درست ہے، سنت سمجھ کر درست نہیں ہے، اسی طرح کوئی ایسی تاریخ طے کئے رکھنا بھی درست نہیں ہے جسے لوگ سنت کی حیثیت دینے لگیں جب کہ وہ سنت نہ ہو۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۲/۲۵ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(۲) ایصال ثواب کے لئے کسی دن کی تخصیص شریعت سے ثابت نہیں اور اب جب کہ یہ روافض اور مبتدعین کا شعار بن چکا ہے تو قطعاً ترک کرنا چاہئے۔ (حاشیہ کفایت المفتی، ’’مخصوص ایام کی مروجہ بدعات کا بیان‘‘: ج۲،ص:۲۹۸،)

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب الطب: باب لا هامة‘‘: ج۲،ص:۸۵۷،رقم:۵۷۰۷)

عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الشؤم في المرأة والدار والفرس، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ’’كتاب النكاح: الفصل الأول‘‘: ج۱،ص:۲۶۷)

الأيام كلها لله تعالى لا تنفع ولا تضر بذاتها. (علامه آلوسي، روح المعاني: ج۱۵،ص:۱۳۱)

(۱) لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله تعالىٰ كذا في الوجيز. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## عید میلاد النبی پر جشن منانا وجلسے کرنا:

(۱۸۶) **سوال:** ہمارے یہاں عید میلاد النبی کا جشن منایا جاتا ہے اور خوب جلسے کئے جاتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی شبیر احمد، کشمیری

**الجواب وباللہ التوفیق:** یوم پیدائش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا یوم وفات پر جشن و عید میلاد النبی وغیرہ کی خیر القرون میں کوئی اصل نہیں ملتی؛ اس لیے اگر لازم سمجھ کر اس متعین تاریخ میں جشن منایا جائے، تو بدعت اور واجب الترک ہوگا، ہاں ایصال ثواب مستحسن ہے، لیکن غیر شرعی امور کا ارتکاب موجب فسق ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۳/۲۷ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة'': ج۵،ص:۳۱۹)

(۲) ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، ''البدع الحولية'': ج۲۲،ص:۱۹۳)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام'': ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۱) ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة: الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله تعالىٰ كذا في الوجيز. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## ۱۲؍ربیع الاول کو جلسہ و جلوس کرنا:

(۱۸۷)**سوال**: بارہ ربیع الاول کو تقریری پروگرام اور جلوس وغیرہ نکالنا کیسا ہے جیسا کہ بہت سے حضرات ایسا کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مصطفیٰ، باغپت

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: جلوس وغیرہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بغیر کسی التزام کے وعظ و نصیحت میں حرج نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۳/۲۱ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة'': ج۵،ص:۳۱۹)

ولأن ذكر اللّٰه تعالیٰ إذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت، أو بشيء دون شيء لم يكن مشروعاً لم يرد الشرع به لأنه خلاف المشروع. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب العيدين'' :ج۲،ص:۲۷۹)

من أحدث فی الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة: الفصل الأول'' :ج۱،ص:۳۳٦،رقم:۱۴۰)

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام'' :ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'' :ج۱،ص:۵٦۸)

من أحدث فی الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة: الفصل الأول'':ج۱،ص:۳۳٦،رقم:۱۴۰)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## گیارہویں شریف منانا کیسا ہے؟

(۱۸۸) **سوال**: گیارہویں شریف منانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عارف، شاہجہاں پور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: گیارہویں منانا کہیں سے ثابت نہیں، یہ محض ایک رسم ہے، نیز بہت سے اعتقادی، عملی واخلاقی مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے واجب الترک ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۶/۵/۶ھ)

**الجواب صحیح**:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... (موسوعة الرد على الصوفية، ''البدع الحولية'': ج۲۲،ص:۱۹۳)

لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه اللّٰه تعالىٰ كذا في الوجيز. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة'': ج۵،ص:۳۱۹)

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام'': ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو باطلٌ وحرامٌ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام'': ج۳،ص:۴۲۷)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، ''البدع الحولية'': ج۲۲،ص:۱۹۳)

## ۱۲/ربیع الاول کی چھٹی کرنا اور کاروبار نہ کرنا کیسا ہے؟

(۱۸۹) **سوال**: عرصہ سے ۱۲/ربیع الاول جس روز ہوتی ہے اس روز کاروبار بند رکھے جاتے ہیں، عبادات روحانی، ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، کہا جاتا ہے اس میں کسی رسم وغیرہ کو دخل نہیں ہے، لیکن چوں کہ چھٹی ہوتی ہے اس لیے یہ کام بھی بآسانی کر لیے جاتے ہیں تو یہ چھٹی کرنا گناہ تو نہیں ہے؟ ایک جماعت کہتی ہے کہ ناجائز ہے۔ شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جاوید مہتاب الدین، دہلی

**الجواب وباللہ التوفیق**: ایسا کرنے پر جب کہ پابندی کی جارہی ہے اور یہ طریقہ قرونِ ثلاثہ میں سے کسی قرن میں اپنایا نہیں گیا نہ اسلاف ہی سے ثابت ہے اور نہ اکابرامت سے اس لیے اس کو بدعت ہی کہا جائے گا۔ بدعت کی تعریف یہ ہے کہ ہر ایسی چیز جو عبادت کے طریقہ پر ثواب کی نیت سے کی جائے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا زمانہ صحابہؓ وتابعین میں علت پائے جانے کے باوجود نہ کی گئی ہو، اب اگرچہ آپ اس کو رسم نہیں مان رہے، لیکن مابعد میں ایسا نہ کرنے والوں پر طعن وتشنیع کی جائے گی اور اس بدعت کے موجد آپ حضرات قرار دیئے جائیں گے اور حوادث بدعت بلاشبہ گناہ ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۶/۲۲ھ)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲، ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)
من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱، ص:۳۳۶، رقم:۱۴۰) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## جشن میلاد النبی پر جلسہ، ڈھول باجہ وغیرہ:

(۱۹۰) **سوال:** ۱۲/ربیع الاول کے موقع پر جشن میلاد النبی کے نام پر راتوں میں ایک دو بجے تک بیانات کرنا اور اسی طرح گاڑیوں میں لا الہ الا اللہ کے جھنڈے لگا کر گھومنا اور ڈھول باجا بجانا وغیرہ۔ یہ امور جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محبوب صاحب، کرناٹک

**الجواب وباللہ التوفیق:** جشن میلاد النبی کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد سلف صالحین میں کوئی رواج نہیں رہا اور نہ ہی اسے قربت وطاعت قرار دیا گیا اب کچھ جگہوں پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جشن منایا جانے لگا اس تکلیف دہ صورت حال پر کنٹرول کے لئے علماء کرام نے وعظ وخطاب کو اختیار کیا جس کی برکت سے اس صورت حال پر کافی حد تک کنٹرول ہوا لہٰذا جشن میلاد غیر شرعی و بدعت ہے اور اس میں ڈھول باجا وغیرہ ناجائز ہے، نیز وعظ وخطاب کے لئے ثواب سمجھ کر اور جشن کی وجہ سے اسی رات کی تعیین بھی درست نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وأظهر الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات جملة. (موسوعة الرد على الصوفية، "البدع الحولية": ج۲۲،ص:۱۹۳)

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إياكم ومُحدَثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة. (أخرجه أبو داود، في سننه، "أول كتاب السنة، باب في لزوم السنة": ج۲،ص:۶۳۲)

(۱) واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: فصل في البيع": ج۹،ص:۵۶۶)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من أحدث......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## تعطیل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

(۱۹۱) **سوال**: ہماری سرکار نے یوم عید میلاد النبی کی چھٹی کردی ہے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دن بہت دھوم دھام سے منایا جائے، اچھے لباس، اچھے طعام کے ساتھ منایا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ بس کچھ مسجدوں میں پڑھ کر (قرآن) منالیا جائے تو کس طرح کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی یوسف، ٹانڈہ

**الجواب وباللہ التوفیق**: شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، صحابۂ کرامؓ، حضرات ائمہ اور اسلاف عظام سے بھی ثابت نہیں ہے۔ مگر بعض مرتبہ حالات اور وطنی غیر مسلم پڑوسیوں کی وجہ سے اپنی اجتماعیت اور یکجہتی کا مظاہرہ کرنے کے لئے بھی کچھ کرنا ضروری ہوجاتا ہے اس لحاظ کے ساتھ کہ حدود شرعی سے تجاوز نہ ہو اور اس کو عقیدہ نہ بنالیا جائے۔ پس اس بات کا خیال رکھتے ہوئے وقتِ ضرورت امور مذکور کے کرنے کی گنجائش ہے اور اختلاف اس پر مناسب نہیں ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۳/۱۴۱۱ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور": ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۲۶۹۷)

المولود الذي شاع في هذا العصر ............ ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱، ص:۵۶۸)

ونظير ذلك فعل كثير عند ذكر مولده صلى الله عليه وسلم: ووضع أمه له من القيام. وهو أيضاً: بدعة لم يرد فيه شيء به على أن الناس إنما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى الله عليه وسلم، فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص. (أحمد بن محمد، الفتاویٰ الحديثية: ج۱، ص:۵۸)

## ۲۷/رجب المرجب کا روزہ:

(۱۹۲) **سوال**: ہمارے یہاں ستائیسویں رجب کے روزے کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے اور اس کو بہت بڑا ثواب سمجھتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مکرم حسین، مظفر نگر

**الجواب وباللہ التوفیق**: ۲۷/رجب کے بارے میں جو روایات ہیں وہ موضوع اور ضعیف ہیں، صحیح اور قابل اعتماد نہیں؛ لہٰذا ۲۷/رجب کا روزہ مثل عاشورہ کے ثواب سمجھ کر کہ ہزار روزوں کا ثواب ملے گا یہ سمجھ کر روزہ رکھنا ممنوع ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے[۱] البتہ اگر کوئی شخص ہزار روزہ کے اجر کی نیت نہ کرے محض ثواب کے لیے رکھے تو کوئی ممانعت نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۲۳ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## رجب کے کونڈے، شب برأت کے حلوہ کا حکم:

(۱۹۳) **سوال**: رجب کے کونڈے جس کو عرفِ عام میں ''رجبی'' کہتے ہیں اور محرم کا حلیم

(۱) ۲۷/رجب کے روزے کی فضیلت صحاح احادیث میں ثابت نہیں مگر غنیۃ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے لکھا ہے، اس کو محدثین ضعیف کہتے ہیں حدیث ضعیف سے ثبوت نہیں ہوسکتا ہے، نفس روزہ جائز ہے۔ فقط: واللہ اعلم (رشید احمد، گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ: ص: ۴۵۵)

(۲) وقد وردت فيه أحاديث لا تخلو من طعن وسقوط كما بسطه ابن حجر في تبيين العجب مما ورد في فضل رجب، وما اشتهر في بلاد الهند وغيره أن الصوم صباح تلك الليلة يعد ألف صوم فلا أصل له.
(الآثار المرفوعة، ''ذكر عاشر رجب'': ج ۱، ص: ۷۷)

اور پندرہ شعبان کا حلوا بنانا اور بزرگوں کے لیے ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مشتاق احمد، مہاراشٹر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ایصال ثواب کے لیے شرعاً نہ کوئی تاریخ مقرر ہے، اور نہ ہی کوئی دن متعین ہے؛ بلکہ ہمہ وقت ایصال ثواب جائز اور درست ہے، پس مذکورہ بالا تمام رسوم غیر شرعی رسوم ہیں، ان رسوم کو ایصال ثواب کے لئے مقرر کرنا اور ان میں مذکورہ کھانوں کو ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے؛ اس لیے اس کو بدعت ہی کہا جائے گا، جس سے پرہیز کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۸/۷/۱۴۱۴ھ)

**الجواب صحیح:**

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## شب برأت کی رسومات سے روکنا کیسا ہے؟

(۱۹۴) **سوال:** شب برأت پر خوب روشنی کی جاتی ہے پٹاخے وغیرہ بجائے جاتے ہیں ان بدعات کو روکنے کے لئے لٹریچر کالم وغیرہ لکھنا یا کوئی اور طریقہ اختیار کرنا مفید ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: اہلیہ، سرتاج، بنارس

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (سورة الإسراء:۲۷)

وقال مجاهد لو انفق انسان ما له كله في الحق لم يكن مبذراً ولو انفق مدا في غير حق كان مبذراً. (تفسير ابن كثير، "سورة الإسراء:۲۷": ج۲،ص:۶۹)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** شب برأت وغیرہ کے مواقع پر بدعات سے اجتناب لازم ہے اور دوسروں کو بھی اس سے محفوظ رکھنے کے لیے کوشش جاری رکھنی چاہئے اس کے لیے لٹریچر وغیرہ لکھنا بھی مفید ہے، لوگوں سے فرداً فرداً کبھی ملاقات کرکے ان کو صحیح طور سے آگاہ کرنا بھی مفید ہے، محنت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاء بھی کی جائے، ہدایت تو اللہ کا کام ہے بندہ کوشش کرسکتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۷/۸/۲۲ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## شب برأت میں قبرستان جاتے ہوئے مخصوص کلمات پڑھنا:

(۱۹۵) **سوال:** بعض جگہ کے لوگوں نے یہ معمول بنا رکھا ہے کہ شب برات میں مسجد میں یکجا ہوکر عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر جب رات کا اخیر حصہ ہوتا ہے تو سب کے سب مندرجہ ذیل کلمات کا ورد کرتے ہوئے قبرستان کو جاتے ہیں کلمہ یہ ہے ''**حسبي ربي جل اللّٰہ نور محمد صلی اللّٰہ**'' وغیرہم۔ آیا ان قسم کے الفاظ مع ان افعال کے شریعت سے ثابت ہیں یا نہیں؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: سعید احمد فیضی

---

(۱) من تعبد للّٰہ تعالیٰ بشيء من هذه العبادات الواقعة في غير أزمانها فقد تعبد ببدعة حقيقية لا إضافية فلا جهة لها إلى المشروع بل غلبت عليها جهة الابتداع فلا ثواب فيها. (أبو اسحاق الشاطبي، الاعتصام، ''فصل البدع الإضافية هل يعتد بها عبادات'': ج۲،ص:۲۶)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳۶، رقم:۱۴۰)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ معمول کا یا قبرستان جاتے ہوئے مذکورہ کلمہ پڑھنے کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں۔ اتفاقاً ایسا ہو تو اباحت کے درجہ میں ہوگا اور اگر اس طریقہ کو شرعی طریقہ سمجھ کر رسم بنالیا گیا اور ضروری سمجھا گیا تو یہ معمول بدعت میں شمار ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند
(۹/۷/۱۴۰۹ھ)

## شب برأت میں حلوہ پکانا کیسا ہے؟

(۱۹۶) **سوال:** شب برأت کے دن حلوا پکانا، چاول کی روٹی پکانا، گوشت پکانا، نیز بعد مغرب ہر گھر سے شیرینی اپنے برتن میں لے کر مسجد میں جمع ہو کر بعد تقریر و دعاء تقسیم کر کے برکت کے طور پر گھر لے جانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شبیر احمد، مرادآباد

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** شب برأت، عید الفطر، عید الاضحیٰ اور محرم کی دسویں تاریخ میں بعض امور کو ضروری اور لازم سمجھنا اور ان کو انجام دینا جن کا سوال میں تذکرہ ہوا ہے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں ان چیزوں کی کوئی اصل نہیں ملتی اور نہ ہی یہ چیزیں دین اسلام اور مسلمانوں کے کسی فائدے کی چیزیں ہیں؛ اس لیے یہ

---

(۱) وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مستند لها من الكتاب والسنة ويجب على أهل العلم أن ينكروها وأن يبطلوا هذه العادات ما استطاعوا. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد في البول": ج۱،ص:۲۶۶)

رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي. (حسن بن عمار، المراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي"،ص:۴۰۲)

چیزیں بدعات سیئہ ہوکر ناجائز وحرام ہیں بدعت یعنی دین میں کسی چیز کولازم سمجھ لینا جب کہ دین میں اس کی کوئی اصل نہ ہو شرعاً بڑا گناہ ہے اور اس پر احادیث میں بڑی سخت وعیدیں ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۱/۱۴۱۶ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## شب برأت میں قبرستان جاتے وقت بلند آواز سے نعرہ تکبیر کہنا:

(۱۹۷) **سوال**: شب برأت کو قبرستان جاتے ہوئے زور زور سے بہت سارے آدمیوں کا نعرہ تکبیر اللہ اکبر کہتے ہوئے جانا درست ہے یا نہیں شرعی حکم کیا ہے؟ اگر کوئی شخص یہ فعل کرار ہا ہے، تو اس کے لیے کیا وعید ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فرقان کاظمی، راجوپور

**الجواب وباللہ التوفیق**: مذکورہ فی السوال صورت خیر القرون میں ثابت نہیں اس لیے بدعت اور واجب الترک ہے فرداً فرداً اگر کوئی قبرستان جاتے ہوئے تکبیر یا دیگر دعاء پڑھے یا اتفاقاً جمع ہوجائیں تو شرعاً مضائقہ نہیں؛ لیکن اس پر استمرار یا اس کے ترک کو برا سمجھنا درست نہیں اور جو اس طریقہ کو لازم سمجھے وہ گناہ گار ہے اس کو متنبہ کیا جائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۱۰/۱۴۱۶ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحیحه، "کتاب الأقضیة: باب نقض الأحکام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)
وکل هذه بدع ومنکرات لا أصل لها في الدین ولا مستند لها من الکتاب والسنة، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## شب برأت میں اجتماعی عبادت کرنا:

(۱۹۸) **سوال**: پندرھویں شعبان کو اجتماعی طور پر عبادت کرنا جس میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ محلّہ کے افراد محلّہ کی مسجد میں جمع ہوتے ہیں، روشنی کا پورا اہتمام کیا جاتا ہے اور پوری رات جاگتے ہیں جس میں کھانے کا اہتمام پورے طور پر کیا جاتا ہے اور حیلہ یہ بنایا جاتا ہے کہ گھر میں عبادت کرنا، پوری رات جاگنا مشکل ہے اس لیے مسجد میں اجتماعی طور پر عبادت کرنے میں پوری رات بیدار رہنا آسان ہے۔ شریعت کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: مظہر الحق، بیگوسرائے

**الجواب وباللہ التوفیق**: اجتماعی عبادت کے اہتمام پر کوئی شرعی دلیل معلوم نہیں ہوتی؛ اس لئے ازخود اس کا اہتمام کرنا شرعاً درست نہیں[۱] ہاں اگر اتفاقاً فرد فرد ہو کر اجتماع ہو جائے، تو اس میں مضائقہ نہیں ہے اور بلاضرورت یا ضرورت سے زائد روشنی اسراف اور ناجائز ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۱۱/۲۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......ويجب على أهل العلم أن ينكروها وأن يبطلوا هذه العادات ما استطاعوا. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد في البول" :ج۱،ص:۲۶۶)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام" :ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي. (حسن بن عمار ،مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي" :ص:۴۰۲)

(۱) والمتابعة كما تكون في الفعل تكون في الترك أيضاً، فمن واظب على فعل لم يفعله الشارع فهو مبتدع. (ملا علي قاری، مرقاة المفاتيح، "مقدمه":ج۱،ص:۹۳)

(۲) ﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط﴾ (سورة الإسراء:۲۶-۲۷)

## شب برأت کے سلسلے میں مروی روایات کی تحقیق:

(۱۹۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
شب برأت کی حقیقت کیا ہے؟ ہمارے یہاں کے بعض علماء اس رات کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے ابن ماجہ کی حدیث: ص:۹۹/ پر جو حدیث موجود ہے اس کا حافظ ابن حجر نے التقریب: ص:۲۹۶/ پر رد کیا ہے اس کی تحقیق مطلوب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد ایوب صاحب، گجراتی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: شب برأت کی فضیلت کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں ان کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے اوران پر توارث بھی ہے؛ اس لیے شب برأت کی فضیلت کا انکار کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں اس سلسلے میں بعض روایات ضعیف اور کمزور ہیں؛ لیکن بعض صحیح اور حسن درجہ کی بھی روایتیں ہیں؛ اس لیے مجموعہ روایات سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک ابن ماجہ کی حدیث:

''**عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فإن اللّٰه ينزل فيها لغروب الشمس إلى سماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر لي فأغفر له ألا مسترزق فأرزقه ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر**''[۱] کا تعلق ہے اس کو متعدد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے التقریب میں اس پر رد کیا ہے وہ میری نظر سے نہیں گزرا ہاں دیگر محدثین نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے؛ لیکن اس رات کی فضیلت صرف اسی ایک حدیث سے ثابت نہیں ہے؛ بلکہ اس کے علاوہ دیگر احادیث بھی ہیں جن سے اس رات کی فضیلت پر استدلال کیا گیا ہے مثلاً:

''**وعن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال:**

(۱) مشكوٰة المصابيح ''كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث''، ج۱،ص:۱۱۵.

**يطلع الله إلى جميع خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو لمشاحن**"[۱] اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا گیا ہے۔اسی طرح ایک حدیث ہے:

"**إذا كان ليلة النصف من شعبان إطلع الله إلى خلقه فيغفر للمؤمنين ويمهل الكافرين ويدع أهل الحقد بحقدهم حتى يدعوه**"[۲] اس حدیث پر شیخ البانی نے بھی صحیح کا حکم لگایا ہے۔ترمذی میں روایت ہے:

"**إن الله عزوجل ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا، فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب**"[۳]

اس طرح کی متعدد احادیث ہیں جن میں اگرچہ بعض ضعیف ہیں؛ لیکن تعدد طرق کی وجہ سے ان کا ضعف ختم ہوجاتا ہے اور وہ روایت قابل قبول ہوجاتی ہے، اسی وجہ سے علماء کا ان روایات پر عمل رہا ہے، محض ابن ماجہ کی ضعیف روایت کو دیکھ کر پندرہویں شعبان کا فضیلت کا بالکلیہ انکار کرنا درست نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۶/۲۲ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

## شب برأت کو تہوار کے طور پر منانا:

(۲۰۰) **سوال**: شب برأت کو تہوار کے طور پر منایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سالم، دیوبند

**الجواب وباللہ التوفیق**: شب برأت تہوار نہیں ہے اس رات کو تہوار کے طور پر منانا

(۱) الترغيب والترهيب، "كتاب الأدب وغيره": ج۳،ص:۳۰۷،رقم:۴۱۸۸.
(۲) صحيح الترغيب والترهيب، "الترغيب في الحياء": ج۳،ص:۳۴،رقم:۲۷۷۱.
(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الصوم: باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان": ج۱،ص:۱۵۶،رقم:۷۳۹.

بدعت ہے[۱] بلکہ بابرکت رات ہے اس میں اللہ کا ذکر، قرآن کریم کی تلاوت، گناہوں سے توبہ و استغفار، نماز وغیرہ دعائے خیر کرنی چاہئے اگلے روز روزہ بھی مستحب ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۸/۱۴۲۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## شب معراج، شب برأت، شب قدر میں نفلی عبادات کا ثبوت:

(۲۰۱) **سوال**: شب معراج، شب براءت، شب قدر ان راتوں میں لوگ مساجد میں جمع ہوکر نوافل پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمجید آسامی، متعلّم دارالعلوم وقف

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: شب معراج کی کوئی حتمی تاریخ ثابت نہیں ہے، اور نہ اس میں عبادت کرنی ثابت ہے،[۳] البتہ شب قدر،[۴] شب براءت،[۵] عنداللہ بہت متبرک ہیں اوران

(۱) ومنها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات والمعينة والتزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعين في الشريعة. (أبو إسحاق الشاطبي، الاعتصام ، ''الباب الأول في تعريف البدع إلخ'': ج۱،ص:۳۹)

(۲)عن علي رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن اللّٰه تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان'': ج۱،ص:۱۱۵،رقم:۱۳۰۸)

(۳)إنا لم نجد فى كتب الأحاديث لا إثباتا ولا نفيا ما اشتهر بينهم من تخصيص الخامس عشر من رجب بالتعظيم والصوم والصلاة. (ما تثبت بالسنة:ص:۱۹۲)

(۴)﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ەخَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝﴾(سورة القدر:۱،۳)

(۵)إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها. (مشكوٰة المصابيح، كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث'':ص:۱۱۵)

راتوں میں جتنی عبادت کی جائے باعث اجر وثواب ہے؛ لیکن نوافل با جماعت نہ پڑھنی چاہئیں کیوں کہ وہ بدعت اور مکروہ ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عارف قاسمی
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۱/۱۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## افضل ترین رات؟

(۲۰۲) **سوال**: شب براءت، شب قدر، شب عرفہ اور شب عید اور شب بقرعید ان میں کون سی رات افضل ترین ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اخلاق الرحمٰن، غازی آباد

**الجواب وباللہ التوفیق**: ان راتوں میں افضل ترین شب قدر ہے، جو رمضان المبارک میں ہوتی ہے۔ [2] پھر شب براءت ہے جو پندرہ شعبان کو ہوتی ہے، [3] پھر دوسری راتیں ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن النفل بالجماعة على سبيل التداعي مكروه. (حلبي كبيري: ص: ۴۳۲)

(۲) ﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝﴾ (سورة القدر)

(۳) عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن الله تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجة (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث": ج۱، ص: ۱۱۵، رقم: ۱۳۰۸)

## شب برأت میں شب بیداری کرنا:

(۲۰۳)**سوال**: ہر سال عبادت میں شب بیداری کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اشفاق علوی، لکھنؤ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بڑی اچھی بات ہے؛ لیکن لازم نہ سمجھیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۸/۲۶ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## ۱۵/شعبان کو روزہ رکھنا:

(۲۰۴)**سوال**: پندرہ شعبان کے دن میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: کامران، بجنور

---

(۱)عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن الله تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجه (مشكوٰة المصابيح، ’’كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث‘‘: ج۱،ص:۱۱۵، رقم:۱۳۰۸)

وقال صلى الله عليه وسلم: من أحيا الليالي الخمس وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان. وقال صلى الله عليه وسلم: من قام ليلة النصف من شعبان وليلتى العيدين لم يمت قلبه يوم تموت القلوب. (حسن بن عمار، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي‘‘ :ص:۴۰۱)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي المتقدم ذكرها في المساجد وغيرها: لأنه لم يفعله النبي صلى الله عليه وسلم ولا أصحابه فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز ............ وقالوا: ذلك كله بدعة. (’’أيضاً‘‘: ج۱،ص:۴۰۲)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة ورمضان‘‘: ج۲،ص:۴۶۹)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** درست ہے؛ لیکن مستحب ہے [۱] ضروری نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۸/۲۶ھ)

**الجواب صحیح:**
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## پندرہویں شعبان کے مخصوص اعمال:

(۲۰۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسائل میں: ایک شخص کا قول ہے کہ پندرہویں شعبان کی شب تلاوت کرنا، اہتمام کے ساتھ جاگ کر دوسرے دن کے مقابلہ عبادت کرنا، نوافل، صلوۃ التسبیح پڑھنا اور اپنے اعزاء کی قبروں پر جانا قبروں پر کھڑے ہوکر دعاء کرنا یہ تمام کی تمام بدعت ہے۔ اس کا کوئی ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں ہے۔ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور

---

(۱) عن علي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فإن الله تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر، رواه ابن ماجه (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث'': ج۱،ص:۱۱۵،رقم:۱۳۰۸)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة ورمضان'': ج۲،ص:۴۶۹)

عن عائشة رضي الله عنها، أنها قالت: مارأيت النبي صلى الله عليه وسلم في شهرٍ أكثر صياماً منه في شعبان كان يصومه إلا قليلاً بل كان يصومه كله. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصوم: باب ما جاء في وصال شعبان برمضان'': ج۱،ص:۱۵۵،رقم:۷۳۶)

عن ابن عباسٍ رضي الله عنه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يفطر أيام البيض في حضرٍ ولا سفرٍ. (أخرجه النسائي، في سننه، ''كتاب الصيام: صوم النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۱،ص:۲۵۰،رقم:۲۳۴۵)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** پندرہویں شعبان کی رات میں انفرادی طور پر دعاء، تلاوت، نماز وغیرہ عبادات میں مشغول ہونے اور دن میں روزہ رکھنے کی فضیلت روایات سے ثابت ہے۔

**”عن علي رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها فإن اللّٰه تعالیٰ ینزل فیها لغروب الشمس إلی السماء الدنیا، فیقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلی فأعافیه ألا کذا ألا کذا حتی یطلع الفجر، رواہ ابن ماجه“**[1]

اس وجہ سے دیگر راتوں کے مقابلہ میں اس رات کی نوافل کا ثواب زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر خرافات اور بدعات جو آج کل شروع ہوگئی ہیں، مثلاً: حلوہ پکانا، چراغاں کرنا، رات بھر جاگ کر مسجد اور قبرستان میں شورشرابہ کرنا یہ سب خلاف شریعت امور ہیں۔[2] قبرستان جانا بھی حدیث سے ثابت ہے؛ اس لیے اگر کبھی چلا جائے، تو حرج نہیں تاہم اس کو رسم نہ بنایا جائے اور قبرستان کے تقدس کی پامالی اور شور وغل سے اجتناب کیا جائے، قبرستان جانے کا مقصد تذکیر آخرت اور اہل قبور کے احوال سے عبرت حاصل کرنا ہی ہو۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶:۴/۱۳ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ”کتاب الصلاۃ: باب قیام شهر رمضان، الفصل الثالث“: ج۱،ص:۱۱۵۔

(۲) السراج الکثیر الزائد عن الحاجة لیلة البراءة هل یجوز؟ ...... هو بدعة. (نفع المفتي والسائل :ص:۱۳۸)
من عمل عملاً لیس علیه أمرنا فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحیحه، ”کتاب الأقضیة: باب نقض الأحکام الباطلة“: ج۲،ص:۷۷)

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ”من قام لیلة النصف من شعبان ولیلتی العیدین لم یمت قلبه یوم تموت القلوب“ ومعنی القیام أن یکون مشتغلا معظم اللیل بطاعة وقیل بساعة منه یقرأ أو یسمع القرآن أو الحدیث أو یسبح أو یصلي علی النبي صلی اللّٰه علیه وسلم وعن ابن عباس رضي اللّٰه عنه بصلاة العشاء جماعة والعزم علی صلاة الصبح جماعة کما في إحیاء لیلتی العیدین، وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه لیه وسلم: من صلی العشاء في جماعة فکأنما قام نصف اللیل، ......

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ: پر......

## شب برأت میں مسجد وقبرستان میں لائٹ لگانا اور کھانا تقسیم کرنا:

(۲۰۶)**سوال**: شب برأت کے موقع پر ہمارے یہاں لوگ قبرستان کے راستہ میں اور قبرستان میں لائٹ لگاتے ہیں اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس دن لوگ کھانا بنا کر لوگوں میں تقسیم بھی کرتے ہیں اور تیسرا مسئلہ یہ کہ اس دن لوگ مسجد میں جھومر اور لائٹ بھی لگاتے ہیں۔کیا یہ تمام چیزیں درست ہیں، کیا اس رات میں نفل نماز پڑھنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: زین الحق صاحب، کلکتہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس رات قبرستان میں لائٹیں لگوانے اور کھانا تقسیم کرنے وغیرہ امور کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے؛[۱] تاہم یہ رات فضائل والی رات ہے، اس وجہ سے اپنے گھر پر نفل عبادات میں مشغول رہنا مستحب ہے؛ جب تک بشاشت ہو گھر میں عبادت کریں[۲] ورنہ سو جائیں، خرافات میں وقت ضائع نہ کریں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸/۷/۱۳ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......ومن صلى الصبح في جماعة فكأنما قام الليل كله (رواه مسلم) ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي المتقدم ذكرها في المساجد وغيرها لأنه لم يفعله النبي صلى الله عليه وسلم ولا الصحابة، فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز: منهم عطاء وابن أبي مليكة وفقهاء أهل المدينة وأصحاب مالك وغيرهم وقالوا: ذلك كله بدعة. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد، وصلاة الضحىٰ وإحياء الليالي'' :ج۱،ص:۴۰۲)

(۳) عن عائشة رضي الله عنها، أنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم- كلما كان ليلتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج من آخر الليل إلى البقيع. فيقول: السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وأتاكم ما توعدون غدا، مؤجلون، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، اللّٰهم اغفر لأهل بقيع الغرقد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الجنائز: فصل في التسليم على أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم'': ج۱،ص:۳۱۳،رقم:۹۷۴)

(۱) وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مستند لها في الكتاب والسنة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## مقدس راتوں میں مساجد میں جمع ہوکر وظائف ونوافل پڑھنا:

(۲۰۷)**سوال**: شب قدر، شب برأت اور شب معراج میں مساجد میں جمع ہوکر وظائف، نماز نوافل پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سہیل، دربھنگوی

**الجواب وباللہ التوفیق**: شب برأت میں تنہا تنہا عبادت منقول ہے؛ اس لیے دعوت دے کر لوگوں کو جمع کرنا مکروہ ہے؛[1] البتہ اگر اتفاقاً لوگ تنہا تنہا آکر تعداد مجمع کی ہوجائے، تو مضائقہ نہیں اور اتفاقاً چائے وغیرہ پلا دینے میں بھی حرج نہیں ہے، لیکن ثواب سمجھ کر اس کا رواج بنا لینا جائز نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۸/۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......ویجب علی أهل العلم أن ینکروها. (علامه أنور شاه الکشمیري، معارف السنن، ’’باب التشدید في البول‘‘: ج۱،ص:۲۶۶)

(۲)عن علي رضي اللّٰه عنه، قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها. (مشکوٰۃ المصابیح، ’’کتاب الصلاة: باب قیام شهر رمضان، الفصل الثالث‘‘: ص:۱۱۵، رقم:۱۳۰۸)

(۱)عن علي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها فإن اللّٰه تعالیٰ ینزل فیها لغروب الشمس إلی السماء الدنیا، فیقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلی فأعافیه ألا کذا ألا کذا حتی یطلع الفجر، رواه ابن ماجه (مشکوٰۃ المصابیح، ’’کتاب الصلاة: باب قیام شهر رمضان، الفصل الثالث‘‘: ج۱،ص:۱۱۵، رقم:۱۳۰۸)

وقال صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحیا اللیالي الخمس وجبت له الجنة لیلة الترویة ولیلة عرفة ولیلة النحر ولیلة الفطر ولیلة النصف من شعبان. وقال صلی اللّٰه علیه وسلم: من قام لیلة النصف من شعبان ولیلتی العیدین لم یمت قلبه یوم تموت القلوب. (حسن بن عمار، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ’’کتاب الصلاة: فصل في تحیة المسجد وصلاة الضحیٰ وإحیاء اللیالي‘‘ :ص:۴۰۱)

ویکره الاجتماع علی إحیاء لیلة من هذه اللیالي المتقدم ذکرها في المساجد وغیرها: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## عید کے دن جھنڈا لے کر عیدگاہ تک جانا:

(۲۰۸)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ عید الاضحیٰ وعید الفطر کے دن گاؤں سے جھنڈا لے کر عیدگاہ تک لے جانا اور ساتھ ہی ساتھ اشعار ونظمیں پڑھی جاتی ہیں اس سے پہلے کبھی جھنڈا نہیں لیا گیا یہ بدعت ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کی خوشی کے لیے یا جوش ابھارنے کے لیے یا اور کسی دوسری مصلحت کے لئے جائز ہے یا نہیں اور اگر کسی گاؤں میں بہت دنوں سے جھنڈا اٹھایا جاتا ہے تو وہ بدعت میں داخل ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محسن علی صاحب، سیتاپور

**الجواب وباللّٰه التوفیق**: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں عیدگاہ تک جاتے ہوئے راستہ میں تکبیر تشریق (عید الفطر میں آہستہ آہستہ اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز کے ساتھ) پڑھنا مسنون و مستحب ہے[۱] اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پس مذکورہ صورت میں اس کے برعکس جھنڈے لے کر جلوس بنا کر نظمیں اور اشعار پڑھتے ہوئے جانا یقیناً طریقہ مسنونہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعت ہے جس سے پرہیز کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۶/۱۲/۵ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......لأنه لم يفعله النبي صلى الله عليه وسلم ولا أصحابه فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز ...... وقالوا: ذلك كله بدعة. (''أيضاً'': ج۱، ص:۴۰۲)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة ورمضان'': ج۲، ص:۴۶۹)

(۱)(الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد) هو المأثور عن الخليل. والمختار أن الذبيح إسماعيل. فقال: تكبير التشريق سنة ماضية نقلها أهل العلم وأجمعوا على العمل بها. قال العيني: صفته (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب العيدين'': ج۲، ص:۱۷۷)

(۲)من تعبد لله تعالىٰ بشيء من هذه العبادات الواقعة في غير أزمانها فقد تعبد ببدعة حقيقية لا إضافية فلا جهة لها إلى المشروع بل غلبت عليها جهة الابتداع فلا ثواب فيها. (أبو اسحاق الشاطبي، الاعتصام: ج۲، ص:۲۶)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام'': ج۲، ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)

## عیدالفطر کے دن اللہ کے نام پر باسن پکانا اور گوشت کو حرام سمجھنا:

(۲۰۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

عیدالفطر کے دن ہمارے یہاں کے لوگ اللہ تعالیٰ کے باسن کے نام سے کھانا پکاتے ہیں اور اس دن جب تک وہ کھانا گھر میں ہوتو گوشت کا کھانا حرام اور غلط سمجھتے ہیں اگر اتفاق سے اس کے گھر میں کسی نے گوشت کھالیا، تو اس کو گھر کے دروازہ تک بھی جانے نہیں دیتا۔ ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ باسن یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کا ایک مخصوص کھانا بناتے ہیں یہ کھانا منت کا ہوتا ہے اسی کو ہمارے یہاں اللہ تعالیٰ کا باسن کہتے ہیں۔ مدلل مفصل جواب سے نوازیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رضوان، آندھراپردیش

**الجواب وبا اللّٰہ التوفیق**: اس قسم کی رسوم اور پابندیاں جن کی اصل نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور نہ ہی صحابہ کرامؓ سے ثابت اور نہ ہی ائمہ دین سے اس کا ثبوت ہے؛ اس لئے مذکورہ کام باعث گناہ اور بدعت ہے۔[1] ایسے ہی حلال چیز کو حرام سمجھنا بھی باعث گناہ ہے اور ان مذکورہ کاموں کو چھوڑ دینا ضروری اور لازمی ہے اور جو کام اب تک کیا اسی وقت توبہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اس پر اللہ تعالیٰ کے یہاں پکڑ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر کھانا پکانا اور غرباء کو کھلانا باعث ثواب ہے۔ اس میں کسی تاریخ یا دن کو ثواب سمجھ کر ہمیشہ کے لیے مقرر کر لینا محض اپنے خیال میں (جس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو) باعث گناہ اور بدعت ہے اس کو ترک کر دینا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وائمہ دین سے جو طریقہ ثابت ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے کہ اس میں نجات ہے، حدیث میں ہے۔ ''**کل محدث بدعة و کل بدعة ضلالة**''.[2]

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور'' : ج۱،ص: ۳۷۱،رقم: ۲۶۹۷)

ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه، أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص: ۵۶۸)

(۲) أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص: ۲۴۱،رقم: ۱۴۹۸۳)

عید کا دن خوشی اور اللہ کی طرف سے انعام کا دن ہے۔ اس دن میں میٹھی چیز پکانا یا کھانا سلف صالحین کی سنت ہے؛ لیکن خوشی اور انعام کے دن میں حلال شئ مثلاً گوشت ہی کو اپنے اوپر حرام کر لینا کس قدر بدنصیبی اور بدبختی کی بات ہے، اور صورت مسئول عنہا میں جس سخت رسم کا ذکر ہے وہ تو ناجائز کیا؛ بلکہ حرام کے درجہ میں ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے اور اس جاہلانہ اور گندی رسم کو بالکل بند کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۲/۲۹ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## عیدگاہ میں پھول جھالر لگانا:

(۲۱۰) **سوال**: عیدین کے دن عیدگاہ میں عیدگاہ کے روپیہ سے پھول جھالر وغیرہ لگانا کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابوبکر گریڈیہوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: پھول جھالر وغیرہ سے زیب وزینت کرنا عیدگاہ کی آمدنی سے جائز اور درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی آمدنی وقف علی اللہ ہے اور وقف کو خرچ کرنا ایسے کاموں پر جائز نہیں ہے (۲)۔ اور ذاتی پیسوں سے یا چندے کے پیسے سے جھالر لگانا ناجائز تو نہیں؛ لیکن کار

(۱) من أحدث في الإسلام حدثاً. فعليه ﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ﴾. (ابن حجر العسقلاني، المطالب العاليه، ج۳،ص:۱۱۵، رقم:۲۹۸۸)

﴿يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ج تَبْتَغِيْ﴾ (سوة التحريم:۱)

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (سوره آل عمران:۸۵)

(۲) شرط الواقف كنص الشارح أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الوقف: مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع'': ج۶،ص:۶۴۹)

ثواب بھی نہیں ہے اس لیے اس میں اسراف سے کام لینا درست نہیں ہے۔[۱]

**الجواب صحیح:** فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۷/۱۴۱۴ھ)

## عیدین میں خطبہ کے بعد دعاء کرنا:

(۲۱۱) **سوال:** عیدین میں خطبہ کے بعد دعاء کرنا کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابوبکر گریڈ یہوی

**الجواب وباللہ التوفیق:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے التزام کا ثبوت نہیں ہے؛ اس لیے اس سے پرہیز اولیٰ ہے۔ تاہم بلا التزام دعاء مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[۲]

**الجواب صحیح:** فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۷/۱۴۱۴ھ)

## نماز عید کے بعد جمع ہو کر قبرستان جانا:

(۲۱۲) **سوال:** عیدین میں نماز کے بعد عیدگاہ سے لوٹ کر جماعت بنا کر قبرستان جانا اور

(۱) ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ (سورة الإسراء:۲۷)
(۲) فافتتاح الدعاء على الله على ما هو أهله ثم الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم وإن كان له في الشريعة ...... ثم هذا التزام ثم تشديد النكير على التارك كل ذلك بعيد عن السنة. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن: ج۳، ص:۱۲۵)
من أحدث في الإسلام حدثاً فعليه ﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ﴾. (ابن حجر العسقلاني، المطالب العاليه، ج۳، ص:۱۱۵، رقم:۲۹۸۸)

وہاں یعنی قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا فاتحہ کرنا کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابوبکر گریڈ یہوی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس کا التزام درست نہیں ہے [۱] اور کیف ما اتفق میں حرج نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۷/۲۷ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## عید کی مبارک باد دینا:

(۲۱۳) **سوال**: عید کی مبارکباد دینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: تنویر الاسلام، جانسٹھ مظفر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** ''عید مبارک'' لفظ کے ساتھ عید کے دن کسی کو مبارکباد دینا مباح ہے، [۳] اگرچہ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں ''**واختلف في قول الرجل لغيره يوم العيد: تقبل الله منا ومنك الخ**''[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۶/۳ھ)

(۱) ومنها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات والمعينة والتزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعين في الشريعة. (أبو إسحاق، الشاطبي، الاعتصام، ''الباب الأول في تعريف البدع إلخ'': ج۱، ص: ۲۶،۲۵) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## نیا چاند دیکھ کر مصافحہ:

(۲۱۴) **سوال**: ہمارے یہاں رواج ہے کہ نیا چاند دیکھ کر مصافحہ کرتے ہیں اور بعد نماز جمعہ وعیدین مصافحہ کرنے کا عام رواج ہے کیا شرعاً اس کا کوئی ثبوت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی مستقیم، الہ آباد

**الجواب وباللہ التوفیق**: مصافحہ فی نفسہ سنت ہے[۱] مگر نیا چاند دیکھ کر مبارکبادی کے وقت کی خصوصیت اور نماز جمعہ وعیدین کے بعد کی خصوصیت، بے اصل اور بے دلیل ہے؛ کیونکہ فقہاء کرام نے اس کو مکروہ لکھا ہے؛ اس لیے اس کا التزام بدعت ہے، جو قابل ترک ہے ورنہ باعث گناہ ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۰/۲۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......(۲) قوله بزيارة القبور أي لا بأس بها بل يندب كما في البحر عن المجتبىٰ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور'': ج۳،ص:۱۵۰)

(۳) إن من المستحبات التزين وأن يظهر فرحا وبشاشة ويكثر من الصدقة حسب طاقته وقدرته، وزاد في القنية استحباب التختم والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار، وهو المسارعة إلى المصلى وصلاة الغداة في مسجد حيه والخروج إلى المصلى ماشيا والرجوع في طريق آخر والتهنئة بقوله: تقبل الله منا ومنكم إلخ. (إبن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب العيدين'' : ج۲،ص:۱۷۱)

(۴) حلبي كبير: ص:۵۷۳

(۱) عن أنس رضي الله عنه، قال: كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم إذا تلاقوا تصافحوا الخ. (أخرجه الطبراني، في المعجم الأوسط: ج۱،ص:۴۱، رقم:۹۷)

(۲) أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال، لأن الصحابة رضي الله تعالى عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض إلخ. ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية: أنها بدعة مكروهة، لا أصل لها في الشرع. وقال ابن الحاج: إنها من البدع، وموضع المصافحة في الشرع، إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلوات إلخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره'': ج۹،ص:۵۴۸)

## عید کے دن سوئیاں بنانا:

(۲۱۵) **سوال**: عید کے دن سوئیاں بنانے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد صدیقی، کشمیر

**الجواب وباللہ التوفیق**: عید الفطر کے دن میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔ خواہ کوئی بھی چیز ہو چھوارے ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اس کا درجہ صرف استحباب کا ہے جب کہ سوئیوں کا استحباب بھی نہیں ہے؛ اس لیے اگر ان کو بھی ثواب سمجھا جائے اور لازم سمجھا جائے، تو بدعت ہوگا؛ لیکن ہمارے علاقے میں اس کو بالکل لازم نہیں سمجھا جاتا، بلکہ امر مباح سمجھا جاتا ہے؛ اس لیے اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱/۱۰ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ختم قرآن وعیدین وغیرہ کے مواقع پر شادی کرنا:

(۲۱۶) **سوال**: قرآن ختم پر، بچہ ہونے میں، عیدین پر شادی کرنا اور دعوت کرنا بدعت ہے اور کیا ایسی دعوت میں شرکت جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: بلال معین الدین، میرٹھ

(۱) عن أنس رضي الله عنه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغد ويوم الفطر حتى يأكل تمراتٍ. وقال مرجًأ بن رجاءٍ حدثني عبيد الله قال: حدثني أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم ويأكلهن وتراً. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب العيدين: باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج" :ج۱،ص:۱۳۰،رقم:۹۵۳)
ويستحب كون ذلك المطعوم حلواً. (ابن نجيم، بحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب العيدين" :ج۲،ص:۱۷۱)

**الجواب وباللہ التوفیق:** قرآن کریم کا ختم عبادت ہے، اور بڑی نیکی ہے، اس پر جس قدر خوشی ہو اچھی بات ہے ختم قرآن، بچہ پیدا ہونے اسی طرح عیدین کی خوشیوں کے مواقع پر شادی کر لی جائے اور ایک ہی تقریب میں دوسری تقریب کو بھی شامل کر دیا جائے، تو اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں ہے؛ اس لئے جائز و درست ہے، دعوت کرنے اور دعوت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد واصف
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۱/۱۳ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

## عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا:

(۲۱۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ کے بارے میں:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں رسوم اور رواج جاری ہیں لوگ عید کی نماز کے بعد امام صاحب کو سلام کرتے ہیں اور مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کی بھیڑ ہو جاتی ہے اور امام صاحب کو تکلیف ہوتی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نماز کے بعد ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سراج الاسلام، نوگاؤں، آسام

---

(۱) وفي رواية لابن عدي، عن ابن عباس رضي الله عنهما: ”تهادوا الطعام بينكم، فإن ذلك توسعة لأرزاقكم“ وروي الطبراني عن أم حكيم بنت وداع: ”تهادوا، فإن الهدية تضعف الحب وتذهب بغوائل الصدور“. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الآداب: باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثالث“: ج۸،ص:۵۰۶، رقم:۴۶۹۳)

وإجابة كل داع مستحبة لهذا الخبر، ولأن فيه جبر قلب الداعي، وتطييب قلبه، وقد دعي أحمد إلى ختان، فأجاب وأكل. فأما الدعوة في حق فاعلها، فليست لها فضيلة تختص بها؛ لعدم ورود الشرع بها، ولكن هي بمنزلة الدعوة لغير سبب حادث، فإذا قصد فاعلها شكر نعمة الله عليه، وإطعام إخوانه، وبذل طعامه، فله أجر ذلك، إن شاء الله تعالىٰ. (ابن قدامة، المغني: ج۸،ص:۱۱۸)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: نماز کے بعد مصافحہ کا رواج مکروہ ہے، اس لیے کہ اس کو لازم اور ضروری سمجھ لیا حالاں کہ صحابہ کرامؓ نے نماز کے بعد مصافحہ کبھی نہیں کیا ہے اور کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اہل سنت والجماعت کے طریقہ کے خلاف ہے، نیز ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ پنجگانہ نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، وہ مکروہ ہے، شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ابن الحاج مکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''المدخل'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں نے نماز پنجگانہ اور صلوٰۃ العیدین کے بعد مصافحہ کا جو طریقہ ایجاد کیا ہے اس سے لوگوں کو منع کرے کہ یہ بدعت ہے۔[۱] شریعت میں مصافحہ کسی مسلم سے ملاقات کرتے وقت ہے نہ کہ نمازوں کے بعد۔ لہٰذا شریعت نے جو محل مقرر کیا ہے اسی جگہ اس کو بجالائیں اور مصلحت کے خلاف کرنے کو روکیں۔[۲]

''أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال، لأن الصحابة رضي اللّٰه تعالىٰ عنهم، ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض إلخ. ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية: أنها بدعة مكروهة، لا أصل لها في الشرع. وقال ابن الحاج: إنها من البدع، وموضع المصافحة في الشرع، إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلوات إلخ''.[۳]

''و أما في غير حال الملاقات مثل كونها عقيب صلوٰة الجمعة والعيدين كذا هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى بلا دليل وقد تقرر في موضعه أن مالا دليل عليه فهو مردود، ولا يجوز التقليد فيه''.[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۲/۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وقد يكون جماعة يتلاقون من غير مصافحة ويتصاحبون بالكلام ومذاكرة العلم وغيره مدة مديدة، ثم إذا صلوا يتصافحون، فأين هذا من السنة المشروعة، ولهذا صرح بعض علمائنا ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## عیدین کے موقعہ پر گھروں، مسجدوں کو سجانا:

(۲۱۸) **سوال**: عیدالفطر وعیدالضحیٰ یقیناً خوشی کے دو مواقع ہیں، اللہ تعالیٰ نے نیروز ومہرجان اور دنیا بھر کی عیدوں اور تہواروں سے بہتر اور افضل یہ دو دن ہمیں عطا کئے ہیں؛ لیکن کیا ان دنوں میں خوشی کے اظہار کی کوئی صورت نہیں، یعنی گھروں کو، مسجدوں کو، مدرسوں کو، سجانا، جھالر وغیرہ لٹکانا، لائٹنگ اور چراغاں کرنا کیسا ہے، یہ سب امور شرعاً درست ہیں؟ ہمارے دیار میں لوگ انہیں مباح کہتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ کفار ومشرکین اپنی عیدیں خوب دھوم دھام سے مناتے ہیں، پھر ہم ایسے کیوں نہ کریں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو دن ہمیں ان سے بہتر عطاء کئے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، مرزاپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: شریعت اسلامیہ میں خوشی منانے کے لیے حدود اور طریقے ہیں، عیدین اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی نعمتوں کے اظہار اور خوشی کے مواقع ہیں؛ لیکن غیروں کے طریقوں سے احتراز ضروری ہے، مشرکین جو طریقہ اختیار کرتے ہیں، جھالر اور چراغاں وغیرہ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں؛ بلکہ غیروں کا طریقہ [۱] اور اسراف ہے؛ اس لیے اس سے بچنا چاہئے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران گنگوہی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶/۱۲/۲۷ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......بأنها مكروهة حينئذ، وأنها من البدع المذمومة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة“: ج۹، ص:۷۴، رقم:۴۶۷۷)

(۲) عن أنس رضي الله تعالیٰ عنه، كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم إذا تلاقوا تصافحوا الخ. (المعجم الأوسط: ج۱، ص:۴۱، رقم:۹۷)

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره“ : ج۹، ص:۵۴۸.

(۴) مجالس الأبرار ضميمه، ص:۲۰۸

(۱) وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مسند لها في الكتاب والسنة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## خاص مواقع پر مسجدوں کو سجانا، اور انبیاء کا نام لینا:

(۲۱۹) **سوال**: خاص اوقات مثلاً شبِ قدر اور دیگر راتوں میں مسجد کو سجانا اور رمضان المبارک میں تراویح میں اور تراویح کے بعد صلوٰۃ اور دیگر انبیاء کے نام کے ساتھ لفظ یا (لگانا) اذان کی طرح پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ تراب خان صاحب

**الجواب وباللہ التوفیق**: مساجد کا صاف کرنا بہتر ہے؛ مگر روشنی ضرورت سے زائد کرنا اسراف اور فضول خرچی ہے، البتہ اگر زیادہ روشنی بسبب آدمیوں کے ہو جیسے رمضان المبارک میں زیادہ روشنی کی ضرورت ہوتی ہے تو درست ہے [۱] مسجد کو ذاتی پیسوں سے سجانے کی گنجائش ہے، البتہ مسجد کے لئے سجاوٹ میں لگانا مناسب نہیں ہے، لیکن مسجد کو خاص شب میں سجانا اور تراویح کے بعد مائک پر انبیاء علیہم السلام کے نام لے کر آواز سے پڑھنا یہ تمام رسومات صحیح نہیں ہیں اس کا شرعی طور پر کوئی ثبوت نہیں۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ**: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۵/۲/۵ھ)

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... ویجب علی أهل العلم أن ینکروها، وأن یبطلوا هذه العادات ما استطاعوا. (علامه أنور شاه الکشمیري، معارف السنن، "باب التشدید في البول": ج۱،ص:۲۶۶)

(۲) ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾ (سورة الأعراف:۳۱)

(۱) لا بأس به إذا فعله من مال نفسه ولا یستحسن من مال الوقف. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، الباب الخامس في آداب المسجد": ج۵،ص:۳۱۹)

(۲) وکل هذه بدع ومنکرات لا أصل لها في الدین ولا مسند لها في الکتاب والسنة ویجب علی أهل العلم أن ینکروها. (علامه أنور شاه الکشمیري، معارف السنن، "باب التشدید في البول": ج۱،ص:۲۶۶)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحیحه، "کتاب الأقضیة: باب نقض الأحکام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

## رفاعی دن کا حکم:

**(۲۲۰) سوال:** رفاعی دن کی کیا نوعیت ہے؟ جو شخص رفاعی دن کو ثابت نہ مانے اسے کیا کہا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ایس اے قادر، بمبئی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، (۱) اس کا نہ ماننے والا بلاشبہ حق پر ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۲/۲۰ھ)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام" : ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

(۲) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم مكروها. (سياحة الفكر لمولانا، عبد الحي: ص:۷۲)

وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مسند لها في الكتاب والسنة ويجب على أهل العلم أن ينكروها. (علامه أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب التشديد في البول" : ج۱،ص:۲۶۶)

من أحدث فى الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة: الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

من أحدث في الإسلام حدثاً. فعليه ﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ﴾. (ابن حجر العسقلاني، المطالب العاليه، رقم:۲۹۸۸)

# فصل ثامن

## اغلاط العوام

### لمبے کان والے اور چھوٹے کان والے کی عمر:

(۲۲۱) **سوال**: لوگ کہتے ہیں کہ جس کے کان لمبے ہوتے ہیں اس کی عمر طویل ہوتی ہے اور اگر کان چھوٹے ہوں تو عمر قلیل ہوتی ہے اس کی کوئی شرعی دلیل ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انور شمسی، میوات

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی حیثیت اور کوئی اصل نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱/۱۲ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

### اگر مکڑی بدن سے لگ جائے تو پھنسیاں نکلتی ہیں:

(۲۲۲) **سوال**: عوام میں مشہور ہے کہ: اگر مکڑی مل کر بدن میں لگ جائے تو پھنسیاں وغیرہ

---

(۱) من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول“: ج۱، ص:۳۳۶، رقم:۱۴۰)

قال الكشميري: ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه، الكشميري، العرف الشذي، ”أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين“: ج۱، ص:۵۶۸)

نکلتی ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انور شمسی، میوات

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** یہ عام لوگوں میں مشہور ہے، شریعت میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱/۱۲ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## محرم میں بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کی اصل کیا ہے؟

(۲۲۳) **سوال**: یکم محرم سے دس محرم تک بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کی اصل کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شبیر حسن، مظفرنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: یکم سے دس عاشورہ محرم میں اولاد کی نیت سے زوجہ سے ہم بستری نہ کرنا اس کی کوئی اصل اور اس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں بلکہ بے اصل و بے بنیاد بات ہے ایسا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۱۲/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)قال الكشميري: ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامہ أنور شاه، الكشميري، العرف الشذي، "أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين": ج۱ص:۵۶۸)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## قرآن کریم کو سینہ سے لگانا، چومنا، کیسا ہے؟

(۲۲۴)**سوال:** قرآن پاک کو سینہ سے لگانا چومنا، اور پڑھتے وقت چومنا کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالباسط لدھاوالا، مظفرنگر

**الجواب وباللہ التوفیق:** قرآن کریم کو عقیدت سے چومنا یا آنکھوں سے لگانا ثابت ہے؛ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۶/۱۲/۱۸ھ)

**الجواب صحیح:**

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا چہرہ پر دھبہ والی عورت لعنتی ہوتی ہے؟

(۲۲۵)**سوال:** میری بیوی کی آنکھ میں پھول اور چہرے پر سیاہ دھبہ ہے اور میں نے سنا

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور'': ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

(۲) ويظهر الناس الحزن والبكاء، وكثير منهم لا يشرب الماء ليلتئذ موافقة للحسين لأنه قتل عطشانا ...... إلى غير ذلك من البدع الشنيعة. (أبو الفداء إسماعيل، البداية والنهاية، ''فصل: وكان مقتل حسين رضي الله عنه يوم الجمعة'': ج۸،ص:۲۴۸)

قال الكشميري: ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه، الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱،ص:۵۶۸)

(۱)عن عمر رضي الله عنه، أنه كان يأخذ المصحف كل غداة ويقبله ويقول: عهد ربي ومنشور ربي عز وجل وكان عثمان رضي الله عنه، يقبل المصحف ويمسحه على وجهه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، متصل فصل في البيع'': ج۹،ص:۵۵۲)

ہے کہ ایسی عورت لعنتی ہوتی ہے، میں اس چیز کو ناپسند سمجھتا ہوں کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عاصی حیات، گیا، بہار

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** یہ تصور کہ: جس عورت کے تل یا کوئی دھبہ ہو یا آنکھ میں خرابی ہو وہ لعنتی ہوتی ہے، شرعی اعتبار سے بالکل غلط ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۶/۱۹ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## پھل کاٹتے وقت تکبیر پڑھنا کیسا ہے؟

(۲۲۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

عوام الناس میں یہ بات عام ہے کہ: جب پھل کو کاٹا جائے تو جس طرح جانوروں کو ذبح کرتے وقت تکبیر یعنی اللہ کا نام لیا جاتا ہے، بعینہ پھل کاٹتے وقت پھل کو ذبح کیا جائے اور تکبیر کہی جائے، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل ہے؟ کیا یہ عقیدہ درست ہے؟ ایسا کرنے والا گناہگار تو نہیں ہو رہا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابواللیث، بہار

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** مذکورہ فی السوال طریقہ جو رائج ہے اس کی کوئی اصل نہیں

(۱) إن كان الشئوم في شيئ ففي الدار والمرأة والفرس. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب النكاح: باب ماى يتقى من شؤم المرأة": ج۲، ص:۷۶۳، رقم:۵۰۹۴)

قال القرطبي: إنه يحمله على ماكانت الجاهلية تعتقده بناء على أن ذلك يضر وينفع بذاته فإن ذلك خطأ إلخ. (ابن حجر، العسقلاني، فتح الباري: ج۶، ص:۶۱)

ہے یہ خیال بالکل غلط ہے۔ ذبح اور تکبیر حیوانوں کے لئے ہے نہ کہ پھل وغیرہ کے لئے[1] شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

''ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء''[2] اس سے بدعات کو فروغ ملتا ہے اور بے اصل اور بے بنیاد چیزیں مذہب میں داخل ہو جاتی ہیں اور ایسا کرنے والا گناہگار ہوتا ہے؛ اس لئے اس سے پرہیز کرنا اور بچنا ضروری ہے۔

"عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد"[3] ''من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود''[4]

البتہ ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے ''بسم الله'' یا ''الحمد لله'' وغیرہ پڑھنا باعث خیر وبرکت ہے۔ ''قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل أمر ذي بال لا يبدأ فيه بالحمد أقطع''[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**كتبه**: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۷/۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحيح**:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أشرف علي التهانوي، أغلاط العوام: ص:۱۸۲.

(۲) علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۱، ص:۵۶۸.

(۳) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة'': ج۲، ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸.

(۴) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱، ص:۳۳۶، رقم:۱۴۰.

(۵) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''أبواب النكاح: باب خطبة النكاح'': ج۱، ص:۶۱۰، رقم:۱۸۹۴.

## ماں کا دودھ بخشوانے کی شرعی حیثیت:

(۲۲۷)**سوال**: ماں کا دودھ بخشنے اور بخشوانے کے متعلق شریعت میں کیا روشنی ملتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شیخ عفان الغفاری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: ماں کا دودھ بخشنا یہ رسم و رواج کے تحت ہے، قرآن وحدیث میں اس کی کوئی اصل وارد نہیں ہے، پس ایسی رسوم کا اعتقاد رکھنا بھی درست اور جائز نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۱۲/۴ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## ختم قرآن پر استاد کا بچوں کے گھر آکر قرآن پڑھوانا:

(۲۲۸)**سوال**: حافظ جی حضرات ختم قرآن پر بچوں کے گھر آکر پڑھواتے ہیں اور گھر والے اس موقع پر کچھ ہدیہ وغیرہ دیتے ہیں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شیخ عفان الغفاری

---

(۱)عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام": ج۲،ص:۲۹۹)

من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج۱،ص:۳۳۶،رقم:۱۴۰)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** رسم ورواج سے ہٹ کر بچے کے والدین کو محض اپنی خوشی اور رضامندی سے جو چاہے دے سکتے ہیں، اس کا لینا بھی جائز ہے[۱] البتہ کوئی غیر شرعی طریقہ اختیار نہ کیا جائے[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۱۲/۴ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## مرد یا عورت کا دائیں وبائیں آنکھ پھڑکنا:

(۲۲۹) **سوال:** کچھ لوگوں سے اس طرح بات سنی گئی ہے کہ: مرد کی اگر دائیں آنکھ پھڑکتی ہے، تو یہ کسی آنے والی خوشی کی طرف اشارہ ہے اور اگر بائیں آنکھ پھڑکتی ہے، تو کسی پریشانی کی طرف اشارہ ہے۔ اور عورت کے بارے میں اس کے برعکس ہے، یعنی بائیں آنکھ کا پھڑکنا خوشی اور دائیں آنکھ کا پھڑکنا پریشانی کی علامت ہے۔ تو کیا ازروئے شرع اس طرح عقائد کی کوئی بنیاد ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افضال بن محمد زکریا، مظفر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس قسم کی باتیں صرف مشہور ہیں، جو پرانے لوگوں سے چلی آرہی ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، ایسی باتوں کا اعتقاد رکھنا شرعاً درست نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۷/۱۶ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) خیرکم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه الترمذي: في سننه، "أبواب العلم، باب خيركم من تعلم القرآن"، ج۱ص:۳۷، رقم:۲۹۰۷؛ أخرجه البخاري، في صحيحه، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## چاند یا سورج گرہن کے وقت کھانے پینے سے پرہیز:

(۲۳۰) **سوال:** چاند گرہن یا سورج گرہن میں سوائے نماز پڑھنے کے اور بھی کچھ ثابت ہے یا نہیں؟ حاملہ عورتیں طرح طرح کا پرہیز کرتی ہیں، مثلاً: کھانا، پینا بند، اور گرہن کو آنکھ سے دیکھنا ممنوع سمجھتی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، گورکھپوری

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** چاند یا سورج کے گرہن پر کھانا، پینا بند کرنے وغیرہ کا حکم نہیں ہے[1]؛ البتہ نوافل اور ذکر اللہ کرنے کا حکم ہے، وہ کرنا چاہئے۔ دیکھنے سے چونکہ نگاہ کمزور ہوتی ہے؛ اس لئے منع کیا جاتا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۷/۲۲ھ)

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... ''كتاب العلم: باب خيركم من تعلم القرآن'': ج۱،ص:۱۹، رقم:۵۰۲۷)
تهادوا تحابوا. (أخرجه الطبري، في المعجم الأوسط: ج۷،ص:۱۹۰، رقم:۷۲۴۰)
(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد، متفق عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام'': ج۲،ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)
(۳) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد، متفق عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام'': ج۲،ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)
(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد، متفق عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام'': ج۲،ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)
قال النبي صلى الله عليه وسلم: هذه الآيات التي يرسل الله لا تكون موت أحد ولا لحياته ولكن يخوف الله به عباده، فإذا رئيتم شيئاً من ذلك فأفزعوا إلى ذكره ودعائه واستغفاره. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الكسوف: باب الذكر في الكسوف'': ج۱،ص:۱۴۵، رقم:۱۰۵۹)
(۲) يصلي بالناس من يملك اقامة الجمعة بيان للمستحب الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الجمعة'': ج۳،ص:۶)

## خالی قبر میں مرغ کو دفن کرنا ضروری ہے کیا؟

(۲۳۱) **سوال**: کسی جگہ ایک حادثہ ہوا، اور حادثہ میں ایک مسلم شخص ہلاک ہوگیا، اور اس کے وطن میں اطلاع یہ دی کہ: دو آدمی ہلاک ہوگئے ہیں، تو اس اطلاع کے مطابق گاؤں والوں نے دو قبر تیار کیں؛ لیکن جب لایا گیا تو پتہ چلا کہ ایک ہی نعش ہے، تو اس کی تدفین کی گئی، اور ایک قبر جو باقی رہ گئی تھی، اس کو خالی ہی رہنے دیا، تو گاؤں والوں نے اس باقی شدہ قبر کو جو کہ زائد کھدوائی تھی، اس میں ایک مرغ کو دفن کردیا، تو کیا خالی قبر میں مرغ کو دفن کرنا ضروری ہے، یا ویسے ہی بغیر مرغ ڈالے مٹی دھکیل سکتے ہیں؟ اور مرغ کو ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام نبی، عثمان آبادی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اگر قبر کھودی گئی اور اس میں میت کی تدفین عمل میں نہ آسکے تو قبر کو بند کردیا جائے، اس میں مٹی بھر کر جگہ کو ہموار کردیا جائے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ خالی قبر کو بند نہیں کرسکتے اور اس میں کسی چیز کے دفن کرنے کو ضروری سمجھنا غلط ہے، اور ایسے عقیدہ کا ترک کرنا ضروری ہے۔ [۱] جو مرغ اس قبر میں دفن کیا گیا یہ مال کا ضائع اور ہلاک کرنا ہوا، یہ بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔ [۲] صورت مسئولہ میں توبہ واستغفار لازم ہے۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۶/۲۱ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ”كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول“ :ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۲) وإن إضاعة المال والتبذير بأي وجه كان كالرشوة والقمار والربوا وغير ذلك حرام إجماعاً، قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنَ﴾ (المظهري، ”سورة البقرة:۲۱۹“:ج۱،ص:۲۶۹)

(۳) ﴿ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (سورة النساء:۱۱۰)

## حالت حیض میں مہندی ناپاک ہوجاتی ہے؟

(۲۳۲)**سوال**: بعض عورتیں کہتی ہیں کہ: حالت ایام میں مہندی ناپاک ہوجاتی ہے، یہ کیسا ہے، اوراس سے غسل بھی ادانہیں ہوتا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مبشر، متعلّم دارالعلوم دیوبند

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: عورتوں کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ غسل صحیح ہوجائے گا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## رات میں آئینہ دیکھنا اور جھاڑو لگانا کیسا ہے؟

(۲۳۳)**سوال**: عوام الناس میں یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ: رات کو آئینہ دیکھنا صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ہی دیکھنا چاہیئے، مگر دلیل نہیں معلوم؛ نیز یہ کہ رات میں جھاڑو بھی دینا صحیح نہیں ہے، مگر جب گھر گندا ہو، تو اس سے کیا حرج ہے۔ اس کا حدیث ودینی کتب میں ذکر آیا ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عرفان احمد، باندہ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: شرعاً نہ آئینہ دیکھنے کی ممانعت ہے رات میں اور نہ ہی جھاڑو دینے کی ممانعت ہے۔ زیادہ تر عورتیں ایسی باتیں کہتی ہیں جو صحیح نہیں ہے۔[۲] صفائی ستھرائی کی

---

(۱) عن معاذة أن امرأة سألت عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: تختضب الحائض، فقالت: فقد كنا عند النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ونحن نختضب فلم يكن ينهانا عنه. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب الطهارة، باب الحائض نختضب": ج۱،ص:۲۱۵،رقم:۶۵۶)

جنب اختضب واختضب امرأته بذلك الخضاب قال أبو يوسف لا بأس به. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الكراهية": ج۵،ص:۳۵۹)

(۲)أشرف علي التهانوي، اغلاط العوام:ص:۳۱.

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

جب ضرورت ہو، صفائی کر لینا چاہیے اللہ کو صفائی پسند ہے اور اس کے لئے کسی وقت کی تعیین نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۷/۱۹ھ)

## شوہر کے انتقال پر بیوی کو ضروری سمجھ کر جوڑے وغیرہ دینا:

(۲۳۴) **سوال**: شوہر کے انتقال پر لوگ بیوی کو جوڑے وغیرہ دیتے ہیں، اس کو ضروری بھی سمجھتے ہیں، یہ کیسا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، نیپال

**الجواب وباللہ التوفیق**: صورت مسئولہ میں مذکورہ موقع پر ضروری سمجھ کر لین دین التزام مالا یلزم ہے اور رسم ہے، جو درست نہیں، اس رسم کو چھوڑ دینا ضروری ہے؛ لیکن جو کپڑے اس طرح کہہ کر دیئے گئے وہ اس کی ملک ہو گئے، جس طرح چاہے استعمال کرے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۱/۲۸ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب البيوع: الفصل الثاني: باب الغصب والعارية": ج۱،ص:۲۵۵، رقم:۲۹۴۶)

(۱) إن الله طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، رواه الترمذي. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "باب الترجل": ج۷،ص:۲۸۴۶، رقم:۴۴۸۷)

(۲) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## نماز کے بعد جانماز کا کونہ موڑنا:

(۲۳۵) **سوال**: بعض حضرات کا اعتقاد ہے کہ نماز پڑھ کر مصلی کا ایک کونہ لپیٹ دیتے ہیں تاکہ شیطان اس پر نماز نہ پڑھے اس کی کیا حقیقت ہے؟ نیز کیا شیطان عیدین کے دن روزہ رکھتا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ڈاکٹر ایم اے خان، مظفر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: مذکورہ رواج کی کوئی اصل شرعاً نہیں ہے اور یہ اعتقاد بھی غلط ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ عید اور بقرعید کے دن شیطان روزہ رکھتا ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے غلط مشہور ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۴ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## قرآن کریم کی بے ادبی ہوجائے تو اناج تول کر صدقہ کرنا:

(۲۳۶) **سوال**: لوگوں میں مشہور ہے کہ: اگر ''نعوذ باللّٰہ'' قرآن کریم کی بے ادبی ہوجائے، تو اس کے برابر اناج تول کر صدقہ کر دیا جائے اور یہ صدقہ کرنا کیا واجب شرعی ہے؟

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......باب إذا اصطلحوا عصلح جور'': ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

قال الكشميري: ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي، شرح سنن الترمذي، ''أبواب العيدين، باب ما جاء في التكبير في العيدين'': ج۲،ص:۵۶۸)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا عصلح جور'': ج۱، ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

أشرف علي التهانوي، أغلاط العوام:ص:۴۷.

شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد رحمانی، مرادآباد

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** قرآن کریم ہاتھ سے یا طاق میں سے گر جائے، تو اس کے برابر غلہ واناج وغیرہ تول کر کفارہ سمجھ کر ادا کرنا بے اصل اور غلط فہمی پر مبنی ہے قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں میں یہ مذکور نہیں ہے؛ البتہ غلطی سے قرآن کریم اگر گر جائے تو اس پر توبہ اور استغفار کرنی چاہئے[1] اور واجب الشرعی سمجھے بغیر تصدق اور خیرات فقراء کے درمیان تقسیم کردے اور تخمینہ سے اگر غلہ وغیرہ بھی دے دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۷/۱۴۴۲ھ)

**الجواب صحیح:**
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) كفاية المتفي، "كتاب العقائد": ج۱، ص:۱۳۱.
(۲) أشرف علي التهانوي، أغلاط العوام: ص:۷۵.

# فصل تاسع

# متفرقات بدعت

## عقیقہ نہ کرکے چھٹے دن شکرانہ کی دعوت کرنا:

(۲۳۷) **سوال**: مہاراشٹر کے پہاڑی دیہاتوں میں مسلمانوں میں یہ رواج ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد عقیقہ تو نہیں کرتے؛ بلکہ جب عورت چھٹے دن نہاتی ہے تو اس روز کچھ کھانا پکا کر غریبوں کی دعوت کرتے ہیں جو شکریہ کے طور پر اللہ کے لئے ہوتا ہے اور اسی روز کچھ رشتہ داروں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ یہ کیسا ہے، کیا عقیقہ ہی کرنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد قاسم صاحب، مظفرنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: عقیقہ کرنا مسنون ہے جو ساتویں دن یا اس کے بعد کبھی بھی ہوجائے لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا اللہ کے نام عقیقہ کی نیت سے ذبح کیا جائے، پھر اس کو تقسیم کردیا جائے یا پکا کر لوگوں کو غریب امیر رشتہ داروں وغیرہ کو کھلا دیا جائے اور بچے کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کردی جائے۔

مذکورہ فی السوال طریقہ جو رائج ہے اس میں مسنون عقیقہ ادا نہیں ہوتا اور اگر رسم ورواج کے طور پر ہو تو بدعت ہوجائے گا، جس سے بچنا ضروری ہے، جہاں تک ہوسکے عقیقہ کردیا جائے اس سے بچہ کے سر سے بلائیں اور آفات بھی دور ہوجاتی ہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۲۲ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عن سمرة رضي اللّٰه عنه، عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، قال: کل غلام رهینة بعقیقة، تذبح عنه یوم السابع، وتحلق رأسه، ویدمیٰ. (أخرجه أبو داود، في سننه، ......

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## اہل ہنود کی مشابہت اختیار کرنے کا حکم:

(۲۳۸) **سوال**: ہمارے علاقہ میں اہلِ ہنود کا عقیدہ ہے کہ شام ہوتے ہی چراغ روشن کیا جائے اس سے متاثر ہوکر بہت سارے مسلمان بھی عقیدے کے طور پر اپنے گھروں میں چراغ روشن کرنا ضروری سمجھتے ہیں، حتی کہ بعض مساجد میں بھی موسم صاف اور روشنی ہونے کے باوجود نماز مغرب سے پہلے چراغ جلانا ایک رسم بن گیا ہے۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

مساجد میں جمعہ کے دن رسماً اگربتی وغیرہ جلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اقبال احمد قاسمی، گجرات

**الجواب وباللہ التوفیق**: مذکورہ عمل رسماً جائز نہیں، ہاں ضرورتاً جائز ہے، ضرورت پوری ہونے پر بند کردینا چاہئے اسراف جائز نہیں۔[1]

اگربتی کو بھی رسم کے طور پر جلانا درست نہیں۔ غیروں کے ساتھ مشابہت سے بچنا چاہئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**من تشبه بقوم فهو منهم**''[2] ﴿**يأيها الذين آمنوا لا تكونو كالذين كفروا**﴾[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۴/۸/۲۴ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... ''كتاب الضحايا: باب في العقيقة'': ج۲،ص:۳۹۲،رقم:۲۸۳۷)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱، ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۱)إن إضاعة المال والتبذير بأي وجه كان كالرشوة والقمار والربوا وغيره ذلك حرام إجماعاً. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري: ج۱،ص:۲۶۹)

(۲)أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب اللباس: باب القميص والأقبية ولبس الشهرة'': ج۲،ص:۵۵۹،رقم:۴۰۳۱.

(۳)سورة آل عمران:۱۵۶.

## حافظ کے گلے میں پھولوں اور روپیوں کا ہار ڈالنا:

(۲۳۹)**سوال**: بچہ حافظ ہوتا ہے، تو جیسا کہ رسم ہے، کہ اس کے رشتہ دار اس کے گلے میں پھولوں کا اور روپیوں کا ہار ڈالتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: تنویر احمد، مظفرنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: بچہ کی ہمت افزائی کے طور پر ایسا کیا جائے تو مباح ہے، ممنوع نہیں؛ لیکن اس کو رسم بنانا درست نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۸/۷/۱۴۰۹ھ)

## پڑوس میں سالن بھیجتے وقت کوئلہ ڈال دینا:

(۲۴۰)**سوال**: ہمارے یہاں ایک رسم یہ ہے کہ: گوشت کا سالن گھر میں پکنے کے بعد اگر کسی پڑوسی کو وہ سالن بھیجنا ہوتا ہے، تو اس سالن کے اندر ایک کوئلہ دھوکر ڈال دیا جاتا ہے اور لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوا ہے کہ اس طرح نہ کرنے سے شیطان ان کو گھیر لے گا۔ اس طرح کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللطیف کاشفی، کشمیر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس کی کوئی اصل نہیں اور ایسا اعتقاد واجب الترک ہے۔ اس سے بدعات کو فروغ ملتا ہے اور بے اصل و بے بنیاد چیزیں مذہب میں داخل ہو جاتی ہیں اور لوگ

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه -صلی اللّٰه علیه وسلم- من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردٌّ. (مشکوٰة المصابیح، "کتاب الإیمان: باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الأول" : ج ۱، ص: ۲۷، رقم: ۱۴۰)

اس کو شریعت سمجھنے لگتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۴/۲۶ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ بدعت ہے؟

(۲۴۱) **سوال**: زید کہتا ہے کہ: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بدعت ہے۔ کیا یہ قول صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمنعم، سہارنپور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: حدیث شریف میں ہے کہ: ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ: میرا ہاتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں میں تھا (۲)، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مسنون ہے، بدعت نہیں ہے، جو بات حدیث سے ثابت ہو اس کو بدعت کہنا غلط ہے۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۲۱ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه -صلى اللّٰه عليه وسلم- من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول": ج ۲، ص: ۲۷، رقم: ۱۴۰)

إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة": ج ۲، ص: ۷۷، رقم: ۱۷۱۸)

(۲) سمعت ابن مسعود رضي اللّٰه عنهما يقول: علمني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وكفي بين كفيه التشهد كما يعلمني السورة من القرآن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## قرآن کریم کے نیچے سے بھینس کا نکالنا:

(۲۴۲)**سوال**: قرآن کریم کے نیچے سے بھینس کا نکالنا اس کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران فرمانون

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: قرآن کریم کے نیچے سے بھینس نکالنا بدعت ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایسے کام وطریقہ کو فوراً چھوڑ دینا لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۱۱/۲۱ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

## ملاقات کے وقت پاؤں چھونا:

(۲۴۳)**سوال**: زید نے اپنے والد سے سفر میں جاتے وقت ملاقات کی اوران سے سلام کرکے پاؤں بھی چھوااس کے بعد مصافحہ کرکے واپس چلا آیا، ایسا کرنا کیسا ہے؟ پاؤں چھونا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زبیر احمد، فیض آباد

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا...... "كتاب الاستئذان: باب المصافحة": ج۲ص:۹۲۶، رقم:۶۲۶۵)

(۳) والحق أن مصافحته صلى الله عليه وسلم ثابتة باليد وباليدين إلا أن المصافحة بيد واحدة لما كانت شعار أهل الفرنج وجب تركه كذلك. (علامه رشيد أحمد، گنگوهی، (الهند)الكوكب الدري: ج۳ص:۳۹۲)

(۱) إذا كان للرجل جو الق وفيها دراهم مكتوب فيها شيء من القرآن، أو كان في الجوالق كتب الفقه أو كتب التفسير أو المصحف، إن كان على وجه الاستخفاف يكفر وإلا لا كذا في الغرائب. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية، "الباب الخامس: في آداب المسجد والقبلة، والمصحف" : ج۵ص:۳۷۳)

لا يلقى في موضع يخل بالتعظيم كذا في القنية. ("أيضاً": ج۵ص:۳۷۵)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة" : ج۲ص:۷۷، رقم:۱۷۱۸)

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** پاؤں چھونا جاہلانہ رسم اور بدعت ہے، ایسی رسموں سے مسلمان کو پرہیز لازم ہے[۱] رخصتی اور ملاقات کے لئے سلام اور مصافحہ کافی ہے اور مسنون یہی ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۸/۱۴۱۲ھ)

**الجواب صحیح:**
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## کیا نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے؟

(۲۴۴) **سوال:** کسی بدعتی نے یہ سوال کیا ہے کہ: ہم نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں تو یہ بدعت ہے اور آپ لوگ جماعت میں نام لکھواتے ہیں اور پھر فوراً امیر سے ملاقات کرتے ہیں، یہ کہاں سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مجیب الرحمٰن ابن مولانا ابوالخیر صاحب، بھاؤنگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** بریلوی جو مصافحہ نماز کے بعد کرتے ہیں اس کو لازم اور ضروری سمجھ کر کرتے ہیں اور مصافحہ نہ کرنے والوں کو لعن طعن کرتے ہیں جس سے التزام مترشح ہوتا

---

(۱) ویکرہ أن یقبل الرجل فم الرجل أو یدہ أو شیئاً منه في قول أبي حنیفة رضي اللّٰه عنه،
(وکذا) ما یفعلونه من تقبیل (الأرض بین یدي العلماء) والعظماء فحرام والفاعل والراضي به أثمان: لأنه عبادة الوثن وهل یکفر إن علی وجه العبادة والتعظیم کفر وإن علی وجه التحیة لا وصار آثماً مرتکباً للکبیرة والملتقط التواضع بغیر اللّٰه حرام. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیرہ'': ج۹، ص:۵۴۶)

(۲) إن المصافحة مستحبة عند کل لقاء، وأما ما اعتادہ الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر، فلا أصل له في الشرع علی هذا الوجه ...... إنه تکرہ المصافحة بعد أداء الصلاة بکل حال، لأن الصحابة رضي اللّٰه تعالیٰ عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض. ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعیة أنها بدعة مکروهة لا أصل لها في الشرع ...... وقال ابن الحاج من المالکیة في المدخل: إنها من البدع. (''أیضاً'': ج۹، ص:۵۴۸)

ہے، جس کی وجہ سے اس کو بدعت ہی کہا جائے گا اور جماعت میں جاتے وقت جو مصافحہ کرتے ہیں، اس کو نہ تو ضروری سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کا التزام ہوتا ہے؛ بلکہ رخصتی کے لئے کرتے ہیں یا باہر سے آنے والے واعظ سے مصافحہ کرتے ہیں، پھر اس میں سب لوگ نہیں کرتے؛ بلکہ بعض کرتے ہیں اور بعض چھوڑ دیتے ہیں اور چھوڑنے والوں کو لعن طعن نہیں کیا جاتا؛ اس لیے یہ بدعت نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۸/۱۸ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## خلاف اصول وسنت عبادت کرنے والے کا حکم:

(۲۴۵) **سوال**: ایک شخص برابر عبادت کرتا ہے لیکن خلاف اصول وسنت کرتا ہے ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغفرت کی کیا شکل ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محسن خان، دہلی

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: اس شخص کو اپنا عمل اور اپنی عبادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کرنی چاہئے اگر ان جانے میں خلاف سنت کچھ ہوگیا ہے تو اس کی معافی خدا تعالیٰ سے

---

(۱) وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوٰة مع أن المصافحة سنة وما ذلك إلا لكونها يم تؤثر في خصوص هذا الموضع فالمواظبة عليها توهم العوام بأنها سنة فيه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت“: ج۳،ص:۱۴۱)

ويكره أن يقبل الرجل فم الرجل أو يده أو شيئاً منه في قول أبي حنيفة رضي اللّٰه عنه.

(وكذا) ما يفعلونه من تقبيل (الأرض بين يدي العلماء) والعظماء فحرام والفاعل والراضي به أثمان: لأنه عبادة الوثن وهل يكفر إن على وجه العبادة والتعظيم كفر وإن على وجه التحية لا وصار آثماً مرتكباً للكبيرة والملتقط التواضع بغير اللّٰه حرام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره“: ج۹،ص:۵۴۶)

مانگیں، اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی پوری اور قوی امید ہے۔(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۶/۱۳ھ)

**الجواب صحیح**:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

## اذان میں ”محمّدًا رسول اللّٰہ“ پر انگوٹھے چومنا:

(۲۴۶)**سوال**: مؤذن جس وقت ”أشهد أَنَّ محمداً رسول اللّٰه“ کہتا ہے، تو اس وقت بعض حضرات ہاتھ کے انگوٹھے میں دم کر کے آنکھ سے لمس کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار: مدھوبنی، (بہار) متعلّم جامعہ ہٰذا

**الجواب وباللّٰه التوفيق**: ایسا کرنا قرآن وحدیث یا آثار صحابہؓ اور تعامل تابعین وغیرہم سے ثابت نہیں، ایسا کرنے کو ضروری یا باعث ثواب سمجھنا بدعت میں شمار ہوگا، اور اس متعلق جو روایات ہیں وہ موضوع ہیں۔

”قال الإمام الجليل السيوطی: "الأحاديث التی رويت في تقبيل الأنامل

---

(۱) ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (سورة النساء:۱۷)

عن قتادة أنه كان يحدث: أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يقولون: كل ذنب أصابه عبد فهو بجهالة. عن قتادة: ”للذين يعملون السوء بجهالة“، قال: اجتمع أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فرأوا أن كل شيء عصي به فهو ”بجهالة“ عمداً أو كان غيره.

عن مجاهد في قوله: ”للذين يعملون السوء بجهالة“، قال: كل من عصى ربه فهو جاهل حتى ينزع عن معصيته. (محمد بن جرير الطبري: جامع البيان، ”سورة النساء:۱۷“: ج۸،ص:۸۹، رقم:۸۸۳۲-۸۸۳۳)

وقال عكرمة: أمور الدنيا كلها جهالة يعني ما اختص بها وحرج عن طاعة أدلة. (أبو حبان محمد بن يوسف، البحر المحيط، ”سورة النساء:۱۷“: ج۳،ص:۵۶۱)

(۲) سورة النساء:۴۸.

وجعلها على العينين عند سماع اسمه صلى الله عليه وسلم عن المؤذن في كلمة الإشهاد كلها موضوعات''.

علامہ جراحی کہتے ہیں ''ولم يصح في المرفوع من كل شيئ'' علامہ سخاوی نے ''المقاصد الحسنہ'' میں لکھا ہے: ''بل كله مختلف موضوع''.[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند
(۲/۱۴۰۶ھ)

## فاتحہ، درود، گیارہویں اور مزار پر سجدہ کرنے کی حقیقت:

(۲۴۷)**سوال**: (۱) فجر کی نماز کے بعد دعاء کرنے میں، الفاتحہ کہہ کر تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط﴾ پڑھ کر خوب بلند آواز سے سب کا درود پڑھنا اور اس کو ضروری سمجھنا، کہاں تک درست ہے؟

(۲) گیارہویں، بارھویں کی کیا حقیقت ہے اور اس کا رواج کب سے ہوا، کیا محبوب سبحانی اور دیگر اولیاء کرام نے اس کی اجازت دی ہے، کیا قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ہے؟

(۳) اولیاء کرام کے مزارات پر جانے کی کیا حقیقت ہے، سجدہ کرنا کیسا ہے؟ خصوصاً سجدے کی تعریف کرتے ہوئے یہ جواب دیا جائے، کہ اولیاء کے احترام میں یہ سب کچھ کیوں ناجائز ہے؛ نیز نماز جنازہ کے بعد فاتحہ ودعا اور چالیس قدم کے بعد فاتحہ دینا کیسا ہے؟

---

(۱)مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع أشهد أن محمد رسول الله من المؤذن لا يصح. (أحمد طاهر، تذكرة الموضوعات: ج۱،ص:۳۴)

مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمداً عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد نبيا، وذكر الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمداً رسول الله قال: هذا، وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي، ولا يصح. (شمس الدين، المقاصد الحسنة: ج۱،ص:۶۰۴)

(۴) تیجہ، دسواں، جنازہ کی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر فجر کی نماز کی طرح اس میں فاتحہ درود کرنا اور مسجد میں نماز جنازہ کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سجاد حسین قاسمی، بنگلور

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** درود شریف، گیارھویں، بارھویں اولیا کرام کے مزارات پر سجدہ کرنا نماز جنازہ کے بعد فاتحہ دعاء، تیجہ، چالیسواں، دعاء بعد جنازہ مخصوص اوقات میں، مخصوص طریقہ پر زیارت قبور فرقہ رضاخانیت کے مروجہ امور ہیں، شریعت اسلامیہ میں ان کا کوئی ثبوت نہیں؛ لہٰذا ان مروجہ طریقوں پر، ان امور کو انجام دینا، بدعت وخلاف شریعت ہے۔ تفصیل کے لئے ''اصلاح الرسوم'' حضرت تھانوی، ''فاتحہ کا صحیح طریقہ''، ''رضاخانیت کا تنقیدی جائزہ''، ''اعلیٰ حضرت کا دین''، ''مسئلہ ایصالِ ثواب'' وغیرہ اکابر دیوبند کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۱۱/۱۴۱۷ھ)

**الجواب صحیح**:
خورشید عالم
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم (من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ) متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ''باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

من تعبد للّٰه تعالىٰ بشيء من هذه العبادات الواقعة في غير أزمانها، فقد تعبد ببدعة حقيقة لا إضافية فلاجهة لها إلى المشروع، بل غلبت عليها جهة الإبتداع، فلا ثواب فيها. (أبو اسحاق الشاطبي، الاعتصام، ''فصل البدع الإضافية هل يعتد بها عبادات'': ج۲،ص:۲۶)

وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة. وفي رواية: وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج۲۳،ص:۲۴۱،رقم:۱۴۹۸۳)

ويكره عند القبر ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس إلا زيارة والدعاء عنده قائماً، كذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## جمعہ کے لئے مائک سے اعلان کرنا:

(۲۴۸)**سوال**: جمعہ کے دن گیارہ بج کر تیس منٹ پر مسجد کے مائک پر جمعہ کے لئے اعلان کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء کا کہنا یہ ہے، کہ یہ بدعت حسنہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شہزاد، مظفر نگر

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: فجر کے علاوہ میں نماز کی اطلاع دینے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے؛ تاہم متأخرین نے اس کی اجازت دی ہے اور اس کو اچھا سمجھا ہے، لوگوں کی سستی کو دیکھتے ہوئے؛ لہٰذا ضرورت کے وقت اتفاقاً ہو، تو کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد عمران گنگوہی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸/۱/۲۵ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......الباب الحادي والعشرون، في الجنائز، الفصل السادس: في القبر والدفن والنقل من مكان إلیٰ آخر‘‘: ج۱،ص:۲۲۷)

ولا يمسح القبر ولا يقبله ولا يمسه فإن ذلك من عادة النصاریٰ، كذا في شرح الشرعة. (أحمد بن محمد الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، فصل في زيارة القبور‘‘: ج۱،ص:۶۲۱)

لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرساً. (المظهري، التفسير المظهري، ’’سورة آل عمران:۶۴‘‘: ج۲،ص:۶۸)

(۱) (ويثوّب الخ) هو لغة مطلق العود إلى الإعلام بعد الإعلام وشرعاً هو العود إلى الإعلام المخصوص، قوله: (بعد الأذان) على الأصح لا بعد الإقامة كما هو اختيار علماء الكوفة، قوله: (في جميع الأوقات) استحسنه المتأخرون وقد روي أحمد في السنن والبزار وغيرهما بإسناد حسن موقوفاً علي ابن مسعود ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلوٰة: باب الأذان‘‘: ص:۱۹۸)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

## بروز جمعہ، جمعہ مبارک کا میسیج کرنا:

(۲۴۹)**سوال**: جمعہ کے دن لوگ جمعہ مبارک کا میسیج بھیجتے ہیں، تو کیا جمعہ مبارک کہنے سے جمعہ مبارک ہوتا ہے، یا پھر سنت کے مطابق عمل کرنے سے جمعہ مبارک ہوتا ہے، میں نے چند علماء سے معلوم کیا، تو ان کا کہنا ہے، کہ اس طرح کرنا صحیح نہیں ہے اور جس آدمی سے بحث ہوئی وہ بول رہے ہیں کہ میں نے بھی کچھ علماء سے معلوم کیا، ان کا کہنا ہے، اس طرح کہنا صحیح ہے؟

اسی طرح عید کے دن آپس میں ایک دوسرے کے گلے ملنا اور عید مبارک کہنا، مثلاً: آپس میں رشتہ دار ہیں، گھر بھی برابر برابر ہے، پھر بھی عیدگاہ میں گلے ملتے ہیں، عید مبارک کہتے ہیں، تو اس طرح کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نورالدین پرتاب گڑھ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق**: خوشی کے موقع پر خوشی کی درازی کی دعا کرنا اور غم کے موقعہ پر تسلی کے الفاظ کہہ دینا درست ہے؛ اس لئے جمعہ مبارک کہنا یا کوئی اور جملہ بطور دعا کہہ دینا درست ہے، مگر اس کو ضروری سمجھنا غلط ہے؛ البتہ عید کی نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنے کا عمل چونکہ اسلاف سے ثابت نہیں ہے؛ اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
**کتبہ**: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶/۹/۱۳ھ)

**الجواب صحیح**:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......واستحسن المتأخرون التثويب: التثويب هو الإعلام بعد الإعلام بحسب ما تعارفه أهل كل بلدة من الأذانين مثل الصلوٰة الصلوٰة قوموا إلى الصلوٰة وغيرهما وقال: إنه مكروه في غير الفجر، فيه حديثان ضعيفان أحدهما للترمذي وابن ماجه. (مجمع الأنهر في ملتقى الأبحر، ''كتاب الصلوٰة: باب الأذان'': ج۱، ص:۶۲)

(۱) عن جبير بن نفير قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا انفقوا يوم العيد يقول لبعض تقبل الله منا ومنكم، (الحاوي للفتاوى: ج۱، ص:۱۱۶)